قاضی نور اللہ شوشتری

کا

تجاہلِ عارفانہ

مولّفہ

توفیق احمد قادری چشتی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

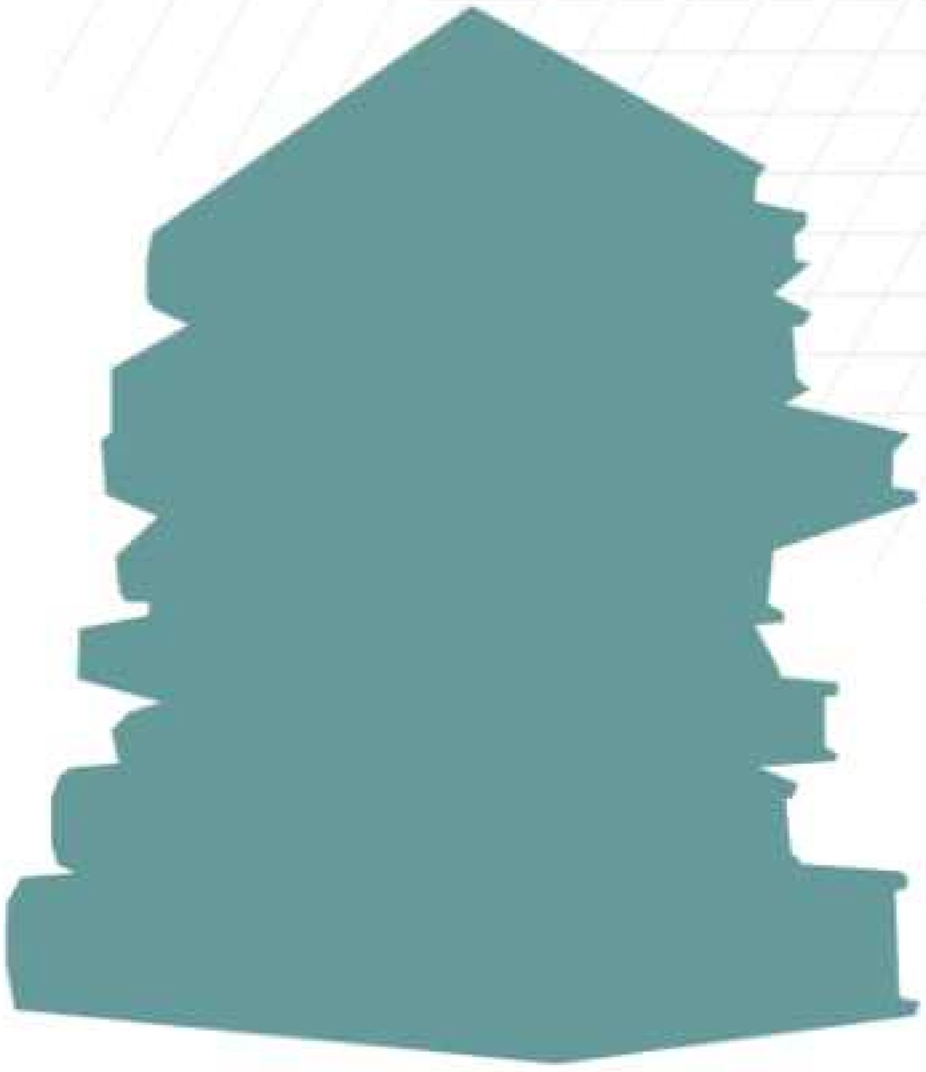

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو

قاضی نور اللہ شوشتری

کا

تجاہل عارفانہ

کیا مذہب شیعہ امامیہ میں متصوفین کا مقام یہود و نصاریٰ سے کم ہے؟

مؤلفہ

توفیق احمد قادری چشتی سہروردی امروہوی

ناشر

نیشنل بک ڈپو بازار گذری امروہہ ضلع جیوتی باپھولے نگر۔یوپی

Marfat.com

قاضی نوراللہ شوشتری ــ کا ــ تجاہل عارفانہ

@ جملہ حقوق طبع واشاعت بحق مؤلف محفوظ ہیں

129342

Qazi Noorullah Shoshtri Ka Tajahul Aarfana
by
Taufiq Ahmad Qadri Chishti Amrohvi

نام کتاب : قاضی نوراللہ شوشتری کا تجاہل عارفانہ

مؤلف : توفیق احمد قادری چشتی امروہوی، ساکن محلہ بچدرہ امروہہ،

ضلع جیوتی باپھولے نگر، یوپی، انڈیا-۲۴۴۲۲۱-فون: 05922-63937

ناشر : افتخار احمد جیلانی، نیشنل بکڈپو' بازار گذری، امروہہ، ضلع جیوتی باپھولے نگر

یوپی، انڈیا-۲۴۴۲۲۱

طابع : پرنٹ سنٹر' دریاگنج' نئی دہلی

سن طباعت : ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰۰۰ء

کمپوزنگ : افراح کمپیوٹر سنٹر D-15 بٹلہ ہاؤس' جامعہ نگر نئی دہلی 110025

قیمت : دوسو پچاس روپے (-/250)

تعداد : 250 (دوسو پچاس)

کتاب ملنے کے پتے

۱- نیشنل بک ڈپو، بازار گذری، امروہہ، ضلع جیوتی باپھولے نگر، یوپی-۲۴۴۲۲۱

۲- کتب خانہ انجمن ترقی اردو، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶

۳- قادری بکڈپو' بازار گذری امروہہ، ضلع جیوتی باپھولے نگر، یوپی-۲۴۴۲۲۱

۴- اعجاز پبلشنگ ہاؤس' ۱۹۱۷' کوچہ چیلان' دریاگنج' نئی دہلی ۲

Marfat.com

اغلاط نامہ

قاضی نور اللہ شوشتری کا تجاہل عارفانہ

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۹	۱۷	تاریخی	تاریخ
۲	۱۵	آخری	۵۶ھ	۱۵۶ھ
۳	۳۰	۲	نوارانی	نورانی
۴	۳۸	۲۳	باربا	باربار
۵	۴۱	۱۹	دلداری	دلدار علی
۶	۴۴	۱۴	کوئی پاسکتا	کوئی نہیں پاسکتا
۷	۴۹	۲۰	شیدید	شدید
۸	۵۰	۶	مجہول	مجہول الحال
۹	۵۰	۱۳	بند	بلند
۱۰	۶۱	۱۲	خورد	خرد
۱۱	۷۵	حاشیہ ۱	۱۱۵پریل	۱۵پریل
۱۲	۸۵	۱۶	رسول قبول	رسول مقبول
۱۳	۹۵	۵	مصری بھی اپنی	مصری اپنی
۱۴	۱۰۲	۱۶	برہانی	برہان
۱۵	۱۱۱	۵	قادری	قاری
۱۶	۱۶۶	۸۔۱۳	رسالہ بحث غیبت حضرت حجۃ	علامہ دلدار علی
۱۷	۱۹۰	۳	پلستی	پلشتی

حوالہ صفحہ نمبر ۱۰ سطر نمبر ۷ (نئی لائن کا اضافہ)

گویا علیؓ (زین العابدین) بن حسینؓ نے اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قاتل عبدالرحمٰن کے نام پر اپنے ایک صاحبزادے کا نام رکھ کر معاذاللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح کو رقص بسمل کی طرح تڑپادیا۔

جدول اولاد فاطمہ صلوٰت اللہ علیہا

Marfat.com

اغلاط نامہ

قاضی نور اللہ شوشتری کا تجاہل عارفانہ

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱۹۰	۴	و	وہ
۱۹	۱۹۰	۴	اس دن کا	اس دن ان کا
۲۰	۱۹۰	٦	دہریت	دہرپت
۲۱	۱۹۰	۷	پی کر	پھکو
۲۲	۱۹۰	۸	ہراک	راگ
۲۳	۱۹۰	۹	کوئی	گوئی
۲۴	۲۰۷	۱۷	بجم السماء	نجوم السماء
۲۵	۲۱۹	حاشیہ ۸	آصف الدولہ	آصف الدولہ کے
۲٦	۲۴۲	۱۳	مخدوم سید بن	بن مخدوم سید حسن
۲۷	۲۷۱	حاشیہ	حسینؑ	امام حسنؑ
۲۹	۲۸٦	۵	تصور	متصور
۲۹	۲۸٦	۱۴	دلدار	دلدار علی
۳۰	۲۹۰	۱۲	صوفی نہ وہ	صوفی نہ ہو
۳۱	۳۰۸	۱۷	خیر آبادی	نصیر آبادی
۳۲	۳۱۳	۹	علیہ	علیہ ماعلیہ
۳۳	۳۱۷	۲۳	کوئی	کوئی دقیقہ
۳۴	۳۳۵	۱۹	یہ	بہ
۳۵	۳۳۹	۲۲	مذہبی پنجے	مذہبی پنجے میں
۳٦	۳۴۵	۸	پیرو	پیر
۳۷	۳۴۵	۹	علما شیعہ امامیہ	علماء شیعہ امامیہ نے
۳۸	۳۴٦	۱۴	شیعہ ہوں مورخین	شیعہ مورخین
۳۹	۳۴۷	۲۴	دیون	دیوان
۴۰	۳۴۸	۲	پیچ	پیچ
۴۱	۳۴۸	۴	معمولی	بڑے
۴۲	۳۴۸	۱۸	دیون	دیوان
۴۳	۳۵۴	۱۸	احمیری	اجمیری

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو سراج السالکین قدوۃ العارفین محبّ الفقراء والغرباء حضور سیدنا مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی واسطی سہروردی القادری حنفی سنّی رحمۃ اللہ علیہ اور

آپ کی

وہ اولادِ مطہر جو آپ کے مذہب اہل سنّت والجماعت پر قائم ہے (کی)

بارگاہ قدسیہ

کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بندہ حقیر توفیق احمد قادری چشتی عفی عنہ

یکم ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

Marfat.com

قاضی نور اللہ شوشتری — کا — تجاہل عارفانہ

من پور قصابم سخنم پوست کشندہ است
من پوست کشم ہر کہ بباز ار من آید
(جلال قصاب)

ترجمہ اُردو: میں قصاب کا بیٹا ہوں میری بات ایسی ہے جس کی کہ اوپر سے کھال کھنچی ہوئی ہے یعنی صاف صاف ہے۔ میں ہر ایک کی جو میرے بازار میں آئے کھال کھینچ لیتا ہوں۔

یہ شعر حضرت جلال قصاب قدس سرہٗ العزیز کا ہے۔ ان روحانی بزرگ کا ذکر خیر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ محبت بھرے انداز میں اپنے مرید با اخلاص جناب سید امیر حسن علاء سجزی المعروف بہ خواجہ حسن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۶ھ) کے سامنے فرما رہے ہیں (دیکھو فوائد الفواد جلد پنجم مجلس ۱۷ صفحہ ۴۹۴ ترجمہ اردو محمد سرور مطبوعہ پاکستان)

میرا اس شعر کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں بھی ایک قصاب کی اولاد ہوں چاہے کہ میرا پیشہ نادر کتب فروشی ہے۔ میری بات کی ترجمانی اس شعر مذکور سے ہو جاتی ہے یعنی اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں ہے۔ ہر بات کے متعلق صاف صاف حوالے دیئے ہیں۔ کسی کو ناگوار گذریں میں اس کا قطعاً ذمہ دار نہیں۔ امروہہ کے دو شیعہ مع اپنے جملہ حواریوں کے میرے بازار میں انتہائی بیہودگی کے ساتھ داخل ہوئے لہٰذا ان کی کھال کھینچ کر حقیقت دنیا کے سامنے رکھدی گئی ہے۔

توفیق احمد قادری چشتی امروہوی

Marfat.com

فہرست عنوان

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	اظہار تشکر	8
۲	شجرہ نسب جدی شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ امروہہ	9
۳	جدول خاندان بنی فاطمہؓ	10
۴	شجرہ روحانیت سلسلہ سہروردیہ	15
۵	حالات شاہ ولایتؒ امروہہ	17
۶	لقب "ولی اللہ" کسی بھی غیر معصوم کو دینا از روئے مذہب شیعہ گناہ عظیم ہے	29
۷	پیری مریدی کے متعلق علماء شیعہ اثنا عشری کی آراء	30
۸	شاہ ولایتؒ امروہہ کا مذہب سنی ابن بطوطہ کے سفر نامہ سے بھی ثابت ہے	38
۹	تقیہ کے متعلق قاضی نور اللہ شوشتری کا فتویٰ	50
۱۰	مذہب اہل سنت والجماعت و مذہب شیعہ اثنا عشری کی قبور میں فرق	53
۱۱	لفظ وصال و عرس شاہ ولایت پر بحث	55
۱۲	امروہہ میں مذہب روافض کی کل بارہ مذہبی محافل ہوتی ہیں	62
۱۳	لقب شاہ ولایت کی بحث	83
۱۴	حالات مخدوم سید شرف الدین شاہ ولایت قدس سرہ	87
۱۵	مسئلہ تفضیل اور صوفیہ	109

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۶	شجرۂ طیبہ قادریہ چشتیہ صابریہ نظم	111
۱۷	شجرہ طیبہ خاندان قادریہ نظم	112
۱۸	شجرۂ طیبہ چشتیہ صابریہ نثر	113
۱۹	شجرۂ خاندان قادریہ نثر	115
۲۰	شجرہ نسب سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ	117
۲۱	خانوادہ سلسلہ تصوف کا بیان	119
۲۲	گروہوں کا بیان	122
۲۳	رسالہ خلاصۃ السلاسل مشائخین	125
۲۴	شجرہ روحانیت خاندان سہروردیہ	133
۲۵	محمد تقی خاں کے مکتوبات اور ان کے جوابات	134
۲۶	پہلا اعتراض افتراق بین المسلمین کا الزام	143
۲۷	علماء اسلام کے فتاوے در مذہب شیعہ امامیہ (روافض) کافر ہیں	145
۲۸	حضرت علی بھی سنّی تھے	176
۲۹	کیا رسول پاک شیعہ تھے؟	177
۳۰	خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر بحث	178
۳۱	محب اہل بیت مولانا عبد الرحمٰن جامی نقشبندیؒ کی شان میں گستاخی	192
۳۲	حضرت شاہ ولایت امروہہؒ کے صاحبزادے کا نام عبد العزیز	196
۳۳	تعویذ قبر اور لقب شاہ ولایتؒ	201
۳۴	کتابچہ لتہ حیض کا پوسٹ مارٹم	220
۳۵	ذکر فضائل واحوال مخدوم شاہ ولایتؒ	223
۳۶	لقب الشریف کا جواب	241
۳۷	الشریف کی بقیہ بحث	263
۳۸	سید بدر الدین شاہ ولایتؒ بدایونی کے شجرہ نسب پدری کو ایک شیعہ وکیل امروہوی نے مشکوک بنانے کی حرکت کی!	265

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
266	مذہب اہل سنت والجماعت میں بعض صوفیہ کو لقب شاہ ولایت سے ملقب کیا گیا' اس کی حیثیت	۳۹
267	ولایت اور ولی	۴۰
271	سلسلۃ الذہب کے ائمہ نے اپنی اولادوں کے نام خلفاء ثلاثہ کے نام مبارک پر رکھ کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا	۴۱
272	امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ماں کی طرف سے صدیقی ہیں	۴۲
285	پروفیسر حکیم محمد کمال الدین حسین ہمدانی کا تجاہل	۴۳
294	کمبل پوش کی تعریف والی احادیث تقیہ پر محمول ہیں	۴۴
304	مذہب شیعہ امامیہ میں تولا جب ہی تسلیم ہوگا جب تبرا ہو	۴۵
307	خواجہ خواجگان حضور سیدنا سید حسن معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۴۶
308	مذہب شیعہ میں سنیوں کو دھوکا دینا عین عبادت ہے	۴۷
309	خواجہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب	۴۸
312	حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب	۴۹
318	سلاسل تصوف کے تمام صوفیہ' فلسفہ وحدت الوجود والشہود کے قائل تھے اور ہیں	۵۰
333	امام الصوفیہ حضرت سیدنا مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کا مذہب حنفی	۵۱
336	حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بادشاہ سے آخری ملاقات	۵۲
355	حضرت سید مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامیؒ	۵۳
369	کتابیات	۵۴
380	اعلان ضروری	۵۵

Marfat.com

Prop. TAUFIQ AHMED QADRI CHISHTI Ph.: Amroha: 63937 Delhi: 6934984

نیشنل بک ڈپو۔ امروہہ۔ ضلع جیوتی با پھولے نگر
(ہر قسم کی قدیم قلمی و مطبوعہ نادر کتب کی خرید و فروخت کا مرکز)

NATIONAL BOOK DEPOT

Dealers & Govt. of India Suppliers :
ARCHAEOLOGICAL RARE ARTICLES, PRINTED RARE BOOKS
HISTORICAL MANUSCRIPTS, RARE COINS AND ANTIQUE ARTS
BAZAR GUZRi, P.O. AMROHA- 244221, DISTT, J.B.P. NAGAR (U.P) (INDIA)

Ref. No..................... *Dated*......................

اظہار تشکر

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کرم سے مجھے ایسے مخلص افراد ملتے رہے جن کی وجہ سے اس کتاب "قاضی نور اللہ شوشتری کا تجاہل عارفانہ" میں چار چاند لگ گئے۔ اس میں سب سے پہلے اپنے مخلص محترم بزرگ حاجی ریحان احمد عباسی امروہوی کا شکریہ ادا کرنا اولین فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے ادارے افراح کمپیوٹر سنٹر' بٹلہ ہاؤس 'اوکھلا' نئی دہلی میں بڑی لگن اور محنت سے کتاب کی کپوزنگ کرائی جگہ بہ جگہ اپنے مفید مشورے دیے اور جگہ جگہ مسودے کی اصلاح بھی کی۔ آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کا دین و دنیا میں بھلا کرے۔ آمین

ان کے بعد اپنے انتہائی مخلص احباب جناب حافظ مصباح احمد صدیقی امروہوی اور جنید اکرم فاروقی امروہوی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے متعلق تاریخی اشعار بڑے جذبے و خلوص کے ساتھ لکھ کر مجھے عنایت فرمائے اور جو مزید شکریے کے ساتھ شامل کتاب ہیں۔

۱۴۲۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء میں اس کتاب کی کتابت بہترین نستعلیق کے ساتھ حافظ محمد یونس صدیقی مرحوم و مغفور نے کی تھی۔ آپ نے اس کی تاریخ اشعار میں لکھی تھی جن کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین ثم آمین۔ میرے ایک صاحبزادے انوار صمدانی سلمہ نے اس کی پروف ریڈنگ میں میرا ہاتھ بٹایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حصول علم کے شوق میں اور اضافہ کرے۔ آمین

توفیق احمد قادری چشتی عفی عنہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے نہ وہ کسی سے مغموم ہوتے ہیں۔

(ترجمہ اُردو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔)

قبل اس کے کہ میں مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۸۶ء و ۱۴/۱۵/۱۶/ مئی ۱۹۸۶ء کے روزنامہ گرج مراد آباد میں شائع ہوئے اپنے مراسلے نقل کروں بہتر ہے کہ شاہ ولایت امروہہ" کا شجرۂ نسب و شجرۂ روحانیت نقل کردوں تاکہ کتاب کی زینت ہو جائے۔

شجرۂ نسب

سید حسن[1] شرف الدین شاہ ولایت ابن سید علی بزرگ بن سید مرتضیٰ بن سید ابوالمعالی بن سید ابوالفضل واسطی بن سید داؤد بن سید حسن بن سید علی بن سید ہارون بن سید جعفر بن امام علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی اکبر المعروف بہ زین العابدین بن حسین بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کے تمام آباد اجداد کرام سب کے سب سنّی المذہب تھے۔ اس کے ثبوت میں ایک جدول اولاد علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لے کر حضرت امام نقی رحمتہ اللہ علیہ تک تاریخی اسلام جلد اول مولفہ ذاکر حسین جعفری رمزی شیعی دہلوی سے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ اس جدول سے آپ اندازہ کریں کہ ان ائمہ دین نے صرف اپنی اولاد کے نام خلاف مذہب

---

[1] بعض مورخین امروہہ کے درمیان نام حسن و حسین میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض حسین بتلاتے ہیں، مورخ امروہہ مولانا محمود احمد عباسی، حسن کہتے ہیں۔ راقم الحروف عباسی صاحب کی تحقیق سے متفق ہے۔ حالانکہ آپ کی درگاہ کے گیٹ پر "سید حسین" لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

اہل تشیع رکھے۔

مثلاً عمرؓ۔ عثمانؓ۔ ابو بکرؓ۔ عبدالرحمٰنؓ۔ طلحہؓ و عائشہؓ وغیرہ۔ کیا آج دنیا کے شیعہ امامیہ اثناعشریہ اپنی اولاد کے اسمائے گرامی رام، سیتا، لچھمن، فرعون اور شداد رکھ سکتے ہیں؟ نام کے رکھنے کے متعلق بھی اسلام جائز اور ناجائز کا فتویٰ صادر فرماتا ہے۔ چنانچہ مذہب شیعہ کے عالم دین جناب سید حسین لکھنوی مجتہد دوم حدیقہ سلطانیہ میں نام عبدالرحمٰن رکھنے کو منع کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں:

"عبدالرحمٰن نام ہمنام ابن ملجم ملعون است"

جدول ملاحظہ فرمائیں

نمبر شمارہ	اسم مبارک	ولدیت	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	مدفن	اولاد	کیفیت
۱۔	محمد مصطفیٰ (ابوالقاسم) خیر البشر	والد عبداللہ والدہ آمنہ	۱۷ ربیع الاوّل ۱۰ ۵۷۰ء یوم جمعہ	۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ (عمر ۶۳)	مدینہ	آپ کی اولاد و ازواج کے نام پہلے لکھے جاچکے ہیں	بعض کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور ۲۸ صفر کو علالت سے انتقال کیا۔
۲۔	فاطمہ زہرا لقب بتول خیر النساء	والد محمد مصطفےٰ والدہ خدیجہ	۲۰ جمادی الثانی ۵ بعثت	۳۰ جمادی الثانی ۱۱ھ (عمر ۱۸)	مدینہ (جنت البقیع)	حسنؑ، حسینؑ، محسنؑ، زینبؑ، ام کلثومؑ	علیل رہ کر انتقال کیا۔

Marfat.com

۳۔	علی مرتضیٰ (ابوالحسن ابوتراب) القاب مرتضےٰ امیرالمومنین صدیق اکبر[1] اسداللہ الغالب	والد ابو طالب، والدہ فاطمہ بنت اسد	۱۳رجب ۶۰۰ء	۲۱رمضان ۴۰ھ (عمر ۶۳)	نجف	حسنؑ، حسینؑ، محسنؑ، زینب کبریٰ، زینب صغریٰ یعنی ام کلثوم محمد بن حنفیہ رقیہ عمر عباس جعفر عثمان عبداللہ محمد اصغر یعنی ابو بکر عبداللہ اصغر یحییٰ عون ام الحسن رملہ نفیسہ رقیہ صغریٰ ام ہانی امۃ الکرام جمامہ یعنی ام جعفر امامہ ام سلمہ میمونہ خدیجہ صغریٰ فاطمہ صغریٰ۔ عبداللہ اوسط۔ محمد اوسط۔ ام کلثوم صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ نقیہ	آپ کی نسل حسنؑ، حسینؑ، محمد بن حنفیہ عباس اور عمر سے جاری ہوئی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے تلوار زہر آلود حالت نماز میں مسجد کوفہ میں شہید کیا۔
۴۔	امام حسن مجتبیٰ (ابو محمد) لقب سردار اکبر ذکی، مجتبیٰ	والد علی مرتضےٰ، والدہ فاطمہ زہرا	۱۵رمضان ۳ھ	۲۸صفر ۹۴ھ (عمر ۴۷)	مدینہ (جنت البقیع)	زید حسن مثنیٰ۔ عمر قاسم عبداللہ۔ عبدالرحمٰن۔ حسین اثرم۔ عبداللہ اصغر اسمٰعیل۔ محمد یعقوب جعفر طلحہ مشہور بہ جواد حمزہ۔ ابو بکر۔ ام الحسن۔ ام الحسین رملہ فاطمہ کبریٰ۔ فاطمہ صغریٰ۔ ام عبداللہ۔ ام سلمہ۔ رقیہ۔	آپ کی نسل صرف زید اور حسن مثنیٰ سے جاری ہوئی۔ معاویہ نے حضرت کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کو لالچ دے کر زہر سے شہید کرایا۔

حاشیہ: [1] فاروق اعظم یعسوب المومنین۔ سیف اللہ

Marfat.com

۵-	امام حسین (ابو عبداللہ) لقب سبط خامس آل عبا سید الشہدا	والد علی مرتضٰے، والدہ فاطمہ زہرا	۳ یا ۵ شعبان ۴ھ	۱۰ محرم ۶۱ھ (عمر ۵۷)	کربلا	علی اکبر۔ علی اوسط ۱ یعنی امام زین العابدین، علی اصغر۔ عبداللہ محمد جعفر، فاطمہ، سکینہ، بعض نے فاطمہ صغرا اور زینب دو بیٹیاں اور لکھی ہیں۔	آپ کی نسل صرف امام زین العابدین سے جاری ہوئی شمر نے کربلا میں ذبح کر ڈالا۔
۶-	امام علی زین العابدین (ابوالحسن) لقب سجاد سید الساجدین	والد حسین، والدہ شہر بانو بنت یزدجرد	۱۵ جمادی الاول یا ۵ شعبان ۳۸ھ	۲۲ یا ۲۵ محرم ۹۵ھ (عمر ۵۸)	مدینہ (جنت البقیع)	محمد باقر، زید، عمرو، عبداللہ، حسن، حسین اکبر، حسین اصغر، عبدالرحمٰن، سلیمان، محمد اصغر، علی اصغر، خدیجہ، فاطمہ، علیہ، ام کلثوم، ملیکہ۔	آپ کی نسل امام محمد باقر عبداللہ زید، عمرو اشرف، حسین اصغر اور علی اصغر سے جاری ہوئی، ولید بن عبدالملک نے زہر دلوادیا۔
۷-	امام محمد باقر (ابو جعفر)	والد زین العابدین، والدہ ام عبداللہ فاطمہ بنت حسن	۳ صفر یا یکم رجب ۵۷ھ	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ (عمر ۵۷)	مدینہ (جنت البقیع)	جعفر صادق عبداللہ ابراہیم، عبداللہ اصغر علی، زینب، ام سلمہ	آپ کی نسل صرف امام جعفر سے جاری ہوئی ہشام عبدالملک نے ابراہیم بن ولید سے زہر دلوادیا۔

۱ یہ بنا بر مشہور لکھا گیا ہے۔ ورنہ اصل میں علی اکبر امام زین العابدین ہیں اور کربلا میں جو ۱۸ سالہ شہید ہوئے اور علی اکبر کہلاتے ہیں وہ علی اصغر ہیں اور جو طفل شش ماہیہ تیر کھا کر شہید ہوئے اور علی اصغر کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا نام عبد اللہ اصغر ہے۔

Marfat.com

۸-	امام جعفر صادق (ابو عبداللہ) لقب فاضل، صابر، طاہر	والد محمد باقر، والدہ اُمّ فروہ بنت قاسم محمد بن ابی بکر	۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ (عمر ۶۵)	مدینہ (جنت البقیع)	اسمٰعیل امام موسیٰ کاظم، عبداللہ افطح، اسحٰق، عباس، محمد علی، اُم فروہ، فاطمہ،	حضرت کی والدہ اُم فروہ بیٹی تھیں اسمہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی آپکی نسل موسیٰ کاظم، اسمٰعیل، علی محمد اور اسحٰق سے جاری ہوئی۔ منصور عباسی نے زہر دلوادیا۔
۹-	امام موسیٰ کاظم (ابوالحسن اول یا ماضی) عالم اور عبد صالح آپ کے القاب ہیں	والد جعفر صادق، والدہ حمیدہ بربریہ	۷ صفر ۱۲۸ھ	۲۵ رجب ۱۸۳ھ (عمر ۵۵)	کاظمین (بغداد)	علی رضا، ابراہیم عباس قاسم، اسمٰعیل، جعفر، ہارون، حسین، احمد، یعنی شاہ چراغ مدفون شیراز، محمد، حمزہ، عبداللہ، اسحٰق، عبیداللہ، زید، حسن، فضل، سلیمان، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغرا، رقیہ حکمیہ، رقیہ صغریٰ، کلثوم، اُم جعفر، لبابہ زینب، خدیجہ، علیہ آمنہ، حسینہ برہ کہمیہ، عائشہ، اُم سلمہ، میمونہ، ام کلثوم صغرا	آپ کی نسل علی، ابراہیم، اصغر، عباس، اسمٰعیل، محمد، اسحٰق، حمزہ، عبداللہ، عبیداللہ اور جعفر سے جاری ہوئی۔ ہارون رشید نے زہر دلوا دیا۔

Marfat.com

۱۰-	امام علی الرضا ابوالحسن ثانی	والد موسی کاظم، والدہ نجمہ	۱۱ یا ۲۱ ذی قعدہ ۱۴۸ھ	۱۳ ذیقعدہ یا ۱۷ صفر ۲۰۲ھ (عمر ۵۵)	مشہد (طوس)	محمد تقی، محمد قانع، ابو جعفر حسن، ابراہیم، حسین، عائشہ	مامون نے ۲۰۱ھ میں اپنا ولی عہد بنایا اپنی بیٹی ام حبیب کا نکاح آپ سے کر دیا۔ پھر زہر دیدیا۔ صرف امام محمد تقی سے نسل جاری ہوئی۔
۱۱-	امام محمد تقی ابو جعفر ثانی	والد علی رضا، والدہ سکینہ مریسیہ	۵ رمضان ۱۹۵ھ یا ۱۷ رجب ۱۹۵ھ	۱۰ ذیقعدہ ۲۲۰ھ (عمر ۲۵)	کاظمین (بغداد)	علی نقی موسی مبرقع، فاطمہ، امامہ	ام الفضل بنت مامون نے معتصم کے اغوا سے زہر دیدیا مامون نے حضرت سے اسکا نکاح کر دیا تھا دونوں بیٹوں سے نسل جاری ہوئی۔

Marfat.com

۱۲-	امام علی تقی (ابوالحسن ثالث) لقب ہادی متوکل فقیہ عالم	والد محمد تقی، والدہ سوسن	۱۵ ذی الحجہ یا ۲ رجب ۲۱۲ھ	۳ رجب ۲۵۴ھ (عمر ۴۲)	سامرہ (بغداد)	حسن عسکری، حسین، محمد، جعفر کذاب، عائشہ یا حکمیہ	امام علی نقی اور ان کے بیٹے حسن عسکری کو ملا کر عسکرین کہتے ہیں۔ آپ کو معتز نے زہر دلوادیا۔ آپکی نسل امام حسن عسکری اور جعفر کذاب سے جاری ہوئی۔

شجرہ روحانیت سلسلہ سہروردیہ

۱- حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بقول بعض ۲ ربیع الاول ۱۱ھ

۲- خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
وصال مبارک ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ نجف اشرف

۳- خیر التابعین حضرت شیخ حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز
۴۹ھ یا ۱۱۰ھ مدینہ جنت البقیع
شیعہ ان کو دشمن حضرت علی کرم اللہ وجہہ مانتے ہیں اور ان کے کفر والحاد کے قائل ہیں۔

۴- حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ العزیز وصال ربیع الثانی ۱۵۶ھ بصرہ

Marfat.com

شیعہ ان کے عقیدے کو فاسد مانتے ہیں۔ (دیکھو حدیقۃ الشیعہ مولفہ علامہ احمد اردبیلی المتوفی ۹۹۳ھ)

۵- حضرت شیخ خواجہ داؤد طائی قدس اللہ سرہ العزیز وصال ربیع الثانی ۱۶۵ھ بغداد شریف

۶- حضرت شیخ ابو محفوظ خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ وصال محرم ۲۰۰ھ

۷- شیعہ ان پر لعن طعن کرتے ہیں دیکھو کتاب شہاب الثاقب باب المطاعن معروف کرخی" مولفہ مولوی دلدار علی مجتہد اول نصیر آبادی۔

۸- حضرت شیخ الشیوخ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز وصال رمضان المبارک ۲۵۳ھ

۹- حضرت سیدالطائفہ شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ وصال ۲۹۷ھ مدفن بغداد شریف

۱۰- حضرت خواجہ شیخ ممشاد دینوری قدس سرہ العزیز محرم ۲۹۹ھ

۱۱- حضرت خواجہ شیخ احمد اسود دینوری قدس اللہ سرہ العزیز ذی الحجہ ۳۴۰ھ سمرقند

۱۲- حضرت خواجہ شیخ ابو محمد عمویہ قدس اللہ سرہ العزیز وصال رجب المرجب ۳۷۳ھ

۱۳- حضرت قاضی وجیہہ الدین قدس اللہ سرہ العزیز ۴۶۲ھ بغداد شریف

۱۴- حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز وصال ۵۶۳ھ۔ مدفن بغداد شریف۔ حدیقہ سلطانیہ کے صفحہ ۲۷۰ پر انکو سنّی لکھا ہے۔

۱۵- حضرت شیخ الشیوخ امام الطریقت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی صدیقی شافعی قدس اللہ سرہ وصال یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۴ء ذاکر حسین جعفری رمزی شیعی دہلوی نے اپنی تاریخ اسلام جلد پنجم میں ان کو کھلا سنّی شافعی لکھا ہے۔ حضرت شیخ المشائخ امام الصوفیہ سید حسن مخدوم شرف الدین نقوی واسطی سہروردی امروہوی۔ وصال مبارک بیست و یکم ماہ رجب ۷۳۹ھ یا ۷۸۳ھ مطابق ۱۳۳۸ء یا ۱۳۸۱ء

بعض روایات میں حضرت شاہ ولایت امروہہ کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۶۶۷ھ مطابق ۱۲۶۸ء کا مرید ہونا تسلیم کیا جاتا ہے اور بعض میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ

Marfat.com

صدر الدین نور اللہ مرقدہ المتوفی ۹۰۷ھ۔ مطابق ۹۰۳۱اھ کا بھی مرید بتلایا جاتا ہے۔ بعض روایت کے تحت حضرت کو اپنے والد محترم سید علی بزرگ[1] سہروردی کا مرید بھی بتلایا جاتا ہے۔

حالات شاہ ولایتؒ امروہہ

محلہ سٹی امروہہ کے ایک شیعہ اثنا عشری، حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نور اللہ مرقدہ کو شیعہ اثنا عشری ثابت کرنے کا ایک دورہ پڑنا شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان کے مراسلے مورخہ ۹/۱۵ اپریل ۱۹۸۶ء اور ۵ مئی ۸۶ء کے روزنامہ گرج مراد آباد کے شماروں میں شائع ہوئے تھے۔ چوں کہ احقر حضرت شاہ صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ کا روحانی اعتبار سے ان کا ہم مذہب اور ہم مشرب ہے اس لئے میری غیرت ایمانی اس کو برداشت نہ کر سکی۔ لہٰذا ان کے ہی ہم مذہب شیعہ مصنفین کی تصنیف کردہ کتب کی روشنی میں جواب لکھنے پر مجبور ہوا تاکہ لوگوں کے سامنے اصل حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے۔ چنانچہ یہ مراسلے روزنامہ گرج، مراد آباد کی مورخہ ۲۸/اپریل ۱۹۸۶ء اور ۱۴/ ۱۵/ ۱۶/ مئی ۱۹۸۶ء کے شماروں میں شائع ہوئے۔ امروہہ کے پڑھے لکھے طبقے نے اس کو بہت ہی پسند کیا۔ اور بعض بزرگوں کی فرمائش پر مزید چند تاریخی حوالوں سے مزین کر کے عوام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ مورخہ ۵/ مئی ۱۹۸۶ء کے 'گرج' مراد آباد کے شمارے میں ایک مضمون حضرت سید حسن شرف الدین نقوی سہروردی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۷۴۰ھ یا ۷۸۳ھ کو پھر شیعہ ثابت کرنے سے متعلق نظر سے گذرا۔ میرا ایک مضمون مورخہ ۲۸/اپریل ۱۹۸۶ء کے 'گرج' مراد آباد کے شمارے میں شائع ہوا

---

[1] بعض مورخین مثل سید امان علی نقوی و سید مستجاب احمد نقوی نے اپنی مؤلفہ کتاب "گلدستہ سادات امروہہ" میں شاہ ولایت امروہہ کو ان کے والد محترم سید علی بزرگ سہروردی" کا ہی مرید تحریر فرماتے ہیں مولف موصوف نے گلدستہ سادات ۶۴۳ صفحات پر زبردست علمی ثبوت کے ساتھ شاہ ولایت کا مذہب حنفی سنی تحریر کیا ہے۔ اس کتاب کا جواب شیعہ کیا دے سکتے ہیں گویا کہ یہ کتاب حرف آخر کا مقام رکھتی ہے مشہور ہے گھر کی بات گھر والا جانتا ہے۔ یہ کتاب ادارہ تحقیق و تالیف شاہ ولایت اکیڈمی پاکستان کراچی سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

تھا جس میں مذہب شیعہ اثنا عشریہ میں علم تصوف نہ ہونے کا ذکر تھا۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں معتبر و مستند کتب شیعہ کی عبارات مع حوالہ سپرد قلم کی تھیں مگر اس کا مہمل اور ناقابل اعتبار جواب یہ دیا گیا کہ

صوفیوں کی متعلق شیعہ کیا سمجھتے ہیں اور سنّی کیا؟

مذہب اہل سنت والجماعت کا تحقیقی دماغ رکھنے والا طبقہ شیعوں کے اس عقیدہ سے کماحقہ واقف ہے کہ مذہب شیعہ میں علم تصوف قطعی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے مذہب میں صوفی ہونے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔

علم تصوف اور صوفیوں کے رد میں علماء شیعہ اثنا عشری نے سیکڑوں کتب تصنیف کی ہیں۔ مثلاً ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی آنجہانی المتوفی ۱۱۱۱ھ کی عین الحیات۔

مجتہد اول مولوی دلدار علی آنجہانی المتوفی ۱۹ رجب ۱۲۳۵ھ مطابق ۳ ر مئی ۱۸۲۰ء جن کو شیعہ بعد انتقال غفران مآبؒ کہتے ہیں کی کتاب "ذوالفقار" مطبوعہ بحرین لدھیانہ پنجاب سے طبع ہو چکی ہے۔

ان ہی بزرگ کی دو کتابیں اور شامل کرلیں (۱) "صوارم الالٰہیات" (۲) "الشہاب الثاقب"۔

مجتہد دوم سید العلماء سید حسین لکھنوی المتوفی ۱۷ ر صفر ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ء کی حدیقہ سلطانیہ، جو مطبع سلطانیہ لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے۔

علامہ احمد اردبیلی آنجہانی المتوفی ۹۹۳ھ کی حدیقۃ الشیعہ اور نعمت اللہ جزائری کشمیری المتوفی ۱۱۱۲ھ کی انوار نعمانیہ۔

ابن الحسن الجیلانی ابوالقاسم المتوفی ۱۲۱۳ھ کی "بجامع التیشہات" مطبوعہ طہران ۱۳۱۱ھ

ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی آنجہانی المتوفی ۳۲۹ھ کی اصول الکافی

مرزا جعفر فصیح شاگرد ناسخ کی مثنوی برق لامع، جو مطبع سلطانیہ لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ مثنوی برق لامع کیوں عالم وجود میں آئی اور کس عالم دین شیعہ کے ایماء سے

Marfat.com

لکھی گئی۔ اس کی مکمل بحث ہماری اس تالیف تجاہل عارفانہ میں مطالعہ فرمائیں۔ کن کن علماء شیعہ اثنا عشری نے علم تصوف کے رد میں کتابیں لکھی ہیں اس کی مختصر روئیداد مذہب شیعہ کی مستند و معتبر کتاب "نجوم السماء" تالیف مرزا محمد علی لکھنوی جو ۱۳۰۳ھ میں لکھنؤ سے طبع ہو چکی ہے مطالعہ فرمائیں۔

احقر نے قاضی نور اللہ شوشتری آنجہانی متوفی ۱۸ جمادی الآخر ۱۰۱۹ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۶۱۰ء کی غلط بیانی سے متاثر ہو کر یہ تجاہل عارفانہ لکھی جو آپ کے سامنے ہے اس میں مذہب شیعہ کی تقریباً ۷۵ معتبر و مستند کتابیں مطبوعہ و مخطوطات سے ان حضرات صوفیہ کی شخصیت پر بحث ہے جن کو قاضی نور اللہ شوشتری صاحب نے اپنی کسی فریب کاری کی وجہ سے شیعہ لکھ دیا تھا۔ مگر علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے قاضی صاحب کے دامن علمیت کو جھنجوڑا تو قاضی صاحب بے اختیار پکار اٹھے کہ میں صوفیوں کے عقائد کو فاسد ہی تصور کرتا ہوں میں نے ان کو شیعہ اس لئے لکھا ہے کہ آنے والی نسلیں دھوکہ کھا کر شیعہ ہو جائیں۔ اللہ کی مخلوق بہت نہ سہی کچھ نہ کچھ تو ان کا مذہب شیعہ سمجھ کر شیعہ ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں "تحفہ اثنا عشریہ" مؤلفہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فاروقی دہلوی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۱۲۳۹ھ کا باب ثانی فصل دوم کید چہل و ہشتم صفحہ ۹۷ ترجمہ اردو مولانا عبد المجید خاں مطبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی ملاحظہ فرمائیں۔

> "بعض نے ان کے علماء مشہور سے ایک کتاب تصنیف کر کے اس میں لکھا ہے کہ اکثر مشائخ اور علماء اہل سنت کے امامیہ مذہب ہوئے ہیں بظاہر پردہ رکھتے تھے۔ اسی قسم سے ہے کتاب وفات 'الاعیان الشیعہ' تالیف ایک عالم عراق کی ہے۔ اس میں بایزید بسطامیؒ اور معروف کرخی اور شفیق بلخی اور سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ مشائخ مشہورین اہل سنت کو امامیہ میں شمار کیا ہے اور ان کے اقوال اور کلام سے بہتان اور بناوٹ کی باتیں نقل کی ہیں کہ صریح دلالت کرتی ہیں یہ بزرگ فرقہ امامیہ سے تھے اور مناقب اور محاسن اور کرامتیں ان

Marfat.com

سب کی اس میں لکھی ہیں اسی جنس سے ہے کہ کتاب مجالس المومنین تالیف قاضی نور اللہ شوشتری کی جس میں بہت بہت یہ مناقب وغیرہ موجود ہیں ایک شخص نے علماء ہرات سے کہ اس کا ہم مذہب تھا اس نے بطریق نصیحت کہا کہ اس کتاب میں روایت اور حکایات اور نقل اخبار سے جو کچھ بھرا ہے واقع اور ثقات شیعہ اور سنّی دونوں کے نزدیک بے اصل اور باطل ہے۔ کتب تواریخ واخبار میں اصلاً ان کا نشان واثر ہے۔ قاضی نے جواب دیا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں لیکن میری غرض یہ ہے کہ جو کوئی اس کتاب میں یہ روایات وحکایات دیکھے گا یا کسی مخبر سے جس نے اسے دیکھا ہو سنے گا ضرور لوگوں سے بس نادر اور غریب ہونے سے خوب پھیل جائیں گی اور رفتہ رفتہ مروی کتابوں میں داخل ہو جائیں گی۔ شہرت پائیں گی فراخی فرق شیعہ کی اور بڑھ جائے گی۔ اہل سنت کے ذہنوں میں شبہ پڑ جائے گا اگر محقق اہل سنت کے گوش قبول سے نہ سنیں گے تو کیا تھوڑے بہت لوگ عوام اہل سنت کے ضرور ان کے اختلافات روایات پر لحاظ وقیاس کریں گے چنانچہ متاخرین علماء شیعہ عراق اور خراسان کے متفق ہیں اس بات پر کہ جو کچھ مجالس المومنین میں ہیں سب مخترعات قاضی کا ہے۔"

مورخہ ۵ رمئی ۱۹۸۶ء کے "گرج" میں مضمون نگار نے صرف ذاتیات سے کام لے کر اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی ہے اور مثل مشہور کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے پر پورا عمل کیا ہے۔

مضمون نگار علمی دنیا سے واقف نہیں ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ان کو علم سے تعلق نہیں تو مبالغہ نہ ہو گا۔

یہ شخص یہ نہیں بتلا سکتا کہ علم تصوف آخر ہے کیا چیز' صوفی کسے کہتے ہیں' پیری مریدی کیا شے ہے؟ یا صوفیہ میں کتنے سلسلے ہیں' اس مضمون میں کسی دوسرے صاحب کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے جو قانونی موشگافیوں سے کام لے رہے ہیں مگر وہ بھی

Marfat.com

علمی دنیا میں قطعی ناکارہ ہیں۔ مضمون نگار کا ذہن تعصب کی زنجیروں سے مکمل جکڑا ہوا ہے۔ جب آدمی اس مہلک مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے حلق سے یا قلم سے حق بات صادر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ شخص شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم تعلیم سے کوسوں دور ہے کہ ایک مسلمان اچھے کردار سے اچھا ہوتا ہے اور بُرے کردار سے بُرا ہو جاتا ہے خواہ وہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سے کیوں نہ ہو۔ مضمون نگار نے مجھ پر رکیک حملوں کی بھرمار کی ہے۔ کہیں مجھے مسٹر اوک کی صف میں کھڑا کیا ہے اور کہیں شیطان بتلاتا ہے جو ایک اخلاقی و قانونی جرم بھی ہے۔ مگر ان سب باتوں کا ایک ہی جواب ہے کہ مضمون نگار اپنی صورت و سیرت اپنے ہی مذہب شیعہ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمالیں تو بہتر ہے۔

میں اب شاہ ولایتؒ امروہوی کا مذہب حق سنّی حنفی ثابت کرنے سے آپ کی مختصر سوانح حیات کی طرف اپنے قلم کا رخ موڑتا ہوں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی آجائے۔ مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی واسطی امروہوی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سلسلۃ الذہب کے امام روحانیت جناب علی نقی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۳ر رجب المرجب ۲۵۴ھ کی نسل پاک میں سے تھے۔ جو خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم و چراغ تھے اور سلسلہ تصوف میں حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی صدیقی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۶۳۲ھ سے بیعت اور آپ کے خلیفہ تھے۔ حضرت شیخ موصوف رحمتہ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت حضرت شیخ المشائخ غوث الاعظم سید عبدالقادر نور اللہ مرقدہ متوفی ۵۶۲ھ سے بھی پایا تھا جیسا کہ حافظ ارشد صاحب نے اپنے دیباچہ ترجمہ اردو عوارف المعارف میں لکھا ہے۔ علاوہ ازیں امروہہ کے محقق جناب علامہ سید نہال احمد نقوی حنفی سنّی ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج امروہوی المتوفی ۵ر اپریل ۱۹۶۷ء) نے اپنی کتاب نفس مناظرہ المعروف بہ مباحث سنّی و شیعہ جلد دوم میں بھی یہی لکھا ہے۔

اس اعتبار سے اگر ہم سلسلہ سہروردیہ کے بزرگوں کو قادری بھی کہہ دیں تو

Marfat.com

غیر مناسب نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے میں کافی اختلافات ہیں۔ آپ کا مزار مقدس امروہہ میں بجانب بجنور روڈ مرجع خاص وعام ہے۔ امروہہ سے باہر درگاہ بچھووالی زیارت شریف کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ آپ کی خاص کرامت یہ ہے کہ آپ کے مزار اور آپ کے احاطہ درگاہ میں بچھو نیش زن نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں کسی بھی قسم کے حشرات الارض کسی کو گزند نہیں پہنچاتے۔

آپ کا عرس مبارک ہر سال ۱۸ ررجب المرجب سے ۲۱ ررجب المرجب تک ہوتا ہے جس میں ایک شب مجاوروں کی اور دوسری شب امروہہ کے تیلیوں کی اور تیسری شب امروہہ کے ہندو خاندان یعنی کائستھوں کی اور چوتھی امروہہ کے قصاب برادری کی ہوتی ہے۔ بعد مغرب جنگلہ شاہ ولایت میں صرف حفاظ کرام پنج آیت جس کو اصطلاح صوفیہ میں قل کہتے ہیں پڑھ کر مجمع وہاں کا برخاست ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ شیعی مورخ جناب رحیم بخش امروہوی اپنی تاریخ واسطیہ کے صفحہ ۵۱ و ۵۲ پر لکھتے ہیں:

> عرس جناب مخدوم شاہ ولایت کا تین روز رجب میں ہوتا ہے ۱۹ ر تاریخ کی صبح سے ۲۱ تاریخ تک تاوقت شام بہت مجمع ہوتا ہے خصوصاً تاریخ ماہ مذکورہ کی یہ تاریخ وفات آنجناب ممدوح کی ہے۔
>
> یہ عرس جناب شاہ ولایت کی اولاد میں سے دیگر سادات میں کوئی نہیں کرتا۔ سوائے سادات کے اور لوگ کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک تاریخ میں مجاور اس درگاہ کے جو کچھ اہتمام روشنی نوبت وغیرہ کا ہوتا ہے کرتے ہیں دوسری تاریخ میں بڑھ تلے والے کایست صرف معمولی روشنی وغیرہ کا کرتے ہیں تیسری تاریخ میں تمام شہر کے قصّاب صرف معمولی کے چاول مثل پلاؤ کے پکوا کر وہاں تقسیم کرتے ہیں سوائے ان کے اور دیگر عوام الناس بھی تاریخ مذکور میں ایسا عمل کرتے ہیں اور ۲۱ ر تاریخ مذکور کو اکثر حفاظ شہر بعد نماز مغرب قل پڑھتے ہیں بعد قل پڑھے جانے کے کل مجمع وہاں کا برخاست ہوجاتا ہے۔"

129342

Marfat.com

امروہہ کے سنّی و شیعہ مورخین شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کو لقب "مخدوم" اور لقب "شرف الدین" لقب "شاہ ولایت" سے یاد کرتے ہیں۔ یہ القاب خاص اصطلاحات صوفیہ میں سے ہیں کسی غیر سنّی کے لئے استعمال نہیں کئے جاسکتے نہ کسی شیعہ عالم دین کے متعلق کسی معتبر کتاب میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت سید حسن رحمتہ اللہ علیہ کو شرف الدین کہتے ہیں۔ یہ نام نہیں بلکہ لقب ہے۔ علی عباس نقوی شیعی محمد عسکری ابو الفاروق ساکن محلہ جعفری امروہہ کے صاحبزادے ہیں اور اب دہلی پبلک لائبریری کے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں آپ کے والد محترم نے سید شاہ موصوف کو شیعہ ثابت کرنے سے متعلق ایک کتاب "آفتاب صداقت" ۱۴راگست ۱۹۳۳ء کو شائع کی تھی۔ راقم الحروف نے اس کتاب کے ایک ایک حرف کا مطالعہ کیا ہے یہ ہمارے ذاتی کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ اس کتاب میں کوئی بھی دلیل ایسی نہیں پائی جاتی جو شاہ صاحب موصوف کو شیعہ ثابت کرتی ہو۔ مصنف کو چاہئے تھا کہ پہلے اپنے مذہب شیعہ کے ائمہ معصومین کی احادیث سے علم تصوف کا اثبات فرماتے مگر ایسے ثبوت سے کتاب بالکل خالی نظر آتی ہے جبکہ محمد عسکری صاحب کے ذاتی کتب خانہ میں مذہب شیعہ کی کتب کافی تعداد میں موجود تھیں۔ انہوں نے ان کو کھول کر پڑھنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کی۔ اگر موصوف مذہب شیعہ کی ان کتب کا مطالعہ فرمالیتے جن میں رد تصوف ہے تو شاید شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کو ہرگز ہرگز وہ شیعہ ثابت کرنے کی ہمت نہ فرماسکتے تھے۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ علی عباس صاحب امروہوی "تعارف سادات امروہہ دہلی" کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں۔

"شرف الدین دراصل نام نہیں بلکہ لقب ہے اور صوفیائے کرام اس لقب سے ملقب بھی رہے ہیں۔"

حضرت سید حسن مخدوم شرف الدین شاہ ولایت نقوی واسطی سہروردی مذہباً سنّی حنفی مشرباً سہروردی قادری تھے۔ آپ کا خاندان عالی وقار بغداد پر تاتاری اور چنگیزی حملوں کے دوران وارد ہندوستان ہوا۔ جیسا کہ مولانا محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب "تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے۔ اس امر کو سب ہی سنّی و شیعہ مورخین امروہہ

Marfat.com

تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔

مورخین اسلام یہ بات تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں کہ ابتداءً تاتاری اور منگول اسلامی عقیدہ نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ کھلے کافر تھے۔ان تاتاری اور منگولوں کے یہ حملے بغداد پر چھٹی صدی ہجری سے شروع ہوگئے تھے جیسا کہ شاہ معین الدین احمد ندوی تاریخ اسلام حصہ چہارم خلافت عباسیہ جلد دوم صفحہ ۳۵۸ پر لکھتے ہیں:

"تاتاری چھٹی صدی ہجری کا آغاز ساری دنیائے اسلام خصوصاً وسط ایشیا کی اسلامی حکومتوں کے لئے انتہائی ہولناک دور تھا۔اسی زمانہ میں وحشی تاتاریوں کا طوفان اٹھا اور ترکستان سے لیکر وسط ایشیاء اور روس تک چھا گیا اور چند برسوں کے اندر مشرق کے سارے اسلامی ملکوں کو زیروزبر کرڈالا۔بے شمار مسلمان بھیڑ بکری کی طرح ذبح کرڈالے گئے۔سیکڑوں بڑے بڑے شہر خاک کا ڈھیر ہوگئے اور وسط ایشیا کا پورا علاقہ جو تہذیب وتمدن کا گہوارہ تھا بالکل ویران ہوگیا۔دنیائے اسلام پر ایسی تباہی کبھی نہ آئی تھی مشرق سے لیکر مغرب تک خاک اڑنے لگی۔"

تاتاری اور چنگیزی فرقے کے یہ حملے بڑے شدید تھے۔رات دن سنّی علماء اور صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگی کی تمام راہیں دشوار کردی گئی تھیں اسی وجہ سے سنّی علماء اور صوفیہ کا طبقہ وارد ہندوستان ہوا۔دنیائے اسلام کے معروف ومعتبر مورخ جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم امروہوی اپنی کتاب "مقالات" کے صفحہ ۱۴۳۔اور حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۱۰۵۲ھ۔۱۶۴۲ء کے صفحہ ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

"بدایوں کی علمی فضا کو جس واقعہ سے چار چاند لگے وہ فتنہ منگول تھا۔جب وسط ایشیا میں منگولوں کا طوفان کف بردار اٹھنا شروع ہوا تو وہاں کے اکابر علماء کی ایک کثیر تعداد ہندوستان کی طرف رجوع کرگئی۔"

Marfat.com

محقق اعلیٰ جناب محب الحسن پروفیسر شعبہ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اپنی مرتبہ کتاب "کشمیر سلاطین کے عہد میں" کے صفحہ ۳۴۷ پر تحریر فرماتے ہیں:

"چودھویں صدی میں سادات کی ایک کثیر تعداد پہلے تو منگولوں اور بعد میں تیمور کے عتاب سے محفوظ رہنے کے لئے کشمیر میں پناہ گزیں ہوئی تھی۔"

اس دور پر فتن تاتاری اور ہلاکو میں شہر بغداد شیعوں کے لئے ایک جنت بنا ہوا تھا۔ مستعصم باللہ عباسی نور اللہ مرقدہ متوفی محرم ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء کی حکومت کو شیعی وزیر موید الدین علقمی آنجہانی المتوفی ۶۵۶ھ۔ ۱۲۵۸ء اور ان کے دوسرے ہم مذہب ساتھی شری نصیر الدین محقق طوسی آنجہانی المتوفی ۶۷۲ھ۔ ۱۲۷۳ء کی ریشہ دوانیوں کی بدولت یہ حکومت تخت و تاراج ہو گئی۔ جیسا کہ تاریخ اسلام حصہ چہارم عباسیہ جلد دوم صفحہ ۴۰۰ پر پروفیسر شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں:

"لیکن ابن علقمی کی خوش قسمتی سے مشہور شیعی فلسفی اور عالم ریاضی خواجہ نصیر الدین طوسی کو ہلاکو کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل تھا۔ ہلاکو کے دل میں اس کی اتنی منزلت تھی کی وہ اس کے ہر مشورے پر عمل کرتا تھا۔ اس نے یہ کہہ کر ہلاکو کی ہمت بڑھائی۔ "عادت اللہ دریں عالم چنیں قرار گرفتہ کہ امور بر مجاری طبیعت عالم باشد۔ مستعصم باللہ در شرف نہ یحییٰ بن زکریا میرسد نہ بہ حسین بن علی این دوراماوی بہ تیغ سر بریدند چناں ہم چناں بر قرار ست۔"

علقمی اور محقق نصیر الدین طوسی ریشہ دوانیوں کو اشرف حسین شیعی ایڈووکیٹ آنریری جنرل سکریٹری ادارہ تنظیم ملت لکھنؤ اپنی کتاب "تحفظ شیعیت" صفحہ ۳ بعنوان "نذر عقیدت" لکھتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں۔

"میں اس ناچیز تصنیف کو مشہور زمانہ فلسفی محقق طوسی علیہ الرحمتہ اور عباسی حکومت کے آخری خلیفہ کے وزیر اعظم ابن العلقمی علیہ الرحمتہ کی بارگاہ میں بصد خلوص پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن

Marfat.com

کے ذہن رسا نے آخر کار ایسا راستہ اختیار کیا جس نے بے گناہ شیعوں اور بے خطا سادات کے مسلسل قتل و غارت کرنے والی ظالم و جابر عباسی حکومت کو بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دیا آج ہم ان حضرات کے بتلائے ہوئے راستہ پر چل کر ہندوستان میں شیعوں اور شیعیت کا تحفظ کر سکتے ہیں خداوند عالم ہم کو ان حضرات کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔"

یکم نومبر ۱۹۶۹ء سید اشرف حسین ایڈوکیٹ

ناظرین کرام مذہب شیعہ کے وکیل موصوف کے ایک ایک جملے پر غور و فکر کریں جب تاتاری بغداد میں گھس گئے چالیس روز تک بچوں اور عورتوں بوڑھوں کا بے دریغ قتل عام کیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ بغداد کی بیس لاکھ آبادی تھی جس میں سولہ لاکھ آبادی کو قتل و غارت کر دیا گیا۔ بغداد میں تاتاری تسلط ہونے کے بعد سادات کے قتل کی حفاظت کی گئی جیسا کہ ذاکر حسین جعفری رمزی شیعی دہلوی اپنی کتاب تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں:

"اس قتل عام میں سادات کی حفاظت کی گئی تھی"

عارف باللہ جناب شرف الدین شیخ مصلح الدین سعدی سہروردی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۶۹۱ھ ۔ ۱۲۹۲ء نے مستعصم عباسی رحمتہ اللہ علیہ کے اس حادثہ خوں ریز کے سانحہ پر عربی و فارسی میں مراثی لکھے ہیں جو آپ کی کلیات میں موجود ہیں حضرت شیخ سعدی[1] رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت شیخ شہاب الدین بن عمر سہروردی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اپنی کتاب مجالس المومنین میں شیعہ لکھا مگر قاضی صاحب کاردان کے ہی ہم مذہب جناب مرزا محمد تنکابنی نے اپنی تصنیف "قصص العلماء مطبع ایران صفحہ ۳۰۵ پر لکھا ہے۔

"چناں کہ قاضی نور اللہ در کتاب مجالس ذکر نمودہ گویند کہ خواجہ بشیر از رفت و در بالا خانہ منزل کرد۔ پس سعدی شنید کہ خواجہ آمدہ بدین

۱۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی پیدائش ۵۸۱ھ مطابق ۱۱۷۵ء

Marfat.com

اوازپلہ غرف خواست بالارود پلہ پلہ علی گویاں قدم پر میداشت ومی گذاشت چوں بحضور خواجہ رسید سلام کرد خواجہ پُرسیدند کہ توشیخ سعدی ہستی گفت آری خواجہ ازوی پرسید کہ توچہ مذہب داری سنّی ہستی یاشیعہ گفت من شیعہ ام خواجہ فرمود کہ اگر شیعہ بودی چراخلفاء رامدح کردی سعدی عرض کرد کہ تقیہ کردم خواجہ فرمود زمانی مامستعصم عباسی راکشتم توازکہ تقیہ کردی وچراازبرائےاومرثیہ ساختی نہ گفتی آسمان راحق بود گرخون بیارد بزمین در عزای ملک مستعصم امیرالمومنین سعدی جوابی نداشت خواجہ امر فرمود کہ پاہای اور ابفلک بستند وآں قدر چوب زدند کہ بدنش درزیر ریزہائی چوب پنہاباشد پس اورابدوش کشیدند وبمنزلش بردند ہفت ہشت روز زندہ بود تقریباً ازآں پس روحش باروح مستعصم عباسی ہم آشیاں شود بعضی نوشتاند کہ صدوده سالہ عمرکردہ بعضی اوراشیعہ می دانشتند مانند قاضی نوراللہ درکتاب مجلس ووالد ماجدم در مجموعہ وجنگی نوشتہ کہ سالہا در تشیع شیخ سعدی تامل داشتم تا اینکہ معلوم شد کہ او شیعہ بودواشعاری از ودر تشیع نقل کردہ مؤلف کتاب گویند کہ ایں افسانہ است واوسنّی بود۔"

اس کا اردو ترجمہ مذہب شیعہ کے معتبر رسالہ عرفان کے ایڈیٹر ذاکر حسین اختر موضوع بھریلی ضلع انبالہ ماہنامہ فروری ۱۹۴۳ء جلد ۲ صفحہ ۲۰ سے نقل کیا جاتا ہے:

"خواجہ نصیر الدین شیخ سعدی کے متعلق کہتے ہیں کہ ایک دفعہ محقق علیہ الرحمہ شیراز میں تشریف لائے اور بالاخانے پر مقیم ہوئے شیخ سعدی بھی ان کی خبر سنکر ملاقات کے لئے پہنچے اور یا علی یا علی کہتے ہوئے زینے طے کرنے لگے سلام کیا۔ خواجہ نے پوچھا تم شیخ سعدی ہو عرض کی ہاں فرمایا کہ کیا مذہب رکھتے ہو سنّی یا شیعہ اس نے جواب دیا کہ میں شیعہ ہوں فرمایا کہ اگر شیعہ ہو تو خلفاء کی مدح کیوں کی شیخ

Marfat.com

بولے تقیہ فرمایا مستعصم باللہ عباسی کو قتل کیا گیا تو کس کے لئے تقیہ کیا
اور کیوں اس کا مرثیہ لکھا شیخ کو جواب نہ بن آیا اس سکوت پر دروں کا
حکم دیا تعمیل حکم فوراً ہوئی سعدی کو اٹھا کر اس کے مکان پر لے گئے اور
وہ اس واقعہ کے بعد سات یا آٹھ دس دن زندہ رہا بھی کہا گیا کہ سعدی
نے اپنی کسی تحریر میں معصوم کی طرف ایک غلط قول منسوب کیا تھا
اس لحاظ سے محقق نے اسے حد قذف لگائی واللہ اعلم شیخ کو قاضی نوراللہ
شوشتری علیہ الرحمہ نے شیعہ لکھا ہے صاحب قصص العلماء لکھتے ہیں کہ
میرے والد ماجد نے مجموعہ میں تحریر کیا ہے کہ مجھے برسوں شیخ سعدی
کے تشیع میں شک رہا حتی کہ مجھے اس کا تشیع واضح ہو گیا یہ لکھ کر ان
کے چند شعر بھی لکھے ہیں لیکن میں کہتا ہوں یہ محض افسانہ ہے وہ
بلاشبہ سنّی تھا۔"

اس دور چنگیزی میں شہر بغداد میں مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی کھلی تبلیغ ہو رہی تھی۔ تاریخ اسلام میں اس وزیر ابو طالب مؤید الدین محمد بن احمد علقمی اسدی المتوفی ۶۵۶ھ کو "نمک حرام" جیسے حقارت آمیز جملے سے نوازا گیا ہے۔ مورخین اسلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی موت کتے کی طرح ہوئی۔ دیکھو تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی۔

اس دور پُر فتن میں جب سنّی علماء و صوفیہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو تہہ تیغ کیا جا رہا تھا شاہ ولایتؒ صاحب موصوف کا خاندان ملک عراق کے ایک قریہ واسط سے ہندوستان آیا اور تبلیغ اسلام میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہو گیا۔ اس واقعہ کو سنّی و شیعہ اور غیر، مورخین سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ بعض مورخین شیعہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولایت نوراللہ مرقدہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی صدیقی نوراللہ المتوفی ۶۳۲ھ۔۱۲۳۴ء سے بیعت اور آپ کے خلیفہ تھے اور بعض شیعہ یہ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب موصوف۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی نوراللہ مرقدہ المتوفی ۶۶۷ھ۔۱۲۶۸ء سے بیعت اور ان کے خلیفہ تھے یہ خیال محترم ماسٹر مختار حسین

Marfat.com

نقوی صاحب امروہوی کا ہے جیسا کہ اخبار "دیرار جن دہلی" کے ۲۵ر نومبر ۱۹۷۶ء کے شمارے سے ظاہر ہوتا ہے۔

کوئی بھی سنّی و شیعہ یہ کہنے کو تیار نہیں کہ شاہ ولایت امروہہ کسی کے مرید نہیں تھے۔ سب سنّی و شیعہ تسلیم کرتے ہیں کہ شاہ صاحب سلسلہ سہروردیہ میں بیعت اور خلیفہ تھے۔ ہمارے مخاطب مضمون نگار بھی یہی تسلیم کرتے ہیں کہ شاہ صاحب موصوف نور اللہ مرقدہ "صوفی مشرب" ولی اللہ اور سلسلہ سہروردیہ میں بیعت تھے اب کون ناواقف عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ شاہ ولایت شیعہ امامیہ اثنا عشریہ تھے مضمون نگار نے مجھ سے آپ کے مذہب حنفی سنّی ہونے کا ثبوت آپ کے دور کی کسی کتاب سے طلب کیا ہے۔ صاحب مضمون کو یہ تسلیم ہوچکا ہے کہ شاہ صاحب موصوف سلسلہ سہروردیہ میں مرید تھے تو کیا اب بھی ان کے سنّی ہونے میں شک کیا جاسکتا ہے؟

لقب ولی اللہ کسی بھی غیر معصوم کو دینا ازروئے مذہب شیعہ گناہ عظیم ہے

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ لقب "ولی اللہ" کسی بھی غیر معصوم کو شیعی فقہ کی رو سے دینا جائز ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مذہب شیعہ کے معتبر و مستند آرگنائزر "اصلاح" ماہ ربیع الثانی کے شمارے ۱۳۲۶ھ صفحہ ۴۴ پر لقب "ولی اللہ" کے بارے میں ایڈیٹر مولانا علی حیدر اپنا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

> "شیعوں کو اہل سنت والجماعت سے جہاں بہت سی شکایتیں ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ ولی اللہ لقب جو القاب مخصوصہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ہے غصب کر کے ہر فاسق و فاجر کو دیا گیا ہے اور نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ بتائے گئے جن کے ناپاک وجودوں سے زمین کانپتی ہے۔"

یہ ہے ایک گستاخانہ حوالہ جس کو پڑھ کر اہل علم خود فیصلہ کریں کہ اولیائے کرام کیا شیعہ ہوسکتے ہیں؟ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

Marfat.com

کی جماعت نورانی میں اکثر حصہ سادات فاطمی علوی کا ہے ان کے وجود پاک کے لئے یہ شیعہ امامیہ ”ناپاک“ جیسے دل آزار جملے استعمال کرتے ہیں۔ معاذ اللہ

پیری مریدی کے متعلق علماء شیعہ اثنا عشری کی آراء ملاحظہ فرمائیں

جناب سید محفوظ الحسنین نقوی امروہوی جو اپنے جد اعلیٰ حضرت شاہ ولایت امروہہ کے مسلک حنفی پر اب تک قائم ہیں انہوں نے ایک سوال پیری مریدی کے متعلق جناب علی نقوی مجتہد شیعہ لکھنوی کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس کا جو جواب شرعی موصول ہوا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”بیعت کا جو طریقہ جو بحیثیت پیری مریدی رائج ہے، فقہ جعفری میں کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔“

۲۴ محرم ۱۳۹۶ھ والسلام
علی نقی النقوی

دوسرا فتویٰ آپ کے عالم سید محمد کاظم شریعت مداری ایرانی کا ہے۔ یہ فتویٰ بھی مذکورہ بالا فتوے کی ترجمانی کرتا ہے ۹۱۲۸ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۷۶ء ان دونوں فتووں کا عکس اسی کتاب میں ملاحظہ کریں۔

تیسرا فتویٰ: فقہ جعفری کے عالم دین علامہ سید علی حائری مجتہد پنجاب آنجہانی المتوفی ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء کا جن کو جماعت شیعہ ان خطابات سے یاد کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت رئیس الشیعہ مدار الشریعۃ حجۃ الاسلام نائب امام سلطان المحدثین والمفسرین محی الملۃ والدین سرکار شریعت مدار علامہ السید علی الحائری مجتہد العصر والزماں کا ملاحظہ ہو جو رسالہ الحافظ نمبر ۵ جلد (۴) بابت ماہ مئی ۱۹۲۸ء کے صفحہ ۳ پر موجود ہے۔

”اسمائے معصوم و منصوص من اللہ کے کسی دوسرے شخص سے خواہ وہ سید ہو یا امتی عالم یا جاہل بیعت کرنا جائز نہیں ہے جو شخص کسی غیر

Marfat.com

معصوم سے بیعت کرے وہ فعل حرام یا گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔"

حضرت سید حسن شرف الدین شاہ ولایت امروہہ نور اللہ مرقدہ کو شیعہ کہنے والی جماعت جواب دے کیا شاہ ولایت جاہل مطلق تھے۔

کیا ان کو یہ مسئلہ شیعی امامیہ معلوم نہیں تھا کہ غیر معصوم سے بیعت جائز ہے یا ناجائز؟ امروہہ کے تمام سنّی و شیعہ مؤرخین اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ شاہ ولایت موصوف اور آپ کے والد محترم سید علی بزرگ رحمتہ اللہ علیہما نے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ سے خلافت حاصل کی تھی۔ "تعارف سادات امروہہ و دہلی" کے صفحہ ۱۹ پر علی عباس صاحب نقوی شیعی امروہوی لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ ولایت اور ان کے والد سید علی بزرگ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اور ان کی راہ نمائی سے حضرت اس روحانی مقام تک پہنچے کہ ان کے وقت میں ان کا کوئی ہم عصر نہ تھا اور شیخ الشیوخ نے انہیں از گنگ تا سنگ تمام مخلوق خدا او خوش طیور و درند' حشرات الارض اور انسانوں کی حکومت روحانی عطا فرمائی تھی۔"

کیا اب بھی شاہ ولایت موصوف کو شیعہ کہنے والی جماعت کو یہ شک ہے کہ شاہ صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ سنّی المذہب نہ تھے۔

دنیائے اسلام کا کوئی بھی ذی شعور مؤرخ یہ نہیں کہہ سکتا کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ شیعہ اثنا عشری یا تفضیلی بزرگ تھے۔ اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ جاہلوں اور پاگلوں کی جماعت میں متصور ہوگا۔

دنیائے اسلام کے سامنے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نور اللہ مرقدہ کا مذہب شافعی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ شیخ صاحب موصوف نور اللہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ کی عوارف المعارف کو مذہبی اور علمی حلقوں میں بڑی فوقیت حاصل رہی ہے۔ اس کتاب کو خاندان تصوف کے دوسرے سلاسل والوں نے بھی اپنے لئے

Marfat.com

دستور العمل تسلیم کیا ہے چنانچہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نوراللہ مرقدہ المتوفی ۵ر محرم ۶۶۴ھ مطابق ۱۲۶۵ء جو جماعت چشت اہل بہشت کے سرخیل ہیں انہوں نے برسوں اس دُرّ بے بہا کا درس اپنے مریدین باصفا کو دیا اس عمل کی تقلید حضرت محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی زری زر بخش دہلوی رحمتہ اللہ المتوفی ۱۸ار ربیع الثانی ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۴ء نے بھی کی۔ آپ نے اس عوارف المعارف کا ذکر خیر اکثر اپنے مواعظ حسنہ میں کیا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ بھی شیعوں کو ناصبی کہتے تھے۔ دیکھو آپ کی ملفوظات کی معتبر کتاب 'فوائد الفواد، مجلس ۹۱ صفحہ ۳۷۵ ترجمہ اردو پاکستان کتاب۔ عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نوراللہ مرقدہ نے اپنے شیوخ کے اقوال وملفوظات بیان فرماتے ہوئے ان اقوال کی سند کا اسی طرح اہتمام فرمایا ہے جس طرح حضرت امام محمد اسمٰعیل بخاری المتوفی ۲۵۶ھ۔ ۸۶۹ء وامام ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ مطابق ۸۹۲ء رحمتہ اللہ علیہما نے بخاری وترمذی تحریر فرماتے ہوئے بیان سند کا اہتمام فرمایا تھا۔ مثلاً شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ عوارف المعارف باب ا۔ صفحہ ۱۴۸ علم تصوف کا منشاء و مبداء کے متعلق اپنے شیوخ سے اسناد کے ذریعہ یہ روایت نقل فرماتے ہیں۔

" حضرت ابو النجیب عبد القاہر بن عبد اللہ سہروردی (عم شیخ سہروردی) نے بیان کیا کہ ان سے ابو طالب الحسین بن محمد الزینبیؒ نے کہا ان سے کریمہ بنت احمد بن محمد المروزیہ مجاوریہ مکہ نے بیان کیا اور انہوں نے کہ ان سے ابو محمد بن مکی نے اور ان سے ابو عبداللہ محمد بن یوسفؒ العزیزی نے اور ان سے ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ نے اور شیخ محمد اسمٰعیل بخاری سے ابو کریبؒ نے اور ابو کریبؒ سے ابو اسامہ نے اور ابو اسامہؒ سے بریدؒ نے ان سے ابی بردہ نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ " بے شک میری اور اس چیز کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے

Marfat.com

پاس آیا اور کہا کہ اے میری قوم واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو ڈرانے والا ہوں ہاں چلو بھاگ چلو اور بچو یہاں ذرا دیر بھی نہ ٹھہرو۔ تو اس کا کہنا اس کی قوم کے ایک گروہ نے تو مان لیا اور سر شام وہ گروہ وہاں سے چل کھڑا ہوا آہستہ آہستہ چل کر دور نکل گیا اور لشکر کی دست برد سے بچ گیا لیکن ایک گروہ نے اس کی بات جھٹلائی اور جہاں تھے وہیں رہے وہیں ان کو صبح ہوئی اور صبح دم ہی اس لشکر نے ان کو آلیا اور ہلاک کر ڈالا تہس نہس کر کے رکھ دیا بس یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری پیروی کی اور ان لوگوں کی بھی جنہوں نے میرا کہا نہ مانا اور جو چیزیں حق سے لایا تھا۔ اس کی تکذیب کی۔"

اس کتاب عوارف المعارف کو تمام ہی علماء اہل سنت والجماعت بلاد عرب و عجم نے بہت ہی معتبر اور علم تصوف کا خزانہ تسلیم کیا ہے۔ اس کی افادیت کو علماء ظاہر و باطن نے کبھی شک کی نظر سے نہیں دیکھا اور آج تک کسی بھی اہل سنت والجماعت کے عالم دین سے اس پر کسی طرح کی تنقید کرنے کی جرأت نہیں کی۔

اس عوارف المعارف میں شیخ موصوف علیہ الرحمتہ نے انہیں راویان سے حدیثیں نقل فرمائی ہیں جن کو شیعہ کافر و مرتد مانتے ہیں۔ شیخ موصوف نے ان راویان کو ایسے ایسے عمدہ القاب و آداب سے یاد فرمایا ہے جن سے قلب منور ہوتا چلا جاتا ہے اس ترجمہ بے بہا کا نسخہ ہمارے کتب خانہ خاص میں بحمد اللہ تعالیٰ موجود ہے اس کے اردو ترجمہ کی سعادت جناب شمس بریلوی کو بھی حاصل ہوئی ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہو کر کراچی پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

دیباچہ کتاب 'عوارف المعارف' میں جناب شمس بریلوی صاحب نے لکھا ہے کہ "ایران میں شیعہ حکومت ہونے کے بعد جو مصیبت اہل تصوف پر ٹوٹی وہ بیان سے باہر ہے۔" شیعی حکومت آنے سے ایران سے علم تصوف کا جنازہ کس طرح نکلا اور فروغ شیعیت کس دھوم سے ہوا۔ علم تصوف کے رد میں علماء شیعہ ہمہ تن مصروف

Marfat.com

رہے۔ یہ تمام امور آپ دیباچہ عوارف المعارف میں ملاحظہ فرمائیں۔
شیخ موصوف علیہ الرحمہ اپنی کتاب 'عوارف المعارف میں محمد یعقوب بن اسحاق کلینی رازی محدث بغدادی المتوفی ۳۲۹ھ ابوالحسن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی فقیہ محدث المتوفی ۳۲۹ھ۔ ۹۴۰ء ابو بصیر جیسے جلیل القدر راویان شیعہ کی بیان کی ہوئی ایک بھی حدیث نقل نہیں فرماتے اور نہ ان شیعہ محدثین کی روشن ضمیری کا ذکر فرماتے ہیں اگر روشن ضمیری بیان فرماتے ہیں تو ان کی جن کو شیعہ بالاتفاق کافر و مرتد قرار دیتے ہیں۔ معاذاللہ۔
مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں:

"سید حسین شرف الدین نقوی شاہ ولایت صاحب سہروردی مسلک کے صوفی اور ولی کامل تھے۔"

مضمون نگار شاہ صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ اثنا عشری امامیہ بھی کہتے ہیں اور سہروردیہ مسلک کے "صوفی" اور "ولی کامل" بھی تسلیم کرتے ہیں۔ قارئین کرام آپ سے دریافت کریں کہ مسلک سہروردی صوفی اور "ولی اللہ" کیوں لکھ رہے ہو؟ یہ شاہ ولایت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کھلی کرامت ہے کہ شیعہ مضمون نگار سے اپنا مذہب "سنّی" خود قبول کرا رہے ہیں۔ مضمون نگار کو لفظ مسلک کے معنی ہی معلوم نہیں۔ لیجئے ہم پہلے لفظ "مسلک" کے لغوی معنی دنیا کی معتبر لغت عربی "المعجم الوسیط"، صفحہ ۴۴۵ سے نقل کرتے ہیں۔

" المسلك : الطريق ومنه سالك المياه (ج) سالك "

جس کے اردو معنی "راستہ" کے ہیں۔
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نور اللہ مرقدہ نے ایک کتاب "اعلام الہدیٰ[1] و عقیدہ ارباب التقیٰ" جو عقائد صوفیہ سے متعلق لکھی ہے اس میں شیخ موصوف رحمتہ

---

[1] اعلام الہدیٰ و عقیدہ ارباب التقیٰ مطبوعہ سید یٰسین علی نظامی خواہر زادہ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ مہتمم کتب خانہ نظامیہ بتاریخ ۷ /۲ شوال ۱۳۱۳ھ

Marfat.com

اللہ علیہ اپنے تمام مریدین کو ہدایت فرماتے ہوئے اپنا مسلک بیان فرمار ہے ہیں۔

(۱) "صحابہ کے امور میں خوض کرنا نالائقوں اور خراب آدمیوں کا کام ہے۔ فرقہ ہائے باطلہ[۱] میں سے ایک گروہ ممنوعات کا مرتکب ہے اور مخالفت کے کام کرتا ہے اور اس سے بچنے کے واسطے محبت کا نام لیتا ہے اس گروہ کے لوگوں کے نفسوں نے ان کو یہ یقین دلایا ہے کہ یہ محبت ان کو نفع دے گی ہرگز نہیں۔" صفحہ ۲۵، ۲۶۔

(۲) عقیدہ صحیحہ کا طالب جو اپنے خیالات کو ہر ایک عیب و نقص سے پاک رکھنا چاہتا ہو اس کو صحابہ کرام کے آثار کا اتباع ضروری ہے تاکہ اس کے دل سے ظلمت کے پردے دور ہو جائیں۔"

(۳) "اگر تم کو میری نصیحت قبول کرنی ہے تو صحابہ کے امور میں خوض و فکر کرنے سے باز آجاؤ اور ہر ایک سے برابر محبت رکھو بغیر کمی اور زیادتی کے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینے میں غلو نہ کرو کیوں کہ یہ کام ایسا نہیں ہے کہ اس میں خوض و فکر کیا جائے۔" صفحہ ۲۸۔

(۴) حضرت کے اصحاب میں سے ایک ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور ان میں ہر ایک کے فضائل و مناقب بے شمار و بے اندازہ ہیں۔ اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو ان حضرات سے عقائد صحبت کی قرابت کے اعتبار سے زیادہ قریب جانو گے حالانکہ دونوں مرتبے بڑے عالی ہیں اس لئے کہ قرابت کی نسبت صوری ہے اور صحبت کی نسبت معنوی ہے تو مومن کس طرح حضرت کے اصحاب میں تفرقہ ڈال سکتا ہے کیوں کہ وہ سب رسول خدا ﷺ سے مثل ایک جسم کے ہیں۔ حضرتؐ کے باعث سے انہوں نے مالوں کو خرچ' جانوں کو فدا گھر بار کو ترک کیا اور دوستوں کو چھوڑ دیا۔ صفحہ ۲۷ و ۲۸۔

---

[۱] یہاں شیخ موصوف روافض کو فرقہ باطلہ فرمار ہے ہیں۔

Marfat.com

مضمون نگار صاحب اور آپ کے جملہ ساتھیوں نے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نور اللہ مرقدہ کا مسلک ملاحظہ فرمایا۔ کیا اب بھی شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہا جاسکتا ہے۔ بعقائد مذہب شیعہ امامیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام گروہ صحابہ مرتد و کافر ہو گئے تھے (معاذ اللہ) صرف تین صحابہ کے علاوہ جن میں حضرت ابوذر غفاری حضرت عمار یاسر حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہیں برعکس اس عقیدہ شیعہ کے گروہ اہل سنت والجماعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شیدائے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کو صحیح العقیدہ مسلمان مانتا ہے جس کی بنا پر اس مذہب اہل سنت والجماعت میں عارف باللہ اور مشائخ پیدا ہوئے اور ان کے عظیم مجاہدانہ کارناموں اور رسائی کی بدولت دنیا میں اسلام کی شمع روشن ہوئی' ان کے مزارات طیبہ سے جو فیوض و برکات ظاہر ہیں ان سے تمام مسلم و غیر مسلم اپنا دامن مراد بھرتے ہیں مگر محبت اہل بیتؓ کا سچا دعویٰ کرنے والی جماعت شیعہ میں کوئی بھی عارف باللہ پیدا نہیں ہوا جن کے مزارات سے مسلم و غیر مسلم اپنا دامن مراد بھرتے۔ مذہب شیعہ کے مجتہد اعظم جناب مولوی دلدار علی لکھنوی کی قبر محلہ پاٹانالہ لکھنؤ میں ہے۔ قبر کے اوپر ایک عالی شان کمرہ بنا ہوا ہے اور اس میں رہائش گاہ ہے۔ اہل سنت والجماعت کے بزرگوں کی قبور پر دنیا میں کہیں کمرہ بنا ہوا نہیں ملے گا کیوں کہ ایسا کرنے سے صاحب قبر کا احترام باقی نہیں رہتا بلکہ بعض قبور اولیاء اللہ کے دھولے گنبدوں سے پرندے بھی بچ کر نکلتے ہیں۔ یہ ہے مذہب اہل سنت کے صوفیائے عظام کے مزارات کا تقدس۔

مورخہ ۵ / مئی ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں مضمون نگار صاحب نے مجھ سے معلوم کیا ہے کہ شاہ ولایت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب سنی ان کے عہد کی کسی کتاب سے ثابت کیا جائے۔ جناب نے خود ہی شاہ ولایتؒ امروہہ کو "ولی کامل" و "صوفی" سہروردی مسلک کا بزرگ تسلیم کیا ہے اور خود ہی ان کا مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ لکھا ہے۔

Marfat.com

"چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد"

کیا آپ کے لئے مذکورہ بالا حوالے ناکافی ہیں؟

اب میں ان حضرات شیعہ سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں جو شاہ صاحب موصوف کو شیعہ کہتے ہیں وہ شاہ ولایت امروہہ کی تصانیف ایران سے منگالیں اور ان کا حقیقی مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ثابت کر کے دکھلائیں تاکہ ہم تائب ہو جائیں اور آپ کے مذہب شیعہ اثنا عشریہ پر قائم ہو سکیں اب تک تو تمام مؤرخین امروہہ سنی وشیعہ یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ شاہ ولایت کا تذکرہ ہند اور بیرون ہند کے کسی بھی تذکرے میں نہیں ملتا مگر اب دور حاضر کے ایک صاحب جناب عظیم امروہوی شیعی نے ایک نیا انکشاف کیا ہے کہ شاہ ولایت امروہہ کی لکھی ہوئی کتابیں ایران میں پڑھائی جاتی ہیں۔ چنانچہ "تعارف سادات امروہہ ودہلی" کے صفحہ ۱۰۰ پر یہ عظیم انکشاف درج ہے۔ ملاحظہ ہو:

> تقریباً ساٹھ سال قبل ایک ایرانی مجتہد شیخ غلام حسین ایران سے لکھنؤ اور لکھنؤ سے امروہہ تشریف لائے۔ مولانا سید اعجاز حسین صاحب محلہ گذری کے مکان پر قیام پذیر تھے سید المدارس میں فقہ کا درس دیتے تھے اور مسجد سید محمد ابدال محلہ دربار شاہ ولایت میں ظہرین اور مغربین کی نمازوں کی امامت کرتے تھے۔ ایک روز بر سبیل تذکرہ محلہ کی بزرگ ترین شخصیت سید امیر حسین کے مکان پر جہاں اکثر وبیشتر کچھ وقت صحبت میں گذارے تھے یہ فرمایا کہ "سید حسین شرف الدین کی مصنفہ کتابیں ایرانی مدارس کے نصاب میں شامل ہیں" نہ کسی نے دریافت کیا اور نہ غالباً انہوں نے نام بتلائے۔"

ہماری سمجھ میں یہ منطق نہیں آئی کہ ایسی بے سروپا باتیں گھڑنے سے کیا فائدہ حاصل ہے ایسی باتیں کر کے ایک سنی صوفی بزرگ کی روح کو مجروح کرنے سے کیا حاصل ہے۔ تاریخ کا طالب علم ایسی لغو تحقیق پر سوائے لعنت کے کچھ نہیں پڑھے گا۔

Marfat.com

شاہ ولایتؒ امروہہ کا مذہب سنّی ابن بطوطہ کے سفر نامہ سے بھی ثابت ہے

مخدوم سید حسین شرف الدین شاہ ولایت نقوی واسطی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر مبارک مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ البطحی نے اپنے سفر نامہ "تحفۃ النظار فی غرائب الاسفار میں کیا ہے۔ ابن بطوطہ ۷۰۳ھ مطابق ۱۳۰۴ء میں طنجہ مراکش میں پیدا ہوئے۔ ۷۹۰ھ مطابق ۱۳۷۷ء میں بمقام مراکش داعی اجل کو لبیک کہا۔

جیسا کہ علی عباس صاحب نقوی شیعی امروہوی نے تعارف سادات امروہہ و دہلی کے صفحہ ۲۱ پر سفر نامہ ابن بطوطہ کے حوالے سے شاہ ولایت اور آپ کے صاحبزادے میر علی کا ذکر کیا ہے:

"شہر کا قاضی سید میر علی اور خانقاہؒ کے شیخ الزاویہ یعنی حضرت شاہ ولایتؒ دونوں آئے دونوں نے مل کر میری ضیافت کی۔"

ابن بطوطہ کے سفر نامہ سے بخوبی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جہاں جہاں اس سیاح کے قدم پہنچے وہاں کے رہنے والوں کا مذہب ان کی زبان اور طرز معاشرت کا ذکر کیا ہے جہاں جہاں شیعہ اثنا عشریہ کے باشندے تھے ان کا بھی بصراحت ذکر فرمایا ہے۔

جب ابن بطوطہ امروہہ پہنچا تو شاہ ولایت امروہہ اپنی خانقاہ سے باہر تشریف لائے۔

ہند و پاک کے مشہور و معروف شاعر، ادیب و صحافی جناب رئیس امروہوی شیعی گولڈن جوبلی حسین ڈے ۱۹۷۹ء کے صفحہ ۷۶ پر گزیٹر مراد آباد کے حوالے سے سید عبد العزیز بن شاہ ولایت امروہہ کے سلسلے میں اس خانقاہ کا ذکر فرماتے ہیں:

"آپ نے امروہہ میں درویشانہ زندگی بسر کی۔ ۷۱۹ھ میں آپ کا وصال ہوا اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے۔"

رئیس امروہوی اپنے اس طویل مضمون میں بار بار شاہ ولایت امروہہ اور آپ کی اولاد کے متعلق لفظ "انتقال" کے بجائے لفظ "وصال" تحریر فرماتے ہوئے نظر

Marfat.com

آتے ہیں جس سے شاہ ولایت امروہہ اور آپ کی اولاد کا مذہب اہل سنت والجماعت اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ لفظ وصال کی بحث اسی کتاب میں آگے آئے گی۔

اہل علم کو معلوم ہے کہ صوفیہ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ جہاں اپنے اوراد و ظائف پڑھتے ہیں اور جہاں اپنے ہم مسلک دوستوں کو ٹھہراتے ہیں اس عمارت کو لفظ "خانقاہ" سے ملقب کرتے ہیں۔

خانقاہ کی خاص اصطلاح اگر کسی شیعہ محدث کی قبر مسطح کے پاس موجود ہو تو اس کے متعلق بتائیں۔ میں آپ سے ۷۲ تن شہداء کربلا کی قسم دے کر معلوم کرتا ہوں کہ اگر مجتہد اول مولوی دلدار علی لکھنوی المتوفی ۱۲۳۵ھ یا قاضی نور اللہ شوشتری اکبر آبادی کی قبر سے ملحق "خانقاہ ہیں" بنی ہوئی ہوں تو ان کا بھی پتہ و نشان بتائیں۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ آپ ثبوت پیش نہ کر سکیں گے۔ اگر شاہ ولایت امروہہ سہروردی نور اللہ مرقدہ شیعہ اثنا عشری ہوتے تو آپ ابن بطوطہ کے استقبال کے لئے کسی امام باڑے سے نکلتے اور رات دن سینہ کوبی اور مرثیہ و ماتم و فعل ضربت ادا کرتے اور وہ زنجیریں جس سے وہ ضربت لگاتے تھے ضرور آپ کے دیگر تبرکات میں شامل ہوتیں۔

کیا وہ زنجیریں محلہ دربار کلاں امروہہ میں جہاں آپ سے منسوب دیگر تبرکات بتائے جاتے ہیں، موجود ہیں؟

امروہہ میں عہد محمد علی شاہ بادشاہ اودھ سے لے کر اب تک بہت سے علماء شیعہ زیر زمین دفن ہو چکے ہیں کیا ان کی قبور کے پاس کوئی "خانقاہ ہے"۔ مترجم عوارف المعارف جناب شمس بریلوی اپنے دیباچہ کتاب کے صفحہ ۱۱۱ پر "خانقاہ" سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> "تیسری صدی سے دنیائے تصوف میں خانقاہ" وجود میں آگئی تھی[1] اور شیخ ابو الہاشم[2] صوفی قدس سرہ نے تیسری صدی ہجری میں شہر رملہ میں خانقاہ بنائی تھی یا ان کے متبعین کے قیام کے لئے تعمیر

---

[1] دوسری صدی کو تیسری صدی کا لکھنا کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے

[2] ابو الہاشم صوفی ۱۵۰ھ میں ہوئے ہیں۔

Marfat.com

کرادی گئی تھی۔اس کے بعد سے اس قسم کے مکانات یا قیام گاہیں مشائخ کے لئے تعمیر ہوتی رہیں لیکن حضرت شیخ الشیوخ پہلے بزرگ اور صاحب طریقت ہیں جنہوں نے ان خانقاہوں کے لئے باقاعدہ نظام قائم کیا اور اس کے آداب معین فرمائے۔آپ کے سلسلے کے حضرات ہی نہیں بلکہ دوسرے سلاسل کے متبعین بھی آج اس نظام خانقاہی پر عمل پیرا ہیں اور ان آداب کی حتی الوسع پیروی کرتے ہیں جو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے "عوار المعارف کے ابواب ۱۳ تا ۱۸ میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں اور صوفیہ کرامؒ کے معمولات شب و روز میں شریعت کے جن آداب کی نگہ داری ضروری قرار دی ہے ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا قائم کردہ نظام خانقاہی ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کو قرآن کی اتباع کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے"

حضرت شیخ المشائخ امام الصوفیہ ابوالہاشم کوفی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۱۵۰ھ کو سب سے پہلے لقب "صوفی" سے پکارا گیا اس بحث سے متعلق "عوارف المعارف" کا باب اور نفحات الانس کے ترجمہ کا صفحہ ۱۷ ملاحظہ فرمائیں۔

مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے مجتہد اول جناب دلدار علی لکھنوی المتوفی ۱۲۳۵ھ اپنی تصنیف صوارم الالٰہیات میں شیخ ابوالہاشم کوفی نور اللہ مرقدہ کو اہل سنت والجماعت لکھتے ہیں اور ان کے عقیدے کو خبیث اور فاسد لکھتے ہیں۔دیکھو صوارم الالٰہیات قلمی ورق ۱۰ اعقیدہ ۱۴ مکتوبہ ۱۲۱۸ھ مملوکہ خدابخش لائبریری پٹنہ (بہار)

امام الصوفیہ حضرت ابوالہاشم کوفی نور اللہ المتوفی ۱۵۰ھ کے عقائد حقہ کو شیعوں کے امام معصوم جناب حسن عسکری فاسد کہتے ہیں چنانچہ یہ حدیث امام معصوم جناب مجتہد اعظم مولوی دلدار علی لکھنوی کی کتاب تنبیہ الغافلین ورق ۹۸، ۹۹ مکتوبہ ۱۲۴۹ھ مملوکہ خدابخش لائبریری پٹنہ بانکی پور سے ملاحظہ کریں:

Marfat.com

"از حضرت امام حسن عسکری دقتی پرسید نداز حال ابو الہاشم کوفی صوفی آنحضرت فرمود بہ تحقیق کہ از خراب گندگان عقائد دین است وآں کسی است کہ اختراع کردہ است مذہبی کہ آنرا تصوف کرداند است اسرا اقراء کاہ عقیدہ فاسد۔"

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نور اللہ مرقدہ شیخ ابو الہاشم کوفی نور اللہ مرقدہ کے لئے جو عقیدت کے پھول ان کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں آپ کی کتاب "عوارف المعارف" اس کے لئے شاہد صادق ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت شیخ المشائخ مخدوم سید حسن شرف الدین سہروردی القادری نور اللہ مرقدہ امروہوی کے سلسلۂ روحانیت کا شجرہ امام اولیاء خواجہ خواجگان حسن بصری قدس اللہ سرہ المتوفی ۹۴ھ یا ۱۰اھ سے متعلق ہوتا ہوا رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری نور اللہ مرقدہ کے متعلق تمام ہی علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ یہ دشمن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔اس کے ثبوت کے لئے مذہب شیعہ کے عالم دین ابو منصور احمد بن علی ابن ابی طالب طبرسی متکلم المتوفی ۵۰۰ھ کی احتجاج طبرسی اور نعمت اللہ جزائری کشمیری المتوفی ۱۱۱۲ھ مطابق ۱۷۰۰ء کی انوار نعمانیہ اور مظاہر حسن سہارنپوری کی تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین جلد دوم صفحہ ۳۹۸ مطبع یوسفی دہلی۔ مجتہد دوم جناب سید حسین لکھنوی المتوفی ۱۲۷۲ھ کی حدیقہ سلطانیہ صفحہ ۶۱ مولوی دلداری لکھنوی کی ذوالفقار ورق ۸ مکتوبہ ۱۲۴۹ھ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"چوں حسن بصری اصول ومعتقد اوراعین کفر الحاد است"

اب شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کی وہ اولاد جو شاہ صاحب موصوف کو شیعہ کہتی ہے کس طرح ان کو شیعہ اثنا عشری ثابت کر سکتی ہے؟

بہت سے ناواقف شیعہ یہ کہتے ہیں کہ حضرات صوفیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو امام اول تسلیم کیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔اہل تصوف نے رسول خدا صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی اولاد معنوی چاروں خلفاء کو تسلیم کیا ہے۔ چاروں خلفاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ فیض روحانی جاری ہے ملاحظہ ہو۔

خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ — سلسلہ نقشبندیہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ — ان سے بھی سلسلہ جاری

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ — ان سے بھی سلسلہ جاری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ — ان سے بھی سلسلہ جاری

ان چاروں بزرگوں کے سلسلہ ہائے تصوف جاری ہیں[1]

سلسلہ صوفیہ کے تمام بزرگ ترتیب خلافت کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح اجماع اہل سنت والجماعت ہو چکا ہے۔

شاہ ولایت امروہہ کو شیعہ ثابت کرنے سے پہلے آپ کو اپنے کسی امام معصوم کی حدیث اثبات و تائید تصوف کے لئے پیش کرنا ہوگی اس سے قبل آپ کا کوئی قول ہرگز قبول نہیں ہوگا۔

شاہ ولایت امروہہ کو شیعہ کہنے والی جماعت کو ان تمام سوالات کا تسلی و تشفی بخش جواب دینا ہوگا۔

شاہ ولایت امروہہ کے ذکر کے لئے دوسرا تذکرہ ثمرات القدس من شجرات الانس ہے جس کے مؤلف مرزا لال بیگ بخشی سنّی بزرگ ہیں۔ سال تصنیف قبل ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۸ء ہے اس میں بھی کسی شیعہ عالم کا ذکر موجود نہیں۔ یہ تذکرہ بھی تمام اکابر صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مزین ہے۔

اس کے بعد بارہویں صدی ہجری کی تیسری کتاب "مقاصد العارفین" ہے جس کے مصنف حضرت سید شاہ عضد الدین جعفری امروہوی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۱۱۷۲ھ ہیں جو ایک اعلیٰ پائے کے صوفی اور مذہباً حنفی اور مشرباً سہروردی تھے۔ انہوں نے شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مع آپ کے تمام خلفاء کے بصراحت

---

[1] ملاحظہ فرمائیں مسالک الابصار نسخہ ایوان غالب دہلی۔

Marfat.com

کیا ہے مگر یہ تذکرہ بھی علماء شیعہ اثنا عشری سے بالکل پاک نظر آتا ہے۔
یہ تذکرہ صدیوں تک مخطوطہ کی شکل میں رہا۔ اب بحمد اللہ مع تحقیق و مقدمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی صدر شعبہ عربی دہلی یونیورسٹی باھمکاری صاحبزادہ شوکت علی خان ڈائریکٹر عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء کو طبع ہو چکا ہے۔

(۴) چوتھا تذکرہ جواہر و ہہ و سنبھل کے علماء و صوفیہ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذکر سے مزین ہے وہ اسرار یہ کشف صوفیہ جو ۱۰۶۸-۱۶۵۷ھ میں سید محمد کمال نقوی نقشبندی نور اللہ مرقدہ نے اپنے جد اعلیٰ شاہ ولایت امروہہ کا ذکر اسی انداز سے کیا ہے جس طرح سنی بزرگوں کا ذکر ہوتا ہے[1]

انہوں نے اپنے اس تذکرے میں کسی بھی شیعہ عالم دین کا ذکر نہیں کیا البتہ ہندو شعراء اور ہندو بزرگوں کا ذکر کیا ہے مثلاً کبیر داس، گرونانک وغیرہ۔ یہ تذکرہ بھی علماء روافض امامیہ اثنا عشریہ سے بالکل پاک نظر آتا ہے جب میرا یہ مضمون ۲۸/اپریل ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں شائع ہوا تو اس کا بیہودہ اور قطعی مہمل جواب دیتے ہوئے مورخہ ۵/مئی ۱۹۸۶ء "گرج" مراد آباد کے شمارے میں میری اس تحقیق کو مسٹر اوک سے تشبیہہ دی گئی ہے جو ہندوستانی مسلم دور کی عمارتوں کو مندر بتلاتے ہیں۔ میرے لئے انتہائی خباثت بھرے جملے لکھے ہیں جو ایک قانونی اور اخلاقی جرم ہے۔ مولانا روم نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ سور کی عادت بدبو سونگھنے کی ہے جس سے وہ مجبور ہے۔ سور ہمیشہ انسان کا فضلہ ہی کھاتا ہے۔ اب میں اہل علم سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ فیصلہ خود کریں کہ مسٹر اوک کی صف میں کون کھڑا نظر آرہا ہے؟

کیا محققین اس قسم کی تحقیق کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں ہے، کہ شاہ ولایت امروہہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ تھے۔

---

[1] مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا یہ نسخہ مجھے دریافت ہو گیا تھا۔ اب یہ ملک کے قومی ادارے نیشنل میوزیم نئی دہلی میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

جناب سخاء الحسنین شیعی ایڈوکیٹ آنجہانی 'شاہ ولایت امروہہ کو تقیہ میں شیعہ امامیہ بتلاتے تھے یعنی شاہ صاحب موصوف بظاہر سنّی تھے مگر باطن شیعہ تھے۔

جناب وکیل موصوف سنّی سنٹرل وقف بورڈ لکھنؤ میں مورخہ ۱۰ ر نومبر ۱۹۷۶ء کو اپنا ایک بیان سکریٹری وقف لکھنؤ کے روبرو دیتے ہیں۔

"شاہ ولایت شیعہ تھے۔ انہوں نے تقیہ کی وجہ سے سنّی بتلایا۔"

ہم کو شیعہ بتلائیں کہ شاہ صاحب موصوف کی وہ کون سی دستاویز قلمی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ میں اب آخری وقت میں اپنا مذہب شیعہ امامیہ اثناعشریہ آپ کو بتلاتا ہوں۔

اسلام کے تمام فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جیسا انسان کا ظاہر ہوگا اسی ظاہری حالت پر فتویٰ صادر ہوگا۔ چنانچہ مذہب شیعہ کے عالم دین مفتی سید علی صاحب اپنی کتاب فوائد دینیہ صفحہ ۶۴ (مطبع اثناعشری دہلی ۶۴) پر لکھتے ہیں:

"احکام شرعی اوپر ظاہر کے ہیں اور آگاہی باطن پر سوائے خدائے عالم والخفیات کے کوئی پاسکتا ہے چنانچہ نصوص صریحہ سے اس پر دلالت کرتے ہیں۔"

بعض شیعہ اولاد شاہ ولایت امروہہ کہتی ہے کہ فیروز شاہ نور اللہ مرقدہ المتوفی رمضان المبارک ۷۹۰ھ مطابق ۱۳۸۸ء کے عہد میں شیعہ فرقہ کا استیصال کیا گیا۔ بے شک ایسا ہوا مگر فیروز شاہ تغلق بذات خود کوئی عالم دین نہیں تھا اس کے دل ودماغ پر سہروردی سلسلے کے تمام صوفی چھائے ہوئے تھے خصوصاً صوفیائے سادات فاطمی اور ان ہی صوفیاء سادات فاطمی سہروردی کے ایمان سے شیعوں کا استیصال کیا گیا۔

چنانچہ شیخ المشائخ امام الصوفیہ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی نور اللہ مرقدہ جن کی پیدائش ۱۴ ر شعبان المعظم ۷۰۷ھ مطابق ۱۹ ر جنوری ۱۳۰۸ء بمقام اوچھ ہے۔ آپ کا وصال ۱۰ ر ذی الحجہ ۷۷۵ھ مطابق ۲ ر فروری ۱۳۸۴ء عید قرباں بروز چہار شنبہ غروب آفتاب کے وقت ہوا۔ آپ نے فیروز شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں اس فرقہ شیعہ امامیہ کو باطل قرار دیا جس کی بنا پر شیعوں کا استیصال ہوا۔

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ سہروردیہ کی تبلیغ دین اسلام میں تھوڑا امتیاز ملتا ہے۔ چشتیہ سلسلے کے بزرگ کہتے ہیں کہ امراء اور روسا کی صحبت سے بچو مگر سلسلہ سہروردیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بزرگوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ امراء اور روسا میں بیٹھ کر ان کی اصلاح کرو تاکہ عوام پر ان کا غلط اثر نہ پڑے۔ چنانچہ دنیائے اسلام کے محقق پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم بدایونی اپنی تالیف "حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت" مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی سنٹرل پاکستان کراچی صفحہ ۹۸ پر لکھتے ہیں:

"مشائخ چشت عموماً درباریوں سے الگ تھلگ رہ کر مجاہدہ ومکاشفہ اور اصلاح نفس و تبلیغ کے کام میں لگے رہے۔ سہروردی سلسلے کے شیوخ کا مسلک ان سے جداگانہ نہ تھا وہ درباریوں سے قریب رہ کر بادشاہوں کو نصیحت کرنے صحیح رائے اور مشورہ دینے رعایا کے ساتھ عدل وانصاف اور شریعت کے مطابق ان سے عمل کرانے کو ضروری خیال کرے تھے چنانچہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی حضرت صدر الدین عارف اور حضرت شاہ رکن الدینؒ اسی مسلک پر قائم تھے حضرت مخدوم نے بھی اپنے خانوادہ کے بزرگوں کی پیروی کی۔ ان کا تعلق فیروز شاہ تغلق کے دربار سے نہایت مستحکم تھا۔ یہ نیک دل عادل بادشاہ ان کے صلاح ومشورہ کو قبول کرتا اور اس پر عمل پیرا ہوتا حضرت مخدوم بھی ان کے ساتھ پوری طرح تعاون کرتے۔"

ایک اور مثال سہروردی سلسلہ کے بزرگ سید نور الدین مبارک غزنوی المتوفی ۶۳۲ھ خلیفہ شیخ المشائخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی پیش کردوں کہ وہ سلطان شمس الدین التمش رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۲۰ر شعبان المعظم ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء کو کس طرح بانگ دہل نصیحت فرماتے ہیں ملاحظہ ہو تاریخ فیروز شاہی علامہ ضیاء الدین برنی صفحہ ۹۵۔۹۶۔۹۷۔۹۸۔۹۹ کی طویل عبارت۔

سید نور الدین مبارک غزنوی سلطان شمس الدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بادشاہ امور بادشاہی کے لوازمات کے سلسلے میں جو کام کرتے ہیں اور جس طریقے سے

Marfat.com

وہ کھاتے ہیں اور کپڑے پہنتے ہیں اور جس طریقے سے بیٹھتے اٹھتے ہیں اور سوار ہوتے ہیں اور تخت پر بیٹھنے کی حالت میں لوگوں کو سامنے بٹھلاتے ہیں اور سجدہ کراتے ہیں اور خدا سے باغی اور سرکش اکامرہ کے طریقوں کا دل وجان سے احترام کرتے ہیں اور خدا کے بندوں کے ساتھ اپنے سارے معاملات میں ان سے خود کو علیحدہ رکھتے ہیں، یہ سب سنت مصطفوی ﷺ کے خلاف ہے اور اوصاف خداوندی میں شریک ہوتا ہے، جو عذاب آخرت کا سبب ہوتا ہے۔ ان معاملات میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اور جن میں خدا کی خوشنودی نہیں ہے اور جو سنت مصطفوی کے خلاف ہیں پھنس جانے کے بعد بادشاہوں کے لئے خلاصی حاصل کرنا ممکن نہیں۔ مگر حمایت دین کے لئے چار صورتوں میں (اس کا امکان ہے)۔

اول یہ ہے کہ خوش عقیدگی کے ساتھ اور حمیت اسلام کی خاطر دین کی حمایت کریں اور اپنے قہر و جلال اور عزت وناز بادشاہی کو جو بندگی اور بندوں کی صفات کے خلاف ہیں، اعلاء کلمۃ الحق، بلندی شعار اسلام، نفاذ احکام شرع اور ترویج امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے استعمال کریں۔ وہ دین پناہی کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ جب تک حسبۃ اللہ اور حمیت دین رسول اللہ ؐ کی خاطر، کفر و کافری اور شرک و بت پرستی کا قلع قمع نہ کر دیں۔ اور اگر کفر و شرک کی مضبوطی اور کفار و مشرکین کی کثرت کی وجہ سے ان کا کلیتاً استیصال نہ کر سکیں تو کم از کم (اتنا ضرور کریں) کہ اسلام اور حفاظت دین کی خاطر مشرکوں اور بت پرستوں کی، جو خدا اور رسول ؐ کے شدید ترین دشمن ہیں' توہین و تذلیل اور فضیحت ورسوائی میں کوشش کریں۔ بادشاہوں کی حمایت دین کی ایک علامت یہ ہے کہ جب ان کی نظر بندوں پر پڑے ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو جائے اور ان کی خواہش ہو کہ ان لوگوں کو زندہ کھا جائے اور برہموں کے جو کفر کے امام ہیں اور جن کی وجہ سے کفر و شرک کی اشاعت ہوتی ہے اور کفر کے احکام نافذ ہوتے ہیں ان کو ختم کر دیں۔ اسلام اور سچے کی عزت کی خاطر ایک کافر اور مشرک کے لئے بھی روا نہ رکھیں کہ عزت کی زندگی بسر کرے اور مسلمانوں میں اس کی عزت اور بے التفاتی ظاہر ہو یا وہ عیش و آرام اور ناز و انداز کے ساتھ دن گذارے، یا کوئی مشرک اور بُت پرست

Marfat.com

کسی فرقہ (قوم) یا گروہ یا کسی ولایت یا اقطاع پر حکومت کرے یا خدا اور رسولؐ خدا کے دشمنوں میں سے ایک بھی مسلمان بادشاہوں کے قہر و جلال کے اثر سے عیش و آرام میں رہے یا بے فکری کے بستر پر پاؤں پھیلا کر سو سکے۔ دوسرا عمل دین پناہی سے متعلق جس میں اس کی نجات ہے یہ ہے کہ مسلمانوں میں اور ان کے شہروں، قصبوں اور علاقوں میں علانیہ فسق و فجور اور گناہ و معاصی (کی زندگی) کو اپنے قہر اور رعب کے ذریعہ ختم کردے۔ اور نڈر اور بے پروا اور فاجر و فاسق لوگوں کے لئے فسق و فجور کو سخت سزاؤں اور توہین و تذلیل کے ذریعے زہر سے زیادہ تلخ کردے' ان تاجروں اور پیشہ وروں کے لئے جو سنگین جرائم اور کبائر معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود ان جرائم اور گناہوں کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور ساری عمر ان کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، ان پر اتنی سختی کرے کہ دنیا ان کے لئے انگوٹھی کے حلقے سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے اور مجبور ہو کر وہ جرائم پیشگی ترک کر کے کوئی اور کاروبار اور پیشہ اختیار کریں۔ اگر بدکار اور مستاجر عورتیں بدکاری سے باز نہ آئیں تو وہ یہ جو حرکتیں پوشیدہ طور پر اور چھپ کر کریں نہ کھلم کھلا اور فخر و مباہات کے ساتھ اگر فاحشہ اور مستاجر عورتیں گوشہ خواری میں پڑی رہیں اور ظاہر نہ ہوں ان طوائفوں کو منع نہ کیا جائے اس لئے کہ اگر یہ نہ ہوں گی تو بہت سے بدنصیب لوگ غلبۂ شہوت کی وجہ سے دوسری عورتوں سے حرام کاری کے مرتکب ہونے لگیں گے۔ تیسرا عمل دین پناہی سے متعلق جس میں بادشاہوں کی نجات ہے یہ ہے کہ وہ دین محمدی کے احکام شرعی کے نفاذ کی ذمہ داری، متقی عبادت گذار، دین دار اور خداترس لوگوں کے سپرد کریں اور بددیانت، ناخداترس، ناحق شناس، حیلہ باز، لالچی فریبی اور اہل معاملہ کو حکومت شرع کی مسند، امور طریقت کی سرکردگی، منصب افتاد اور علوم دین کی تدریس سپرد کیے جانے کو روا نہ رکھیں۔ اور فلاسفہ علوم فلاسفہ اور معقولات فلاسفہ پر اعتقاد رکھنے والوں کو اپنی سلطنت میں نہ رہنے دیں اور جس طرح بھی ممکن ہو، علوم فلاسفہ کی تعلیم نہ ہونے دیں اور بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں اور اہل سنت و جماعت کے مخالفوں کی توہین و تذلیل میں کوشش کرتے رہیں اور کسی بددین بدمذہب اور بدعقیدہ

Marfat.com

شخص کو حکومت میں داخل نہ ہونے دیں۔

چوتھی چیز جو دین حق کے لئے لازم اور دین داری اور دین پناہی کے لئے ضروری ہے اور جس کا بادشاہوں کی نجات اور ان کے مراتب کی بلندی سے تعلق ہے، داد دہی اور انصاف ستانی ہے جب تک۔ بادشاہ عدل وانصاف کے معاملے میں انتہائی حد تک جانے والا (یعنی انتہائی سخت گیر نہ ہوگا اور انصاف کے معاملے میں انتہائی کوشش نہ کرے گا اور ظلم و تعدی سے اس کی مملکت سے دور نہ ہوں گے اور جب تک وہ شاہی سطوت وغلبہ سے ظالموں کا ظلم دفع نہ کریگا وہ داد دہی اور انصاف ستانی کا حق ادا نہ کر سکے گا۔

اگر بادشاہ ان چار چیزوں کا اہتمام صحیح نیت اور (۴۴) خوش عقیدگی کے ساتھ کرے اور سطوت وجلال شاہی کی مدد سے حق کو (اپنے کردار کا) مرکز قرار دے لے، تو چاہے اس کا نفس خواہشات نفسانی میں ملوث ہو اور وہ معاملات و معمولات حکمرانی کی طرف مائل نہ ہو، پھر بھی وہ دین داروں کی سی نجات اور بلند درجات کی توقع رکھ سکتا ہے اور حمایت دین کی وجہ سے اس کا حشر انبیاء واولیاء کے ساتھ ممکن (منظور) ہوسکتا ہے۔ (برخلاف اس کے) اگر کوئی بادشاہ روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھے اور ساری عمر روزے رکھے کسی ممنوع چیز کے پاس تک نہ جائے اور خزانے کو راہ خدا میں خرچ کردے (سبیل گرداند) لیکن دین کی حمایت نہ کرے اور اپنے قہر وسطوت کو خدا اور رسولؐ خدا کے دشمنوں کی بیخ کنی اور ان کی توہین وتذلیل کے لئے استعمال نہ کرے اور احکام شریعت کی عترت کا جویا نہ ہو اور اپنی مملکت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترویج نہ کرے اور داد دہی اور انصاف پروری کا حق ایسی کوشش کے ساتھ جیسی کہ ہونی چاہیئے ادا نہ کرے تو اس کا مقام دوزخ کے سوا اور کہیں نہ ہوگا۔

تاریخ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ بادشاہ فیروز شاہ سادات سنی کا بے پناہ ادب واحترام کرتا۔ ان کی خدمت کرنا اس نے اپنا نصب العین بنالیا تھا۔

Marfat.com

چنانچہ علامہ ضیاء الدین برنی المتوفی ۷۵۸ھ/۱۳۵۷ء اپنی تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۸۱۰ پر لکھتے ہیں:

"سلطان العصر والزمان فیروز شاہ السلطان متع اللہ المسلمین کو رسول رب العالمین کے اہل بیت کے ساتھ خلوص میں اور خاتم النبیین کے ساتھ محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا اور اس کا یہ خلوص اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گیا۔"

مورخین سنی و شیعہ تسلیم کرتے ہیں کہ شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نور اللہ مرقدہ سے بیعت اور ان کے خلیفہ تھے۔ مورخین ہند کا اس پر اتفاق ہے کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان نہیں آئے شاہ صاحب موصوف کا خاندان عالی وقار تو عراق سے ہی سنی تھا۔ اور وہیں شاہ ولایت اور آپ کے والد محترم جناب قبلہ سید علی بزرگ شیخ صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگر شاہ صاحب کا خاندان شیعہ ہوتا تو آپ ہرگز ہرگز کسی غیر معصوم کی بیعت قبول نہ کرتے۔ شاہ صاحب موصوف کے زمانے میں عراق شیعوں کے لئے ایک جنت بنا ہوا تھا۔ اس خاندان کو اب تقیہ کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔

تاریخی کتب معتبر شیعی سے ثابت ہے کہ ابتدائے شیعت سے لے کر آج تک کھلے شیعہ رہے ہیں۔ اگر شیعی دنیا کے لئے تقیہ تسلیم کیا جائے تو منصور عباسی سے لے کر متوکل عباسی کے عہد تک تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مذہب شیعہ کے مستند رسالہ "سہل یمن" صفحہ ۲۱ جلد ۷ ماہ رجب ۱۳۵۲ھ کے شمارہ میں محمد عباس صفوی شیعی شمس آبادی ضلع فرخ آبادی فرماتے ہیں:

"شیعوں کے لئے تقیہ کا شدید ترین زمانہ منصور دوانقی سے لے کر متوکل تک ہے۔"

ناظرین کرام کے لئے مذکورہ دو عباسی بادشاہوں کا زمانہ سن وار لکھا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) ابو جعفر عبد اللہ المنصور رحمتہ اللہ علیہ کا سن جلوس ۱۳۶ھ مطابق ۷۵۴ء وفات ۱۵۸ھ مطابق ۷۷۵ء۔

Marfat.com

(۲)ابوالفضل جعفر متوکل علی اللہ شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا سن جلوس ذی الحجہ ۲۳۲ھ مطابق ۸۴۷ء وفات ۲۴۷ھ مطابق ۸۶۱ء۔

تقیہ کے متعلق قاضی نوراللہ شوشتری کا فتویٰ

قاضی نوراللہ شوشتری اکبر آبادی المتوفی ۱۰۱۹ھ ۱۶۱۰ء تقیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"دوسرا شخص جو اہل دین میں کوئی بلند مقام نہیں رکھتا ہے اور مجہول ہے اور دین کی نصرت و حمایت میں معقول بات نہیں کہہ سکتا ہے اس پر واجب ہے کہ تقیہ کرے۔"[1]

قاضی نوراللہ شوشتری اکبر آبادی نے اپنی کتاب مجالس المومنین میں بہت سے اکابر صوفیہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب سنّی تقیہ میں لکھ دیا تو کیا یہ تمام بزرگ جاہل مطلق تھے اور ان بزرگوں کا دین اسلام میں کوئی بلند مقام نہ تھا؟

اب میں شاہ ولایتؒ کی صرف شیعہ اولاد سے یہ سوال کرتا ہوں کہ:

کیا شاہ ولایتؒ دین اسلام میں کوئی بند مقام نہیں رکھتے تھے؟

کیا وہ مجہول الحال بزرگ تھے؟

کیا وہ دین اسلام کی حمایت میں معقول بات کہنے کی ہمت و جرأت نہیں رکھتے تھے؟

ان تمام سوالوں کا جواب آپ کو دینا ہے ورنہ شاہ ولایتؒ امروہہ پر مذہب شیعہ کی چھاپ لگا کر ان کی توہین کرنے سے توبہ کرنی ہوگی۔

شاہ ولایت امروہہ رحمتہ اللہ علیہ کی وہ شیعہ اولاد جو شاہ ولایتؒ کو لقب "صوفی" "ولی اللہ" "شاہ ولایت" "مخدوم" کا دیتی ہے اس کو چاہیے کہ پہلے اپنے ائمہ معصومین کی اُن احادیث سے انکار و انحراف کرے جن میں رد علم تصوف ہے اور جو اولاد شیعہ شاہ موصوف کو مذکورہ لقب سے ملقب کرتی ہے اور آپ کا ادب و احترام کرتی ہے، وہ واضح طور پر آپ کا مسلک سنّی اختیار کرے۔

---

[1] تذکرہ مجید یہ در احوال شہید صفحہ ۴۵ مؤلفہ مولوی سبط الحسن شیعی و شاہ کار حیدر آباد کا شہید ثالث نمبر ۱۹۷۹ء کا صفحہ ۲۵۔

Marfat.com

چشم ما روشن ودلِ ما شاد

سلسلہ سہروردیہ کے تمام صوفی بزرگ فلسفہ "وحدت الوجود" کے قائل تھے جس کو ہم زبان فارسی میں ہمہ اوست کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا فلسفہ ہے جس کے قائل صوفیہ عظام رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ چنانچہ لطف محمد شیعی صاحب کتاب "درگاہ سید حسین شرف الدین شاہ ولایت" کے متعلق صفحہ ۴۵ پر لکھتے ہیں:

"آج جس بزرگ و برتر ہستی کی یاد منانے کے لئے ہم جمع ہوئے ہیں وہ نہ صرف ہمارے جد ہی تھے بلکہ دنیائے انسانیت کے برگزیدہ فلسفہ تصوف میں وحدت الوجود کے ماننے والے تھے۔ آپ کے پیرومرشد شیخ شہاب الدین عمر سہروردی مقتول[1] واسطی ۱۱۱۵ء اور جناب محی الدین بن العربی کے ہم عصر اور مسلمانوں میں فلسفہ وحدت الوجود کے بانیان میں شمار کیے جا رہے ہیں۔"

---

1 لطف محمد شیعی کا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کو مقتول لکھنا اور ان کو متوفی ۱۱۱۵ء کا بتلانا قطعی غلط اور لاعلمی کا بین ثبوت ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی مقتول ایک دوسرے بزرگ تھے جو مولانا شمس الدین تبریز رحمتہ اللہ علیہ التوفی ۶۴۵ھ مطابق ۱۲۴۷ء کے مرید بتلائے جاتے ہیں مگر مولانا عبدالرحمٰن جامی نور اللہ مرقدہٗ جیسے ثقہ مصنف عفیف الدین ابوالسعادت عبداللہ بن اسعد مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ التوفی ۷۶۸ھ مطابق ۱۳۶۶ء کی کتاب "مراۃ الجنان" کے حوالے سے اپنی کتاب نفحات الانس ترجمہ اردو صفحہ ۸۴ پر ان کے عقائد کو خراب بتاتے ہیں۔ فلسفہ کو مذہب پر ترجیح دینے کی وجہ سے حلب کے سپہ سالار صلاح الدین نے ان کو ۵۸۶ھ مطابق ۱۱۴۳ء میں قتل کرا دیا اور ان سے کوئی سلسلہ تصوف بھی جاری نہیں ہوا۔ پیدائش ۵۴۹ھ مطابق ۱۱۵۴ء میں ہوئی۔ اس حساب سے ان کا قتل ۲۶ سال کی عمر میں ہوا اور نام یحییٰ ہے اور والد کا نام ابوالفتح محمد یا احمد بن یحییٰ ہے۔

شاہ ولایت" امروہہ جن بزرگ سے بیعت ہوئے وہ شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی ہیں جن کی پیدائش ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۴ء اور وصال یکم محرم ۶۳۲ھ ہے۔ آپ نسبی اعتبار سے صدیقی قریشی ہیں شجرہ نسب اس طرح ہے۔ شہاب الدین عمر سہروردی بن محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بکری المعروف بہ شیخ عمویہ بن سعد بن حسین بن قاسم (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

فلسفہ ہمہ اوست کیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہزاروں صفحات قرطاس کی ضرورت ہے اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں۔ لہٰذا اس فلسفہ وحدت کو جود کو زبان اردو میں سمجھنے کے لئے آپ مفکر اسلام علامہ سر محمد اقبال علیہ الرحمتہ المتوفی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء کی گلشن راز جدید مع شرح یوسف سلیم چشتی کا مطالعہ کریں۔

وحدت الوجود کا مسئلہ صرف اہل سنت والجماعت کا ہے اور شیعوں کے تمام فرقے اس کے بالکل خلاف ہیں۔ وحدت الوجود کے قائل تمام صوفیہ عظام اہل سنت والجماعت ہوئے ہیں اور ان صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ بالاتفاق کافر مشرک نجس کہتے ہیں چنانچہ مفتی سید علی شیعی اپنی کتاب "فوائد دینیہ کے صفحہ ۷۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"صوفیہ جو قائل بہ وحدت الوجود ہیں محکوم بہ نجاست ہیں، داخل ہیں زمرۂ مشرکین میں، اِن کا اور اُن کا حکم ایک ہے"۔

اسی مذہب شیعہ کے دوسرے عالم دین جناب حامد حسین کا استقصاء

استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی نقص منتھی الکلام فارسی کے صفحہ ۱۵۲ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۲۷۶ھ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جو شخص قائل بہ وحدت الوجود ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"

مذہب شیعہ کے تیسرے عالم دین مجتہد اول جناب مولوی دلدار علی لکھنوی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

بن سعد بن نصر بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقی رضی اللہ عنہ

ان دونوں بزرگوں کے نام اور شہر میں یکسانیت پائی جاتی ہے اس وجہ سے بہت سے محققین شیخ عمر سہر وردی رحمتہ اللہ علیہ کو مقتول لکھ گئے یہ دھوکا ڈاکٹر غلام جیلانی مصنف تاریخ الاطباء کو بھی ہوا۔ دیکھو ان کی تاریخ الاطباء صفحہ ۵۷ حسن اتفاق سے دونوں بزرگ پیشہ طبابت بھی کرتے تھے۔

Marfat.com

المتوفی ۱۲۳۵ھ اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں باب رد صوفیہ کے باب الباب الاسادس میں ابطال وحدت الوجود کرتے ہیں۔

کیا اب بھی شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ اثنا عشری کہا جا سکتا ہے۔ جو لوگ شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ بتلاتے ہیں از راہ کرم تاریخ صوفیہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی لکھی کتب تصوف کا بہ نظر عمیق مطالعہ کریں اس کے بعد علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی لکھی ان کتب کا مطالعہ کریں جن میں رد علم تصوف اور ابطال عقائد صوفیہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ حقیقت اصلیہ آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے گی۔

مذہب اہلسنت والجماعت ومذہب شیعہ اثنا عشری کی قبور میں فرق

مذہب اہلسنت والجماعت کی قبور اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ میں جو فرق میں نے مقدمہ نمبر ۳۸۔ ۱۹۳۹ء کے حوالے سے پیش کیا تھا اس کے متعلق اخبار "گرج" مراد آباد مورخہ ۵ر مئی ۱۹۸۶ء میں محلہ سٹھی کے محمد حسنین شیعی نے انتہائی لچر اور بیہودہ حیلے بہانے تراشے اور کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ دراصل یہ کور باطن فقہی مسائل کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ مقدمہ مذکور کے چھ مدعیان اولاد شاہ ولایت میں سے تھے جن میں صرف دو مدعی سنی تھے چار اثنا عشری ان چھ مدعیان اولاد شاہ موصوفؒ کی طرف سے شاہ سلیمان صدیقی سہروردی قادری چشتی صابری ہادوی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۲۳ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۲ء سجادہ نشین درگاہ شاہ عبدالہادی امروہویؒ بطور گواہ پیش ہوئے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ شاہ ولایتؒ حنفی سنی بزرگ تھے اور آپ کی قبر پر تعویذ ہے۔ اس گواہی پر شیعہ مدعیان نے اپیل نمبر ۱۳، ۱۹۴۱ء میں اپنے موجہات میں بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔

مذہب شیعہ کے عالم جناب امداد حسن صاحب اپنی کتاب "تحفۃ الصالحین" مطبع سلطانی ۱۲۷۶ھ صفحہ ۴۵ پر لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"قبر کو پُر کر کے مسطح کر دے اور خرپشت نہ کرے کہ یہ طریقہ اہل خلاف کا ہے۔"

(علماء شیعہ: اہل خلاف سے اہل سنت والجماعت مراد لیتے ہیں۔)

اہل سنت والجماعت کے ممتاز اور متبحر عالم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمتہ المتوفی ۱۶ر رجب ۱۳۶۲ھ بہشتی زیور مکمل ومدلل حصہ ۱۱ کے صفحہ ۹۸ پر رقم طراز ہیں:

"قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے۔"

اہل سنت والجماعت کے ایک دوسرے ممتاز اور متبحر عالم جناب قبلہ مولانا شمس الدین احمد جعفری رضوی جونپوری رحمتہ اللہ علیہ قانون شریعت جلد اول صفحہ ۳۰ پر دنیائے اسلام کی معتبر و مستند فقہی کتب مثلاً فتاویٰ عالمگیر اور درالمختار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قبر چوکھٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان۔
قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ تھوڑی سی زیادہ[1]"

مورخہ ۵ر مئی ۱۹۸۶ء "گرج" مراد آباد کے شمارے میں شری محمد حسنین شیعیؒ تعویذ قبر کو "رواجاً" کہتے ہیں جو بڑی بڑی شخصیتوں کو نمایاں کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں مضمون نگار صاحب اور آپ کے جملہ ہمنوا ساتھی بتائیں کہ عہد آصف الدولہ لکھنوی سے لے کر آج تک ہزاروں شیعہ امام باڑوں میں دفن ہو چکے ہیں۔ مثلاً آصف الدولہ، شجاع الدولہ مولوی دلدار علی لکھنوی اور آپ کے لڑکے مجتہد سید محمد حسنین صاحب۔ کیا یہ سب شخصیتیں دنیائے شیعیت میں کم درجہ رکھتی تھیں؟ ان کی قبور پر کوئی تعویذ نہیں ہیں۔

قبر کے تعویذ کو رواجاً کہنا ان کی لاعلمی کا قطعی بین ثبوت ہے جو قبریں زمین سے ایک بالشت اونچی مثل کوہان کے بن جاتی ہیں ان پر تعویذ بنانا ضروری نہیں ہے۔

---

1 عالمگیری ردالمختار

Marfat.com

اس ضمن میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ دہلوی المتوفی ۱۴ر ربیع الاول ۶۳۲ھ اور مدینہ منورہ کی قبور کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ یہ تمام قبور مثل کوہان کے اور زمین سے اٹھی ہوئی ہیں۔

لفظ وصال و عرس شاہ ولایتؒ پر بحث

مذہب اہل سنت والجماعت میں عرس بزرگان مستحسن فعل ہے۔ "عرس" کے لغوی معنی "دلہن" کے ہیں اور لفظ "عرس" و لفظ "وصال" خاص اصطلاح صوفیہ سے ہے جو کسی بھی مذہب میں مروج نہیں۔ چنانچہ ادیب شہیر جناب امام مرتضیٰ نقوی شیعی امروہوی اپنی کتاب "ہندوستانی اسلامی تہوار" کے صفحہ ۵۳ پر رقم طراز ہیں:

> "صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان اپنے خالق سے جاملتا ہے وہ ایک قطرہ کے مانند ہے جو وقتی طور پر دریا سے الگ کر دیا جاتا ہے اور پھر بعد کو اسی میں جاملتا ہے اسی طرح انسان کچھ عرصے کے لئے زمین پر آیا ہے لیکن آخرت میں وہ اپنے خالق سے ہی ملے گا اسی کو وصال بولتے ہیں اور وصال ہونا خوشی کا سبب ہے۔"

مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میں مسئلہ عشق ہی نہیں۔ اس کے رد میں مجتہد دوم جناب مولوی سید حسین لکھنوی المتوفی ۱۲۷۲ھ نے اپنی کتاب "حدیقہ سلطانیہ" میں ایک باب باندھا ہے۔ میں نے مورخہ ۲۸ر اپریل ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارہ میں لکھا تھا کہ:

> "مذہب کو پہچاننے کے لئے اس کی سماجی زندگی سے اور مذہبی کتب سے پیش کرنا چاہئے مضمون نگار بتلائیں امروہہ میں آصف الدولہ کے عہد سے لیکر کافی علماء شیعہ سپرد خاک ہو چکے ہیں۔ آپ اور آپ کی قوم شیعہ ان کی تاریخ انتقال پر اس لفظ "عرس" سے کتنے عرس کرتی ہے۔ امروہہ میں نہیں تو لکھنؤ میں مجتہد اول جناب مولوی دلدار علی المتوفی ۱۲۳۵ھ کا قوم شیعہ کیا عرس کرتی ہے؟ مضمون نگار بتلائیں کہ وہ

Marfat.com

مذہب اہل سنت کے صوفیہ عظام میں جو اصطلاحات ہیں کیا وہ آج مذہب شیعہ میں بولے جاتے ہیں؟ مثلاً کسی صوفی کے انتقال پر ہم لفظ "وصال" بولتے ہیں' کیا یہ لفظ مولوی مجتہد اول دلدار علی اودھ المتوفی ۱۲۳۵ھ کے انتقال پر بولا جاتا ہے۔اس کی کیا شرعی حیثیت ہے"۔

سکریٹری درگاہ شاہ ولایت کمیٹی امروہہ جو رافضی مذہب رکھتے ہیں' میرے اس مراسلے کا جواب مورخہ ۵/ مئی ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں دیتے ہیں:

"دیگر یہ کہ شاہ ولایت صاحب کے انتقال کے وقت سے ان کا عرس ہوتا چلا آرہا ہے اس کی کوئی معتبر تاریخ ہم کو فراہم کر دیں تو بڑی مہربانی ہوگی جو یقینی طور پر ناممکن ہے بلکہ تاریخ اور واقعات سے شاہد ہے کہ شاہ صاحب موصوف نے اپنا کوئی خلیفہ یا جانشین مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کے کسی قول و فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ عرس وغیرہ جیسی کسی رسم کے قائل تھے"

امروہہ کے سنّی و شیعہ مورخین یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ شاہ ولایت امروہہ کے عرس کے اخراجات کے متعلق سلطنت اسلامیہ نے کچھ اراضیات بطور معافی کے درگاہ شریف کے لئے عطا فرمائی تھیں۔

چنانچہ مولانا محمود احمد عباسی امروہوی اپنی کتاب "تاریخ امروہہ" کے صفحہ ۱۱۸ پر لکھتے ہیں:

"عرس حضرت شاہ ولایت سابق میں یہ عرس دھوم دھام سے اور بہت کچھ اہتمام سے ہوتا تھا اور مصارف عرس کے لئے کچھ اراضیات سلطنت اسلامی کی عطیہ تھیں۔"

لفظ "عرس" و "وصال" کے متعلق اسی روزنامہ "گرج" مراد آباد میں یہ جواب دیتے ہیں

"اس کے ساتھ ساتھ اردو کے کچھ الفاظ پر سنّی مذہب کی اجارہ داری کا

Marfat.com

بھی اعلان کیا ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ اگر اجارہ داری چند الفاظ پر
ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی تو شیعہ حضرات اردو کی پوری لغت پر اپنی
اجارہ داری ثابت کرنے میں کامیاب رہیں گے۔"

مضمون نگار نے عرس شاہ ولایت امروہہ کے مسلک کے خلاف بتلایا ہے اور دعوی کیا ہے کہ یہ عرس ان کے انتقال کے وقت سے شروع نہیں ہوا۔ اس کا قدیم ثبوت مجھ سے مانگا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا حافظہ انتہائی کمزور ہے اور جھوٹے آدمی کا حافظہ قدرتی طور پر کمزور ہوتا ہی ہے۔ بقول ہمارے ایک عارف باللہ حضرت شیخ سعدی سہروردی نور اللہ مرقدہٗ المتوفی ۶۹۲ھ۔

دروغ گو را حافظہ نباشد

مضمون نگار کا ایک مضمون مورخہ ۹/ اپریل ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں بعنوان درج ذیل، جلی حروف میں لکھا ہوا دیکھا کہ:

امروہہ میں شاہ ولایت کے ۶۶۴ ویں سالانہ عرس کی مختصر رپورٹ

اب کس لئے مجھ سے اس عرس پاک کا قدیم ثبوت طلب کیا گیا ہے؟ کیا آپ کے مضمون میں ہوش مندی کا کہیں ثبوت ہے؟

آپ نے ۶۶۴ کے اعداد لکھ کر خود ہی عرس کی قدامت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ شاہ ولایت امروہہ (رحمتہ اللہ علیہ) کی کرامت اعلیٰ کا مظہر عظیم ہے۔

آپ کے ایماء سے شائع ہوئی کتاب "تعارف سادات امروہہ و دہلی" میں آپ کے ہم مذہب جناب علی عباس نقوی صاحب امروہوی صفحہ ۲۳ پر شاہ ولایت امروہہ کے عرس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"درگاہ شریف میں عرس ۲۱/ رجب کو ہوتا ہے اور یہ فعل ان کی وفات

Marfat.com

کے بعد سے اب تک جاری ہے۔"

مقدمہ نمبر ۳۸، ۱۹۳۹ء میں ایک شیعہ گواہ جناب نواب علی خاں صاحب کنبوی امروہوی نے یہ بیان دیا تھا کہ

"یہ عرس شاہ موصوف کے انتقال کے وقت سے ابتک علی التواتر ہوتا رہا ہے۔"

میں نے اس موقع پر دو معزز شیعوں کا حوالہ دیا ہے۔ مضمون نگار نے جو سوالات مجھ سے کئے ہیں وہ نواب علی خاں کنبوی امروہوی کی روح سے کریں۔ اگر ہو سکے تو اپنے امام غائب کی مدد سے نواب صاحب سے معلومات کریں۔ مضمون نگار نے "عرس" کو شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کے خلاف ہونے کا فتویٰ صادر فرمادیا ہے۔

اب میں سکریٹری درگاہ شاہ ولایت امروہہ سے معلوم کرتا ہوں کہ آپ نے جو کمیٹی عرس کے انتظام وانصرام کے لئے بنائی ہے وہ کس لئے بنائی ہے؟

کیا یہ کمیٹی درگاہ شریف کے "عرس" میں مداخلت بیجا کر کے شہر امروہہ کے امن کو خاک میں ملانا چاہتی ہے۔ آخر کیا مقصد ہے؟

مجھے امید ہے کہ آیندہ ایسی "رسم قبیحہ" میں آپ یا آپ کی تمام قوم شیعہ اولاد شاہ ولایت موصوف ہرگز ہرگز شریک عرس ہونے کی کوشش نہ کرے گی اور اگر ایسا کرے گی تو امن عامہ کے خلاف ہوگا جس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ آپ نے عرس میں شریک ہونے کا ایک نیا ڈھونگ بھی رچایا ہے کہ ہم اولاد شاہ ولایت تبلیغ اسلام اور اتحاد بین المسلمین کے دل دادہ رہے ہیں، کیا مذہب شیعہ کے افراد کو اس قسم کی پُر فریب باتوں سے کامیابی ہو سکتی ہے؟ یہ سبھی جانتے ہیں کہ کتنے شیعہ افراد اتحاد بین المسلمین کے ہم نوا ہوتے ہیں۔ ہم ایسی منافقانہ روش سے دور ہی رہنا پسند کرتے ہیں نہ ہم آپ سے اتحاد بین المسلمین کے خواہش مند ہیں۔ آپ اس احسان عظیم سے شہر کے مسلمانوں کو معاف فرمائیں۔ مذہب شیعہ کے ایک عالم دین جناب صفی نور پوری ایم اے لکھتے ہیں:

Marfat.com

"سوادِ اعظم کے ساتھ سیاسی بنیادوں پر بھی ہم اتحاد نہیں رکھ سکتے"[1]

پھر یہی بزرگ اپنی دوسری تصنیف[2] میں بھی یہی مذکورہ بالا اعتقاد ارشاد فرماتے ہیں اور مذہب شیعہ کے دوسرے بزرگ شری اشرف حسین صاحب ایڈوکیٹ آنریری جنرل سکریٹری ادارہ تنظیم لکھنؤ بھی اپنی تصنیف[3] میں بھی یہی بات کہتے ہیں:

"جن سنگھ ایک ایسی جماعت ضرور ہے جو شیعوں کے مطالبات کی حمایت کر سکتی ہے۔ سنیوں کی طرف سے فساد کے موقع پر بھی شیعوں کو پناہ دے سکتی ہے۔ شیعوں کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار ہندوستان میں نہیں ہے کہ وہ ہندوؤں سے عموماً اور جن سنگھ سے خصوصاً اشتراک عمل کریں۔ ہندوؤں کے مذہبی رواسم کے موقع پر خود شریک ہوں اور ان کو اپنے مذہبی اجتماعات میں شریک کریں۔ اس طرح میل و محبت آپس میں بڑھے گا اور ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے کی مشکلات کو سمجھیں گے۔ جب سنی شیعوں کو پریشان کریں ہندو خصوصاً جن سنگھ از روئے انصاف مدد کرے گی۔ اس طریقہ سے شیعہ ہندوستان میں اپنے مذہبی مراسم آزادی سے کر سکیں گے اور امن و سکون سے زندگی بسر کر سکیں گے جن سنگھ کی طرف سے کوئی مطالبہ یا شرط نہیں کی گئی ہے لیکن خود شیعوں کا فرض ہے کہ وہ خود سیاسی ہو یا مذہبی موقع پر جن سنگھ کی علانیہ حمایت کریں۔ اگر شیعہ مناسب سمجھیں تو اس راستہ کو اختیار کر سکتے ہیں۔ جہاں تک کہ اس کا سوال ہے کہ جن سنگھ یا ہندو موقع آنے پر شیعوں کی مدد کریں گے یا نہیں اس کا تجربہ احمد آباد میں ہندو مسلم فساد کے موقع پر ہو چکا ہے جہاں نہ کوئی شیعوں کی جائداد جلائی گئی اور نہ شیعوں کا قتل عام کیا۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے صرف تین

---

1. کتاب "شہید ظلم" صفحہ ۲۴۶   2. "صلاح و فساد"
3. "تحفظ شیعت" صفحہ ۹۷ و ۹۸

Marfat.com

شیعہ جو گھوسی (یوپی) کے رہنے والے تھے وہ قتل ہوئے۔ یہ لوگ سنّیوں کے ساتھ رہتے تھے۔"

امروہہ کا ہر فرد آپ کے جملہ حواریوں کی شاطرانہ حرکتوں سے بخوبی واقف ہے۔ آپ امروہہ کو اتحاد بین المسلمین کا کھوکھلا نعرہ نہ دیں۔ ہم تو حضرت آپ کو اور آپ کے تمام حواریوں کو بموقعۂ عرس شاہ ولایت امروہہ اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے جس کا اندازہ آپ کو اور آپ کے تمام حواریوں کو ہوتا چلا آرہا ہے۔

لفظ "عرس" و لفظ "وصال" کے متعلق گذارش ہے کہ یہ خاص طور سے اصطلاحات صوفیہ کرام سے ہیں۔ اس کا کوئی معقول جواب نہیں دیتے۔ احقر نے ہرگز ہرگز ردو الفاظ پر اپنی اجارہ داری کا دعویٰ نہیں کیا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اصطلاحات صوفیہ کرام ایک الگ شے ہے۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔

مضمون نگار نے ۹/ اپریل ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں لفظ "مسلمہ" کے تحت یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ:

"تاریخ اور واقعات سے مسلمہ ہے کہ شاہ صاحب نے اپنا کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا"۔

پہلے تو آپ لفظ "مسلمہ" کے لغوی معنی کسی اردو لغت میں ملاحظہ فرمالیتے۔ اس کے بعد لفظ "مسلمہ" کے استعمال کرنے کا سلیقہ سیکھ لیتے۔

آپ ہی کے ہم مذہب شیعہ مؤرخ جناب اصغر حسین نقوی امروہوی رقم طراز ہیں:

"حضرت نے اپنے خلیفوں کو پیری مریدی کرنے سے منع فرمایا[1]"

آپ کے دوسرے مورخ رحیم بخش شیعی امروہوی نے بھی اپنی تصنیف "تاریخ واسطیہ میں حضرت شرف الدین شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کو تسلیم کیا ہے۔

بارہویں صدی ہجری کی تصنیف میں درج ہے۔[2]

"مخدوم راقدس سرہٗ چہار خلیفہ صاحب کمال بودند در حین حیات

۱۔ تاریخ اصغری صفحہ ۳۰۱۔ مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد جولائی ۱۸۸۹ء

۲۔ مطبوعہ مقاصد العارفین ص ۴۰۴، ۱۱۲۴ھ سید شاہ عضد الدینؒ نے لکھی تھی۔

Marfat.com

بخلفائے خویش فرمودہ کہ دست از اجرائے سلسلہ باز دوارند کہ در لوح محفوظ سلسلہ ما انقطاع گرفتہ خلیفہ اول میر سید محمد ابدال بن میر سید عبدالعزیز بن مخدوم قدس سرہ خلیفہ دوم شیخ عبداللطیف خلیفہ سوم شیخ معین الدین نبیرۂ قدوۃ العارفین قاضی حمید الدین ناگوری است۔ خلیفہ چہارم شیخ نظام الدین بود نسب او بحضرت عباس[1]"

اس روایت کی تصدیق آپ ہی کے تیسرے بزرگ جناب محمد محسن شیعی ساکن محلہ پچدرہ امروہہ بھی کرتے ہیں[2]

آپ کے ہم مذہب جناب محمد مہدی رئیس امروہوی بھی شاہ موصوف کے چار خلفاء کا ذکر کرتے ہیں[3]' اس کا انکار نہیں فرماتے۔

جناب مولانا محمود احمد عباسی مؤرخ امروہہ[4] نے بھی شاہ صاحب موصوف کے خلفاء باصفا کا ذکر بصراحت کیا ہے۔ ان حقائق کو جھٹلانا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ جناب سکریٹری شیعی نے اپنی کسی شاطرانہ چال اور بزعم شیعہ یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ اخبار "گرج" مراد آباد مورخہ ۵/ مئی ۱۹۸۶ء میں فرماتے ہیں:

> "آنجناب کے یہاں ائمہ طاہرین کی ولادت یا وفات کے موقع پر بڑی بڑی نذر و نیاز اور قرآن خوانی وغیرہ کی رسومات ادا کی جاتی ہیں جن کو آج تک اولاد شاہ ولایت صاحب قائم و دائم رکھے ہوئے ہے۔ روز عاشورہ شیعہ حضرات اس مسجد میں اعمال شب عاشورہ ضربت ادا کرتے ہیں اور ماہ شعبان و ماہ رمضان میں اعمال شب قدر و اعمال شب ضربت ادا کرتے ہیں۔ اس طرح پوری رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔"

محمد حسنین شیعی ساکن محلہ سٹھی نے جو برادر خورد ہیں حبیب ثقلین عرف

---

[1] تاریخ واسطیہ مطبوعہ مقاصد العارفین

[2] سیر العارفین ذکر الکاملین مطبوعہ ۱۲۹۹ھ۔

[3] گولڈن جوبلی حسین ڈے صفحہ ۷۵ ' [4] تذکرۃ الکرام تاریخ امروہہ

Marfat.com

عسکری رضا ایڈوکیٹ کے 'ایک شاطرانہ چال کی آڑ لے کر یہ فرمایا ہے کہ مسجد شاہ ولایت میں سنّی و شیعہ وہابی وغیرہ سب ہی نماز پڑھتے ہیں اور یہ اتحاد بین المسلمین کا مظہر ہے بالکل غلط ہے ایسی باتیں صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو واقعات اور حقائق کا قطعی علم نہ رکھتا ہو، یہ کذب صریح ہے۔اس درگاہ کی مسجد میں نہ کبھی شیعہ اذان و نماز نہ اعمال شیعہ ہوئے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو سکتے ہیں۔ مسجد تو کیا حدود درگاہ (جو ۵۴ بیگہ، ڈسمل پر مشتمل ہے) میں کبھی مذہبی رسومات شیعہ نہیں ہوتیں۔ درگاہ کی مسجد میں شاہ ولایتؒ موصوف کے عرس کے موقع پر اور روزانہ نماز پنجگانہ باجماعت سنّی حنفی امام نماز پڑھاتے ہیں اور ماہ رمضان المبارک میں سنّی حافظ قرآن نماز تراویح میں باضابطہ قرآن کریم سناتے ہیں اور عرس کے موقع پر اکیسویں شب میں امروہہ کے حفاظ کرام مزار مبارک کے سرہانے سہ دری میں رات بھر شبینہ پڑھتے ہیں جو بعد نماز فجر ختم ہوتا ہے۔ نیز ہر جمعرات کی شام کو قل شریف میں اور خاص طور سے سالانہ عرس شریف کے موقع پر ہر روز قل شریف میں سنّی حفاظ و قراء کرام شریک ہو کر پڑھتے ہیں ان میں ایک بھی شیعہ نہیں ہوتا۔

"بریں عقل و دانش بباید گریست"

امروہہ میں مذہب روافض کی کل بارہ مذہبی محافل ہوتی ہیں۔ یہ محافل امروہہ کے کس کس مقام پر منعقد ہوتی ہیں اس کی تفصیل[1] ذیل میں ملاحظہ فرمایئے مذہب شیعہ کا کوئی بھی مذہبی جلسہ درگاہ شاہ موصوف میں کبھی نہیں ہوا۔

(۱)	محفل نعت	۱۷ ربیع الاول	امام باڑہ محلّہ شفاعت پوتہ امروہہ
(۲)	محفل معراج	۲۷ رجب المرجب	امام باڑہ محلّہ جعفری امروہہ
(۳)	محفل غدیر	۱۸ ذی الحجہ	امام باڑہ مسماۃ صغیراً گذری امروہہ
(۴)	محفل یوم علی	۱۳ رجب المرجب	امام باڑہ دوست علی خاں محلّہ کٹکوئی امروہہ
(۵)	محفل شب نور	۱۲ رجب المرجب	بر مکان شاندار حسین خاں محلّہ دانشمندان
(۶)	محفل مولود حرم	۱۷ رجب المرجب	امام باڑہ محلّہ حقانی امروہہ

[1]: تعارف "سادات امروہہ و دہلی" صفحہ ۷۱، ۷۲۔ مصنفہ جناب عظیم امروہوی۔

Marfat.com

(۷) یوم حسنؑ ۱۵ر رمضان المبارک امام باڑہ مسماۃ چھجی امروہہ
(۸) یوم حسینؑ ڈے ۳ر شعبان المعظم امام باڑہ محلّہ مجاپوتہ امروہہ
(۹) یوم زین العابدینؑ ۵ر شعبان المعظم امام باڑہ سید شمس علی خاں محلّہ دربار کلاں
(۱۰) یوم تقیؑ ۱۵ر رجب المرجب امام باڑہ اکبر علی محلّہ دانشمندان امروہہ
(۱۱) محفل نور ۱۵ر شعبان المعظم یوم ولادت امام محمد مہدی امام باڑہ محلّہ سٹھی امروہہ
(۱۲) یوم عباسؑ ۱۷ر شعبان المعظم بہ محفل حسینیہ دربار شاہ ولایت محلّہ لکڑہ امروہہ

مسجد ملحق درگاہ شاہ ولایتؒ امروہہ میں نماز تراویح میں ختم قرآن کریم کے مصارف مجاوران درگاہ شاہ صاحب موصوفؒ کرتے ہیں۔ ماہ شعبان المعظم میں امروہہ کے سنیوں کا اس میں ایک جم غفیر ہوتا ہے جس کا دل چاہے وہاں جاکر اپنی نظروں سے نظارہ دیکھے۔ سنّی وقف ہمیشہ سے ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ اس وقف سے شیعوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

علی احمد شیعی[۱] نے "ہماری مساجد" کے زیر عنوان مسجد ملحق درگاہ شاہ ولایتؒ امروہہ کو اپنی کسی فریب کارانہ مصلحت کی بنا پر شیعہ مساجد میں اس کا شمار کرادیا ہے جو انتہائی مذہبی اور قانونی جرم ہے۔

علاوہ ازیں کئی اور مسلمہ سنّی مساجد کو بھی شیعہ مساجد بتلایا ہے۔ امروہہ کے باشعور سنّی اس طرف توجہ دیں۔ اپنی سنّی مساجد و درگاہوں اور خانقاہوں کا قانونی طور پر بندوبست کریں۔

مضمون نگار کو معلوم ہونا چاہئے کہ عہد آصف الدولہ[۲] سے قبل امروہہ میں شیعیت بالکل نہیں تھی۔ نہ امروہہ میں شیعوں کے مذہبی عبادت خانے موجود تھے اور سنیوں و شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ پہلے آپ حسب ذیل عبارت ملاحظہ فرمالیں۔

علامہ محمود احمد عباسی امروہوی مرحوم و مغفور لکھتے ہیں:

"واقعہ یہ ہے کہ نواب آصف الدولہ کے زمانے سے پیشتر امروہہ میں

۱: "تعارف سادات امروہہ و دہلی"

۲: المتوفی ۲۸ر ربیع الاول ۱۲۱۲ھ مطابق ۲۰ر ستمبر ۱۷۹۷ء بروز جمعہ

Marfat.com

کوئی ایک مسجد بھی شیعہ حضرات کی موجود نہیں تھی اور نہ حضرات شیعہ میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا انتظام امروہہ تو کیا اس زمانے میں شمالی ہند کے کسی مقام پر موجود نہ تھا[1]"

مولوی سید آغا مہدی صاحب تجمیعی لکھنوی مذہب شیعہ کے مستند و معتبر آرگنائزر میں بعنوان "ماہ رجب اور لکھنؤ میں شیعوں کی پہلی نماز جماعت" کے تحت رقم طراز ہیں:

"پہلی نماز جماعت اس سرزمین پر اوستاذ الکل فی الکل وارث الانبیاء والرسل حضرت غفران مآب مولانا السید دلدار علی طالب اللہ ثراہ نے ۱۳ر رجب ۱۲۰۰ھ کو نواب سید حسن رضا خاں کی مسجد میں پڑھائی[2]"

اس واقعہ کی تائید آپ ہی کے ہم مذہب عالم دین[3] دہلی سے شائع ہونے والی رپورٹ میں بعنوان "امروہہ میں شیعوں کی پہلی مسجد" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"امروہہ میں شیعوں کی پہلی مسجد مولانا سید محمد سیادت یعنی اپنے والد بزرگوار کی طرح اپنے دیوان خانہ میں نماز پڑھاتے تھے اور کوئی مسجد نہ تھی۔ مولانا محمد عبادت نے لکھنؤ سے واپس آکر غالباً ۱۲۰۷ھ میں شیعوں کی نماز جماعت قائم کی جس کا مادۂ تاریخ میں نے حسب ذیل الفاظ سے نکال دیا ہے۔ تاکہ آئندہ نسلوں میں باقی رہے۔ "باجماعت عبادت باری"۔ اس وقت کوئی مسجد نہ تھی جس میں مولانا فریضہ ادا کرسکتے اس لئے اپنے دیوان خانے میں نماز جماعت پڑھاتے تھے۔ یہ عمارت بھی پرانی تھی جو سید عبدالوالی خاں نے اپنے بیٹے سید محمد شفاعت کے لئے تعمیر کرائی تھی اس وقت اس عمارت میں ایک

---

[1] تاریخ امروہہ صفحہ ۱۰۵۔ مولانا محمود احمد عباسی مورخ امروہہ

[2] الواعظ صفحہ ۱۷ و ۱۲' جلد ۷' بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۸ء

[3] مولانا صفی مرتضی نقوی امروہوی التوفی ۱۴ر ستمبر ۱۹۶۹ء

Marfat.com

دالان اور اس کے آگے ایک کھپریل تھی۔ یہ عمارت اس وقت امام باڑہ کی تھی۔ کبھی مختلف محلوں میں جا کر نماز پڑھاتے اور بعد کو وعظ فرماتے۔ یہ تبلیغ سادات کی آبادی تک محدود تھی۔ فقہ جعفری اور مذہب شیعہ کی تبلیغ کی ابتدائی کوششیں انہیں کی مقدس ذات کی مرہون منت ہیں[1]

اعجاز حسین[2] رضوی ایم اے بی ٹی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"مولانا سید محمد عبادت صاحب طالب اللہ ثراہ نے امروہہ میں شیعہ نماز جمعہ و جماعت کی بنیاد ڈالی"[3]

قارئین کرام اب خود فیصلہ فرمالیں کہ مذہب شیعہ امروہہ میں کب وجود میں آیا؟ دیئے گئے حوالوں کے ایک ایک حرف اور ایک ایک جملے پر غور و فکر کریں۔

اودھ میں مذہب شیعہ اثنا عشری کب وجود میں آیا اور کس کا مرہون منت ہے اس کے متعلق ایک شیعہ بزرگ[4] اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں:

"شمالی ہند میں تشیع کا احیاء غفران مآب مولوی دلدار علی صاحب کا تاریخی کارنامہ ہے۔ جو آپ نے نواب آصف الدولہ اور ان کے نائب سرفراز الدولہ حسن رضا خاں کی توجہ سے انجام دیا۔"

ہماری اس مزید تحقیق کے لئے مذہب شیعہ کی معتبر و مستند تاریخ عماد السعادت جس کے مصنف غلام علی لکھنوی ہیں ملاحظہ فرمائیں:

جناب رحیم بخش شیعی امروہوی اپنے مذہب شیعہ امامیہ کا وجود عہد آصف الدولہ[5] سے قبل امروہہ میں ثابت کرنے کے لئے محلہ قاضی زادہ امروہہ کے امام باڑے المعروف بہ چاند سورج کی تعمیر کو عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بتلاتے ہوئے

۱: "وظیفہ سوسائٹی" ماہ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء۔ ۲: المتوفی ۱۲۱۲ھ

۳: گولڈن جوبلی نمبر ا انجمن وظیفہ سادات و مومنین، ابتدائے مارچ ۱۹۱۲ء لغایت ابتدائے اگست ۱۹۶۴ء صفحہ ۲۳۱

۴: "امجد علی شاہ اودھ کا متشرع چوتھا بادشاہ" مطبوعہ سرفراز قومی پریس نادان محل روڈ لکھنؤ طبع اول ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۱۴۔ سبط محمد نقوی اکبرپوری ضلع فیض آباد ۵ المتوفی ۱۲۱۲ھ

Marfat.com

تحریر فرماتے ہیں:

"ایک امام باڑہ قدیم ہے[1] کہ جو نام سے سید ماہر و سید فیض کے مشہور ہے۔ یہ امام باڑہ عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقت کا پایا جاتا ہے۔ اول امروہہ میں یہ ہی امام باڑہ بنا ہوا تھا۔ زمانہ ماضیہ میں کل شہر و سادات و دیگر اشخاص مذہبی شیعہ مجتمع ہو کر اس امام باڑہ میں تعزیہ داری و ماتم داری کرتے تھے۔"

سید ماہر و سید فیض محمد کا شجرہ نسب جناب بشیر حسن نقوی اپنی مرتبہ کتاب شجرات سادات امروہہ حصہ دوم تذکرہ سادات امروہہ کے صفحہ ۹۵ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

- قاضی سالار بن سید الہدیٰ
  - قاضی طاہر
    - عبدالعزیز
      - سید محمد
        - زین العابدین
          - فقیر اللہ
          - محمد طاہر عرف دھومن
          - سید اعظم لاولد
        - سید بہادر
      - سید اعظم لاولد
      - فیض محمد
        - رحمت اللہ
          - عزیز اللہ لاولد
          - ہدایت اللہ لاولد
      - سید محمد ماہر
        - امان اللہ
  - قاضی یوسف لاولد

(اہل علم غور فرمائیں ہر دو بزرگوں کے پوتوں کے نام عزیز اللہ ہدایت اللہ فقیر اللہ ہیں اور فیض محمد اور محمد ماہر دونوں بھائیوں کے والد کا نام بھی عبدالعزیز ہے کیا یہ نام ان بھائیوں کی شیعت ثابت کرتے ہیں آج شیعوں میں کتنے لوگ ہیں جن کے نام

---

1. اس امام باڑہ میں جو عبارت دیوار پر مسالے سے کندہ ہے ہرگز ہرگز عہد اکبری کی یاد تازہ نہیں کرتی۔ ہر زمانہ میں فن کتابت بھی جدا زہا ہے اس کتبہ میں جو سرخی چونا استعمال کیا گیا ہے اس کا ماہرین آثار قدیمہ تجربہ کر کے یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ مسالہ کتنا جدید اور قدیم ہے۔ راقم الحروف اپنے اس دعوے میں صد فیصد صحیح ثابت ہوگا (انشاء اللہ) احقر کو اس سلسلہ میں کافی ربط و تعلق ہے اور نوادرات سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے فاعتبروا یآ اولی الابصار۔

Marfat.com

عبدالعزیز فقیر اللہ عزیز اللہ اور رحمت اللہ ہیں۔)

سید محمد فیض اور سید محمد ماہر دونوں بھائیوں کا عہد محمد جلال الدین اکبر اعظم المتوفی ۱۰۱۴ھ میں موجود ہونا ثابت نہیں۔ ان دونوں بھائیوں کا عہد محمد شاہ بادشاہ دہلی ہے۔ جیسا کہ تاریخ واسطیہ کے صفحہ ۱۱۲ سے ثابت ہے۔

معلوم نہیں اس مؤرخ شیعی کو یہ لغو اور جھوٹی کہانی کہاں سے ملی ہے؟ ایسی بے سروپا باتیں لکھنے کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا وجود شاہ ولایت امروہہ تک ملتا چلا جائے۔ دنیا کے عاقل یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ایک جھوٹ بولنے کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں مگر پھر بھی جھوٹ جھوٹ ہی رہتا ہے اور ایسی حرکتوں سے آدمی اور الجھتا چلا جاتا ہے۔

امروہہ کے دوسرے شیعہ عالم دین[1] امروہہ میں عزاداری کی ابتداء اکبر اعظم سے بھی قبل لکھتے ہیں:

"امروہہ میں عزاداری کی بنیاد اکبر اعظم کے زمانہ یا اس سے بھی قبل پڑی کیونکہ ماہر و فیض دو حقیقی بھائیوں نے جو محلہ قاضی زادہ کے رہنے والے تھے۔ وہ اکبر اعظم کے زمانہ میں تھے۔ عزاخانہ موسوم بہ چاند سورج محلہ قاضی زادہ قائم کیا اور اس کی تعمیر ایک سو سال بعد اہل محلہ نے چندہ سے کی جیسا کہ تاریخ ذیل سے واضح ہے: قطعہ

چوں ماہر و فیض ذی مراتب — این بیت عزا قیام دادہ
کل اہل محلہ بعد صد سال — بنیاد عمارتش نہادہ
تاریخ بنا گفت ہاتف — ایں باب نجات برکشادہ

تاریخ قیام عزاخانہ ۹۵۲ھ و تاریخ تعمیر عزاخانہ ۱۰۵۲ھ

اس امام باڑے کا قیام ۹۵۲ھ میں ہوا اور تعمیر ۱۰۵۲ھ میں ہوئی۔ اتنی تاخیر اس کی تعمیر میں کیوں ہوئی؟

---

[1] مولوی ثاقب حسین کنبوی ساکن محلہ بچدرہ امروہہ المتوفی ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء "تعارف سادات امروہہ و دہلی، صفحہ ۳۶

Marfat.com

عہد اکبر اعظم سے عہد اورنگ زیب تک امروہہ کے شیعہ کہاں نماز پڑھتے تھے؟
عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ[1] سے قبل کی یا عہد اورنگ زیب[2] کی امروہہ میں کسی شیعہ مسجد کا پتہ دیا جائے؟
مذہب شیعہ کے معتبر اور تبحر عالم دین[3] لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے۔
"امروہہ میں فقہ جعفری اور مذہب شیعہ کی تبلیغ کی ابتدائی کوشش مولانا محمد عبادت التوفی تیرھویں صدی کی مرہون منت ہے۔"
مولوی صفی مرتضٰی صاحب نے بعنوان امروہہ میں شیعوں کی پہلی مسجد ۱۲۰۷ھ میں بتلاتے ہیں کیا ان کا یہ بیان کذب پر محمول کیا جائے؟
مولوی صفی مرتضٰی صاحب نے امروہہ میں مذہب شیعہ امامیہ کی اشاعت اول کا شرف مولوی محمد عبادت صاحب مذکور کو کیوں دیا ہے۔ جب کہ بقول مذہب شیعہ امامیہ کا وجود امروہہ میں عہد جلال الدین اکبر بادشاہ سے بھی قبل پایا جاتا ہے؟
اسی امام باڑے کے متعلق ایک جھوٹی کہانی شیعہ انجمن تحفظ عزاداری رجسٹرڈ امروہہ کی جانب سے یکم دسمبر ۱۹۷۸ء کو شائع ہوئی۔[4]
"یہ عزاخانہ برابر اپنے فرائض مجالس انجام دیتا رہا ہے یہاں تک کہ شاہ مسکین عہد اورنگ زیب عالمگیر میں ایران سے امروہہ تشریف لائے اور انہوں نے اسی صورت میں جیسی کہ اب ہے محرم کی آٹھ تاریخ کو اس عزاخانہ سے علم اٹھائے جس کی وجہ سے قاضی شہر معزالدین نے اس کو بدعت کہا اور ان کے قتل پر دو سو عالموں سے تصدیقی دستخط کرائے چناں چہ اس عمل کی پاداش میں قتل کرادیا اور ان کی قبر بموجب ان کی وصیت کے عزاخانہ صدر دروازے کی دوڑ میں بنائی گئی جس کی علامت اب تک اسی طرح موجود ہے، یہ علم برابر اسی وقت سے

۱۔ التوفی ۱۰۱۴ھ ۲: التوفی ۱۱۱۸ء
۳۔ مولوی صفی مرتضٰی صاحب رپورٹ وظیفہ سوسائٹی ماہ محرم ۱۹۶۳ء
۴۔ "عزاداری امروہہ ایک تعارف" صفحہ ۱۸

Marfat.com

اٹھائے جاتے رہے کیوں کہ انہوں نے پہلی وصیت یہی کی تھی کہ علم بند نہ کیے جائیں خواہ کتنی ہی قربانی دینی پڑے کیوں کہ مذہب حقہ کی اشاعت کا یہی واحد ذریعہ ہے"۔

یہ روایت لغو اور قصہء بوستان خیال اور طلسم ہوش رُبا سے کم نہیں ہے ورنہ قاضی شہر معزالدین عہد اورنگ زیب کا پتہ کسی معتبر تاریخ امروہہ سے ثابت کیا جائے یہ قاضی شہر امروہہ کی کس دیوار سے بر آمد ہوا تھا عہد سلطان غیاث الدین بلبن رحمتہ اللہ علیہ سے برٹش گورنمنٹ تک کے تمام قاضیوں کے اسماء گرامی کی فہرست امروہہ کی تاریخ میں موجود ہے۔ عہد اورنگ زیب میں چار قاضی عہد قضاء پر فائز ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

قاضی سید راجے ولد قاضی سید طاہر حسن تقرر ۱۰۷۴ھ

قاضی سید ولی محمد ولد قاضی سید عبدالرسول ۱۰۸۶ھ

قاضی سید یار محمد ولد قاضی سید عبدالرسول ۱۰۹۰ھ

قاضی سید تاج الدین ولد قاضی سید راجے عبدالرسول ۱۰۹۸ھ

مذہب شیعہ کے معتبر عالم دین جناب اعجاز حسن نقوی امروہوی[۱] امروہہ میں عزاداری کی ابتدا عہد آصف الدولہ آنجہانی[۲] سے ہی تسلیم کرتے ہیں[۳]

مولانا محمود احمد عباسی مرحوم و مغفور[۴] چاند سورج کے امام باڑے میں مذکورہ واقعہ کو عہد ایسٹ انڈیا میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں ایران سے ایک غالی شیعہ امروہہ براجمان ہوئے اور حکومت شیعہ کے بل بوتے پر فعل بدیعنی سب صحابہ کرامؓ پر کمربستہ ہوا۔ اس سلسلہ میں عوام اہل سنت والجماعت نے علماء اہل سنت والجماعت سے شرعی معلومات چاہیں۔ اس شرعی فتوے سے کسی مسلمان کو جوش ایمان آگیا اور

---

۱ المتوفی ۱۹ ارجمادی الاول ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۸ ار جنوری ۱۹۲۲ء ۲ المتوفی ۱۲۱۱ھ

۳ تعارف سادات امروہہ دہلی صفحہ ۵۶ ۴ المتوفی ۱۴ ارمارچ ۱۹۷۴ء مدفن کراچی پاکستان

Marfat.com

اس غالی شیعہ کو اپنی تلوار سے اسی جگہ اس کو پہنچا دیا جہاں اس کا مقام تھا۔[1]

اسی طرح حرمت شاہ کے امام باڑے کی تعمیر ۱۱۷۱ھ اور امام باڑہ دوست علی خاں کی تعمیر ۱۱۸۰ھ لکھی ہے۔[2]

ان تمام لغو تاریخوں کا رد خود مذہب شیعہ کے معتبر ادیب شہیر جناب مولوی صفی مرتضٰی ایم اے امروہوی کے اس بیان سے ہو جاتا ہے جو رپورٹ[3] میں موجود ہے۔ مولوی صفی مرتضٰی لکھتے ہیں کہ امروہہ میں سب سے پہلا امام باڑہ بھی شفاعت پوتہ میں مبلغ اول مذہب شیعہ مولوی محمد عبادت[4] نے اپنے دیوان خانہ کو قرار دیا اور پہلی مجلس عزا بھی اسی امام باڑے میں منعقد ہوئی۔

شیعی سکریٹری موصوف نے شکایت فرمائی ہے کہ اہل سنت والجماعت نے ہمیشہ اولاد رسول و آل رسول پر ظلم کئے ہیں اور شاہ ولایت امروہہ کی اولاد کا اقتدار ان سے نہیں دیکھا جاتا۔

اس کا مسکت جواب یہ ہے کہ کتب شیعہ سے بخوبی ثابت ہے کہ انہوں نے افعال قبیحہ کی نسبت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اولاد کی جانب کی ہے اور ان کی شخصیات کو مجروح کیا ہے۔ کیا یہ شیعوں کی طرف سے اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم عظیم نہیں ہے؟

چناں چہ پروفیسر جناب غلام احمد حریری ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیات ایم اے اوایل عربی فاضل السنہ مشرقیہ فاضل درس نظامی اپنی تصنیف مذہب شیعہ کی معتبر و مستند کتب کے حوالے سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

"امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو ابلیسوں میں سے ایک ابلیس وہاں موجود ہوتا

---

[1] تاریخ امروہہ جلد اول صفحہ ۲۷۹ [2] "تعارف سادات امروہہ دہلی" صفحہ ۵۶

[3] : رپورٹ وظیفہ سوسائٹی دہلی ماہ محرم ۱۹۶۲ء

[4] : رپورٹ وظیفہ سوسائٹی دہلی ماہ محرم ۱۹۶۳ء

Marfat.com

ہے۔ اگر خدا کو معلوم ہو کہ وہ بچہ شیعہ ہو گا تو وہ اس کو شیطان سے محفوظ رکھتے ہیں اور اگر وہ بڑا ہو کر شیعہ ہونے والا نہ ہو تو شیطان اس کی دبر میں انگلی ٹھوس دے گا اور وہ بڑا ہو کر لواطت میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر لڑکی ہو تو شیطان اس کی شرمگاہ میں انگلی داخل کرتا ہے اور وہ بڑی ہو کر بدکار ہو جاتی ہے۔"[1]

(الوشیعہ ص ۴۰، بحوالہ الوافی ج ۱۴۳۔ ص ۱۴)

علماء شیعہ ایک حدیث اپنے امام معصوم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن شیعوں کے تمام اعمال بد گناہ صغیرہ کبیرہ یہاں تک کہ اگر کسی شیعہ نے پیچھے سے وطی کی ہے تو وہ گناہ بھی سنیوں کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے۔[2]

شیعوں کا یہ عقیدہ سراسر قرآن حکیم کے خلاف ہے "ولا تزرو ازرۃ وزر اخریٰ" (اور کوئی شخص کسی کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا)

یعنی ایک دوسرا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے گا۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا۔

کیا اس قسم کی احادیث اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنے سے ان کی سیرت پاک پر الزام عائد نہیں ہوتا؟ کیا یہ ظلم اولاد رسول پر کم ہے؟

ہمارے ذاتی کتب خانہ میں مذہب شیعہ کی کافی کتب موجود ہیں۔ جن سے اس قسم کے اور عقائد لکھے جاسکتے ہیں مگر یہاں ان کا موقع نہیں ہے اور جب بھی کہیں شیعہ حکومتیں قائم ہوئی ہیں ان حکومتوں نے سنی عوام و علماء کرام و صوفیہ عظام پر جو ظلم کیے ہیں ان کے لئے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں جس کے لئے کافی ثبوت موجود ہیں۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھتے ہیں۔ یہی قرآن پاک کی تعلیم ہے۔ جب سے سید

1۔ تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ ۳۸۴ دہلی مطبوعہ ۱۹۸۵ء

2: مذہب شیعہ کی معتبر کتاب حدیقہ سلطانیہ باب طینت مصنفہ سید حسین مجتہد دوم لکھنؤ در مطبع سلطانی لکھنؤ

Marfat.com

حسن شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کی اولاد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا بموجب فرمان احکم الحاکمین "انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح، ہمارا بھی ان سے دینی تعلق ختم ہو گیااور جو اولاد ان کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن (یعنی سنّی) وہ آج بھی ہمارے لئے باعث عزت ہے اور رہے گی۔ اولاد رسول و آل رسول کی جو قدر و منزلت اہل سنت کی نظروں میں ہے وہ اعمال صالحہ کی وجہ سے ہے نہ کہ عصبیت پرستی کی وجہ سے شارع اسلام نے اس عقیدے کو مردود جیسے الفاظ سے دنیا کو روشناس کرایا ہے۔ فرقہ اہل سنت والجماعت تو ہم پرستی کا نہ قائل ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

جو اولاد شاہ ولایتؒ کی شیعہ ہو گئی ہے اس کی عزت ہم اہل سنت والجماعت کی نظروں میں قطعاً نہیں ہے اور نہ رہے گی۔ یہی تعلیم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔

مذہب تبدیل کرنے سے جو روحانی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت الحاج مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی[1] امام اہل سنت والجماعت مذہب شیعہ کی معتبر و مستند کتاب و خطبات منسوب حضرت علی کرم اللہ وجہہ (نہج البلاغہ) اور ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی[2] احتجاج طبرسی کے حوالے سے اپنے رسالہ النجم نمبر ۲ جلد ۷، ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ صفحہ ۶ و ۷ میں لکھتے ہیں:

حضرت علی مرتضیٰ کا یہ قول منقول ہے:

> ان ولی محمد من اطاع الله وان بعد لحمد و ان عدو محمد من عصی الله وان قربة قرابته ترجمہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہ شخص ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگر چہ اس کا گوشت دور یعنی نسبی تعلق آپ سے نہ رکھتا ہو اور بہ تحقیق آپ کا دشمن وہ شخص ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگر چہ اس کی قرابت قریب ہو، کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵۸ میں ہے کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ امامیہ ان اولاد رسول کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے جو امامیہ کے

---

[1] التوفی ۲۲/اپریل ۱۹۶۲ء [2]: التوفی ۵۰۰ھ مطابق ۱۱۰۶ء

Marfat.com

خلافت اور مسالہ امامت میں امامیہ کی راہ سے علیحدہ ہو گئے ہوں اور امامیہ کی تعظیم بلکہ امامیہ ایسی آل پر تبرا بھیجتے ہیں اور ان سے عداوت رکھتے ہیں اور ایسی آل کے لئے وہی احکام دیتے ہیں جو احکام ان لوگوں کے ہیں جن کا نہ نسب رسول سے ملتا ہو نہ کوئی قرابت ہو نہ کوئی تعلق "۔) (نہج البلاغہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۶۳)

جب ہم مذہب شیعہ امامیہ کی معتبر و مستند کتب کا عمیق مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ کے علماء سنی سادات سے عداوت رکھتے ہیں اور ان پر تبرا کرتے ہیں اور ان کی عزت و توقیر ان علماء شیعہ کی نظروں میں قطعی نہیں ہے۔

مذہب شیعہ کے شمس العلماء جناب مفتی محمد عباس لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ھ) نے معیار سیادت صرف شیعیت پر تسلیم کیا ہے۔ اگر کوئی فاطمی سید سنی ہے تو اس کو یہ سید کہنے کو منع کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں یہ اشعار[1]

فی انتحال السیادۃ

اینتحل السیادۃ نا صبح وھل صدیقہ[2] اِلّا صبی

وتفضیل العداع امر مناف لسوس ھاشمی او منا[3] فی

سلطان العلماء سید محمد مجتہد لکھنوی (المتوفی ۱۲ر ربیع الاول ۱۲۸۴ھ بروز جمعرات) کے ایماء سے لکھی گئی مثنوی برق لامع مطبوعہ سلطانیہ لکھنؤ مطبوعہ ۱۲۶۵ھ میں لکھتے ہیں۔

مرزا جعفر مشہور و معروف مرثیہ گو شاعر، مشائخ کرام سادات فاطمی بزرگوں کی شان میں اس طرح گستاخیاں کرنے کی بے شرمی و بے حیائی کے ساتھ جسارت بیجا کرتا ہے۔

تیرے جو پیر گذرے ہیں پشتی نظام الدین خسرو قطب وچشتی

ہوئے فی النار جس تاریخ وہ غول ہوا ہے عرس اس دن انکا معمول

شری محمد حسین رافضی ۵ر مئی ۱۹۸۶ء کے روز نامہ "گرج" مراد آباد کے شمارے میں اپنی عصبیت پرستی کا ڈھونگ رچاتے ہوئے اپنی سبائی گندی ذہنیت اور شر

---

[1]: کتب اجناس الاجناس ملقب المرصع مطبوعہ دبستان مرتضوی کٹرہ ابوتراب خاں لکھنؤ

[2]: ای لا یصدق وعواہ ذولب [3]: منسوب الی عبد مناف وھو ابو اہاشم

Marfat.com

انگیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے علمی بحث کرنے کے بجائے راقم الحروف پر ذاتی حملہ کرنے کی جسارت بیجا کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"نقویہ سادات کے مورث اعلیٰ سید شرف الدین شاہ ولایت کے مذہب و مسلک کے بارے میں تاریخی کتابوں کے اوراق کا بغیر رگ پٹھا دیکھے مراسلہ لکھنے کی کوشش کی ہے جو یقیناً ایک غیر مہذب فعل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک طفل مکتب کی تائید ہے جس میں شر انگیزی کو اپنا دینی حق تحریر کیا ہے"۔

اس عبارت بیہودہ اور لغو کا مکمل اور مدلل جواب شیخ المشائخ امام الصوفیہ سلطان العارفین ولی کامل جلال قصاب نور اللہ مرقدہ جو بحمد اللہ تعالیٰ اولیاء کاملین میں سے ایک بزرگ تھے آپ کا ذکر خیر سید امیر حسن علا سجزی دہلوی نور اللہ مرقدہ (المتوفی ۷۳۶ھ مطابق ۱۳۳۵ء) اپنے شیخ کامل پیر و مرشد سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی زری زر بخش عابدی چشتی نور اللہ مرقدہ دہلوی کے حوالے سے آپ کا ایک شعر لکھتے ہیں۔ اس حسب ذیل شعر سے محمد حسنین کی عبارت مذکورہ کا جواب ہو جاتا ہے:

من پور قصابم تخنم پوست کشندہ است
من پوست کشم ہر کہ ببازار من آید

میں قصاب کا بیٹا ہوں میری بات ایسی ہے جس کی کہ اوپر سے کھال کھینچی ہوئی ہے معنی صاف صاف ہے میں ہر ایک کی جو میرے بازار میں آئے کھال کھینچ لیتا ہوں۔

راقم الحروف امروہہ کی قصاب[1] برادری کا ایک ادنیٰ فرد ہے۔ آبائی اور ننھیالی پیشہ کاشتکاری تھا۔ میری والدہ محترمہ نے میری تعلیم کی طرف توجہ دی۔ ابتدائی تعلیم امروہہ کے مشہور و معروف دینی ماحول کے بیبک اسکول مرکز تعلیم امروہہ میں

---

[1] ہندوستان کی جو قصاب برادری اپنے آپ کو قریشی کہتی ہے یہ تاریخ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج النسب اور داخل النسب کے متعلق جو وعیدیں احادیث کی معتبر کتب میں وارد ہیں ان کی طرف وہ لوگ رجوع فرمائیں جو اپنا نسب بدلنے میں رات دن کوشاں ہیں اور دعویٰ مسلمانی ہے۔ قصاب کے لغوی معنی برے نہیں ہیں۔ اچھے ہیں۔ حلال جانور کو ذبح کرکے اس کے گوشت کو فروخت کرنے والے کو "قصاب" کہتے ہیں۔ راقم الحروف نے قوم قصاب کے نسب قریش پر ایک مضمون لکھا ہے جس کو انشاء اللہ کسی وقت منظر عام پر لایا جائے گا۔

Marfat.com

حاصل کی اور اس کے بعد میونسپل بورڈ امروہہ کے بیسک اسکول محلہ گذری سے درجہ پنجم میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد درجہ ششم میں امام المدارس انٹر کالج امروہہ میں داخلہ لے لیا اور درجہ نہم کے بعد سلسلہ تعلیم بند ہو گیا مگر درجہ ششم میں ہندوستان کی معتبر تاریخ فرشتہ کا مکمل مطالعہ کیا اور اس کے بعد تصوف کی اہم اور معتبر کتاب فوائد الفواد کا بھی مطالعہ کر لیا تھا۔ تاریخی عمارات دیکھنے سے دلچسپی تھی۔ اسی بنا پر بازار گذری امروہہ میں ۱۸ر دسمبر ۱۹۵۸ء کو نیشنل بک ڈپو اینڈ بک بائنڈنگ کی فرم قائم کی۔ ابتداء میں درجہ اول سے بی اے تک کا کورس بھی فروخت کیا۔ تقریباً ۱۹۶۳ء سے تجارتی فرم کا خالص نام "نیشنل بک ڈپو" رکھ کر علمی خدمت کرنا اپنا شعار بنا لیا اور یہی ذریعہ معاش بھی بنا۔ بحمد اللہ اس کاروبار میں ترقی کی۔ احقر نے نوادر اشیاء کی خرید و فروخت کو نہ صرف اپنا مشغلہ [1] بنایا بلکہ ان نادر کتب سے استفادہ بھی کیا جس کی وجہ سے آپ کے سامنے ناچیز کی یہ تالیف موجود ہے۔

نسب بدلنے کے سلسلہ میں جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جناب مولانا حافظ سید اعظم حسین سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۷۶ھ مطابق

---

[1] ۱۵ر اپریل ۱۹۶۹ء کو بھوپال مدھیہ پردیش سے "دیوان غالب بخط غالب" دریافت کیا جس کو ادبی دنیا "نسخہ امروہہ" کے نام سے یاد کرتی ہے اور جس کی وجہ سے مجھے ادبی دنیا میں ایک عالمگیر شہرت حاصل ہوئی اور ادبی لوگوں نے میرے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۵ء میں میرا انٹرویو بی بی سی لندن سے بعنوان کتب خانہ کی سیر بین میں نشر ہوا۔ نیز یہ انٹرویو اردو اور انگریزی میں پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔ اردو ادب میں سیکڑوں کتابوں میں احقر ہمیشہ کیلئے ایک یادگار بن گیا۔ ہندوستان کے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو قیمتی مخلوطات فروخت کئے خصوصاً نیشنل میوزیم نئی دہلی میں میرے ذریعہ ایک اچھا علمی ذخیرہ موجود ہے۔ یہ نسخہ رام پور یوپی کے اور ادبی دنیا کے بدنام اور غیر دیانت دار شخص اکبر علی خاں ولد مولوی امتیاز علی خاں عرشی کے قبضہ ناجائز میں ہے اس شخص نے اس کو میری مرضی کے خلاف اس کا نام عرشی زادہ رکھ کر شائع کیا جس کی تعداد ایک ہزار پچیس تھی قیمت تین سو روپیہ رکھی۔ نہ اس شخص نے دیوان غالب بخط غالب کا اصلی نسخہ ہی واپس کیا نہ ہی مطبوعہ کاپی کا معاوضہ ادا کیا اکبر علی خاں کی گندی ذہنیت کے متعلق یوں تو بہت سی ادیبوں نے رائے ظاہر کی مگر خاص طور سے اعجاز عسکری "رسالہ کتاب" لکھنؤ بابت مئی ۱۹۷۱ء صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں "تاجر کے ساتھ غالب کے قدر دانوں نے وہ کیا جو یوسف کے ساتھ برادران یوسف نے بھی نہیں کیا تھا۔"

Marfat.com

۱۹۰۱ء) اپنی تصنیف اصلاح ذات البین بہ بیان بالزوجین مطبوعہ مفید عام آگرہ ۱۳۰۱ھ میں صفحات ۵۹ تا ۶۲ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے دعویٰ کیا اپنے باپ کے سوا کسی اور کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔"

رواۃ البخاری و مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ حدیث مرفوع ابی ذر میں یوں آیا ہے جو کوئی آدمی دعویٰ غیر باپ کا کرتا ہے اور وہ جانتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ رواۃ الشیخان حدیث طویل علی مرتضیٰ میں مرفوعاً اس لفظ سے آیا ہے **من ادعی الی غیرابیه اوانتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیامة عدلا ولا صرفا رواہ البخاری و مسلم و ابو دائود والترمذی والنسائی.** جس نے غیر باپ کو باپ بنایا یا غیر کا غلام بنا اس پر خدا اور فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کفر ہے واسطے آدمی کے یہ بات کہ انکار کرے اپنے نسب کا گو وہ نسب اس کا باریک ہو یا دعویٰ کرے ایسے نسب کا جس کو پہچانتا نہیں ہے رواہ احمد والطبرانی فی الصغیر۔ حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے جس نے دعویٰ کیا غیر باپ کا اس کو جنت کی ہوا بھی نہ لگے گی گرچہ اس کی خوشبو ستر برس کی راہ سے آتی ہے رواہ احمد و ابن ماجہ و رجالهما **رجال الصحیح** ابن عباس نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مدعی ہوا غیر باپ کا یا غلام بنا غیر آقا کا اس پر لعنت ہے خدا و فرشتوں و سارے آدمیوں کی **رواۃ احمد و ابن ماجه ابن حبان فی صحیحه** عائشہؓ کا لفظ یہ ہے کہ جو غلام بنا غیر مولیٰ کا اس نے اپنی جگہ دوزخ میں مقرر کر لی۔ **رواہ ابن حبان فی صحیحه** انسؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے **من ادعی الی غیرا بیه اوانتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة الله المتتابعة الی یوم القیامة رواۃ ا ابوداؤد** یعنی ایسے آدمی پر قیامت تک لگاتار خدا کی پھٹکار

Marfat.com

رہتی ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں جس نے دعوی کیا ایسے نسب کا جس کو وہ پہچانتا نہیں ہے اس نے کفر کیا ساتھ اللہ کے یا جس نے انکار کیا نسب کا اگرچہ باریک ہو تو بھی کافر ہوا ساتھ اللہ کے رواۃ الطبرانی فی الاوسط حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بدلنا نسب کا یا وَلا کا حرام ہے اس کی سزا یہ ہے کہ ایسے شخص پر جنت حرام ہو جاتی ہے یہ شخص کافر بن جاتا ہے اس پر خدا و ملائکہ وغیرہم کی لعنت پڑتی ہے اس کا فرض و نفل قبول نہیں ہوتا یہ بلا اُمراء کے گھر بہت ہے۔ بعض دولتمند زبردستی فخر باطل کرنے کے لئے سید بنتے ہیں حالانکہ غیر سید ہیں۔ بعض اپنی سیادت یوں جتاتے ہیں کہ ہماری ماں سید تھیں یا ننھیال میں کوئی سید گزرا ہے حالانکہ نسب باپ کا ہوتا ہے نہ کہ ماں کا۔ مگر وہ بچہ جو زنا یا لعان کا ہو کہ اس کا نسب وہی اس کی ماں کا نسب ہے اور اگر وہ بھی مجہول النسب یا ولد الزنا ہے تو پھر کیا پوچھنا۔ اسی طرح غلام تو کسی کے گھر کے ہیں نام کسی اور ہی کا لیتے ہیں ملوک و سلاطین و رؤسا کے یہاں صدہا عورتیں بے نکاحی ہوتی ہیں یا نکاح والی مگر بچہ کسی کا جنتی ہیں' پھر سر پر اس امیر و رئیس و شاہ کی ٹیپتی ہیں و بچہ ان کا بیٹا یا ان کی بیٹی ٹھہر جاتا ہے یہ سراسر کفر ہے موجب لعنت کا ہے۔ پھر وہ اولاد زنا بھی جوان ہو کر آپ کو اسی فرضی باپ کی طرف منسوب کرتی ہے حالانکہ لوگوں سے یا گھر والوں سے سن لیا ہے کہ اس کے نطفے سے نہیں ہے والدہ شریفہ نے کسی اور ہی کھیت سے یہ بیج حاصل کیا ہے اس حرکت بے برکت سے جتنے لوگ اس کام میں شریک و ہم زبان ہوتے ہیں سب کے سب ملعون کافر جنت سے محروم ہو جاتے ہیں۔
نسب کا بدلنا غالباً دنیا کمانے کیلئے ہوتا ہے اگر صحیح نسب ظاہر کرتے ہیں تو ریاست سے محروم رہتے ہیں یا صلارحم سے مردود ہوتے ہیں یا امیروں رئیسوں کے گھر ناتا رشتہ بیاہ منگنی نہیں ہوتی۔ اس لالچ سے جھوٹا نسب کہے جاتے ہیں اس سے زیادہ یہ حماقت ہے کہ بعض سید بھی اپنا نسب چھپاتے ہیں کہ شاید اس نام سے بے قدری ہو۔ کوئی مغل بنتا ہے کوئی پٹھان۔ حرام کے بچے کا نسب وہی ہے جس کا وہ نطفہ ہے کافر کا نطفہ ہو یا مسلمان کا اگر کسی کی کسی پشت میں کچھ نقصان نسب کا ہو چکا ہے یعنی آباواجداد میں یا امہات میں کوئی حرام زادہ تھا یا کسی کا غلام یا کسی کی لونڈی تھی گو اب دو چار پانچ چھ پشت

Marfat.com

سے وہ خرابی باقی نہیں رہی تو بھی اس کو وہی اگلا نسب بیان کرنا لازم ہے ورنہ کذب لازم آوے گا۔ ملعون ٹھہرے گا یہی معنی ہیں اس حدیث مذکور کے کفر بامرء تبرع من نسب و ان دق و ادعاء نسب لا یعرف باریکی نسب کی یہی ہے کہ جس کسی پشت پیڑھی میں جو نسب تھا اس کو چھپا کر اب دوسرا نسب فی الحال کا قائم رکھے جب کسی کا ایک باپ حرامی تھا تو اس کا نسب وہ نہ رہا جس کی طرف وہ منسوب ہے اب اس حرامی کی اولاد بعد دو چار پشت کے بھی مجہول النسب ہی رہے گی۔ وہ ہرگز شرعاً اس خاندان کا نہیں ہو سکتا ہے جس کی طرف منسوب ہے اسی طرح حکم ان عورتوں کا ہے جو نطفہ غیر کو شوہر کے خاندان میں ملا دیتی ہیں حدیث میں ان پر بھی لعنت آئی ہے سخت درجہ کی وعید فرمائی ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب تک نسب اپنا یقیناً معلوم نہ کر لے تب تک نہ سید بنے نہ شیخ اور کوئی۔ اگر معلوم نہ ہو تو سکوت کرے یا جو سنا سنایا ہے کہ فلاں کا نطفہ ہے وہی بیان کرے۔ بے دریافت کئے ہوئے اپنا نسب دوسرے کے گلے نہ باندھے۔ پھر جب کہ یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ مغفرت عمل صالح پر موقوف ہے کوئی کیوں نہ ہو' کہیں ہو' کسی نسب کا ہو' شریف یا وضیع۔ تو اب بیان کرنے نسب صحیح میں کیا ڈر ہے۔ دنیا کے لوگ اگر یہ سمجھیں کہ کمینہ ہے یا حرام زادہ یا دُھنا جلاہا' گندی کاغذی تو سمجھا کرو۔ اس سمجھنے سے اس کی آخرت تو نہیں بگڑتی خدا کی طرف سے رزق بند ہوتا ہے۔ بہت ہو گا تو یہ ہو گا کہ جو صحیح النسب یا شریف الحسب ہیں وہ اس سے ناتا رشتہ نہ کریں گے۔ بلا سے نہ کرو۔ یہ اپنے ہم جنسوں میں تو بیاہ کر سکتا ہے مگر اس کہنے میں کہ سید سے پٹھان بن گیا یا پٹھان ہو کر سید کہلایا یا پہلے مغل تھا اب شیخ بنا۔ یا مہاجر سے انصاری' یا بالعکس اس کے ہو گیا' یا نو مسلم تھا آپ کو بعد چند پشت کے قریش بتانے لگا یا حرامی ہو کر حلالی کہلانے لگا بالکل ایمان سے باہر ہو جاتا ہے۔ گویا دنیا میں لوگ دھوکا کھاویں' شریف سمجھ لیں' جس کو اپنی نجات درکار ہے اس کو اس کچی ذلت سے کچھ عار نہیں رہے ایمان رہے ذات رہے یا نہ رہے۔

ذلیل ہم کو سمجھ لیں زبوں خیال کریں کسی طرح سے وہ آئیں ہمیں نہال کریں۔

مولانا محمود احمد عباسی صاحب مورخ امروہہ نے ہندوستان میں بسنے والی تمام

Marfat.com

پیشہ ور اقوام پر انتہائی غیر اسلامی طریقے سے کیچڑ اچھالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ قوم قصاب کو مورخ امروہہ ابو جہل کی سنت خبیثہ پر مکمل عمل کرتے ہوئے یہ طعنہ دیتے ہیں کہ قوم قصاب اپنی برادری میں میر تقی میر اور شیخ غلام ہمدانی مصحفی شاعر پیش کر سکتی ہے؟

اس کا مسکت جواب یہ ہے کہ اول الذکر میر تقی میرؔ تو کھلے رافضی تھے۔ ان پر فخر و مباح کرنا اس سنّی موَرخ کے لئے زیبا نہیں تھا۔ دوسرے بزرگ کوئی خدا رسیدہ اور ولی اللہ نہیں تھے۔ اب فخر کس بات پر کیا جائے۔ ہاں ان دونوں نے اردو ادب کی غیر معمولی خدمت کی ہے۔

احقر ایک ایسے ولی کامل "قصاب" بزرگ کو پیش کرتا ہے جس کے وجود پاک سے ہزار ہا بندگان خدا علم معرفت الٰہی سے سیراب ہوئے۔ ان کا ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نور اللہ مرقدہ کے حوالے سے امیر حسن علاء سجزی اپنی مرتبہ کتاب میں ذکر کرتے ہیں۔

> "حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ دہلی میں ایک اور قصاب بھی تھے جو اولیاء حق میں سے تھے۔ اور وہ نوہٹہ کے نزدیک رہتے تھے۔ ایک خلقت نے ان سے روحانی نعمتیں حاصل کیں قاضی فخر الدین ناقلہ اپنے ابتدائی عہد میں ان کے پاس بہت جاتے تھے۔ ایک دفعہ ان قصاب نے ان سے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں قاضی فخر الدین نے کہا میں قاضی بننا چاہتا ہوں انہوں نے کہا جائیے آپ قاضی ہو جائیں گے۔ وہ قاضی بن گئے بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا ایک اور شخص ان قصاب کے پاس آتا تھا۔ ایک دفعہ اس سے بھی انہوں نے پوچھا تم کیا بننا چاہتے ہو اس نے کہا میں امیر عدل بننا چاہتا ہوں اس شخص سے انہوں نے کہا جاؤ تم امیر عدل بن جاؤ گے۔ چنانچہ وہ امیر عدل بن گیا اس وقت حضرت خواجہ نے فرمایا مولانا وجیہ الدین حسام بھی اپنے ابتدائی عہد میں ان کے ہاں آیا جایا کرتے تھے ایک دفعہ ان قصاب نے

Marfat.com

ان سے پوچھا آپ کو کیا چاہئے مولانا وجیہہ الدین نے کہا مجھے علم چاہئے وہ بھی ان کی تاثیر سے عالم بن گئے۔ ایک اور آدمی تھا جس کی ان قصاب سے دوستی تھی ایک دن اس سے بھی انہوں نے پوچھا تمہیں کیا چاہئے اس آدمی نے کہا مجھے حق تعالیٰ سے محبت کا تعلق چاہئے وہ آدمی بھی واصلین حق میں سے ہو گیا اس موقع پر حضرت خواجہ نے آپ کا ذکر بھلائی سے کر کے فرمایا' میں نے ان احباب کو دیکھا ہے۔"

احقر کے متعلق محمد حسنین ۵ر مئی ۱۹۸۶ء کے "گرج" مراد آباد کے شمارے میں ایک مراسلے میں لکھتے ہیں۔

"مراسلہ نگار نہ تو اولاد شاہ ولایت سے ہیں' نہ ہی سہروردی مسلک سے ہیں۔"

احقر کا حضرت شاہ ولایت نور اللہ مرقدہٗ (امروہہ) سے نسبی تعلق قطعی نہیں ہے مگر مذہبی اور مشربی تعلق اظہر من الشمس سے بحمد اللہ مضمون نگار کی طرح' پسر نوح علیہ السلام سے نہیں ہے جو اپنے جد اعلیٰ کے مذہب حنفی سے قطعی دور ہے۔ اور یہی سب سے بڑی بد نصیبی ہے۔ احقر نے ۲۱ر رجب المرجب ۱۴۰۶ء کے عرس سے چند روز قبل میونسپل بورڈ امروہہ میں حکام بالا اور امروہہ کے معزز سنّی و شیعوں کے سامنے مضمون نگار سے کہا تھا کہ ہم تمام اہل سنت والجماعت حضرت شاہ ولایت نور اللہ مرقدہٗ کی مذہبی صف میں برابر کھڑے ہیں۔ اس موقع پر تمام شیعوں پر مہر سکوت لگی ہوئی تھی۔

راقم الحرف امروہہ کے ایک عالم دین جو بریلوی مکتب فکر کے حنفی سنّی ایک جلیل القدر محدث علامہ مولانا مفتی الحاج حافظ سید محمد خلیل کاظمی نور اللہ مرقدہٗ المتخلص بہ خاکی جن کی تاریخ پیدائش یکم شوال المکرم ۱۳۱۳ھ اور تاریخ وصال ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۹ر نومبر ۱۹۷۰ء ہے۔ آپ کی تاریخ وصال قرآن حکیم کی آیت مبارکہ سے نکالی گئی ہے۔

قد جاء الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

۱۳۹۰ھ

Marfat.com

آپ سے مورخہ ۸؍ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۳؍ ستمبر ۱۹۵۸ء بروز چہار شنبہ بعد نماز مغرب اپنے برادر نسبی قصاب جناب سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن محلہ جعفری امروہہ کے مکان پر بہ ہمراہی بھائی صغیر احمد بن سید محمد خلیل کاظمی نور اللہ مرقدہٗ سے شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ جس کے ثبوت میں میرے پاس آپ کا دیا ہوا شجرۂ روحانیت مع دستخط عالی کے موجود ہے اور شہر امروہہ کے ہر صوفی کو میرے متعلق پورا پورا علم ہے۔ میرے شیخ پیرومرشد خاندان صوفیہ کے چاروں سلسلوں میں بیعت فرماتے تھے (یعنی قادری چشتی سہروردی نقشبندی) آپ کا مزار اقدس آپ کے رہائشی مکان کے عقب میں ہے۔

آپ کے سرہانے جو چراغ دان بنا ہوا ہے اس میں ان چاروں سلسلوں کا ذکر موجود ہے۔ مضمون نگار وہاں خود جاکر اپنی آنکھوں سے اس عبارت کو ملاحظہ کریں تو بہتر ہے تاکہ آئندہ کے لئے دوسری مہر سکوت لگ جائے۔

میرے پیرومرشد حضرت مولانا سید محمد خلیل کاظمی (المتخلص بہ خاکی) نور اللہ مرقدہٗ کے شجرہ روحانیت میں امروہہ کے حضرت مولانا سید شاہ امانت علی نور اللہ مرقدہٗ (المتوفی ۱۹؍ ذی قعدہ ۱۲۸۰ھ) منسلک ہیں۔ یہی بزرگ سلسلہ سہروردیہ میں فیض یافتہ اور خرقہ خلافت سہروردیہ جناب قبلہ حافظ موسیٰ مانک پوری نور اللہ مرقدہٗ سے حاصل کیے ہوئے تھے۔ مولانا سید شاہ امانت علی امروہوی قدس سرہٗ کے متعلق ہندو پاک کے مشہور و معروف مورخ جناب پروفیسر محمد ایوب قادری اپنی کتاب "حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ" کے صفحہ ۲۱۸ میں لکھتے ہیں:

"امروہہ (یوپی) کے مشہور چشتی بزرگ حضرت شاہ امانت علی امروہوی سہروردی سلسلہ میں حضرت مخدوم کے واسطے سے منسلک تھے وہ اس طرح کہ شاہ امانت علیؒ بیعت تھے حضرت حافظ موسیٰ مانک پوری سے اور وہ سید اعظمؒ روپڑی سے اور وہ شاہ سالمؒ روپڑی سے اور وہ سید بھیک میرانؒ سے اور وہ شاہ ابوالمعالیؒ انبیٹھوی سے اور وہ خواجہ داؤد

Marfat.com

گنگوہیؒ سے اور وہ شیخ صادق گنگوہیؒ سے اور وہ شاہ ابو سعید گنگوہیؒ سے
اور وہ خواجہ نظام الدین بلخیؒ سے اور وہ مولانا جلال الدین تھانیسریؒ سے
اور وہ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے اور وہ شیخ درویش اودھیؒ سے اور وہ
شاہ اجمل بہرائچیؒ سے اور وہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ سے۔"

مضمون نگار شیعی کا یہ لکھنا کہ راقم الحروف سلسلہ سہروردی سے نہیں ہے بالکل بے بنیاد ہے۔ معلوم نہیں امروہہ کے روافض اہل سلسلہ سہروردیہ کو کیا سمجھے ہوئے ہیں۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ سلاسل تصوف کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو علم تصوف کا عمیق مطالعہ کئے ہوئے ہو اور اس کا مذہبی تعلق بھی اس سے ہو۔ آج دنیا میں پھیلے ہوئے تمام سلاسل تصوف سلسلہ سہروردیہ میں منسلک نظر آتے ہیں۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں سہروردی بزرگ موجود نہ ہوں۔ مورخہ ۲۸/اپریل ۱۹۸۶ء کے گرج مراد آباد کے شمارے میں احقر کا ایک مضمون شاہ صاحبؒ موصوف امروہہ سے متعلق شائع ہوا تھا۔ اس کا مختصر اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"حضرت شاہ ولایت امروہہ کی سنّی و شیعہ اولاد نے مقدمہ ۳۸/۱۹۳۹ء میں شاہ موصوف کا مذہب حنفی سنّی بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔ فاضل مصنف امروہہ نے بھی اپنے فیصلہ نامہ میں حضرت موصوف کو سہروردی سلسلے کا بزرگ حنفی تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ محترم عبدالحمید خاں فاضل منصف امروہہ اپنے فیصلہ نامہ مورخہ ۲۵/نومبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

"THE LATE SHAH WILAYAT SAHAB
WAS ADMITTEDLY A HANAFISUNNI
MOHAMMADAN."

علاوہ ازیں شاہ ولایت شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ کی سنّی و شیعہ اولاد نے موجبات اپیل ۱۹۴۱ء عدالت جج خفیفہ صاحب بہادر اور مراد آباد ۲۰/مئی ۱۹۴۱ء آرڈر قاعدہ ۸ ضابطہ دیوانی میں شاہ موصوف کا مذہب سنّی ہونا تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ

Marfat.com

موجبات اپیل نمبر ۱۴ر کا پیرا نمبر ۱۱ر ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ کہ جز کثیر اولاد شاہ صاحب کے مذہبا شیعہ ہو جانے سے عدالت ماتحت بہت زیادہ متاثر ہوئی ہے۔ حالانکہ کافی جماعت اولاد شاہ صاحب کی اب تک راسخ العقیدہ سنی ہے۔ مزید بر آں تبدیلی مذہب نے انتظام درگاہ استعمال قبرستان میں عملاً کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی۔ تجویز عدالت خلاف اس کے غیر صحیح ہے۔"

۱۔ سید علی اختر خاں ولد سید علی تقی خاں ساکنان محلہ گذری مذہب سنی حنفی
۲۔ ظل سبطین ولد نور سبطین امروہہ مذہب شیعہ
۳۔ سید معزز حسین ولد اعزاز حسین ساکن محلہ گذری امروہہ مذہب حنفی سنی
۴۔ انوار حسن خاں ولد منور حسن دربار کلاں امروہہ مذہب شیعہ
۵۔ محمد مجتبیٰ ولد مصطفےٰ ساکن محلہ کٹرہ امروہہ مذہب شیعہ
۶۔ سبطین احمد ولد سبط احمد محلہ بگلہ امروہہ مذہب شیعہ

بنام نادعلی ولد کلو وغیرہ نقل اصل بہ مطابق اصل مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۴۱ء مطبوعہ شید اپریس مراد آباد اس درگاہ کا اندراج سنی سنٹرل وقف بورڈ لکھنؤ میں ۱۹۳۶ء سے نمبر ۳۰۸ و ۹۲ پر درج ہے۔

واضح ہو کہ مقدمہ نمبر ۳۸ ۔ ۱۹۳۹ء میں چار مدعی مذہب شیعہ سے جو اولاد شاہ ولایت سے تھے اور صرف دو مدعی حنفی سنی تھے جو اولاد شاہ ولایت سے تھے۔ مقدمہ مذکور کے فیصلہ نامہ میں منصف امروہہ شاہ صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو سلسلہ سہروردیہ کا بزرگ اور حنفی سنی تسلیم کیا ہے مگر آج تک کسی بھی شیعہ اولاد شاہ ولایت کی یہ ہمت نہ ہو سکی کہ اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرتی۔

لقب شاہ ولایتؒ کی بحث

میرے اس مضمون میں ایک بحث "لقب شاہ ولایت" سے متعلق رہ گئی تھی جو یہاں لکھی جاتی ہے۔

Marfat.com

مذہب روافض میں علم تصوف اور اس سے متعلق اصطلاحات قطعی نہیں اور یہ فرقہ باطلہ اس فرقہ حقہ روحانی اہل تصوف کو کافر و ملحد کہتا ہے اور اگر کوئی شیعہ ان صوفیہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اچھا کہتا ہے تو وہ صرف سنیوں کی رواداری کی وجہ سے کہتا ہے! اور یہ ایک منافقانہ روش و چال ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں مذہب شیعہ کی کتب معتبر میں لکھا ہے کہ بعض صوفیہ عظام رحمۃ اللہ علیہم علماء شیعہ کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے مگر ان صوفیائے کرام کے بعد یہ علماء شیعہ اپنے فرشوں کو پانی سے مطہر کرتے تھے۔ دیکھو کتاب معتبر تذکرہ علماء شیعہ نجوم السماء جلد اول صفحہ ۳۳ مطبوعہ لکھنؤ طبع اول ۱۳۰۳ھ۔

یہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ لقب "ولی اللہ" ازروئے مذہب شیعہ اثنا عشریہ سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کسی بھی غیر معصوم شخص کو نہیں دے سکتے۔ اگر کوئی شیعہ کسی غیر معصوم شخص کو "ولی اللہ" کے لقب سے نوازتا ہے تو وہ اپنے ائمہ معصومین کی احادیث[1] کی روگردانی کرتا ہے اور بغاوت ائمہ معصومین پر کمربستہ ہے یا پھر جاہل مطلق ہے یا اگر دل سے صوفیہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا معتقد ہے تو اس کو مذہب حقہ اہل سنت والجماعت اختیار کر لینا چاہئے تاکہ ان اولیاء کرام کے نور سے ان کا قلب منور ہو سکے۔

بعض جاہل شیعوں کا یہ کہنا ہے کہ صوفی محب اہل بیت ہوتا ہے اس لئے ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ان کی پرلے درجہ کی جہالت ہے یا پھر جاہل صوفیوں کو یہ شیعیت کی جانب مائل کر کے ان کو شیعہ بنانا ہے یہ شیعہ بنانے کا بڑا کارگر حربہ ہے۔ بہت سے جاہل صوفی ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ ان جاہل صوفیوں کو چاہئے کہ اپنے اکابر کی لکھی ہوئی مستند و معتبر کتابوں کا مطالعہ کریں، مدح اہل بیت 'مذہب اہل سنت والجماعت کا جزو ایمان ہے اور اہل سنت ہی عین تصوف ہے۔ مدح اہل بیت کا جو تصور اہل تشیع نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کے قطعی خلاف ہے۔ اور اہل تصوف کے مجتہدین نے اس کا رد فرمایا ہے صوفیۂ عظام

---

[1] مذہب شیعہ میں ائمہ معصومین کے اقوال کو حدیث کہتے ہیں۔ اہل سنت صرف قول رسول کو حدیث کہتے ہیں۔

Marfat.com

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جہاں مدح اہل بیت کا سبق دنیا کو دیتے ہیں ان کے ایک ہی پہلو کو کیوں اجاگر کیا جاتا ہے۔ یہ فعل دیانت داری کے قطعی خلاف ہے۔

صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مستند مجتہدین نے اور بھی بہت سے ایسے نظریے پیش کیے ہیں جن کی وجہ سے شیعہ ان کو کافر و ملحد و بے دین کہتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مجتہد اول مولوی دلدار علی آنجہانی [1] لکھنوی نے کتاب "الشہاب الثاقب" میں اکابر صوفیہ کے بطلان کے لئے ابواب قائم کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو الباب الاول المتصوفہ الباب الرابع اقوال المتصوفہ، الباب الاخامس فلسفہ وحدت الوجود، الباب السادس بطلان وحدت الوجود، الفصل الثالث فی مطاعن سفیان الثوری الفصل الرابع فی مطاعن ابی یزید بسطامی، الفصل الخامس عن مطاعن ابراہیم و فضیل بن عیاض، مطاعن معروف کرخی، الفصل السادس فی مطاعن حسین بن منصور الحلاج، الفصل السابع فی مطاعن الغزالی، الفصل الثامن فی مطاعن شیخ عبد القادر، الفصل التاسع فی مطاعن جلال الدین محمد البلخی الرومی، الفصل العاشر فی مطاعن فرید الدین عطار، الفصل الحادی العشر فی مطاعن الحکیم السنائی و دیگر صوفیہ کرام اہل سنت والجماعت کے عقائد کو باطل قرار دے کر ان کو کافر و ملحد اور بے دین لکھتے ہیں۔

حدیقہ سلطانیہ میں سید حسین لکھنوی صوفیوں سے متعلق رسول قبول کی ایک حدیث لکھتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صوفیوں سے جہاد کرنا ایسا ہے جیسے کہ میرے ساتھ رہ کر جہاد کیا۔"

---

[1] طبع اول میں احقر نے علماء شیعہ کے لئے لفظ آنجہانی لکھ دیا تھا جس سے بہت کم علم شیعہ بڑے چراغ پا ہوئے مگر وہ حضرات شیعہ اپنے ہی دین کے عالم کی کتاب "مصباح الظلم وایضاح البہم" ملاحظہ فرمالیں جس میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے علیہ ما علیہ اور بعض مصنفین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے "لعن" لکھا۔ کیا یہ دل آزار جملے توہین اکابر اہل سنت والجماعت کے لئے کم ہیں۔ ہمارے پاس مذہب شیعہ امامیہ کی بہت سی معتبر کتب موجود ہیں جن میں مذکورہ بالا دل آزار جملے لکھے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں زاد المعاد باب ربیع الاول مصنفہ ملا باقر مجلسی اصفہانی کی ملاحظہ فرمائیں۔ محمد اشرف شیعی ایڈوکیٹ لکھنوی کی تحفظ شیعت پڑھیں۔

Marfat.com

مسلک صوفیہ کے تمام اکابرین کا اس پر اجماع ہے کہ ہر قریہ میں ایک روحانی اعلیٰ بزرگ ہوتا ہے جس کو اللہ جل شانہ سبحانہ نظام روحانی چلانے کا اختیار مرحمت فرمادیتا ہے اور اس کو ہی روحانی طور پر لقب "شاہ ولایت" دیتا ہے یہ ایک غیبی درجہ اعلیٰ روحانی ہے جس کے لغوی معنی بڑا تصرف والا بزرگ روحانی کے ہیں۔ جس کا دنیاوی بادشاہت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ دنیاوی بادشاہت ان کی چوکھٹ پر اپنا سر تسلیم خم کیے رہتی ہے اور ان کی نعلین پاک کو رات دن سلامی دینا اپنے لئے سرمایۂ دنیا و آخرت سمجھتی ہے۔

دنیاوی بادشاہت ان بزرگوں کی معمولی لونڈی ہے۔ ان کی ٹھوکروں سے یہ بادشاہت بنتی ہے۔ بقول علامہ اقبال علیہ الرحمتہ

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہئے

یہ وہ روحانی مقام اعلیٰ ہے جس کی روحانی ضیا باری سے تمام عالم سورج کی روشنی کی طرح جگمگا رہا ہے جس سے اہل دل اپنی روحانی غذا حاصل کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو اس نور سے منور کرتے ہیں۔

دنیاوی لوگوں کا ان کی ڈیوڑھیوں پر ایک ازدحام لگا رہتا ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق اپنے دامن بھرتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ کے وجود پاک سے تابہ قیامت یہ عالم چمکتا اور دمکتا رہے گا۔ بقول ایک اہل دل۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دنیا کے ہر خطے میں ایک روحانی نظام قائم ہے اور وہاں ایک بزرگ اعلیٰ روحانی جو غیبی لقب "شاہ ولایت" سے ملقب ہوتا ہے جیسے مراد آباد میں سید شاہ بدر الدین عرف شاہ بلاقی نور اللہ مرقدہ (المتوفی ۲۸؍ صفر المظفر ۱۱۵۳ھ) مراد آباد کے شاہ ولایت ہیں اور صوبہ بہار میں سید شرف الدین یحییٰ منیری سہروردی نور اللہ مرقدہٗ (المتوفی ۷۸۲ھ) شاہ ولایت ہیں۔ ضلع بدایوں میں حضرت سید ابو بکر موئے تاب بدر الدین سہروردی نور اللہ

Marfat.com

مرقدہ' (المتوفی ۶۵۰ھ مطابق ۱۲۵۲ء) شاہ ولایت ہیں۔ لکھنو میں شیخ محمد المعروف بہ شاہ مینا (لفظ مینا تعظیمی نام ہے) سہروردی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳رصفر المظفر ۸۸۸ھ) شاہ ولایت ہیں۔ دیوبند میں شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۶ر ربیع الاول ۸۰۷ھ مطابق ۸۷ ۱۳ء) شاہ ولایت ہیں۔ برائی تحصیل سنبھل میں شیخ دوست محمد صدیقی القریشی صابری قادری سہروردی" (المتوفی ۱۳ر ذی قعدہ ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۳ء) شاہ ولایت ہیں۔

اسی طرح روحانی بادشاہت سید حسن نقوی سہروردی نور اللہ مرقدہٗ کو آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو امروہہ کا روحانی شاہ بنادیا جس کی وجہ سے آپ امروہہ کے شاہ ولایت ہوگئے۔ آپ کے وجود پاک سے یہ امروہہ تاقیامت چمکتا رہے گا۔ آپ مخدوم شرف الدین شاہ ولایت کہلائے۔

حالات مخدوم سید شرف الدین شاہ ولایت قدس سرہٗ

حالات حضرت مخدوم میں آپ کی تاریخ ولادت و وفات اور تشریف آوری امروہہ میں مورخین میں اتنا اختلاف ہے کہ یہ مسائل بالکل الجھ کر رہ گئے ہیں۔ سنین پیدائش اور وفات آمد امروہہ کے سلسلے میں تمام مورخین امروہہ سنی و شیعہ کوئی حتمی رائے قائم نہیں کرسکے۔ ان کے متعلق پوری بحث کرنا تو اس وقت ممکن نہیں لہٰذا مورخین کے نظریات دیکھ کر میں نے جو رائے قائم کی ہے بہ سہولت ناظرین کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سید رمضان علی صاحب بن سید غلام مرتضٰی بن دیوان سید محمود سے ایک تاریخ وفات حضرت کی منقول ہے "بست و یکم رجب۔" اس کے عددی لفظوں سے وفات کی تاریخ اور مہینہ برآمد ہوتا ہے اور اس کے عددوں سے ماہ رجب ۷۴۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ تاریخ وفات بالکل صحیح اور ہر طرح قرین قیاس ہے اور مشہور تاریخ "قدم مردانہ فوق لامکاں زد۔" جس سے ۸۴۳ھ نکلتا ہے وہ سنہ وفات آپ کے پوتے سید شرف الدین ثانی سید اشرف جہانگیر امیر قاضی سید علی کا ہے نہ کہ سید شرف الدین اول کا۔

Marfat.com

بشیر حسن نقوی صاحب نے جو بحث سید شرف الدین شاہ ولایتؒ کی تاریخ پیدائش اور وفات سے متعلق کی ہے وہ قابل قدر ہے۔ راقم بھی اس تحقیق کو تسلیم کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو حصہ دوم' صفحہ ۲۰

"اب رہا سنہ ولادت تو بعض مورخین نے ۵۵۳ھ لکھا ہے۔ اس سن کو من و عن تسلیم کرنے میں بہت سی قباحتیں لازم آتی ہیں کم سے کم یہ کہ آپ کی عمر دو سو برس سے زیادہ ماننی پڑے گی جو عند العقل کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتی اور آپ کے متعلق دوسرے واقعات کو جھٹلانا پڑے گا۔ اصل بات جو عموماً واقع ہو گی۔ اور ہو سکتی ہے یہ ہے کہ نقل کنندگان کی غلطی سے بجائے چھ سو کے پانچ سو لکھا گیا۔ پہلے زمانہ میں روایتوں کی جانچ پڑتال کم کرتے تھے اور بزرگوں کے حق میں خلاف عادت امور کو کرامت سمجھنے کے عادی دلدادہ تھے۔ لہٰذا مورخین مابعد نے ۵۵۳ھ ہی صحیح سمجھ کر لکھنا شروع کر دیا۔ ہمارے اس مختار کی رو سے حضرت کی ولادت ۶۵۳ھ اور وفات ۷۴۳ھ میں ہوئی اور عمر شریف نوّے سال کو تسلیم کر لینے سے ہر قسم کے اعتراضات اور واقعات کے عدم تطابق کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ یہ امر کہ حضرت کس زمانہ میں امروہہ تشریف لائے' اس میں بھی اختلافات ہیں۔ میری رائے بعض دوسرے مورخین کی رائے کے مطابق یہ ہے کہ آپ غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں جو ۶۶۳ھ سے شروع ہو کر ۶۸۵ھ تک رہا' کسی وقت امروہہ تشریف لائے۔"

امروہہ کے ایک شیعہ مورخ جناب رحیم بخش نے تاریخ واسطیہ میں لقب "شاہ ولایت" کی وجہ تسمیہ لکھی ہے کہ

> "صاحب کتاب تاریخ فرشتہ نے ذکر حالات علاء الدین خلجی الملقب سکندر ثانی میں نام اس شہر کا ولایت امروہہ تحریر کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخدوم سید شرف الدین شاہ ولایت اسی وجہ سے ملقب بہ شاہ ولایت مشہور ہیں۔"

اس شیعہ مورخ کی یہ دلیل کسی حد تک بالکل ٹھیک ہے۔ ہم اس کو دل و جان

Marfat.com

سے تسلیم کرتے ہیں۔

اس روحانی لقب اعلیٰ کے متعلق جو اصطلاحات صوفیہ کا اہم اور ممتاز ترین لقب ہے دنیائے تصوف کے مشہور و معروف بزرگ اور محقق سراج السالکین سید ابوالحسن علی بن عثمان حنفی داتا گنج بخش ہجویری لاہوری قدس سرہ' کا قول نقل کیا جاتا ہے۔

"طریقت تصوف اور معرفت کی بنیاد اور اساس ولایت اور اس کے اثبات پر ہے جملہ مشائخ کبار اثبات ولایت پر متفق ہیں گو ہر کسی نے اپنے نقطہ نظر کا اظہار مختلف طریقہ سے کیا ہے۔ محمد بن علیؒ حقیقت طریقت پر اس لفظ کے اطلاق کے بارے میں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ لفظ ولایت واؤ کے زبر کے ساتھ از روئے تصوف تصرف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ولایت واؤ کے زیر کے ساتھ امارت کے مفہوم پر حاوی ہے دونوں فعل ولیت کے مصدر بھی ہو سکتے ہیں اور یہ مانا جائے تو ولایت اور ولایت کے انداز پر دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔" [1]

پھر صفحہ ۳۰۵ پر لکھتے ہیں:

"خدائے عزوجل کے ولی وہ ہیں جن کو دوستی اور ولایت سے سرفراز کیا گیا ہے جو اس قلمرو کے حاکم ہیں برگزیدہ ہیں آفات طبعی سے پاک ہیں خدا تعالیٰ کے افعال کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ مختلف کرامات کی استطاعت رکھتے ہین اور جن کی روشنی بجز راہ حق نہیں قبل ازیں اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔"

علماء اہل سنت والجماعت کا فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں یعنی

---

[1] کشف المحجوب ترجمہ اردو صفحہ ۳۰۲ ترجمہ علامہ فضل الدین گوہر' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلکشنز گنج بخش لاہوری ۱۹۸۵ء

Marfat.com

اولیاء کرام کو یہ اختیارات دیتا ہے کہ وہ نظام روحانی چلائیں۔ ان کے یہ اختیارات بعد انتقال بھی جاری و ساری رہتے ہیں۔ چنانچہ اس ثبوت کے لئے سید ابو بکر موئے تاب بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک وصیت کتاب معتبر فوائد الفواد میں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ دہلوی (متوفی ۷۲۵ھ) کی زبانی نقل ہے۔[1]

"خواجہ شاہی ابو بکر موئے تاب رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا خواجہ شاہی نے بارہا یہ کہا تھا کہ جس کسی کو میری وفات کے بعد کوئی اہم کام پیش آجائے وہ تین دفعہ میری قبر پر آئے اگر تین دن گزر جائیں اور اس کا کام نہ ہو تو وہ چوتھے روز میری قبر پر آئے اور اس کی اینٹیں اکھیڑ دے۔"[2]

مذہب اہل سنت والجماعت کے متبحر عالم دین و صوفی کامل قدوۃ العارفین سراج السالکین استاذ زمانہ فرید یگانہ مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل طریقت ترجمان الحقیقت استاذ الشیوخ الاکابر الجامع بین علم الباطن والظاہر جناب شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۲ھ مطابق ۱۵۶۵ء) لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا جب کوئی آدمی ولی کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو وہ ولی اس کو پہچانتا ہے اور جب اس کو سلام کرتا ہے تو اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب اس کی قبر پر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ ذکر کرتا ہے خصوصاً جب کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور چار زانو ہو کر اس کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ بعدہ' شیخ ابوالمواہب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

---

[1] کتاب فوائد الفواد کے مرتب خواجہ امیر حسن علا سجزی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۷۳۶ھ مطابق ۱۳۰۶-۱۳۰۵ء فوائد الفواد کے متعلق نور احمد خاں فریدی کتاب "تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ "فوائد الفوائد کا حوالہ ہے جو صوفیاء میں بالا جماع ثقہ تصور کی جاتی ہے۔

[2] فوائد الفواد ترجمہ اردو صفحہ ۲۰۷ مطبع لاہور پاکستان

Marfat.com

عارفوں کے دل ایسے نہیں ہوتے کہ بے سمجھے خبر دیں اور معلوم ہے کہ اولیاء تو صرف ایک گھر کی طرف سے دوسرے گھر کی طرف نقل کرتے ہیں۔ اس لئے مرنے کے بعد ان کی ویسی ہی حرمت کرنی چاہیے جیسی زندگی کی حالت میں اور ممات کے بعد بھی ان کا ویسا ہی ادب کرنا چاہئے جیسا حالت حیات میں اس لئے ان سے دو قدم پر منھ پھیر لینا جائز ہے اور نہ ان کی قبر پر پاؤں سے چلنا۔ اور ولیوں کے ساتھ برتاؤ نہ کر، مگر ادب کے ساتھ 'حیات میں بھی اور حالت وفات میں بھی اور جب ولی مرتا ہے تو کل انبیاء اولیاء کی روحیں اس پر نماز پڑھتی ہیں اور اسی اصول پر جس کو ہمارے شیخ نے بیان کیا ہے اور جو اولیاء اپنے سچے مرید کو اپنے مرنے کے بعد اپنی زندگی کی حالت سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں اور بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ بغیر کسی واسطے کے ان کی تعلیم کو انجام فرماتا ہے اور بعض کو اپنے بعض اولیاء کے واسطے سے تعلیم کرتا ہے گو وہ اپنی قبر میں کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبر ہی سے اپنے مرید کی تعلیم کرتا ہے اور مرید قبر سے اس کی آواز سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس بغیر کسی واسطے کے ان کی تعلیم کرتے ہیں میں نے اپنے شیخ ابو عثمان رضی اللہ عنہ کو پڑھاتے وقت علیٰ روس الشہادت یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس شخص پر جو اس طریق کا انکار کرے اور جس شخص کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے اس کو چاہیے کہ ایسے شخص پر لعنت بھیجے جس نے اس طریق پر اعتراض کیا اس کو کبھی فلاح نہ ہو گی اور میں نے اپنے شیخ ابو عثمان سے سنا وہ کہتے تھے الم نشرح لك واما بنعمة ربك فحدث۔" کے بعد اسی اشارہ کے لئے آیا ہے کہ جس

Marfat.com

نے نعمت کو بیان کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے کو کھول دیا گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تو نے میری نعمت کا بیان کیا اور اس کو شائع کیا تو میں نے تیرے سینہ کو کھول دیا بعدہ' شیخ ابو المواہب نے کہا اس کلام کو گرہ میں باندھ رکھو کیوں کہ ایسی باتیں صرف ربانیوں سے ہی سننے میں آتی ہیں۔"

سلطان الصوفیہ محقق اعلیٰ قبلہ سید ابوالحسن بن عثمان معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ جن کے مزار اقدس پر حضرت خواجہ خواجگان سید حسن. معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۴ھ مطابق ۱۲۳۴ء) چلہ کش رہے اور ان سے فیض باطنی حاصل کیا آپ کے متعلق حضور غریب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہ نما

یہ ہے مقام سید ابو الحسن علی بن عثمان رحمتہ اللہ علیہ کا۔ آپ سرکردہ اولیاء یعنی حضرت جنید ابو العباس سیاری ابو بکر واسطی اور محمد بن علی ترمذی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوالہ جات سے ارشاد فرماتے ہیں۔[1]

"اولیاء کرام حاکمان وقت ہوتے ہیں۔ خدائے عزوجل ان کو جہاں کا کارپرداز اور ولی بناتا ہے اور بندوبست عالم ان کی تحویل میں دے دیتا ہے۔"

آج کے بہت سے لوگ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے تصرفات و توسل کے منکر ہیں اور اپنی کتابوں میں تصرفات و توسل اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر عقیدہ رکھنے والے گروہ حقہ کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔

اس سلسلے میں سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین و خلیفہ دوم رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف ملاحظہ فرمائیں۔ اس واقعہ تصرف کو

---

[1] کشف المحجوب صفحہ ۳۰۴

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ اپنی بے بہا تصنیف میں لکھتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے ایک پارہ کاغذ پر تحریر کیا اے دریا اگر تو از خود ٹھہر گیا ہے تو جائز نہیں اگر بحکم خداوند عالم ساکت ہے تو عمر حکم دیتا ہے کہ جاری ہو جا۔ یہ رقعہ دریا میں ڈال دیا گیا پانی جاری ہو گیا۔ یہ سچی امارت تھی"

مترجم نے کشف المحجوب کی اس فارسی عبارت کا ترجمہ اردو بالکل غلط کیا ہے۔ اس ترجمے نے بات ہی الٹی کر دی ہے جس سے حضور سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر شدید الزام آجاتا ہے۔ اس فارسی عبارت کا ترجمہ اردو اس طرح ہونا تھا:

"اگر تو بحکم اللہ خشک ہوتا ہے تو میں اپنے اللہ کی مرضی کے ساتھ ہوں۔ اگر تو از خود خشک ہو جاتا ہے تو میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اللہ کے نام سے تو جاری ہو جا۔"

طبقہ صوفیہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے غیر معمولی حسن عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی کرامات کو تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے اس واقعے سے ولی کامل حضور سیدنا حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کی ولایت روحانی کے لئے اس روایت کو استدلال میں پیش فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ سچی امارت تھی۔ اثبات ولایت سے۔"

علامہ جلال الدین سیوطی اپنی "تاریخ الخلفا" (ترجمہ اردو: شمس بریلوی صفحہ ۲۰۳ مطبع لاہور) میں دریائے نیل کا واقعہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا نامہ دریائے نیل کے نام

"ابو الشیخ کتاب العصمت میں قیس ابن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمرو بن العاصؓ نے مصر فتح کیا تو ایک مقررہ دن پر جو اہل عجم کا معمول تھا بہت سے لوگ حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے اور کہا کہ ہماری کھیتی باڑی کا دارومدار دریائے نیل کے پانی پر ہے جب دریائے نیک خشک ہو جاتا ہے تو ایک قدیم طریقے (ٹوٹکے) کے بغیر اس میں پانی نہیں بڑھتا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے دریافت کیا کہ وہ قدیم طریقہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب چاند کی گیارہ تاریخ آتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے والدین کی رضامندی سے اسے اعلیٰ درجہ کے زیورات اور کپڑے پہناتے ہیں اور پھر اس کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ (پس اس مرتبہ بھی دریا میں پانی نہیں ہے ہمیں بھینٹ چڑھانے کی اجازت دی جائے) حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا یہ تمام لغو اور بے سروپا باتیں ہیں۔ اسلام ان تمام باطل باتوں اور واہموں کو مٹانے آیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اجازت نہ دی اور دریائے نیل بالکل خشک ہو گیا۔ بہت سے لوگ ترک وطن پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے تمام واقعہ سے حضرت عمرؓ کو آگاہ کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب یہ خط پڑھا تو آپ نے ان کو جواب میں لکھا کہ تم نے مصریوں کو بہت اچھا جواب دیا۔ اسلام ان تمام لغو باتوں کو مٹانے آیا ہے' میں اس خط کے ہمراہ ایک رقعہ ملفوف کر رہا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔"

"جب حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ:"

"بندۂ الٰہی عمر امیر المومنین کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو' اور اگر تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد و قہار سے استدعا کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے۔ فقط"

"حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس رقعہ کو صلیب ستارہ کے طلوع ہونے کے پہلے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ جب اہل مصر صبح کو خواب سے بیدار

Marfat.com

ہوئے تو دیکھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح جاری کر دیا ہے کہ معمول سے سولہ گز پانی چڑھ گیا اور اسی دن سے اہل مصر کی یہ مذموم اور جاہلانہ رسم بھی ختم ہو گئی۔"

دنیائے اسلام کے محقق علامہ محمد حسین ہیکل مصری بھی اپنی کتاب "فاروق اعظمؓ" میں اس عروس نیل کے واقعے کو ٹھوس دلائل کے ساتھ مفروضہ کہانی تحریر فرماتے ہیں۔

"جب ہم مصر سے متعلق حضرت عمرو بن العاصؓ کے اس الحاقی خط کی نفی کر رہے ہیں تو کیوں نہ لگے ہاتھوں اس قصے کی بھی حقیقت واضح کر دیں جو سر تا سر کسی افسانہ ساز ذہن کی اختراع ہے اور جس میں واقعیت کا شائبہ تک نہیں۔ یہ عروس نیل کی کہانی ہے جس کے سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے کہ "جب حضرت عمرو بن العاصؓ مصر کے والی مقرر ہوئے تو سر بر آوردہ قبطیوں کا ایک وفد ان کے پاس آیا اور کہنے لگا "ہمارے نیل کا ایک معمول و دستور ہے جس کے بغیر اس میں روانی پیدا نہیں ہوتی۔" ابن عاصؓ نے پوچھا "وہ کیا ہے؟" بولے "اس مہینے کی بارہ تاریخ کو ہم ایک دوشیزہ کا انتخاب کرتے ہیں اور اس کے ماں باپ کو رضامند کر کے اسے بہتر سے بہتر لباس اور قیمتی سے قیمتی زیور پہناتے ہیں۔ اس کے بعد دوشیزہ کو نیل میں ڈال دیتے ہیں اور وہ بہنے لگتا ہے۔" ابن عاصؓ نے ان لوگوں سے کہا "یہ چیز اسلام میں نہیں ہے اور اسلام پہلے کی تمام رسموں کو کالعدم قرار دیتا ہے۔" وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے یک زبان ہو کر اس ارادے کا اظہار کیا کہ اگر نیل میں تھوڑی بہت بھی روانی پیدا نہ ہوئی تو وہ ترک وطن کو ترجیح دیں گے۔"

"یہ دیکھ کر حضرت ابن عاصؓ نے بارگاہ خلافت میں خط لکھا جس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا: "تم نے ٹھیک کہا کہ اسلام پہلے

Marfat.com

کی تمام رسموں کو کالعدم قرار دیتا ہے۔ ہم تمھیں ایک پرزہ بھیج رہے ہیں۔ جب میرا یہ خط پہنچے تو اس پرزے کو نیل میں ڈال دینا۔" ابن عاصؓ کو یہ مراسلہ ملا تو انھوں نے اس پرزے کو کھول کر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا "اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔"

"امابعد! اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو نہ بہہ! لیکن اگر تجھ میں روانی پیدا کرنے والا خدائے واحد و قہار ہے تو ہم خدائے واحد و قہار سے التجا کرتے ہیں کہ وہ تجھ میں روانی پیدا کر دے۔"

"ابن عاصؓ نے ان لوگوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مراسلے اور اس پرزے کے مضمون سے آگاہ کیا اور عید صلیب سے ایک دن پہلے پرزے کو دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اہل مصر اس ملک سے نکل جانے کا تہیہ کر چکے تھے کیونکہ نیل کے بغیر ان کا وہاں رہنا بے سود تھا۔ اور اس طرح یہ قبیح رسم مصر سے مٹ گئی۔"

"یہ ہے عروس نیل کی روایت جو مسلمان مورخین نے لکھی ہے۔ ہم نے متذکرہ عبارت ابن تغری بردی کی 'النجوم الزاہر' سے نقل کی ہے اور اسے ایک لمحے کا توقف کیے بغیر اول سے آخر تک ناقابل قبول قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کے رد کے لیے کوئی علمی دلیل پیش نہیں کی گئی لیکن ہمارے نزدیک یہی ثبوت بہت کافی ہے کہ نہ فراعنہ ہی کی علمی و تہذیبی ترقی اس جہالت کی متحمل ہو سکتی تھی نہ مسیحیت ہی اس قسم کی بدعت کو برداشت کر سکتی تھی جو رومی عہد حکومت میں اہل مصر کے درمیان اشاعت و فروغ حاصل کر چکی تھی۔ بٹلر نے یہی راہ اختیار کی ہے۔ وہ مسیحی عہد میں اس قصے کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ میں اس قصے کی اصل و حقیقت ہے۔ جنوبی سوڈان کے بعید ترین علاقوں میں واقعی یہ رسم تھی کہ وحشی قبائل ایک

Marfat.com

دوشیزہ کو عروسی لباس پہنا کر دریا میں پھینک دیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے نوبہ فتح کیا ہے غالباً اس کے غیر متمدن گوشوں میں بھی یہ رسم جاری تھی۔ اور شاید فراعنہ مصر کے عہد میں بھی دوشیزہ کو دریا میں پھینکنے کا رواج تھا' اور یہ بات تو طے شدہ ہے کہ دریائے نیل کے جشن میں جو پانی زیادتی و روانی کی دعائیں مانگنے کے لیے برپا کیا جاتا تھا' بہت سی خلاف عقل باتیں عہد قدیم سے چلی آ رہی تھیں لیکن دوشیزہ کی قربانی جیسے جرم اس میں نام کو نہ تھے...... اس لیے جو کوئی عیسائیوں پر یہ تہمت رکھتا ہے کہ انھوں نے ایسی ملامت انگیز رسم باقی رکھی جس کی اجازت نہ ان کا مذہب دیتا ہے نہ ان کی قوم ہی میں اس کا کہیں وجود پایا جاتا ہے وہ جھوٹ کا ایک طوفان کھڑا کرتا ہے۔"

"تعجب ہے بٹلر پہلے یہ فرض کرتا ہے کہ اس قسم کی قبیح رسم شاید فراعنہ کے مصر میں جاری تھی۔ پھر مصر کے قبطیوں پر برس پڑتا ہے کہ وہ اس مذموم رسم کی حفاظت و نگرانی کا الزام عیسائیوں کے سر تھوپتے ہیں۔ اگر یہ رسم فراعنہ کے عہد میں جاری تھی تو لامحالہ ان کے بعد بھی باقی رہی ہوگی اور اس صورت میں اسے باقی رکھنے پر عیسائیوں کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے کہ فراعنہ کی بہت سی رسمیں عہد مسیحی اور عہد اسلامی کی طرف منتقل ہوئیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض تو ہمارے اس زمانے تک موجود ہیں۔[1] فراعنہ کے خلاف اس الزام تراشی اور عیسائیوں کی وکالت میں اس اظہار غضب کا کوئی عذر بٹلر کے پاس نہیں ہے سوائے اس مذہبی تعصب کے جس کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے' ورنہ بعد کی علمی تحقیق تو یہ کہتی ہے کہ طغیانی کے لئے کبھی کوئی دوشیزہ نیل میں نہیں ڈالی گئی' ہاں دوشیزہ کی ایک چوبی مورتی کو خوب بنا سنوار کر طغیانی سے کچھ پہلے نیل میں ضرور

---

1 دیکھیے کتاب Leorain Love sor Sans Les pharaone

Marfat.com

ڈالا جاتا تھا' اگرچہ علماء کا ایک گروہ اس آخری بات کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ اگر یہ صحیح بھی ہے کہ فراعنہ یا غیر فراعنہ طغیانی کی خوشی میں لکڑی کی کوئی مورتی دریائے نیل میں ڈالا کرتے تھے تو اس سے ان کے علم و حکمت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ بس یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ رسم منجملۂ خرافات تھی جس سے عوام چونکہ راحت پاتے تھے اس لئے اہل علم و حکمت اس پر کوئی اعتراض نہ کرتے تھے۔"

"عہد فراعنہ کے مصر کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ لیکن میں نے اس کی مزید تحقیق چاہی اور آثار قدیمہ کے ماہر جناب سلیم بک حسن سے رہنمائی کی درخواست کی۔ موصوف نے کرم فرمایا اور اپنے محققانہ جواب میں وضاحت کی کہ اگر وہ روایت صحیح بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک وثیقہ بھیجا اور وہ طغیانی کے لئے نیل میں ڈالا گیا تو بھی کوئی بات نہیں۔ اسے زیادہ سے زیادہ خلیفۃ المسلمین کی رواداری سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جو انھوں نے مصریوں سے ایک ایسی رسم کے سلسلے میں برتی جس کے برتنے سے کسی نقصان کا اندیشہ نہ تھا۔ مصر کے کاہنوں اور بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ وہ ہر سال موسم گرما کی تبدیلی کے آغاز میں نیل کے دیوتا کے لئے ایک جشن مناتے تھے جس میں پہلے بیل' مرغابیاں اور روٹی وغیرہ کی دوسری قربانیاں دیوتا پر چڑھاتے تھے اور پھر سرکنڈوں کے کاغذ پر لکھا ہوا ایک سربہ مہر وثیقہ نیل میں ڈالتے تھے جس میں اس کے نام ایک معتدل طغیانی کا حکم ہوتا تھا' جو ملک کی برکت و آسائش کی ضمانت ہو اور یہ جشن اس دن منایا جاتا تھا جس دن نیل کا گرمائی پانی فیضان عظیم کی بشارت دیتا ہوا اسوان سے شہر سلسلہ پہنچتا تھا۔ ظاہر ہے کہ مسیحیت نے قربانیوں کی رسم مٹادی اور وہ مسیحی رومیوں کے عہد میں بند کردی گئیں۔ اس لئے کہ وہ نیل کے کسی دیوتا کو نہ جانتے تھے لیکن وثیقہ دریائے نیل میں

Marfat.com

برابر ڈالا جاتا رہا جو نیل کی طغیانی اور ملک کی عام بھلائی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد جب عرب مصر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلا اسلامی وثیقہ وہ تھا جسے مورخین حضرت عمر بن خطابؓ سے منسوب کرتے ہیں اور جس میں نیل کو جاری ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ جس طرح مسیحی عہد میں رومی حاکم اور عہد فراعنہ میں کاہن اور بعض بادشاہ اسے حکم دیا کرتے تھے۔"

"لیکن عروس نیل کا قصہ' جیسا کہ روایت میں ہے' کوئی اصل و حقیقت نہیں رکھتا اور اس کی بنیاد اس کہانی پر ہے جسے یونانی مورخ پلوٹارک نے رواج دیا ہے اور جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصر کے بادشاہ اکٹس نے اپنے ملک کو مصائب و حوادث سے محفوظ رکھنے کے لئے الہام سے مدد چاہی۔ اشارہ ہوا کہ نیل کو اپنی بیٹی کی بھینٹ دے۔ چنانچہ اس نے اپنی بیٹی کو نیل میں پھنکوا دیا۔ لیکن بعد کو جب اس کی یاد نے بہت بے چین کیا تو خود بھی نیل میں کود کر بیٹی کی طرح ہلاک ہو گیا۔ یہ ہے وہ من گھڑت قصہ جسے پوتارک کے بعد یونانی اور لاطینی مصنفوں نے پھیلایا لیکن جس کا مصری کتابوں میں کہیں ذکر نہیں ہے' اس کے باوجود یہی اس ضمیاتی کہانی کا سرچشمہ ہے جو لوگوں میں صدیوں شائع و ذائع رہی اور افسانہ ساز ذہن نے اس کے گرد ایسا تانا بانا بُن دیا کہ اکثر لوگ اسے ایک حقیقت سمجھنے لگے جس پر واقعتاً عمل ہوتا تھا اور وہ ہر سال ظہور میں آتی تھی۔"

"کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ عروس نیل کی کہانی' تخیل نے 'قرطاس ہوریس' کے مندرجات کے گرد بنی ہے جو عمسیس ثالث کے عہد (مابین ۱۱۶۷ء و ۱۱۹۰ء قبل مسیح) سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسانیت کا ایمان اکثر ان کہانیوں پر رہا ہے جو زندگی میں کوئی اصل و حقیقت نہیں رکھتیں اور اپنے وجود کے لئے

Marfat.com

فن کاروں اور مصنفوں کے طرفہ کار قلم کی محتاج ہیں کیونکہ قرطاس ہو ریس میں کسی ایسی اچھوتی دلہن کا ذکر نہیں ہے جسے بنا سنوار کر نیل میں پھینکا جاتا ہو۔ اس میں تو یہ ہے کہ نیل کی لمبائی میں سو سے زیادہ گھاٹ تھے جن کے درمیان تقریباً سات سات میل کا فاصلہ تھا۔ ہر گھاٹ پر نیل کے دیوتا حاپی کے لئے ایک محراب بنی ہوئی تھی جس کی حفاظت و نگرانی ایک کاہن کے سپرد تھی۔ یہ کاہن کھانے پینے کا سامان نیل کے ان مسافروں سے حاصل کرتا تھا جو حاپی پر نذریں چڑھانے آتے تھے۔ ہر محراب پر چوکیدار متعین تھے جن کے کھانے پینے کے انتظام وہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح ہر محراب میں پھولوں کا ایک گلدستہ جو روزانہ بدلا جاتا تھا اور نیل کے دیوتا حاپی اور اس کی بیوی 'ربیت دیوی' کی سات سات مورتیاں ہوتی تھیں جو گولر کی لکڑی سے بنائی جاتی تھیں۔ ان کے علاوہ حاپی دیوتا اور شہسواروں کے کچھ اور مجسمے بھی ہوتے تھے۔ حاپی دیوتا کے مجسمے سونے اور چاندی' رانگ اور مصر کے مختلف پتھروں' جیسے مرمر' لاجورد' زمرد اور بلور کے اور شہسواروں کے مجسمے سونے اور چاندی کے۔ یہ تمام کی تمام مورتیاں موسم گرما کی تبدیلی کے آغاز میں حاپی کے جشن عید کے دن دریائے نیل میں بہا دی جاتی تھی اور ان کے بدلے محرابوں میں نئی مورتیاں رکھ دی جاتی تھیں جو اگلی عید پر طغیانی سے ذرا پہلے نیل کی بھینٹ چڑھتی تھی اور ان کی جگہ پھر نئی مورتیاں محرابوں کی زینت ہو جاتی تھیں۔ غرض کہ یہ سلسلہ ہر سال یوں ہی جاری رہتا تھا۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ عروس نیل کا یہ قصہ خیال نے نیل میں بہائی جانے والی انہی مورتیوں سے لیا ہو اور گولر کی لکڑی اور اس مواد میں جن سے یہ مورتیاں بنائی جاتی تھیں' جان ڈال دی ہو؟ اور کہیں نیل کی بیوی ربیت دیوی ہی تو نہیں جس نے خیال کو ایک جیتی جاگتی اچھوتی

Marfat.com

تصور دیا ہو؟ بات چاہے کچھ ہو' یہ قصہ جیسا کہ آپ نے دیکھا' ہے
سر تاسر وہم کی آراستہ کی ہوئی ایک کہانی۔"

قصہ مختصر اولیاء اللہ کے تصرفات سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اہل سنت والجماعت کے متفقہ عارف باللہ صوفی کامل حضرت مولانا محمد جلال الدین صدیقی رومی نور اللہ مرقدہ اپنی مثنوی شریف میں اولیاء کرام کے تصرفات سے متعلق ببانگ دہل اعلان فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔[1]

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانید از راہ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے خاص دوستوں کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ اگر تیر کمان سے نکل جائے تو واپس لوٹا سکتے ہیں۔

بہت سے کم سواد لوگ جو دعویٰ اہل سنت والجماعت کا کرتے ہیں مگر مزارات اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے تصرفات کے قطعی منکر ہیں اور مسلک اہل سنت والجماعت کو بدنام کرنے میں ان کی زبان بے لگام نہیں رکتی اور ان اولیائے کرام کیلئے یہ جملہ گستاخانہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک مٹی کا ڈھیر ہے ان مزارات میں کیا رکھا ہے (معاذ اللہ) ایسے لوگوں کے لئے دیوبندی مکتب فکر کے زبردست عالم دین دنیائے اسلام کی مشہور و معروف شخصیت تبلیغی جماعت کے بانی اول حضرت قبلہ محترم الحاج مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کاندھلوی کا ایک بیان معتبر جو ایک ثقہ راوی کی کتاب "تذکرہ حالات مشائخ کاندھلہ" جس کے مصنف حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ کاندھلوی ہیں۔ آپ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قریبی رشتہ دار بھی تھے اس کتاب کا پیش لفظ بھی اسی مکتب فکر اور عالم اسلام کی مشہور و معروف علمی شخصیت محقق معتبر الحاج حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں

---

[1] حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۳ھ سیدنا امیر المومنین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل پاک سے تھے۔ محمد جلال الدین بن محمد بہاء الدین بن حسین بن احمد قاسم بن حبیب بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بحوالہ گرانبار مثنویات تصوف صفحہ ۱۰ مؤلفہ مولانا احمد حسین خاں نقشبندی امروہوی۔

Marfat.com

ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے جن کی ایک ایک تحریر کو علمی حلقہ میں بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، مذکورہ کتاب کی اشاعت بھی اسی مسلک دیوبند کے ناشر جناب منشی انیس احمد مالک ادارہ اشاعت دینیات بستی نظام الدین اولیاء نئی دہلی ۱۳ نے ۱۳۸۲ھ مین کی۔ اس کے صفحہ ۱۱۲ سے حسب ذیل اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

"حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلہ تشریف لائے تو قبرستان بھی تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس قبرستان کے بزرگ اب بھی مخلوق خدا کی وہ خدمت انجام دے رہے ہیں جو موجودہ زندہ بزرگوں سے بھی نہیں ہو رہی ہے۔"

اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اثبات تصرفات کے لئے دیوبندی اور بریلوی مکتب فکر کی معتبر و مستند کتب لبریز نظر آتی ہیں اس سلسلے میں انکار کی اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

تصرفات اولیاء کرام کے متعلق مذہب اہل سنت والجماعت کے ایک صوفی کامل عارف باللہ حضور سیدنا ابوالحسن علی عثمان المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری ہجویری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: [1]

"اللہ تعالیٰ نے برہانی نبوت کو دوام بخشا ہے اور اولیاء کرام کو ان کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ وہ ہمیشہ حضور ﷺ کی آیات دلائل اور صدق کو ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ وہ گویا والیان عالم ہیں۔ وہ صرف اسی ذات کے تابع فرمان ہیں اور متابعت نفس سے بری ہیں۔ ان کی برکت سے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور صفائے باطن کے طفیل زمین سے نباتات پھوٹتی ہے ان کی توجہ سے مسلمان کفار پر فتحیاب ہوتے ہیں۔"

اولیائے کرام رضوان اللہ علیہ علیہم اجمعین کے دیئے ہوئے عقائد کو باطل کہنا گویا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے۔ دنیا کے جتنے لوگ جتنا ان پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کریں گے اتنے ہی یہ بزرگ چمکتے رہیں گے۔ ابو جہل نے جتنا داعی اسلام پر حربہ کیا اتنا ہی اسلام چمکا اور اسلام میں نکھار آتا چلا گیا۔

---

[1] کشف المحجوب صفحہ ۳۰۶

Marfat.com

اسلام کے دامن میں لاتعداد ایسے روحانی بزرگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اختیارات روحانی سے نوازا ہے۔

کشف المحجوب صدیوں برس پرانی کتاب ہے اور بڑے بڑے علمائے دین صوفیائے عظام مجتہدین روحانیت اہل تصوف ہوئے ہیں۔ مثلاً شیخ المشائخ سید محمد نظام الدین اولیاء زری زر بخش محبوب الٰہی دہلوی نور اللہ مرقدہ' حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نور اللہ مرقدہ (المتوفی ۸۹۸ھ)' حضرت شیخ عبدالحق محدث قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ)' حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی نقشبندی سہروردی چشتی سرہندی نور اللہ مرقدہ (المتوفی ۲۸ر صفر المظفر ۱۰۳۴ھ) بزرگوں نے اس کتاب دربے بہا کا مطالعہ فرمایا ہے اور اس کے حوالوں سے اپنی اپنی تصانیف کو سجایا ہے مگر تصرفات اولیاء کے قائلین کو کبھی بھی مشرک یا بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا۔

جو لوگ استعانت اولیاء اللہ کے منکر ہیں اس کا دنداں شکن اور مکمل و مدلل جواب دیوبندی مکتب فکر کے ایک اعلیٰ محقق و مفسر جناب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸ار ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۳۰ر نومبر ۱۹۲۰ء) سورہ فاتحہ کی چوتھی آیت "ایاك نعبد وایاك نستعین" کی تفسیر کرتے ہوئے دیتے ہیں۔

> "اس آیت شریفہ سے متعلق معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ سے استعانت ہے۔"

آمدم برسر مطلب: اس نظام روحانی میں ان کو بڑا دخل ہے اور اس نظام روحانی میں درجات ہیں[1]۔ داتا گنج بخش نور اللہ مرقدہ (کشف المحجوب صفحہ ۳۰۷) فرماتے ہیں (۱) ابدال (۲) قطب (۳) غوث (۴) ابرار (۵) اوتاد (۶) نقیب جو ایک دوسرے کو

---

[1] ابدال:- بعضے کہتے ہیں کہ یہ سات اولیاء ہیں جن سے ہفت اقلیم کی حفاظت متعلق ہے ان کو ابدال اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ بہ سبب لطافت کے جو شکل چاہتے ہیں بدلتے ہیں اور سفر کرتے ہین اور ایک شخص اپنی صورت کا وہیں چھوڑ دیتے ہیں جس سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہیں گئے ہیں۔ یہی ابدال کے معنی ہیں اور بعض کہتے ہیں یہ چالیس اولیاء اللہ ہیں جو قلب حضرت ابراہیم (باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

پہچانتے ہیں حدیث اور روایات اس پر ناطق ہیں اور اہل تصوف اس کی صحت پر صاد فرماتے ہیں۔"

"اہل بست وکشاد اور درگاہ حق کے پہرہ دار تین سو ہیں اور اخیار کہلاتے ہیں۔ چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ سات اور ہیں جو ابرار مشہور ہیں۔ چار اور جنہیں اوتاد کہتے ہیں۔ تین اور جو نقیب کہلاتے ہیں' اور ایک جسے قطب یا غوث کہتے ہیں۔ یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور کاروبار میں ایک دوسرے سے اجازت کے ضرورت

(حاشیہ: گذشتہ سے پیوستہ)

ہوتے ہیں اور ان کی برکت سے بلیات' خلق سے دور ہوتے ہیں۔

(۲) قطب:- ایک شخص ہوتا ہے عالم میں جو محل نظر حق ہوتا ہے۔ ہر زمانہ میں دنیا کا کاروبار اس پر رہتا ہے اور یہ قلب اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے اوا سی کو غوث بھی کہتے ہیں۔

(۳) غوث:- اصطلاح میں قطب الاقطاب کو باعتبار فریاد رسی اور حاجت روائی خلائق کے غوث کہتے ہیں اور دنیا میں ایک ہوتا ہے اوا پنے زمانے میں سب سے افضل اور منظور نظر جناب باری ہوتا ہے اور ساری ہے' اعیان ظاہری اور باطنی میں مثل سریان روح کے جسد میں متصرف ہے ان میں باوجود علوم باطنی اور ظاہری کے مقام تفرید اور تجرید کو طے کرتا ہے اور قدم بہ قدم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے چلتا ہے اور قائم اللیل اور نفع رسانی خلائق میں ثابت اور اولیاء اللہ پر حاکم ہوتا ہے۔

(۴) ابرار:- اس گروہ اولیاء کو کہتے ہیں جو صرف تقویٰ اور عبادت ظاہری شریعت اختیار کرتے ہیں جن کے متعلق ارشاد ہے "ان الابرار لفی نعیم" یعنی بیشک ابرار جنت ہیں۔"

(۵) اوتاد:- یہ چار اولیاء ہیں۔ زمین میں چار سمت میں مقرر ہیں کہ حفاظت ان جہالت کی انہی سے متعلق ہے ان سے میں ایک کا نام عبد الحی ہے۔ جو کہ سمت مشرق میں مقرر ہیں۔ دوسرے کا نام عبد الحلیم ہے جو سمت مغرب میں مقرر ہیں تیسرے کا نام عبد القادر ہے کہ جو سمت جنوب میں مقرر ہیں جوتھے کا نام عبد المجید ہے کہ جو سمت شمال میں مقرر ہیں اور یہ محل نظر حق تعالیٰ کے ہیں۔ خالصۃ حفاظت عالم کے لئے ہیں۔

(۶) نقیب: اس کی جمع نقبا ہے یہ تین سو ولی ہیں۔ ان کو حق نے واسطے ادراک باطن حال انسان کے مقرر فرمایا۔ اور یہ لوگ متحقق ہیں اسم باطن حق کے ساتھ لہٰذا آدمیوں کے باطن پر مطلع ہوتے ہیں اور کسی حکمت سے پوشیدہ باتوں کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ (منقول از مصباح التصریف)

لارباب التصوف شاہ انور قلندر در مطبع سرکار ریاست رام پور مطبوعہ ۱۳۳۹ھ۔

Marfat.com

مند ہوتے ہیں۔احادیث اور روایات اس پر ناطق ہیں۔اہل حقیقت اس
کی صحت پر متفق ہیں۔"

اس نظام روحانی میں ایک محور ہوتا ہے جس کو ہم "شاہ ولایت" کہتے ہیں اور اس نظام باطنی میں کسی غیر معصوم کا دخل مذہب شیعہ امامیہ قبول نہیں کرتے۔اس لئے حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت حسینی حسنی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے اصول مذہب شیعہ امامیہ کے ماتحت کسی بھی غیر معصوم کو شاہ ولایت کہنا ائمہ معصوم کی کھلی توہین اور ان کے قانون سے روگردانی ہے۔

ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ امامیہ میں بعد انتقال کسی بھی شیعہ امامیہ عالم دین کو لقب "شاہ ولایت" سے یا شرف الدین" سے ملقب نہیں کیا گیا نہ کرسکتے ہیں۔اس کے برعکس "جنت مآب" "غفران مآب" "رضوان مآب" کے القاب سے بعد انتقال بہت سے علماء شیعہ کو ضرور نوازا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولایت امروہہ کے چار خلفاء تھے جن کو سنّی و شیعہ مورخین برابر تسلیم کرتے آرہے ہیں اور جس کی بحث پہلے گذر چکی ہے۔اس بحث کی کتابت ہونے کے بعد مجھے اتفاق سے رسالہ "آجکل" دہلی ماہ اگست ۱۹۸۵ء ملا جس کے صفحہ ۱۰ پر جناب پروفیسر محمد سیادت نقوی شیعی امروہوی فرماتے ہیں:

"حضرت شاہ ولایتؒ نے کبھی کسی کو اپنا مرید نہیں بنایا۔"

موصوف کا یہ بیان تاریخی حقائق کو ملیامیٹ کرتا ہے اور موصوف کے اس بیان سے تعفن پیدا ہو رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی شاہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ اثنا عشری امامیہ سمجھنے لگے ہیں مگر موصوف یاد رکھیں لقب "ولایت" ہی سید حسن رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب اہل سنت والجماعت ہونے کا ببانگ دہل اعلان کرتا ہے ورنہ ثابت کریں بعد انتقال کسی شیعہ امامیہ مجتہد کو لقب "شاہ ولایت" سے ملقب کیا گیا ہے۔شاہ ولایت امروہہ نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام عبد العزیز رکھ کر خود ہی اپنے مذہب اہل سنت والجماعت ہونے کا اعلان عام فرمادیا۔

Marfat.com

مذہب شیعہ کے ایک عالم دین جناب پروفیسر کلب عابد امام جمعہ و جماعت لکھنوی اپنے ایک مکتوب ۱۱ر نومبر ۱۹۸۶ء میں راقم الحروف کو لکھتے ہیں :

"میرے علم میں کسی مجتہد کے لئے "شاہ ولایت" کا استعمال اس کے انتقال کے بعد نہیں ہے فقط۔"

سید کلب عابد[1]

۱۱ر نومبر ۸۶ء

"جاء الحق وزهق الاباطل"

ایک طرف "سید حسن" کو لقب "شرف الدین" "شاہ ولایت" "صوفی" سے ملقب کیا جاتا ہے اور وحدت الوجود یعنی ہمہ اوست کا قائل اور سلسلہ روحانیت سہروردیہ میں ان کو مرید بھی تسلیم کیا جاتا ہے' دوسری طرف ان کو شیعہ سمجھا جاتا ہے۔ چہ معنی دارد۔ یہ پرلے درجہ کی بے ایمانی اور گھٹیا ترین حماقت ہے اور شاہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ پر کھلا بہتان ہے۔ اگر کوئی شیعہ محقق شاہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ تسلیم کرتا ہے تو وہ اپنی تحقیق صادق دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کرے۔ تحقیق کا دروازہ نہ بند ہے اور نہ ہوگا۔ اور اگر وہ واقعی شیعہ امامیہ مفروضہ فقہ جعفری کے ماننے والے ثابت ہو جاتے ہیں تو بندہ' بخدا اسی وقت اپنے مذہب اہل سنت والجماعت کو ناحق سمجھ کر فوراً فقہ جعفری امامیہ اثنا عشری کو بصدق دل قبول کرے گا ورنہ صاحب مضمون جناب محمد حسنین اور وہ حضرات جو شاہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ کہتے ہیں اپنا مذہب شیعہ امامیہ کو باطل سمجھ کر مذہب حق اہل سنت والجماعت اختیار کریں۔

عزاخانہ علم دار علی خاں ساکن محلہ گذری امروہہ میں دس صفر المظفر سے لے کر ۲۰ر صفر المظفر تک ہر سال مذہبی مجالس شیعہ امامیہ کا انعقاد ہوتا ہے جس میں بیرون امروہہ سے ذاکر صاحب آتے ہیں۔ چنانچہ امسال آئے ہوئے ذاکر جناب مرزا اشفاق حسین لکھنوی نے راقم الحروف کی اس کتاب کے طبع اول کا مطالعہ کیا اور مورخہ

---

[1] یہ خط راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے ۱۱ر نومبر ۱۹۸۶ء

Marfat.com

۱۵ار صفر المظفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز بدھ کو اپنے منبر تبلیغ شیعت پر "شرف الدین شاہ ولایت" کے مذہب کے بارے میں لب کشائی کرتے ہوئے بار بار دلیل پیش کی کہ وہ سید تھے' اس وجہ سے شیعہ امامیہ تھے۔ میں عقل سلیم رکھنے والوں سے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ کسی کا نسبی طور پر سید فاطمی ہونا کیا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شیعہ مذہب امامیہ کا پیرو کار ہو' اگر ان کا یہ کہنا بجا ہے تو وہ سادات کرام جو اپنے مذہب حقہ اہلسنت والجماعت پر آج تک قائم ہیں' کیا وہ سید نہیں ہیں؟ فرقہ اہل سنت والجماعت کے طبقہ میں لاکھوں سادات فاطمی نظر آتے ہیں اور انہوں نے اپنے مذہب اہل سنت والجماعت کی تائید میں ہزاروں کتب تصنیف کی ہیں جن کو آج تک فرقہ اہل سنت والجماعت کے تمام افراد اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ کیا وہ شیعہ کہے جاسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

فقہ جعفری کے علمائے شیعہ کے نزدیک کسی بھی غیر معصوم شخص کو لقب "شرف الدین شاہ ولایت" کے معزز لقب سے ملقب نہیں کیا جاسکتا۔ تعجب یہ ہے کہ موصوف ذاکر شیعہ بار بار اپنے منبر تبلیغ سے اس قول کی کوئی تردید نہیں فرمارہے تھے کہ بقول علمائے شیعہ مجتہدین غیر معصوم شخص کو لقب "شاہ ولایت" کہنے کو منع کرتے ہیں۔

دوسری دلیل ناقص سید حسن شرف الدین شاہ ولایت امروہہ رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ ہونے کی یہ پیش کی جارہی تھی کہ آج ان کی اولاد بہ نسبت سنّی اولاد کے کہیں زیادہ ہے یعنی ۹۸ فی صد شیعہ ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم کا ناطق فیصلہ یاد رکھیں

انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ مورخین شیعہ خود تسلیم کرچکے ہیں کہ شمالی ہند میں شیعیت آصف الدولہ کے عہد میں شروع ہوئی اور امروہہ میں تبلیغ شیعیت کے مبلغ اعظم اول مولوی محمد عبادت صاحب تھے جو عہد آصف الدولہ کے ایک فرد تھے۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے' آج پورے ہندوستان اور پاکستان میں جو اہل سنت والجماعت کی اکثریت بہ نسبت روافض کے نظر آتی ہے وہ صرف تبلیغ صوفیائے عظام کے فیضان کا مظہر ہے

Marfat.com

جس کو جھٹلانے کی کوئی ہمت نہیں کر سکتا۔ حضرت شاہ ولایت امروہہ خود صوفی مشرب اور حنفی بزرگ تھے اور فلسفہ وحدت الوجود کے ماننے والے تھے۔ شیعہ یہ بات تسلیم کر چکے ہیں۔ اب انہوں نے جو تبلیغ اسلام کی' وہ فرقہ اہل سنت والجماعت کو فروغ دینے کے لئے تھی۔ چنانچہ از گنگ تا سنگ جو سنیوں کی اکثریت نظر آتی ہے وہ اسی صوفی کامل کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ مذہب شیعہ کے معتمد علیہ بزرگ جناب معزز حسین نقوی ایڈوکیٹ ساکن محلہ بگلہ امروہہ کے تھے جو اپنے خطبہ صدارت ۱۹۶۴ء میں شاہ موصوف کو صوفی تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> چودھویں صدی عیسوی اور ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں سید حسین شرف الدین شاہ ولایت امروہہ مورث خاندان نقوی وارد امروہہ ہوئے۔ ان حضرات کا تعلق اس زمرہ صوفیائے کرام سے تھا، جو ممالک اسلامیہ خصوصاً ایران پر مسلسل منگولوں کے حملوں کی وجہ سے وارد ہندوستان ہوئے اور جن کی مساعی جمیلہ کی بدولت ہندوستان کی سرزمین پر اسلام پھیلا اور اس طرح منگولوں کا یہ فتنہ عظیم در پردہ اسلام کے لئے مفید ثابت ہوا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ سید حسین شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کی آمد کے وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام کو تقریباً سو سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں امروہہ ایک ولایت یعنی ضلع بھی قرار پا چکا تھا مگر دہلی کی حکومت کو اس نواح میں پورا تسلط حاصل نہ ہو سکا تھا جس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ منگولوں کے مسلسل حملے ہندوستان پر بھی ہوتے رہتے تھے اور دوسری یہ کہ ہندوؤں کی تگا اور راجپوت قومیں برابر سرکشی اور بغاوت پر آمادہ رہتی تھیں۔ یہ تھے علاقہ روہیل کھنڈ کے حالات جس کو اس وقت کٹھیر کہتے تھے۔
>
> جب سید شرف الدین شاہ ولایت اور ان کے اعزا اور اخلاف نے امروہہ کو اپنا مرکز تبلیغ اسلام بنایا اور استحکام حکومت کی ذمہ داری

Marfat.com

سنبھالی' تبلیغ اس وسیع پیمانہ پر کی کہ آپ شاہ کہلائے اور حسب مقاصد العارفین و ثمرات القدس آپ کی ولایت از "گنگ تاسنگ" تھی یعنی دریائے گنگا سے لے کر ہمالیہ پہاڑ تک جس میں سب وہ علاقہ شامل ہے جس کو روہیل کھنڈ کہتے ہیں۔ شاہ ولایت صاحب اور ان کے اخلاف کی تبلیغ کی بدولت اس کمشنری میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ہندوستان کے دیگر علاقوں سے سب سے زیادہ ہے اور امروہہ کے حلقہ میں آج بھی تمام ہندوستان میں سب سے زیادہ مسلم ووٹوں کا تناسب ہے" [1]

مسئلہ تفضیل اور صوفیہ

اکثر شیعہ جو علم تصوف سے بالکل ناواقف ہیں طبقہ صوفیہ پر تفضیلیت کا الزام لگاتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ یہ عقیدہ زمانہ قدیم کے صوفیہ عظام کی لکھی ہوئی معتبر کتب میں نہیں ملتا۔ مثلاً کیمیائے سعادت واحیاء العلوم الدین از امام غزالی۔ عوارف المعارف وارباب التقی وعقائد الصوفیہ از شیخ شہاب الدین عمر سہروردی الدر المنظوم از شیخ المشائخ امام الصوفیہ سید مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری سہروردی فوائد الفواد از امیر حسن علا سجزی دہلوی نفحات الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی طبقات الصوفیہ از امام عبدالوہاب شعرانی۔ مکتوبات از امام ربانی شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی نقشبندی چشتی سہروردی قادری سرہندی سفینۃ الاولیاء از داراشکوہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مطالعہ فرمائیں۔ ان کتب میں وہی عقائد اہل سنت ملیں گے جو صحابہ کرام و خلفاء راشدین کے متعلق اجماع امت اہل سنت سے ثابت ہیں اور یہ مذکورہ بالا کتب جو روحانی مجتہدوں کی لکھی ہوئی ہیں' یہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابل اعتبار بھی ہیں۔

طبقہ اہل سنت والجماعت میں فرقہ تفضیلیہ ہے جو جناب امیر المومنین علی کرم

---

[1]: بحوالہ سادات امروہہ کا ایک تعارف صفحہ ۲۲ مطبوعہ زیر اہتمام انجمن سادات امروہہ رجسٹرڈ کراچی پاکستان

Marfat.com

اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر فضیلت دیتا ہے مگر دیگر تمام صحابہ کو کافر و منافق اور مرتد نہیں کہتا' سب کی عزت کرتا ہے۔ حضور ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی برابر عزت و توقیر کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتا ہے اور تمام مسائل فقہ اصولی و فروعی میں ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کا مقلد ہے اور مذہب شیعہ کے اہم دو مسائل یعنی تقیہ اور متعہ کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور شیعہ محدثین کی بیان کی ہوئی سبھی احادیث کو قطعی قابل اعتبار نہیں سمجھتا اور نہ ان کے محدثین کی عزت و توقیر کرتا نظر آتا ہے۔ وہ بھی شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سے اسی طرح نفرت اور بیزاری کرتا ہے جس طرح اہل سنت والجماعت کرتے ہیں۔

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ صرف تین صحابہ یعنی حضرت ابوذر غفاری' حضرت سلمان فارسی' حضرت عمار یاسر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مسلمان سمجھتا ہے۔ باقی تمام جماعت صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتد' کافر اور منافق سمجھتا ہے۔

فرقہ تفضیلیہ میں فقہ جعفری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ فرقہ تفضیلیہ کی لکھی ہوئی کتابیں ہمارے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ فرقۂ تفضیلیہ کو شیعوں کے عالم دین جناب نواب امداد امام اپنی کتاب مصباح الظلم وایضاح المبہم میں اچھا نہیں لکھتے۔ اس "فرقہ تفضیلیہ کو خطاب "بے تکا پن" دے کر ان کو فرقہ شیعہ امامیہ سے الگ کرتے ہیں۔

مخدوم سید حسن شرف الدین کو شیعہ کہنے والے سلسلہ سہروردیہ کی اہم اور مستند و معتبر کتب مثلاً عوارف المعارف الدر المنظوم وارباب التقی کا مطالعہ کریں۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب اہل سنت والجماعت آفتاب نصف النہار کی طرح چمکتا دمکتا نظر آئے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ طیبہ قادریہ چشتیہ صابریہ

مرشدی و مولائی حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ العارفین سید العلماء الراسخین والمحدثین حضور قبلہ عالم مولانا حافظ قادری مفتی سید محمد خلیل کاظمی چشتی قادری سہروردی نقشبندی خاکی امروہوی قدس سرہٗ العزیز وصال مبارک ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

احد صمد لم یلد ہے بندہ فقیر درگاہ میں سوالی
بہ طفیل پیرانِ چشت جائے نہ یہ اجابت سے تیری خالی

خلیل و مختار شاہ حیدر شہ امانت و موسیٰ حافظ
و سید اعظم و شاہ سالم و بھیک میراں و بوالمعالی

و شیخ داؤد' شیخ صادق' ابوسعید و نظام بلخی
جلال دین' شیخ عبد قدوس' محمد عارف جناب عالی

و عارف احمد و عبد حق' شہ جلال دیں شمس دین و صابر
فرید و قطب و معین' عثمان' شریف و مودود و یوسف عالی

ابو محمد و شاہ احمد' جناب اسحاق' علو ممشاد
شہ ہبیرہ' شہ حذیفہ' امیر ادہم' فضیل والی

و عبد واحد' شہ حسن بصری معظم جناب والا
علی شیر خدا' حبیب احد محمد حضور عالی

الٰہی صدقہ میں ان کے کر ان کے نام لیوں کو اپنا بندہ
نہ جائے خاکی ترے کرم سے بواسطے ان کے ہاتھ خالی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ طیبہ خاندان قادریہ

بحق خلیل و مختار بخش اپنی لقا الٰہی
بشاہِ حیدر شہ امانت اماں ہو تیری سدا الٰہی

بہ موسیٰ حافظ و سید اعظم و پیر سالم و بھیک میراں
ابو المعالی و، شیخ داؤد بخش اپنی لقا الٰہی

بہ شیخ صادق و بوسعید و نظامؒ بلخی، جلال مقبول
بہ عبد قدوس و پیر قاسمؒ شراب عرفاں پلا الٰہی

بہ پیر بڈھن و سید اجمل شہ جہاں گشت پیر پیراں
و شہ جلال و عبید عیسیٰ، جمال احمد دِکھا الٰہی

عبید قاسم و شیخ فاضل و شمس بوالغیث، شمس افلح
و شمس حداد و غوث اعظم قبول فرما دعا الٰہی

بہ بوسعید و ابوالحسن، بوالفرح نیز عبد واحد
و شیخ شبلی، جنید و سرّی کے دامنوں میں چھپا الٰہی

شیخ معروف و شیخ داؤد و شہ حبیب و حسن ز بصرہ
علی کے صدقہ میں لطف ختم المرسل ہو خاکی پہ یا الٰہی

Marfat.com

شجرہ طیبہ چشتیہ صابریہ

نمبر شمار	اسمائے مبارک	جائے مرقد	تاریخ وصال
۱	حضرت مصطفٰے ﷺ	مدینہ طیبہ	۱۲ یا ۲؍ربیع الاول ۱۱ھ
۲	حضرت علی کرم اللہ وجہ	نجف اشرف	۲۱؍رمضان المبارک ۴۰ھ
۳	حضرت خواجہ حسن بصریؒ	بصرہ	۳؍محرم الحرام ۱۱۰ھ
۴	حضرت خواجہ عبدالواحدؒ	بصرہ	۲۷؍صفر المظفر ۱۷۸ھ
۵	حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ	کوفہ یا مکہ	۱۳؍ ربیع الاول ۱۸۷ھ
۶	حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ	شام	یکم شوال المکرم ۱۶۲ھ
۷	حضرت خواجہ بدرالدین حذیفہ مرعشیؒ	شام	۱۴؍شوال المکرم ۲۷۶ھ
۸	حضرت امین الدین ہبیرہؒ	بصرہ	۲؍شوال المکرم ۲۸۷ھ
۹	حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری	دینور	۱۴؍ محرم الحرام ۲۹۹ھ
۱۰	حضرت ابواسحاق شامیؒ	چشت	۱۴؍ربیع الآخر ۳۲۹ھ
۱۱	حضرت ابوابدال محمد چشتیؒ	چشت	۳؍یا ۶؍جمادی الآخر ۳۶۰ھ
۱۲	حضرت ابو محمد چشتیؒ	چشت	رجب المرجب ۳۳۰ھ
۱۳	حضرت ناصر الدین ابویوسفؒ	چشت	۴؍ربیع الآخر ۴۵۹ھ
۱۴	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی	چشت	یکم رجب المرجب ۵۲۷ھ
۱۵	حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	شام	۳؍رجب المرجب ۵۸۴ھ
۱۶	حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	مکہ معظمہ	۵؍شوال المکرم ۶۰۳ھ
۱۷	حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ	اجمیر شریف	۶؍رجب المرجب ۶۳۲ھ

Marfat.com

۱۸	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	مہرولی دہلی	۱۴/ربیع الاول ۶۳۲ھ
۱۹	حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج	پاک پٹن	۵/محرم الحرام ۶۶۴ھ
۲۰	حضرت مخدوم علاء الدین صابرؒ	کلیر شریف	۱۳/ربیع الاول ۶۹۰ھ
۲۱	حضرت شمس الدین ترکؒ	پانی پت	۲۹/شعبان المعظم ۷۱۵ھ
۲۲	حضرت جلال الدین کبیر الاولیاءؒ	پانی پت	۱۳/ربیع الاول ۷۶۵ھ
۲۳	حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ	ردولی	۱۵/جمادی الآخر ۸۳۷ھ
۲۴	حضرت شیخ عارف احمدؒ	ردولی	۷/صفر المظفر ۸۵۹ھ
۲۵	حضرت محمد عارفؒ	ردولی	۲۶/جمادی الاول ۸۹۸ھ
۲۶	حضرت شیخ عبدالقدوسؒ	گنگوہ	۲۲/جمادی الآخر ۹۴۴ھ
۲۷	حضرت جلال الدین تھانیسریؒ	تھانیسر	۲۶/ذی الحجہ ۹۸۸ھ
۲۸	حضرت نظام الدین بلخیؒ	بلخ	۸/رجب المرجب ۱۰۲۴ھ
۲۹	حضرت ابو سعیدؒ	گنگوہ	یکم ربیع الاول ۱۰۵۲ھ
۳۰	حضرت شیخ صادقؒ	گنگوہ	۱۸/محرم الحرام ۱۰۵۸ھ
۳۱	حضرت شیخ داؤدؒ	گنگوہ	۶/رمضان المبارک ۱۰۹۵ھ
۳۲	حضرت ابو المعالیؒ	انبیٹھہ	۱۴/ربیع الاول ۱۱۱۶ھ
۳۳	حضرت ابو سعید بھیک میرانؒ	گڑھام شریف	۵/رمضان المبارک ۱۱۳۰ھ
۳۴	حضرت سید سالمؒ	روپڑ	۱۲/رمضان المبارک ۱۱۷۴ھ
۳۵	حضرت سید اعظمؒ	روپڑ	۱۰/ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ
۳۶	حضرت حافظ محمد موسیٰ	مانک پور	۱۶/رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ
۳۷	حضرت مولانا امانت علیؒ	امروہہ	۱۹/ذی قعدہ ۱۲۸۰ھ
۳۸	حضرت شاہ غلام حیدرؒ	امروہہ	۲۲/جمادی الآخر ۱۳۰۲ھ
۳۹	حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمیؒ	امروہہ	۳/ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ
۴۰	حضرت مولانا سید محمد خلیل کاظمیؒ	امروہہ	۲۷/رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

Marfat.com

شجرہ خاندانِ قادریہ

نمبر شمار	اسمائے مبارک	جائے مرقد	تاریخ وصال
۱	حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	مدینہ منورہ	۱۲/یا ۲/ربیع الاول ۱۱ھ
۲	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	نجف اشرف	۲۱/رمضان المبارک ۴۰ھ
۳	حضرت خواجہ حسن بصریؒ	بصرہ	۴/محرم الحرام ۱۱۰ھ
۴	حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ	بصرہ	۳/ربیع الآخر یا ۹/رمضان المبارک ۱۵۶ھ
۵	حضرت داؤد طائیؒ	بغداد	۲۸/ربیع الاول ۱۶۵ھ
۶	حضرت معروف کرخیؒ	بغداد	۲/محرم الحرام ۲۰۰ھ
۷	حضرت سری سقطیؒ	بغداد	۳/رمضان المبارک ۲۵۳ھ
۸	حضرت جنید بغدادیؒ	بغداد	۲۷/رجب المرجب ۲۹۷ھ
۹	حضرت ابو بکر شبلیؒ آپ کا نام محمد بن دلف بن جحدر ہے	بغداد	۲۷/ذی الحجہ ۳۳۴ھ
۱۰	حضرت عبدالواحد بن عبدالعزیزؒ	مقبرہ امام احمد حنبل	جمادی الآخر ۴۲۵ھ
۱۱	حضرت شیخ ابوالفرح محمد طرطوسیؒ	طرطوس	۷/محرم الحرام ۴۶۱ھ
۱۲	حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاریؒ	طرطوس	۶/محرم الحرام ۴۸۶ھ
۱۳	حضرت ابو سعید بن مبارک مخرومیؒ (آپ کا نام مبارک بن علی بن حسین بن بندا ہے)	طرطوس	۷/شعبان المعظم ۵۱۳ھ
۱۴	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	بغداد	۱۱/ربیع الآخر ۵۶۱ھ
۱۵	حضرت شیخ شمس الدین حدادؒ	بغداد	۱۳/صفر المظفر

Marfat.com

۱۶	حضرت شیخ شمس الدین فلیح	بغداد	۹/ شعبان المعظم
۱۷	حضرت شیخ شمس الدین ابوالمغیثؒ	بغداد	۶۵۱ھ
۱۸	حضرت شیخ ابوالمکارم فاضلؒ	بغداد	۲۷/ رجب المرجب
۱۹	حضرت عبید بن ابی القاسمؒ	بغداد	۱۳/ شعبان المعظم
۲۰	حضرت محمد عبید بن عیسیٰؒ	بغداد	عشرہ محرم الحرام
۲۱	حضرت سید جلال الدین بخاریؒ	اُوچھ	۱۹/ جمادی الاول ۶۹۰ھ
۲۲	حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشتؒ	اُوچھ	عیدالاضحیٰ ۷۸۵ھ
۲۳	حضرت سید اجملؒ	ملتان	۱۲/ رمضان المبارک بقول بعض ۱۳/ شوال ۸۸۰ھ
۲۴	حضرت سید بدھنؒ	بہرائچ	۱۴/ ربیع الآخر
۲۵	حضرت درویش قاسمؒ	فیض آباد	۱۵/ رمضان المبارک بقول بعض ۱۶/ محرم ۸۹۹ھ
۲۶	حضرت شیخ عبدالقدوسؒ	گنگوہ	۲۲/ جمادی الآخر ۹۴۴ھ
۲۷	حضرت جلال الدین تھانیسریؒ	تھانیسر	۲۶/ ذی الحجہ ۹۸۸ھ
۲۸	حضرت نظام الدین بلخیؒ	بلخ	۸/ رجب المرجب ۹۶۳ھ
۲۹	حضرت ابوسعید	گنگوہ	یکم ربیع الاول ۱۰۵۲ھ
۳۰	حضرت شیخ صادقؒ	گنگوہ	۸/ محرم الحرام ۱۰۵۸ھ
۳۱	حضرت شیخ داوٗدؒ	گنگوہ	۶/ رمضان المبارک ۱۰۹۵ھ
۳۲	حضرت ابوالمعالیؒ	انبیٹھ	۱۴/ ربیع الاول ۱۱۱۶ھ
۳۳	حضرت ابوسعید بھیک میرانؒ	گڑھام	۵/ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ
۳۴	حضرت سید سالمؒ	روپڑ	۱۲/ رمضان المبارک ۱۱۷۴ھ
۳۵	حضرت سید اعظمؒ	روپڑ	۱۰/ ربیع الآخر ۱۲۲۷ھ
۳۶	حضرت حافظ محمد موسیٰ	مانک پور	۱۶/ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ

Marfat.com

۳۷	حضرت مولانا سید امانت علیؒ	امروہہ	۱۹ر ذی قعدہ ۱۲۸۰ھ
۳۸	حضرت شاہ غلام حیدرؒ	امروہہ	۲۱ر جمادی الآخر ۱۳۰۳ھ
۳۹	حضرت سید مختار احمد کاظمیؒ	امروہہ	۳ر ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ
۴۰	حضرت مولانا سید محمد خلیل کاظمیؒ	امروہہ	۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ بوقت سحر بحالت روزہ

شجرہ نسب سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

شیبہ عرف عبد المطلب

- ابو طالب
  - حضرت علی کرم اللہ وجہ
- حضرت عبد اللہ
  - حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ حضرت علی کرم اللہ وجہ

- حضرت امام حسنؓ
- حضرت امام حسین شہید کربلا ۱۰ر محرم الحرام ۶۱ھ بروز سہ شنبہ

۳۔ حضرت علی اکبر لقب زین العابدینؒ

۴۔ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت امام جعفر صادقؒ

۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظم

۷۔ حضرت سید عبید اللہؒ

Marfat.com

۸۔ حضرت سید جعفرؒ
۹۔ حضرت سید علی اصغرؒ
۱۰۔ حضرت سید علی مہدیؒ
۱۱۔ حضرت سید سلطان ابو اسحاقؒ
۱۲۔ حضرت سید سلطان بایزیدؒ
۱۳۔ حضرت سید سلطان محسنؒ
۱۴۔ حضرت سید بدر الدینؒ
۱۵۔ حضرت سید سراج الدینؒ
۱۶۔ حضرت سید سلیمانؒ
۱۷۔ حضرت سید اسد اللہ لطافیؒ
۱۸۔ حضرت خضرؒ
۱۹۔ حضرت سید صاحبؒ
۲۰۔ حضرت سید ناصر علی مرویؒ
۲۱۔ حضرت سید اسد اللہ مرویؒ
۲۲۔ حضرت سید میر دوست مرویؒ
۲۳۔ حضرت خواجہ سید حسین مروی صدالشریفہ صوبہ کھمبات صاحب فرمان اکبریؒ
۲۴۔ حضرت سید امامؒ
۲۵۔ حضرت سید حسینؒ
۲۶۔ حضرت سید محمود صاحب شان الٰہیؒ
۲۷۔ حضرت سید محمد صاحبؒ
۲۸۔ حضرت سید لطف اللہؒ
۲۹۔ حضرت سید حسین ثانیؒ
۳۰۔ حضرت سید محمد یحییٰ صاحب فرمان جہانگیریؒ
۳۱۔ حضرت سید محمد حسین بخاری فرمان شاہ شجاعؒ
۳۲۔ حضرت سید محمد عظیمؒ
۳۳۔ حضرت سید حفیظ اللہ عرف میر بساونؒ
۳۴۔ حضرت سید شاہ عبد الوہابؒ
۳۵۔ حضرت سید محمد امین اکبر آبادیؒ
۳۶۔ حضرت سید بدیع الزماںؒ
۳۷۔ حضرت مولانا سید احسن دہلویؒ
۳۸۔ حضرت مولانا سید اشرف دہلویؒ
۳۹۔ حضرت مولانا سید شاہ سیف اللہ دہلویؒ ثم امروہویؒ
۴۰۔ حضرت مولانا سید شاہ ضیف اللہؒ امروہوی
۴۱۔ حضرت مولانا سید شاہ وصی اللہ امروہویؒ
۴۲۔ حضرت حافظ سید یوسف علی امروہوی
۴۳۔ حضرت مولانا سید مختار احمد امروہوی
۴۴۔ حضرت مولانا سید محمد خلیل کاظمیؒ

Marfat.com

خانوادۂ سلسلہ تصوف کا بیان

اس امر کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ سے سلسلہ فقرائے طریقت اور سالکین ملت و حقیقت کا ظاہر ہوا۔ اور جناب اسد اللہ الغالب من الکل الغالب شاہِ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہ کو بارگاہ ایزدی اور سرور کونین ﷺ سے خرقہ خلافت روحانی عطا ہوا۔ اور کیوں نہ ہوتا' آپ تمام علم روحانیت کے منبع کہلاتے ہیں۔ تمام سلسلہ ہائے روحانی آپ پر منتہی ہوتے ہیں۔ کچھ سلسلے خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی جاری ہیں مگر یہ سلسلے بھی کہیں نہ کہیں شاہ ولایت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ پر جاملتے ہیں[1]۔ سلسلہ تصوف میں چار پیر اور چودہ خانوادے مشہور ہیں مگر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ سلسلوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

چار پیر

(۱) سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ (۲) سیدنا حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ (۳) سیدنا حضرت خواجہ خواجگان حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ (۴) سیدنا حضرت کمیل ابن زیاد رحمتہ اللہ علیہ۔ ان کو ہی چار پیر کہتے ہیں حضرت حسن بصری سے عبد الواحد بن زید اور حضرت خواجہ حبیب عجمی سے حضرت عبد الواحد بن زیاد سے پانچ اور حضرت حبیب عجمی سے نو خانوادے ظاہر ہوئے جن کو اہل ہند اصطلاحاً فقیرانِ ہند کے پانچ چشت نو قادر کہتے ہیں۔

ان تمام سلسلوں کی مکمل تفصیل کتاب "سراج الفقراء" سے لکھی جاتی ہے[2]

۱۔ خانوادۂ زیدیاں

حضرت عبد الواحد بن زید خلیفہ خواجہ حسن بصری سے منسوب ہے۔ یہ لوگ صحرا و بیابان میں ریاضت شاقہ کے ساتھ مصروف رہتے اور چار روز کے بعد میوہ یا

---

[1] المتوفی ۱۷۶ھ (۴ر شوال المکرم) [2] مرتبہ سید امام الدین احمد بن مولانا سید عبد اللہ الحسینی القادری گلشن آبادی' مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب' لاہور۔

Marfat.com

گھاس پتی سے افطار کرتے اور کسی جانور کو ایذا نہ پہنچاتے اور دنیائے فانی پر دل نہ لگاتے اور آبادی میں نہ جاتے' اکثر متقی' تارک الدنیا' حافظ قرآن' صاحب تجرید ہیں۔ ذکر آرہ' ذکر سری ان کا طریق ہے۔ وفات آپ کی ۲۷ر صفر المظفر ۶۱۷ھ کو ہوئی۔

۲۔ خانوادۂ عیاضیان

حضرت فضیل بن عیاض خلیفہ عبد الواحد بن زید سے منسوب ہے۔ یہ لوگ اپنی عمر گرانمایہ مسافری اور مجردی میں گزارتے' دنیا کی طلب نہیں رکھتے' جو کچھ مل گیا اسی پر قناعت کیا۔ ان کے طریق میں سوال کرنا منع ہے۔ اگر کسی نے دیا افطار کرتے ہیں نہیں تو فاقہ کشی میں عمر گزارتے ہیں۔ وفات آپ کی ۳ر بیع الاول ۱۸۲ھ ہے۔

۳۔ خانوادۂ ادھمیان

حضرت ابراہیم ادہمؒ خلیفہ فضیل بن عیاض سے منسوب ہے۔ جذبۂ الٰہی میں بادشاہت چھوڑ دی' تجرد کو اختیار کیا' تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں اپنے کو مشغول کیا۔ کبھی مانگتے نہیں۔ اگر مل گیا تو رفیق و مسکین کو دیا اور اس کے طفیل میں خود پانچ سات لقمے کھائے۔ ذکر خفی اخفی ان کا طریق۔ آپ گدڑی پہنتے تھے۔ وہ کسی مرید کو دے دی اس لیے ادہمیان مشہور ہوئے۔ وفات آپ کی ۲۶ر جمادی الاول ۱۶۲ھ ہے۔

۴۔ خانوادۂ ھبیریان

حضرت ہبیرہ بصری سے منسوب ہے جو واسطہ میں خواجہ حذیفہ مرعشی سے مل کر ابراہیم ادہم تک پہنچتا ہے۔ شب و روز گوشۂ تنہائی میں عبادت کرتے ہیں۔ مخلوق سے کم ملتے ہیں' بعد چار روز کے گھاس یا درختوں کے پتے یا پھلوں سے افطار کرتے ہیں۔ ان کا طریقہ دائم وضو اور حضور قلب سے نماز پڑھنا' توکل اور رضا پر رہنا ہے۔ وفات آپ کی ۷ر شوال المکرم ۲۸۷ھ ہے۔

۵۔ خانوادۂ چشتیان

حضرت خواجہ اسحاق چشتی سے منسوب ہے جو واسطہ میں خواجہ ممشاد دینوریؒ سے مل کر ہبیرہ بصری کو پہنچتا ہے۔ ریاضت و عبادت میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔ صحرا یا قریہ میں سکونت کرتے ہیں۔ ان کا طریق وجد و حال کرنا' راگ سننا' ہمیشہ باوضو مجلس

Marfat.com

سماع میں بیٹھنا' اغنیاء سے زیادہ فقیروں کی تعظیم کرنا ہے۔ وفات آپ کی ۴؍ ربیع الآخر ۳۲۹ھ ہے۔

۶۔ خانوادۂ حبیبیاں

حضرت حبیب عجمیؒ خلیفہ خواجہ حسن بصریؒ سے منسوب ہے۔ اکثر پہاڑ یا جنگل میں رہتے ہیں۔ بعد تین روز کے کھجور سے افطار کرتے ہیں۔ ستر عورت موجب کپڑا رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات ۳؍ ربیع الآخر ۱۵۶ھ ہے۔

۷۔ خانوادۂ طیفوریان

حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ خلیفہ خواجہ حبیب عجمی سے منسوب ہے۔ اس خانوادہ کے فقراء کا لباس چار طرح کا ہے۔ اول شکر پارہ مختلف رنگ کا سو شیخ مشغولؒ کو عنایت ہوا۔ دوئم ہزار میخی چار گوشہ سو شیخ محمد مغربیؒ کو عطا ہوا۔ سوئم ژندہ صوف شیخ احمد کو ملا۔ چہارم مرلع خشت قلندریہ جو چندوں کو جمع نمازی بناتے اور تہ بہ تہ رکھ کر سیتے ہیں۔ سو شیخ ابراہیم کو ملا ہے۔ وفات آپ کی ۱۴؍ شعبان المعظم ۲۶۱ھ ہے۔

۸۔ خانوادۂ کرخیاں

حضرت شیخ معروف کرخیؒ سے منسوب ہے جو واسطے میں داؤد طائی سے مل کر حبیب عجمیؒ کو پہنچتا ہے۔ دنیا کی محبت چھوڑ کر مجردی میں اپنی عمر بسر کرتے ہیں۔ کسی سے نہ مانگنا' صبر و شکر سے خاموش رہنا' خدا کی عبادت کرنا ان کا شیوہ ہے۔ وفات ان کی ۲؍ محرم الحرام ۲۰۰ھ ہے۔

۹۔ خانوادۂ سقطیاں

حضرت خواجہ سری سقطیؒ سے منسوب ہے۔ صائم الدہر قائم اللیل۔ خلوت میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ بعد تین روز کے افطار کرتے تھے۔ آپ شیخ معروف کرخیؒ کے خلیفہ ہیں۔ وفات آپ کی ۳؍ رمضان المبارک ۲۵۲ھ ہے۔

۱۰۔ خانوادۂ جنیدیاں

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ سے منسوب ہے۔ آپ سری سقطیؒ کے خلیفہ ہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد افطار کرتے تھے۔ نباتات کی قسم سے کھانا' حیوانات کو نہ ستانا ان کا طریقہ ہے۔ اکثر جنگل و ویرانہ میں گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں۔ وفات آپ کی ۲۷؍ رجب المرجب ۲۹۸ھ ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ خانوادۂ گازرونیاں

حضرت ابواسحاق گازرونی سے منسوب ہے۔ آپ حسین ابو علی الاکار کے خلیفہ ہیں اور وہ ممشاد علو دینوریؒ کے اور وہ خواجہ جنید بغدادیؒ کے خلیفہ تھے۔ طبل و علم رکھنے کی اور بیرق لگانے کی روش آپ سے نکلی ہے۔ وفات آپ کی ۲/ ذی قعدہ ۲۲۶ھ ہے۔

۱۲۔ خانوادۂ طوسیاں

حضرت علاء الدین طوسیؒ سے منسوب ہے۔ آپ وجیہہ الدینؒ ابو حفص کے خلیفہ تھے۔ اور وہ خواجہ عبداللہ خفیفؒ اور وہ خواجہ احمد دینوریؒ اور وہ خواجہ ممشاد دینوریؒ کے خلیفہ ہیں۔ اکثر سماع پر راغب اور صاحب وجد و حال ہوتے ہیں۔ مجاہدہ اور ریاضت میں نہایت کوشش کرتے ہیں۔

۱۳۔ خانوادۂ سہروردیاں

حضرت خواجہ ابو نجیب سہروردیؒ سے منسوب ہے۔ آپ وجیہہ الدینؒ ابو حفص کے خلیفہ ہیں۔ نو واسطہ سے خواجہ حبیب عجمی کو پہنچتے ہیں۔ اس خانوادہ کے فقراء ریاضت شاقہ میں عمر گزارتے ہیں۔ کوئی دم بے یاد مولیٰ نہیں کھوتے۔ وفات آپ کی ۱۲/ جمادی الآخر ۵۶۳ھ ہے۔

۱۴۔ خانوادۂ فردوسیاں

حضرت نجم الدین فردوسی سے منسوب ہے۔ آپ ابو نجیب سہروردیؒ کے خلیفہ ہیں۔ طوسیاں اور فردوسیاں اور سہروردیاں ایک ہی خرقہ میں داخل ہیں۔ ذکر جہر ان کا طریق ہے۔ وفات آپ کی دسویں جمادی الاول ۶۱۸ھ ہے۔

گروہوں کا بیان

معلوم ہووے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اصل فیض کا دریا ذات حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اور آپ کی آل اور اصحاب و فیوضات ظاہری و باطنی و معرفت ایمان کے چشمہ اور ندیاں ہیں۔ ان کے تابعین و پیروان اس چشمہ کی نہریں ہیں جو قیامت تک آپ کی امت مرحومہ میں جاری ہے۔ جدّیہ سلسلوں کا فیض سادات کرام کے خاندان سے اور خلفائیہ سلسلوں کا انوار مشائخوں کی بیعت سے حاصل ہوتا ہے۔ مشائخین ہند کہتے ہیں کہ اصل ہفت گروہ فقر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض یاب ہوئے۔ ان کے چودہ خانوادے مشہور

Marfat.com

ہوئے جو بالا سطور میں ہیں۔ ان ہفت گروہ کے موجد سرچشمہ عرفان و فیض سات ہیں۔ حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ، حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت خواجہ کمیل بن زیادؒ، جنھیں چار پیر بھی کہتے ہیں۔ پانچویں خواجہ اویس قرنیؒ، چھٹے حضرت قاضی شریحؒ، ساتویں حضرت خواجہ عبداللہ علم بردارؒ اور بعضوں نے حسینؓ کے عوض سلمان فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ ہفت گروہ میں داخل کیے ہیں۔ واللہ اعلم باالصواب والیہ المرجع والمآب. خاندان طیفوریان سے کئی گروہ نکلے ہیں۔

پہلا مداریہ جو شاہ بدیع الدین مدارؒ سے جاری ہوا ہے۔ دوسرا گروہ شطاریہ جو شاہ عبداللہ شطار سے جاری ہوا ہے۔ دونوں بایزید بسطامی سے ملتے ہیں۔ تیسرا نقشبندیہ جو خواجہ بہاء الدین نقشبندی سے جاری ہوا ہے۔ اور خواجہ بایزید بسطامی کو پہنچتا ہے۔ ایک واسطے سے محمد بن ابو بکر صدیقؓ کو بھی جا پہنچتا ہے خانوادہ گائوزدنیان سے کئی گروہ نکلے ہیں۔ پہلا گروہ اولیاء شاہی جو امیر سید سندل پوری سے ملک بنگالہ میں جاری ہوا ہے۔ خانوادہ جنیدیاں سے کئی گروہ نکلے ہیں۔ گروہ نعمت اللہ شاھی جو نورالدین نعمت اللہ ولی کرمانی سے جاری ہوا ہے۔ فقیر اس گروہ کے دوازدہ ترکی تاج سر پر رکھتے ہیں۔ گروہ ھاشم شاھی جو میر علی چار ضربی سے جاری ہوا ہے اور نعمت اللہ ولی سے جاکر ملتا ہے اور بعض اس گروہ کے فقیر اپنا سلسلہ شیخ علی دوباری سے بھی ملاتے ہیں اور گروہ قلندریہ سید حیات میر قلندر سے جاری ہوا ہے۔ اور اس گروہ میں کئی گروہ نکلے ہیں۔ گروہ بھلول شاھی، شاہی بہلول سے مجرد دریا سے جاری ہوا ہے۔ گروہ صدر شاھی. شاہ صدر الدین سے جاری ہوا ہے۔ وقت عشق اللہ کے میراں میراں پکارتے ہیں اور گروہ حسین شاھی، شاہ حسین ڈھڈا لاہوری سے جاری ہوا ہے اور گروہ ارزاں شاھی شاہ ارزاں دیوان سے جاری ہوا ہے یہ دونوں گروہ شاہ مجرد بہلول سے جاکر ملتے ہیں۔ گروہ رفاعیہ سید احمد کبیر رفائی سے جاری ہوا ہے۔ بعض خواجہ جنیدؒ سے و بعض طوسیہ سے ملتے ہیں۔ خانوادہ طوسیہ سے کئی گروہ نکلے ہیں۔ پہلا گروہ قادریہ، حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے جاری ہوا ہے۔ گروہ وھاب شاھی، سید عبدالوہاب فرزند غوث اعظم سے جاری ہوا ہے۔ گروہ رزاقیہ معروف رزاق شاہی سید عبدالرزاق فرزند غوث اعظم سے جاری ہوا۔ گروہ جباریہ سید عبدالجبار فرزند غوث سے جاری ہوا ہے۔ گروہ قمیشیان، سید شاہ عبدالقادر قمیش سے جاری ہوا ہے جو اولاد میں غوث اعظم کے ہیں اور شاہ دھورا میں سکونت پذیر تھے۔ مقیم شاھی مقیم محکم الدین

Marfat.com

سے ملک پنجاب میں موضع حجرہ میں جاری ہوا ہے گروہ میاں میر خیل' شاہ قاسم سلیمان چنار گڑھی سے جاری ہوا ہے۔ اس گروہ کے فقراء بوقت عشق اللہ میاں میاں کہتے ہیں اور جمع جواب میں سدا راہِ عشق بولتے ہیں۔ کچکول چوبیں اور گل صفا چوبیں اس کو فقراء اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور ایک چرمی تسمے کا گلوبند باندھتے ہیں۔ گروہ خاکساریہ' خاکسار اپرم پار سے ملک دکن میں جاری ہوا ہے۔ رزاق شاہیوں کے سلسلہ میں ملتے ہیں۔ گروہ محمود شاهی' سید شاہ محمود بہلولؒ سے جاری ہوا ہے۔ اس گروہ کے فقیر ایک باریک ڈوری گلے میں باندھتے ہیں۔ یہ تمام گروہ سید عبدالرزاق کو پہنچتے ہیں۔ گروہ محمدیہ' خواجہ شمس الدین سے جاری ہوا ہے۔ بعض سبحانی اور بعض ابوالفرح طرطوسی کو ملتے ہیں اور خانوادہ فردوسیاں سے کئی گروہ نکلے ہیں۔ گروہ بڈھن شاهی' شاہ بڈھن لقب بڈھن دیوان سے جاری ہوا ہے۔ اور نجم الدین کبریٰ سے جاکر ملتا ہے اور گروہ بھڑل شاهی بھڑل بند چھوڑ سے جاری ہوا ہے گروہ مرتضی شاهی' سید مرتضی انند سے جاری ہوا ہے اور گروہ حبیب شاهی' شاہ حبیب ملتانی سے جاری ہوا ہے۔ گروہ نوحانیہ' خواجہ مخدوم نوح سے جاری ہوا ہے اور سہروردی خانوادے میں نو واسطے سے جاکر ملتا ہے۔ گروہ سید شاهی خواجہ سید ناصر سے جاری ہوا ہے۔ گروہ دولہ شاهی' خواجہ شاہ دولہ سے جاری ہوا ہے۔ اور گروہ امام شاهی اس گروہ کے فقیر الف اللہ کے فقیر کہلاتے ہیں۔ جلی ہوئی راکھ کا ایک الف پیشانی پر کھینچتے ہیں۔ یہ پانچوں شہاب الدین سہروردی سے جاکر ملتے ہیں۔ گروہ شہبازیہ' سید سعید شہباز قلندر سے جاری ہوا ہے۔ ایک ہاتھ میں چوڑی اور دوسرے ہاتھ میں ناڑار کھتے ہیں۔ گروہ قاسم شاهی سید قاسم شاہ سے جاری ہوا ہے۔ ان کے فقیر کمر میں گھاٹیاں باندھ کر دھمال کھیلتے ہیں۔ گروہ چہلی شاہی خواجہ کرمل (شاہ کرم اللہ چہلی) سے جاری ہوا ہے۔ ان کے فقیر ہاتھ میں کوڑار کھ کر مجمع کے سامنے اپنے نفس کو مارتے ہیں اور اس گروہ کو فقراء شاہی بولتے ہیں اور گروہ سہاك شاهی شاہ موسیٰ سہاگؒ سے ملک گجرات میں جاری ہوا ہے۔ چوڑی اور زنانے کپڑے پہنتے ہیں۔ مجمع میں رقص کرتے ہیں۔ عیال اور اطفال بھی رکھتے ہیں۔ گروہ پیرن شاهی سلطان شاہ پیرن بندگی سے جاری ہوا ہے۔ گروہ جلالی سید جلال الدین بخاری سے جاری ہوا ہے۔ اس گروہ کے فقیر مار خور گوسپند کے سینگ منہ سے پھونکتے ہیں اور عشق کہنے کے عوض اس کو بجاتے ہیں۔ خانوادہ چشتیہ سے گروہ نکلتے ہیں۔ گروہ

Marfat.com

بو قلندریہ شاہی بو علی قلندر پانی پت سے جاری ہوا ہے۔ گروہ نظامیہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے جاری ہوا ہے۔ گروہ صابریہ خواجہ علاءالدین علی احمد صابر سے جاری ہوا ہے۔ گروہ کریمیہ شاہی شاہ کریم الدین سے جاری ہوا ہے۔ گروہ جلیل شاہی شاہ کرم الجلیل سے جاری ہوا ہے اور گروہ ملاشاہی عبداللہ ملا سے جاری ہوا ہے۔ اور گروہ فخریہ مولانا فخر الدین سے جاری ہوا ہے اور کئی گروہ جدید اولیائے متاخرین سے جاری ہوئے۔ ان کی تفصیل ذیل میں معلوم ہوتی ہے۔ گروہ ابو العلائیہ خواجہ میر سید ابو العلاء اکبر آبادی سے جاری ہوا ہے۔ جو خواجہ بہاءالدین نقشبند سے جا کر ملتا ہے۔ گروہ مجددیہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ سے جاری ہوا ہے اور چند واسطہ سے خواجہ بہاءالدین نقشبند کو ملتا ہے اور بعضے فردوسیان سے بھی ملاتے ہیں اور گروہ رسول شاہی رسول شاہ مجذوب سے جاری ہوا ہے اور اکثر اس گروہ کے فقیر بے شرع ہوتے ہیں۔ چار ابرو کا صفایا کرتے ہیں۔ بیت

ہرچہ گیرد علتے علت شود   کفر گیرد کاملے ملت شود

گروہ نوشاہی نوشاہ گنج بخش سے جاری ہوا ہے اور اس گروہ کو خلیفہ شاہی بولتے ہیں اور گروہ مداریہ سے بھی چار گروہ نکلے ہیں۔ عاشقان' خادمان' دیوانگان' طالبان اور سوائے اس کے بہت سے خاندان ہیں جو عرب و روم و شام میں ہیں چنانچہ گروہ شاذلیہ 'عیدروسیہ 'یکتاشیہ و مغربیہ کا بیان کتاب جلد اول تاریخ الاولیاء میں مندرج ہے اور ان گروہوں کے خلفاء و فقراء ملک ہندوستان میں نادر معلوم ہوتے ہیں۔

رسالہ خلاصۃ السلاسل مشائخین

تالیف فقیر سید امام الدین احمد

بعد حمد کردگار و نعت نبی المختار صلی اللہ علیہ و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار کے واضح ہو کہ خلاصہ سلسلوں کا اصول ہیں کہ جن سے سب جہاں کے گروہ اور خاندان مشائخین رحمہم اللہ کے ملتے ہیں۔ اویسیہ خواجہ اویس قرنی سے کہ جن کو روحانی نعمت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملی ہے باوجودیکہ زندگی میں آپ سے ملاقات نہ ہوئی تھی اور اسی طرح اکثر بزرگان متاخرین کو متقدمین کی ارواح سے فیض پہنچتا ہے اُسے بھی اویسیہ طریق کہتے

Marfat.com

ہیں۔خضرویہ خواجہ احمد خضرویہ سے ان کو حاتم اصم سے اُن کو خواجہ ابراہیم ادہم سے نعمت پہنچی ہے' نوریہ ابوالحسن نوری سے اُن کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت ملی ہے' حلاّجیہ خواجہ منصور حلاج سے اُن کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت پہنچی ہے۔طائوسیہ شیخ ابوالخیر اقبال حبشی طاؤسی سے اُن کو شیخ مؤمل آلیناسے اُن کو شیخ عبداللہ محمد بن سعدان سے 'اُن کو خواجہ جنید بغدادیؒ سے نسبت خرقہ ہے۔قشیریہ شیخ عبدالکریم ابوالقاسم قشیریؒ سے 'اُن کو شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی سے 'اُن کو شیخ ابو بکر شبلیؒ سے اُن کو خواجہ بغدادیؒ سے نعمت ملی ہے۔حمویہ شیخ ابو عبداللہ الحمویؒ سے 'اُن کو شیخ ابو علی سے 'اُن کو شیخ ابوالقاسمؒ سندوی سے 'ان کو شیخ ابو محمد رویم سے 'ان کو خواجہ جنید بغدادیؒ سے طریقہ ملا ہے۔انصاریہ خواجہ عبداللہ انصاری سے 'ان کو خواجہ ابوالحسن خرقانی سے 'ان کو شیخ محمد حریری سے 'اُن کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت ملی ہے۔جامیہ قدوۃ الاسلام خواجہ احمد جام سے 'اُن کو خواجہ ابو سعید ابوالخیر مخزومی سے 'اُن کو خواجہ ابوالفضل بن حسن سرخسیؒ سے 'ان کو خواجہ ابوالفرح طوسی سے 'ان کو خواجہ ابو محمد وقش سے 'اُن کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت پہنچی ہے۔وفائیہ تاج العارفین ابوالوفا کردی سے 'اُن کو سید محمد شبنکی حسینی سے 'ان کو شیخ ابو بکر ہوازی سے 'اُن کو محمد حول بن عبداللہ تستری سے 'اُن کو شیخ ابوالرجا عطار سے 'اُن کو شیخ فضیل بن عیاض سے 'اُن کو شیخ عبدالواحد بن زید سے نعمت ملی ہے۔قادریہ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے 'ان کو شیخ ابو مبارک مخزومی سے 'ان کو شیخ ابوالحسن قریشی ہنکاری سے 'اُن کو شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ سے 'ان کو شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز یمنی سے 'اُن کو شیخ ابو بکر شبلی نے نعمت پہنچی ہے۔رفاعیہ سید احمد کبیر رفاعی سے 'ان کو شیخ علاء الدین علی الواسطی سے 'ان کو شیخ ابوالفضل بن کامیخ سے 'ان کو ابو علی غلام سے 'ان کو شیخ ابوالباریاری سے 'ان کو شیخ علی العجمیؒ سے 'ان کو شیخ ابو بکر شبلی سے 'خرقہ خلافت پہنچا ہے۔مغربیہ شیخ ابو مدین بن شعیب مغربیؒ سے 'ان کو شیخ ابو نصر مسعود مغربی سے 'ان کو شیخ فقیہ ابوالحسن علی بن حرازم سے 'ان کو شیخ ابو بکر معافری سے 'ان کو حجت الاسلام امام غزالی سے 'ان کو شیخ الحرمین ابوالمعالی عبدالمالک مکیؒ سے 'ان کو ابو محمد عبداللہ الجوینیؒ سے 'ان کو شیخ ابو طالب مکی سے 'ان کو شیخ ابو بکر شبلیؒ سے نعمت ملی ہے۔یسویہ شیخ احمد لیوی پیر ترکستان سے 'ان کو خواجہ یوسف ہمدانیؒ سے 'ان کو شیخ ابو علی فارمدانی سے 'ان ابوالقاسم گورگانی سے 'ان کو شیخ عثمان مغربی سے 'ان کو شیخ ابو علی کاتب سے 'ان کو

Marfat.com

شیخ علی رودباریؒ سے 'ان کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت ملی ہے۔ بکتاشیہ شیخ حاجی بکتاشؒ ولی المعروف شیخ عدی بن موسیٰ برقی سے 'ان کو شیخ حمید اندلسی سے 'ان کو شیخ جعفر بن الیاس سے 'ان کو شیخ ابوالحسن فراری سے 'ان کو شیخ موسیٰ ویفری سے 'ان کو شیخ ابوالفتح حمصی سے 'ان کو شیخ اسعد العیسیٰ سے 'ان کو شیخ جعفر کوفی سے 'ان کو شیخ المقدم قاضی شریح سے 'ان کو شاہ ولایت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نعمت ملی ہے۔ بدویہ سطوحیہ شیخ شریف شہاب الدین ابوالعباس احمد بدویؒ سے 'ان کو شیخ شریف بدرالدین حسن المغربی سے 'ان کو شیخ عبدالجلیل نیشاپوری سے 'ان کو شیخ عبدالمجید ہروی سے 'ان کو شیخ عبدالحمید غوری سے 'ان کو شیخ ابوالحسن علی طرابلسی سے 'ان کو شیخ احمد سقاکا کنانیؒ سے 'ان کو شیخ ابوالقاسم سراجی سے 'ان کو شیخ ابو طاہر عبدالرزاق اندلسی سے 'ان کو شیخ عبدالقدوس موسیٰ سے 'ان کو شیخ محمد یوسف مغربی سے 'ان کو شیخ احمد نوریزی سے 'ان کو خواجہ حبیب عجمی سے 'ان کو خواجہ حسن بصری سے نعمت باطنی پہنچی ہے۔ رسوقیہ سید ابراہیم برہان الدین رسوقی سے 'ان کو شریف عبدالسلام بن شیث سے 'ان کو شیخ ابوالقرے مغربی سے 'ان کو ابوایوب ساریہ سے 'ان کو شیخ عبدالمجید تلمسانی سے 'ان کو شیخ ابوالفضل جوہری سے 'ان کو ابو عبداللہ حسین جوہری سے 'ان کو شیخ ابوالحسن نوری سے 'ان کو خواجہ سری سقطیؒ سے 'ان کو شیخ معروف کرخی سے 'ان کو جناب موسیٰ رضا رحمتہ اللہ علیہ سے نعمت پہنچی ہے۔ شاذلیہ شیخ سید نورالدین ابوالحسن شاذلی سے 'ان کو شیخ شریف عبدالسلام بن شیث سے 'ان کو شیخ شرف الدین مدنی سے 'ان کو شیخ تقی الدین صوفی سے 'ان کو شیخ ابوالحسن علی سے 'ان کو شیخ تاج الدین سے 'ان کو شیخ شمس الدین سے 'ان کو شیخ قطب الدین محمود قزوینی سے 'ان کو شیخ ابواسحاق ابراہیم بصری سے 'ان کو شیخ ابوالقاسم میروانی سے 'ان کو شیخ مسعودی سے 'ان کو شیخ سعید قیروانی سے 'ان کو شیخ محمد جاربردی سے 'ان کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے خلافت ملی ہے۔ بدریہ شیخ بدرالدین عمر شاذلی سے' ان کو شیخ ابوالعباس احمد حریشی سے 'ان کو شیخ علی ابن خلیل مزرعی سے 'ان کو شیخ ابو عبداللہ مغربی تلمسانی سے 'ان کو شیخ شہاب الدین احمد زاہد سے 'ان کو شیخ علان واسطی سے 'ان کو شیخ فضالت ویلمی سے 'ان کو شیخ ابو علی ترکمانی سے 'ان کو شیخ عبود بزازی سے 'ان کو شیخ ابوالعطار نفیس عجمی سے 'ان کو شیخ ابو بکر الاشبلی سے 'ان کو شیخ ابوالفایک جندن جزازی سے 'ان کو شیخ ابوالیسر ثعلبی سے 'ان کو شیخ محمود زرفی سے 'ان کو شیخ دینار سعدی سے 'ان کو شیخ ابو محمد نافع سے 'ان کو حضرت امام حسین علیہ

Marfat.com

السلام سے خلافت ملی ہے۔ کبرویہ خوارزمیہ میر سید حسین خوارزمی سے'ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے'ان کو شیخ اسماعیل قیصری سے'ان کو شیخ محمد امان سے'ان کو شیخ داؤد بن محمد خادم الفقراء سے'ان کو شیخ ابو العباس بن ادریس سے'ان کو شیخ ابوالقاسم بن رمضان سے'ان کو شیخ ابو یعقوب طبری سے'ان کو شیخ ابو عبداللہ عثمان مکی سے'ان کو شیخ ابو یعقوب نہر جوری سے'ان کو شیخ ابو یعقوب سوسی سے'ان کو شیخ عبدالواحد بن زید سے خرقہ خلافت ملا ہے۔ زاھدیہ خواجہ بدرالدین زاہد سے' ان کو خواجہ فخر الدین زاہد سے'ان کو خواجہ محمد صدرالدین راز بھان سے'ان کو خواجہ ابوالقاسم عبدالکریم خطیب سے'ان کو خواجہ ابو بکر محمد خطیب قریشی سے'ان کو خواجہ ابو اسحاق گاذرونی سے' ان کو خواجہ حسین بازیاری سے'ان کو خواجہ ابو عبداللہ محمد بن الحنیف سے'ان کو خواجہ ابو محمد رومی سے'ان کو خواجہ جنید بغدادی سے خلافت ملی ہے۔ عطاریہ شیخ فریدالدین عطار سے'ان کو شیخ برہان الدین ابو محمد صنعا ہمدانی سے'ان کو سید ابوالرضا فضل الدین حسین سے'ان کو سید عمادالدین ابوالصمصام حسینی سے'ان کو سید ابوالقاسم بن رمضان سے ان کو شیخ ابو یعقوب طبری سے ان کو شیخ ابو عبداللہ عثمان مکی سے ان کو شیخ ابو یعقوب نہر جوری سے'ان کو شیخ ابو یعقوب سوسی سے'ان کو عبدالواحد بن زید سے خرقہ خلافت عطا ہوا ہے۔ صفویہ شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے'ان کو شیخ زاہد گیلانی سے'ان کو سید جلال الدین تبریزی سے ان کو شیخ شہاب الدین ابہری سے'ان کو شیخ رکن الدین نجاسی سے'ان کو شیخ قطب الدین ابہری سے'ان کو شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی سے'ان کو خواجہ احمد دینوری سے'ان کو خواجہ علو ممشاد دینوری سے'ان کو حضرت خواجہ جنید بغدادی سے نعمت پہنچی ہے۔ حلویہ شیخ محمد علوی سے'ان کو شیخ محمد عاصم سیراتی سے'ان کو شیخ سلطان الدین احمد مولانا سے'ان کو شیخ بابا کمال حیدری سے'ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے'ان کو شیخ عمار بن یاسر مرولیسی سے'ان کو شیخ ابو نجیب سہروردی سے'ان کو شیخ امام محمد غزالی سے'ان کو شیخ ابو بکر نساج سے'ان کو شیخ ابوالقاسم گورگانی سے'ان کو شیخ عثمان مغربی سے'ان کو شیخ ابو علی کاتب سے' ان کو شیخ علی رودباری سے'ان کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت ملی ہے۔ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ سے'ان کو خواجہ سید امیر کلال سے'ان کو خواجہ محمد بابائے سماسی سے ان کو خواجہ علی رامیتی سے'ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی سے'ان کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے'ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے'ان کو خواجہ بو علی فارمدی سے'ان کو خواجہ ابوالقاسم گوگانی سے'ان کو شیخ عثمان مغربی

Marfat.com

سے 'ان کو شیخ بو علی کاتب سے 'ان کو شیخ ابو علی رودباری سے 'ان کو خواجہ جنید بغدادی سے نعمت و خرقہ خلافت ملا ہے۔ قاسمیہ شیخ قاسم سلمانی سے 'ان کو سید شاہ حسین حموی سے 'ان کو ابو محمد عبدالباسط سے 'ان کو سید شہاب الدین احمد سے 'ان کو سید بدر الدین حسن سے 'ان کو سید علاء الدین علی سے 'ان کو سید شمس الدین محمد سے 'ان کو سید ظہیر الدین احمد سے 'ان کو محی الدین ابو نصر محمد سے 'ان کو سید عماد الدین ابو صالح نصر سے 'ان کو سید عبدالرزاق سے 'ان کو حضرت غوث سید عبدالقادر جیلانی سے نعمت ملی ہے۔ علوانیہ شیخ صفی الدین احمد بن علوان سے 'ان کو شیخ شریف الدین عیسیٰ عجلونی سے 'ان کو شیخ الخطیب شمس الدین محمد خانپوری رحمتہ اللہ علیہ سے' ان کو نقی الدین علی مبارک سے 'ان کو سید احمد کبیر رفائی سے نعمت ملی ہے۔ ھمدانیہ میر سید علی ہمدانی سے 'ان کو شیخ شرف الدین محمود مزدقانی سے 'ان کو شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی سے 'ان کو شیخ نور الدین عبدالرحمان اسفرائنی سے 'ان کو شیخ علاء الدین احمد جورفانی سے 'ان کو شیخ رضی الدین علی الغزنوی سے 'ان کو شیخ مجد دالدین بغدادی سے 'ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے خلافت ملی ہے۔ جلالیہ بخاریہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سے' ان کو سید کبیر الدین احمد بخاری سے' ان کو سید جلال الدین حسین سرخ بخاری سے 'ان کو سید ابوالمؤید علی بخاری سے 'ان کو سید جعفر بخاری سے 'ان کو سید محمد بخاری سے 'ان کو سید احمد بخاری سے 'ان کو سید عبداللہ بخاری سے 'ان کو سید اشقر علی بخاری سے 'ان کو سید جعفر ثانی سے 'ان کو حضرت امام علی النقی رحمۃ اللہ علیہ سے نعمت ملی ہے۔ کرمانیہ شیخ نعمت اللہ ولی کرمانی سے 'ان کو شیخ علی بن عبداللہ نواشی سے 'ان کو شیخ المجذوب صالح بربری سے 'ان کو شیخ کمال الدین کوفی سے 'ان کو شیخ ابوالفتوح سعید بغدادیؒ سے 'ان کو قطب العالم شیخ ابومدین شعیب مغربی سے 'ان کو شیخ ابوالقراء شعیب مغربی سے 'ان کو شیخ ابوالبرکات سے' ان کو شیخ ابوالفضل بغدادیؒ سے 'ان کو امام احمد غزالیؒ سے 'ان کو شیخ ابو بکر نساج سے 'ان کو شیخ ابوالقاسم گورگانی سے خرقہ خلافت ملا ہے۔ انواریہ سید شاہ قاسم انوار سے 'ان کو شیخ صدر الدین احمد قزوینی سے 'ان کو شیخ شرف الدین محمود طاری سے 'ان کو شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے 'ان کو خرقہ خلافت خواجہ علو ممشاد دینوری سے مل کر خواجہ جنید بغدادی کو ملتا ہے۔ مداریہ شیخ بدیع الدین قطب المدار سے 'ان کو شیخ محمد طیفور شامی سے 'ان کو شیخ یمین الدین شامی سے 'ان کو شیخ زین الدین مصری سے 'ان کو شیخ عبدالاول سجاوندی سے 'ان کو شیخ ابوالربیع المقدسی سے 'ان کو خواجہ عبداللہ

Marfat.com

کی علم بردار سے' ان کو شاہ ولایت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے نعمت ملی ہے۔ عیدروسیہ سید عبداللہ عیدروس حضرمی سے' ان کو شیخ ابو بکر سکران الحضرمی سے' ان کو سید عبدالرحمٰن سقاف سے' ان کو محمد موئی دویل سے' ان کو سید علی سے' ان کو سید علوی سے' ان کو سید محمد فقیہ المقدم علوی سے' ان کو شیخ عبداللہ صالح سے' ان کو شیخ عبدالرحمٰن المقعدی سے' ان کو قطب محمد العالم شیخ ابو مدین شعیب مغربی سے خلافت ملی ہے۔ شطاریہ شیخ عبداللہ شطاری سے' ان کو شیخ محمد عاشق سے' ان کو شیخ جلال ماوراالنہری سے' ان کو شیخ ابوالحسن خرقانی سے' ان کو شیخ ابوالمظفر ترک طوسی سے' ان کو شیخ ابو عزیز عشقی سے' ان کو شیخ محمد مغربی سے' ان کو سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی سے' ان کو خواجہ حبیب عجمی سے' ان کو خواجہ حسن بصری سے نعمت پہنچی ہے۔ سخاویہ شیخ محمد سخاوی سے' ان کو شیخ طاہر روداوی سے' ان کو شیخ احمد موسیٰ بہشتی سے' ان کو شیخ احمد مزروق سے' ان کو شیخ ابوالحسن منشی سے' ان کو شیخ ابو حفص عمر نشی سے' ان کو شیخ مجدالدین حسن صالح سے' ان کو شیخ مفلس طیبی سے' ان کو شیخ شرف الدین عادلی سے' ان کو شیخ کمال الدین البکری سے' ان کو شیخ جمال الدین محمد فتاویٰ سے' ان کو سید عبدالرحیم فتاوے المصری سے' ان کو شیخ عبدالرزاق جزولی سے' ان کو قطب العالم شیخ ابومدین شعیب مغربی سے نعمت ملی ہے۔

بہلولیہ شیخ بہلول میرائی سے ان کو میر ابوتراب کابلیؒ سے' ان کو شیخ فتح اللہ نوری سے' ان کو سید نظام الدین حسینی سے' ان کو شیخ محمد خلوتی سے' ان کو شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے' ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے مل کر شیخ ابوالقاسم گورگانی رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت ملا ہے۔

غوریہ سیدی مبارک نوبی عرف شیخ باباغور سے' ان کو شیخ اسمٰعیل جبروتی سے' ان کو شیخ برہان الدین علوی سے' ان کو شیخ شریف محمد حسین سمرقندی سے' ان کو سید حسین رفاعی سے' ان کو سید احمد سے' ان کو سید تاج الدین سے' ان کو سید احمد اول سے' ان کو سید نجم الدین اخضر سے' ان کو سید قطب الدین علی سے' ان کو سید شمس الدین محمد سے' ان کو سید محی الدین ابراہیم سے' ان کو سید مہذب الدین عبدالرحیم سے' ان کو سید یوسف الدین علی سے' ان کو شیخ عثمان البطائحی سے' ان کو سید احمد کبیر رفاعی سے نعمت پہنچی ہے اور یہ فرقہ بزرگ تمام عالم میں مشہور و معروف ہے۔

Marfat.com

قلندریہ[1] سید عثمان بلوندی عرف لعل شاہ باز قلندر سے ُان کو شاہ جمال مجرد سے ُان کو شیخ ابراہیم چرم پوش سے ُان کو شیخ میراں سید علی قلندر سے ُان کو سید ناصر الدین محمود سے ُان کو مخدوم جہانیان سید جلال بخاری سے ُان کو سید کبیر الدین احمد سے ُان کو سید جلال الدین حسین سے ُان کو مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی سے ُان کو

---

[1] حضرت عثمان لال شاہباز یہ کا مقبرہ سندھ کے قدیم شہر سہوان میں دریائے انڈس سے ۲۵۔۳۰ میل پرے واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ مقبرہ مذکورہ دریا کے کنارے پر واقع تھا۔ اس شہر کی نسبت روایت ہے کہ سکندر اعظم ۳۲۶ء میں قبل مسیح یہاں دس ہزار آدمی قلعہ اور بیڑہ جہازات بنانے کے لئے چھوڑ گیا تھا۔ بیڑہ کی نسبت تو کچھ حالات کا پتہ نہیں چلتا کہ وہ بنا یا نہیں البتہ قلعہ کا نشان اب تک یہاں موجود ہے جو ایک مصنوعی پہاڑی پر بنا ہوا ہے جو قلعہ کے علاوہ خود فن تعمیرات کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور شہر میں صدہا مساجد کی موجودگی اس بات کا پتہ دے رہی ہیں کہ یہ شہر شاہان دہلی نے فتح کیا اور اس پر برسوں قابض رہے تھے۔ شہر میں شاہی زمانہ کی سڑکوں اور بازاروں کے نشانات اب تک موجود ہیں۔ شہر کے اب تک مشہور رہنے کا سبب لال شاہباز کا مزار ہی ہے جو سندھ میں ایک بڑے بھاری بزرگ خدا رسیدہ گذر چکے ہیں آپ کی یہاں ایک مسجد بھی بنی ہے جس میں آپ مدفون ہیں اس مسجد کو پہلے پہل مرزا جانی بیگ حکمراں ٹاٹا نے تیار کرایا تھا مگر بعد ازاں گورنر سہوان نے اکبر اور شاہجہاں کے حکم سے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا اور اس عمارت کے ارد گرد جو فقیر رہتے ہیں وہ بہت کچھ پیدا کر لیتے ہیں جن کا ذریعہ آمدنی آنے والے مسافر ہیں ان میں سے جو نہیں دیتا اس کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ لال شاہباز کے متعلق بہت سی روایتیں مشہور ہیں ُاکثر سچائی کا پہلو لیے ہوئے ہیں۔ ایک روایت جو قریب قریب سچ ہے یہ بیان کی جاتی ہے۔ عثمان جو لال شاہباز کا اصلی نام ہے بمقام مروند (ایرانی شہر) ۵۹۹ھ میں پیدا ہوئے تھے کسی زمانہ میں آپ کے بزرگ صوبہ مروند کے حکمراں تھے عثمان ابھی نوجوان تھے آپ نے لباس فقیری اختیار کیا اور قلندر بن گئے اور یہ آپ کا ہی اثر فیضان تھا کہ پیر سید علی گورنر بغداد بھی تارک الدنیا ہو کر آپ کے ساتھ سہوان چلا آیا۔ میر سید علی کا مزار بھی آپ کے قریب ہے کہا جاتا ہے کہ آپ ۶۲۴ھ میں سہوان تشریف لائے تھے اور یہیں ۵۵ سال کی عمر پا کر ۶۵۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کا نام لال شاہباز مشہور ہونے کی نسبت بھی بہت روایتیں مشہور ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے دوستوں نے آپ کو نماز پڑھنے کے لئے مجبور کیا تھا چنانچہ نماز پڑھنے لگے تو جسم کے ہر حصہ سے خون بہنے لگا اور غیب سے صدا آئی کہ عثمان لال ہے۔ دوسری روایت ہے کہ آپ کے پیر نے خوشی میں آ کر آپ کو لالوں کا لال پکارا تھا اور اس دن سے یہ نام پڑ گیا۔ شاہباز مشہور ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ شیخ فرید کے ایسے وقت میں جبکہ وہ بے قصور پھانسی دیے جانے والا تھا آپ باز بن کر اپنے پنجوں میں اڑا لائے تھے اس دن سے شاہباز یعنی بازوں کے بادشاہ مشہو ہو گئے۔

Marfat.com

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے خرقہ خلافت ملا ہے۔

ابدالیہ میراں سید حسین ابدال سے 'ان کو اپنے والد سید نور الہدیٰ ابدال سے 'ان کو سید امیر الدین سے 'ان کو سید صدر الدین سے 'ان کو سید حسین سے 'ان کو سید جلال الدین سے 'ان کو سید حسن سے 'ان کو سید جلال الدین احمد سیاہ پوش سے 'ان کو سید حسین بن ابراہیم کنز اللہ سے' ان کو سید محمد معدن اسرار اللہ سے 'ان کو سید احمد کبیر رفاعی سے خرقہ خلافت ملا ہے۔ ابدالیہ کے خلیفہ حاجی رجب پیران پٹنی تھے۔ان کے چار خلیفہ ہوئے۔ اول خلیفہ شاہ احمد غزنوی جن کو دف سرمہ دان اور پنجتارہ بربط ملا ہے۔ دوسرے شاہ ابراہیم پلاس پوش جنھوں نے چابک مارنا' خلخال و پوست آہو استعمال کرنا نکالا ہے۔ تیسرے شاہ سعید عرف میاں رجب سالار ہٹیلا جن سے برق سبز اور چو تارہ اور بخور دانی ایجاد ہوئی ہے۔ چوتھے شاہ علی جنھوں نے قندیل اور زنبیل رکھنا اور پنکھا ہلانا نکالا ہے اور یہ بے قید فقیروں کا خاندان ہے اور رفاعیہ میں جا کر ملتا ہے۔

حیدریہ فتحیہ شاہ فتح اللہ قلندر سے 'ان کو شاہ محمد نجو سے 'ان کو شیخ عبد القدوس گنگوہی سے 'ان کو شاہ عبد السلام سے 'ان کو قطب الدین بنیادل سے 'ان کو نجم الدین قلندر غزنوی سے 'ان کو سید خضر رومی سے 'ان کو عبد العزیز مکی اویسیہ سے 'ان کو شیخ عبد اللہ علم بردار سے 'ان کو ولایت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے خرقہ خلافت ملا ہے اور دوسری شاخ شاہ شرف بو علی قلندر سے اور شمس الدین تبریزی سے اور شاہ لعل شہباز قلندر سے بھی ملتی ہے اور رسول نما اور ملحد نما فقراؤں کا فرق انھیں حضرات سے نکلا ہے۔

چشتیہ حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی سے 'ان کو خواجہ ممشاد دینوری سے 'ان کو سید بدر الدین ہبیرہ بصری سے 'ان کو خواجہ حذیفہ مرعشی سے 'ان کو خواجہ ابراہیم ادہم بلخی سے 'ان کو خواجہ فضیل بن عیاض سے 'ان کو خواجہ عبد الواحد بن زید سے' خرقہ خلافت عطا ہوا ہے۔ اس خاندان میں دو گروہ نکلے ہیں۔ پہلا چشتیہ نظامیہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے جاری ہوا ہے۔ دوسرا چشتیہ صابریہ حضرت

Marfat.com

علاءالدین علی احمد صابری سے جاری ہوا ہے۔

ابو العلائیہ میر سید ابو العلا اکبر آبادی سے 'ان کو سید عبداللہ سے ان کو خواجہ عبدالحق سے 'ان کو خواجہ عبیداللہ احرار سے 'ان کو خواجہ یعقوب چرخی سے 'ان کو خواجہ بہاءالدین نقشبندی سے خرقۂ خلافت ملا ہے۔

حضرت الحاج الحافظ القاری مولانا مفتی سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ
کا
شجرۂ روحانیت خاندان سہروردیہ

۱۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت سید بدھن رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت سید درویش رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت سید جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ حضرت شیخ صادق رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ حضرت ابوسعید بھیک میراں رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ حضرت خواجہ سید سالم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۱۶۔ حضرت سید اعظم رحمتہ اللہ علیہ
۱۷۔ حضرت حافظ موسیٰ مانک پوری رحمتہ اللہ علیہ
۱۸۔ حضرت شاہ سید امانت علی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ
۱۹۔ حضرت شاہ غلام حیدر رحمتہ اللہ علیہ
۲۰۔ حضرت سید مختار احمد کاظمی رحمتہ اللہ علیہ
۲۱۔ حضرت مولانا سید محمد خلیل کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

محمد تقی خاں شیعی ایم اے۔ ایل' ایل' بی اولاد شاہ ولایت امروہوی

کے

مکتوبات اور ان کے جوابات

ہماری اس کتاب کی تکمیل ہو گئی تھی کہ اچانک علی گڑھ سے جناب محمد تقی خاں نقوی شیعی امروہوی نے مجھے لکھا کہ میں نے آپ کی کتاب "حضرت سید حسن مخدوم شرف الدین شاہ ولایت نقوی الواسطی سہروردی امروہوی نور اللہ مرقدہٗ کا مذہب' حنفی سنّی شیعہ وسنّی دستاویزات کی روشنی میں" کا مطالعہ کیا۔ انھوں نے اپنا تعارف اپنے پہلے خط میں مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۸۷ء کے ذریعے اس طرح مجھے کرایا۔

"میں احسان محمد عرف شدن جن کی دکان میں آپ کرایہ دار کی حیثیت سے ہیں ان کا ماموں زاد بھائی اور چھوٹا بہنوئی ہوں۔ بڑے دربار کے توصیف الحسن خاں صاحب عرف چاندے میاں کا چھوٹا لڑکا۔"

اسی خط میں اپنے مذہب شیعہ امامیہ ہونے کا بھی اقرار خود ہی تحریر فرمادیا۔ اس سلسلے میں موصوف نے مجھے متعدد خطوط لکھے جس کی تفصیل تاریخ اس طرح ہے:

۱۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۸۷ء ان لینڈ لیٹر' لفافہ دونوں طرف تحریر ہے اس طرح دو صفحے ہوگئے۔

Marfat.com

۲۔ ۱۲؍ جنوری ۱۹۸۷ء چار صفحے کا مضمون سائز کاغذ 15+25/8

۳۔ ۲۲؍ جنوری ۱۹۸۷ء آٹھ صفحے کا مضمون " " "

۴۔ ۲۴؍ جنوری ۱۹۸۷ء آٹھ " " " " "

۵۔ ۲۶؍ جنوری ۱۹۸۷ء آٹھ " " " "

۶۔ ۲۸؍ جنوری ۱۹۸۷ء اٹھارہ " " " "

۷۔ ۱۲؍ فروری ۱۹۸۷ء پوسٹ کارڈ

کل مضامین کے صفحات ۴۹

انھوں نے یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ میرے خطوط اور اپنے جوابات کو آپ شائع کر سکتے ہیں۔ محمد تقی خاں صاحب ایم۔اے۔ایل ایل بی امروہہ میں مذہب شیعہ امامیہ کی جانی پہچانی شخصیت ہیں اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں کسی اچھے عہدے پر فائز ہیں۔ ہر وقت مطالعہ کتب مذہبی میں اُن کی زندگی بھی گذر رہی ہے جس کی وجہ سے موصوف اپنے منبر شیعت پر تبلیغ شیعت کے فرائض مذہبی اچھی طرح انجام دیتے ہیں۔ قوم شیعہ آپ کی مجالس بھی پسند کرتی ہے چوں کہ موصوف سید شرف الدین شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ (امروہہ) کی اولاد میں سے ہیں مگر اپنے دادا شاہ موصوف کے مذہب حنفی سے بالکل الگ ہیں اور اپنی کسی لاعلمی کی وجہ سے شاہ موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے مجھ سے خط و کتابت بڑے زور و شور سے شروع کر دی تھی اور مجھ سے ایسے سوالات کیے جو ایک طفل مکتب بھی نہیں کر سکتا۔ مگر چوں کہ یہ سوالات آپ کی دانست میں اہم تھے۔ میں نے چاہا تھا کہ ایسے طفلانہ سوالات کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دوں مگر میں سنی حنفی ہوں میری خاموشی سے شیعہ امامیہ ناجائز فائدہ حاصل نہ کر سکیں اس وجہ سے ان سوالات کا جواب دینا ضروری سمجھا گیا۔ سب سے پہلے تو یہ بزرگ مجھے اپنے خط مورخہ ۱۰؍ جنوری ۱۹۸۷ء کے ذریعے "اتحاد المسلمین" کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اس دور میں اتحاد بین المسلمین کی اشد ضرورت ہے اور اس طرح کی کتابیں جیسی کہ آپ نے اس وقت لکھی ہے' آپ بھی اشاعت سے

Marfat.com

آئندہ احتیاط رکھیں۔"

احقر مذہباً حنفی سنّی اور مشرباً چشتی سہروردی قادری نقشبندی مسکناً امروہوی ہے۔ اپنے تمام ائمہ فقہہ کرام اور تمام صحابہ کرام و اولاد علی کرم اللہ وجہہ سے محبت رکھتا ہے اور آپ کے ہی مذہب پر قائم ہے۔ جب بھی مذہب شیعہ امامیہ کے علماء نے اہل سنت والجماعت کو نعرۂ اتحاد بین المسلمین دیا، ہمارے علماء دین نے اس نعرۂ اتحاد کو ان کی معتبر کتب مذہبی کی روشنی میں جانچا تب ہی یہ نعرۂ اتحاد مثل سراب کے نظر آیا۔ چناں چہ آج بھی یہ نعرہ [1] اتحاد بین المسلمین نام نہاد جمہوریہ اسلام ایران کی طرف سے وہاں کے شیعی مولوی ٹولہ نے پھر دیا۔ مگر جب ہمارے اعلیٰ مبصرین اہل سنت والجماعت نے اس کو پرکھا' ایک دھوکا ہی ثابت ہوا۔ ایک طرف نعرۂ اتحاد دیا گیا دوسری طرف ایران سے نکلنے والے پرچوں میں توہین صحابہ کرام اور ائمہ دین فقہہ اور صوفیہ آج بھی موجود ہے۔ علامہ خمینی صاحب نے آج بھی ان کتب شیعہ کو پڑھنے کی ترغیب دی ہے جن میں صحابہ کرام کو کافر و مرتد لکھا ہوا ہے اور خود بھی خلفاء ثلاثہ اور دیگر تمام بقیہ صحابہ کرام کو کافر مرتد لکھ رہے ہیں۔ مذہب اسلام کے مفتیانِ کرام نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جو جماعت صحابہ کرام کو کافر کہے' وہ کافر ہے۔ ادھر یہ بھی فتویٰ صادر فرمایا کہ جو کافر کو کافر نہ سمجھے وہ خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اب اس بنیاد پر اہل سنت والجماعت کو دعوت دینے کا کیا مطلب سمجھا جائے گا۔ پہلے تو اپنے ائمہ معصومین کی ان احادیث کو ملیامیٹ کرنا ہوگا جن میں فرقہ اہل سنت والجماعت کو کافر لکھا ہے۔ اس کے بعد اتحاد بین المسلمین کی دعوت دینا مناسب ہوگا۔ ائمہ معصومین کے وہ فرمان جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں ان کو کس طرح برباد کیا جائے گا اس کا تسلی بخش جواب ملنا چاہیے۔ تب ہی ہم ایک دوسرے کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے نعرہ پر عمل ہو سکتا ہے۔

میں نے موصوف کو ۲۰ر جنوری ۱۹۸۷ء کے خط میں لکھا تھا کہ "شیعہ خلفاء

---

[1] اس سلسلے میں میں نے ایک مضمون بعنوان "ایرانی حکمرانوں کا اتحاد بین المسلمین' ایک ڈھونگ ہے" لکھا تھا جو رسالہ "ندائے سنت" لکھنؤ جنوری فروری ۱۹۸۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

ثلاثہ پر تبرا اور ان کے کفر کے قائل ہیں" (معاذ اللہ)

اس کا جواب ہمارے مخاطب اپنے خط مورخہ ۳۰ر جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۱۴ وصفحہ ۱۵ پر اس طرح دیتے ہیں۔

"بس توفیق صاحب آپ اس طرح کی بے تکی باتیں کر کر میرے دماغ کو پراگندہ کرتے ہیں اور خود تو اندھیرے میں ٹھوکریں کھا ہی رہے ہیں۔ کس قدر مہمل بات آپ لکھ رہے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ کے شیعہ کفر کے قائل ہیں۔ ارے بھئی اگر ایسا کوئی جاہل شیعہ آپ نے دیکھا تو ہمیں بھی بتایئے آپ تو اس سے نمٹیں یا نہ نمٹیں ہم بھی اس سے بات کریں گے کہ بھئی خلفاء ثلاثہ کو کس بنیاد پر کافر کہہ سکتے ہو اور اگر وہ کافر تھے تو اسلام رسول خدا کے بعد ہی ختم ہو گیا۔ حضرت علی نے بھی کافروں کے تحت میں رہ کر چونتیس سال زندگی گذاری۔"

لیجئے اب میں آپ کے سامنے آپ کے ائمہ معصومین وعلماء شیعہ کی بیان کی ہوئی ان احادیث کا پتہ دیتا ہوں جن میں اُن کو کافر لکھا ہے اُن سے آپ نمٹیں اور اپنی قسمت مذہبی کا خود فیصلہ کریں اور ان ائمہ معصومین کو آپ جاہل کہیں یا عالم آپ پر فیصلہ ہے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

نزلت فی فلان وفلان امنوا باالنبی ﷺ فی اول الامر. کفر واحیث علیهم الولایة حین قال النبی صلی الله واله وسلم من کنت مولاه فهذا علی مولاه ثم امنوا بالبیعتی لا میر المومنین علیه السلام ثم کفر واحیث مضیٰ رسول الله واله فلم یقروا بالبیعة ثم از دادو اکفرا باخذهم من بالعیه بالبیعة لهم فهولاء لم یبق فیهم من الایمان شیء.

یہ آیت اور فلاں اور فلاں[1] (یعنی ابو بکر عمر، عثمان) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ تینوں شروع میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور جب ان کے سامنے

---

[1] اصول کافی کی شرح الصافی میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "امام گفت ایں آیت نازل شد در ابو بکر و عمر و عثمان...... الخ الصافی جز سوم حصہ دوم صفحہ ۹۸

Marfat.com

حضرت علی کی ولایت و امامت کا مسئلہ پیش کیا گیا اور آپ نے فرمایامن کنت مولاہ فھذا علیّ مولا" تو یہ تینوں اس سے منکر ہو کر کافر ہو گئے۔ پھر حضور کے فرمانے سے انہوں نے امیر المومنین کی بیعت کر لی اور اس طرح پھر ایمان لے آئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو پھر یہ امیر المومنین کی بیعت کا انکار کر کے مرتد ہو گئے پھر یہ کفر میں اور آگے بڑھ گئے جب انہوں نے ان لوگوں سے بیعت خلاف لے لی جو امیر المومنین سے بیعت کر چکے تھے تو یہ سب اسی حال میں ہو گئے کہ ان میں ایمان ذرا سا بھی باقی نہیں رہا قطعی کافر ہو گئے۔

(اصول کافی صفحہ ۲۶۵ بحوالہ "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعت" صفحہ ۱۸۸ مؤلفہ مولانا محمد منظور نعمانی۔)

فلان و فلان و فلان ارتدوا عن الایمان فی ترك ولایة امیر المومنین علیه السلام.

فلاں اور فلاں اور فلاں۔ یعنی خلفاء ثلاثہ تینوں امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت وامامت ترک کر دینے کی وجہ سے ایمان واسلام سے مرتد ہو گئے۔(اصول کافی صفحہ ۲۶۵ بحوالہ کتاب ایرانی انقلاب۔)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے معلوم کیا کہ ابو بکر و عمر و عثمان کی ولایت کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا کہ کافر تھے اور جو ان کی ولایت کو مانے وہ بھی کافر ہے۔"حق الیقین" مصنفہ علامہ مجلسی علیہ اللعنت والعذاب علامہ مجلسی نے اپنی زاد المعاد باب ربیع الاول میں ہمارے سیدنا عمر فاروق اعظم کے لیے **علیه اللعنت والعذاب واسفل جھیم** ست لکھا ہے مجلسی کو جملے بہت پسند تھے۔ میں نے بھی یہ جملے اعلیٰ ان کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

قال کان الناس اهل ردة بعد النبی صلی الله علیه واله الا ثلثة فقلت ومن الثلثة؟ فقال المقداد بن الاسود وابو ذرالغفاری وسلمان الفارسی رحمته الله علیهم وبرکاته.

Marfat.com

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے۔ سوائے تین کے (راوی) کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو امام باقر نے فرمایا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی، ان پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

(فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ طبع لکھنؤ صفحہ ۱۱۵ بحوالہ ایرانی انقلاب صفحہ ۲۳۲)

(آپ کے بقول) آپ کے سامنے عصر حاضر کے ایک "جاہل" شیعہ کو اور پیش کرتا ہوں وہ ہیں علامہ خمینی صاحب۔ انہوں نے بھی اپنے بڑوں کی تقلید کرتے ہوئے صحابہ کرام کے ایک بڑے رُکن یعنی سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کافر زندیق لکھتے ہیں جیسا کہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب ایرانی انقلاب کے صفحہ ٦٥ پر خمینی صاحب کی کتاب کشف الاسرار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"خمینی صاحب نے "مخالفت عمر با قرآن خدا" کے تحت سب سے آخر میں حدیث قرطاس کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظم کی شان میں ان کے آخری الفاظ یہ ہیں "ایں کلام یاوہ کفر از اصل کفر و زندیقہ" ظاہر شدہ مخالفت است با یانے از قرآن کریم۔" (کشف الاسرار صفحہ ۱۱۹)

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کو صراحۃً کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔

خمینی صاحب فرماتے ہیں:

"ما خدائے را پرستش میکنیم و میشناسیم کہ کارہائش بر اساس عقل پائیدار و بخلاف گفتہ عقل، ہیچ کارے نہ کند آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا کند و خود بخرابی آں بکوشد و یزید و معاویہ و عثمان و ازیں قبیل چپاولچی ہائے دیگر را بمردم امارت وہد" (کشف الاسرار صفحہ ۱۰۷)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

"ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں جس کے سارے کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالی شان عمارت تیار کرائے اور خود ہی اس کی بربادی

Marfat.com

کی کوشش کرے کہ یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں بد قماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کردے۔ (بحوالہ انقلاب ایرانی انقلاب صفحہ ۷۹)

مذہب شیعہ کے مشہور و معروف مرثیہ گو شاعر میر انیس خلفائے ثلاثہ کی ولایت کو ماننے والوں کو صاف صاف کافر لکھتے ہیں :

بیٹی کو کہوں کون سے مرسل کے ستایا ۔۔۔ کس کے شکم پاک پہ دروازہ گرایا
داماد کا حق کون سے مرسل کے مٹایا ۔۔۔ گردن میں رسن باندھ کے کس کو ہے پھرایا

(مرائی انیس جلد دوم صفحہ ۴ مطبع نول کشور لکھنؤ)

جو دوست ہے اس کا وہ مرا دوست ہے واللہ ۔۔۔ دشمن ہے جو اس کا وہ مرا دوست ہے واللہ
رُتبے سے علی کے میں تمھیں کرتا ہوں آگاہ ۔۔۔ جو اس سے بغی ہوئے گا کافر ہے وہ بدخواہ

جس کو کہ یقین اس کی امامت کا نہیں ہے
قائل وہ محمدؐ کی رسالت کا نہیں ہے

یہ حفظ مراتب تھا کہ قرآں کو جلایا ۔۔۔ بے دینوں نے حق مصحف ناطق کا مٹایا
کس ظلم سے کس جور سے زہرا کو ستایا ۔۔۔ محروم رہیں باپ کا ورثہ بھی نہ پایا

جس خط پہ ہوئی مہر شہِ جن و ملک کی
کی چھین کے پُرزے وہ سند باغ فدک کی

(جلد دوم صفحہ ۱۲)

دنیا سے جب کہ اٹھ گئے محبوب ذوالجلال ۔۔۔ آزار مرتضیٰ کو لگے دینے بدخصال
کیا کیا نہ شیر حق پہ مصیبت گذر گئی ۔۔۔ اعدا کے ظلم و جور سے زہرا بھی مر گئی

(جلد دوم صفحہ ۶۴)

گمرہ ہوئے واللہ رہ راست کو چھوڑا ۔۔۔ مائل بہ ضلالت ہوئے منہ دین سے موڑا
جس جا بہ ادب قدسیوں نے ہاتھوں کو جوڑا ۔۔۔ افسوس ہے کہ وہ در لکد ظلم سے توڑا

اس در کے تلے دب گئی بیٹی جو نبیؐ کی
چلائی دہائی ہے رسول عربیؐ کی

(جلد دوم صفحہ ۴۹)

Marfat.com

جو کچھ ہے کلام اس کا نہیں وحی سے باہر[1]   ہذیان[2] کہے اس شخص کے حق میں وہ ستمگر

کونین میں لعن اس پہ نہ کیوں حشر تلک ہو
کافر ہے وہ خود کفر میں اس کے جسے شک ہو[3]

محمد تقی نقوی صاحب کا یہ قول کہ خلفائے ثلاثہ کا کافر کہنے والوں پر لعنت کرنی چاہیے۔ میں یہ مسودہ لکھ کر اس کتاب کے کاتب قبلہ جناب حافظ محمد یونس صاحب صدیقی کو دے چکا تھا کہ حسن اتفاق سے ہمارے محترم محمد تقی خاں صاحب ایم۔ اے' ایل' ایل' بی مورخہ ۱۴ر مارچ ۱۹۸۷ء کو میری دکان پر تشریف لائے مگر میں اس وقت دکان پر نہ مل سکا۔ موصوف ایک پرچہ اپنی آمد کے سلسلے میں مجھے ایک لڑکے کی معرفت دے گئے لیکن اس کے تھوڑی دیر کے بعد موصوف میری دکان پر تشریف لے آئے اور مجھے آپ کا نیاز حاصل ہوا۔ میں فوراً ہی آپ کو اپنے غریب خانہ محلہ پچدرہ پر لے گیا۔ ردّ تصوف میں جو کتب مذہب شیعہ امامیہ کے علمائے معتبرین نے لکھی ہیں' اس کے حوالے دیکھے۔ یہ گفتگو تقریباً ایک گھنٹہ تک چلتی رہی۔ اس کے بعد میں نے موصوف محترم کے سامنے مذہب شیعہ امامیہ کا نظریۂ ایمان خلفاء ثلاثہ پیش کیا کہ شیعہ امامیہ ان کو کافر و مرتد تسلیم کرتے ہیں۔ موصوف نے برجستہ یہ فرمایا کہ جو شیعہ امامیہ ان کو کافر و مرتد تسلیم کرتے ہیں ان پر لعنت بھیجنی چاہیے۔ میں نے کہا آپ اپنے اس جملہ کو کیا مجھے تحریر میں دے سکتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں۔ میں نے فوراً کاغذ پیش کر دیا۔ موصوف لکھتے ہیں:

"خلفاء ثلاثہ حضرات کو اگر کوئی شخص کافر کہے تو اس پر لعنت بھیجنی چاہیے اور میں محمد تقی خاں امروہوی بھی ایسے شخص پر لعنت بھیجنے کو تیار ہوں۔"

(محمد تقی خاں امروہوی)

۱۴ر مارچ مطابق ۱۳ر رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

---

[1] جامع قرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔
[2] سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔
[3] مراثی میر انیس جلد دوم در مطبع تیج کمار وارث نول کشور لکھنؤ بار ہشتم ۱۹۵۸ء

Marfat.com

اس بیان مذکور کو اس مسودہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

مسلمانوں اور شیعوں کا یہ نعرہ کہ "اتحاد بین المسلمین کریں" یہ کھوکھلا نعرہ ہے۔ اس میں قطعی کوئی جان نہیں ہے۔ جس طرح شیعہ امامیہ اہل سنت والجماعت کو کافر و مرتد کہتے ہیں' اسی طرح ہمارے علمائے اہل سنت والجماعت بھی اہل تشیع کے کفر کے قائل نظر آتے ہیں۔

چنانچہ جماعت صوفیہ اور سادات فاطمی کے مسلم بزرگ جناب مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمتہ اللہ علیہ مذہب شیعہ کو باطل قرار دیتے ہیں[1]

سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل اعظم جناب شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی سہروردی چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے رسالہ رد روافض لکھ کر مذہب شیعہ کو کافر قرار دیا ہے۔

حنفی سنّی مسلک کے عالم دین جناب قبلہ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ رسالہ "ردالرفضہ" لکھ کو مذہب شیعہ کو مرتد قرار دیتے ہیں[2]

روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کمابیناہ فی رد الرفضان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا کرنا حلال نہیں ان سے میل جول نشست و برخاست سلام و کلام سب حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیاتی قوم لھم نبذ یقال لھم الرافضة یطعنون السلف ولا یشھدون جمعة ولا جماعة فلا تجانسوھم ولا تواکلو ھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوافلاتشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم[3]

عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں' ان کا ایک بدلقب ہوگا' انھیں رافضی

1۔ دیکھو آپ کی معتبر تصنیف الدرالمنظوم 2۔ التوفی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰/۱۹۲۱ء

3۔ مسئلہ نمبر ۱۸۷۔ احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰ مطبع شیا پبلشنگ ہاؤس ۲۷۲ اعظم نگر بریلی۔ یو۔ پی

Marfat.com

کہا جائے گا۔ سلف صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ جماعت میں حاضر نہ ہوں گے ان کے پاس نہ بیٹھنا' ان کے ساتھ نہ کھانا' ان کے ساتھ پانی نہ پینا نہ اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنا' بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے نہ جانا' مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا' نہ ان پر نماز پڑھنا' نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا ساتھ ہی ساتھ بعد تعزیہ کو بھی حرام قرار دیا ہے[1]

اسی مسلک کے ہمارے دوسرے بزرگ جناب مولانا شمس الدین جعفری الرضوی جونپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنی مؤلفہ فقہی کتاب میں روافض کے لئے لکھتے ہیں[2]

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو افک کی تہمت لگانے والا قطعاً کافر و مرتد ہے شرح عقائد و ہندیہ وغیرہ۔"

حیرت کا مقام یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ کے بعض ذمہ دار اشخاص نے اپنے مسلمان ہونے سے خود بھی انکار کیا ہے جیسا کہ سر وزیر حسن سابق چیف جج ہائی کورٹ اودھ کے بیان سے ثابت ہے۔ میں یہ بیان اور مذہب شیعہ امامیہ پر مذہب اہل سنت کے علماء دین کی طرف سے دیئے گئے فتویٰ کفر رسالہ النجم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ سے نقل کرتا ہوں۔

پہلا اعتراض افتراق بین المسلمین کا الزام

جو حضرات گروہ روافض کو مسلمانوں کا ایک فرقہ تصور کرتے ہیں اس قسم کا اعتراض کیا کرتے ہیں حالانکہ اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مسلمان ہونے کے لئے جن امور پر ایمان رکھنا شرط ہے روافض میں سرے سے یہی شرط مفقود ہے۔ اگر مسلمانوں اور روافض کے درمیان اس قسم کے فروعی اختلافات ہوتے جیسے حنفیوں اور شافعیوں میں یا اہل حدیث اور حنفیوں میں ہیں تو بے شبہ روافض کو مسلمانوں کا مانا جاتا مگر اسلام کے اصولی عقائد سے انحراف میں تو وہ قادیانیوں سے بھی منزلوں آگے

---

1. دیکھو آپ کا "رسالہ محرم و تعزیہ داری" صفحہ ۶۰
2. قانون شریعت جلد اول صفحہ ۳۱

Marfat.com

نکل گئے ہیں اور اب تقیہ چھوڑ کر ان کو خود بھی اس کے اعلان میں باک نہیں رہا کہ ان کے اور مسلمانوں کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ ایک نامور قانون داں اور ممتاز سردار سر سید وزیر حسن صاحب سابق چیف جج' چیف کورٹ اودھ نے جو چھ سال سے زائد آل انڈیا مسلم لیگ کے سکریٹری اور کئی سال تک صوبہ متحدہ کی کونسل میں مسلمانوں کے نمایندہ رہ چکے ہیں۔ ۵/ فروری ۱۹۴۱ء کو گنگا پرشاد میموریل ہال لکھنؤ میں شیعوں کے ایک عام جلسہ کے اندر جو تقریر کی تھی وہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اخبار سرفراز مورخہ ۹/ فروری ۱۹۴۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس تقریر کے دوران سر وزیر حسن کے الفاظ مطبوعہ اخبار مذکور یہ ہیں:

"اگر ہندوستان کے شیعوں کو ایک نیشن (یعنی قوم) نہ کہا جائے تو وہ کم از کم ایک مستقل و علیحدہ فرقہ ضرور ہیں جس کے امتیازی خصوصیات اسے دوسرے مسلمانوں سے بالکل علیحدہ کرتے ہیں...... توحید' الوہیت' کلام مجید' رسالت' خلافت' نماز' روزہ' عقد' تدفین غرض تمام بنیادی اور فروعی امور کی تعبیر میں زبردست اختلاف ہے جو ایک کو دوسرے سے بالکل الگ کر دیتا ہے.......... ہماری تاریخ جدا ہے' ہماری روایت جدا ہیں' کیا آپ انکار کریں گے کہ ہمارے قانونی مسائل جس کے مرکز پر ہماری زندگی دور کرتی ہے علیحدہ نہیں۔ ہمارے قانون عقد' قانون طلاق اور قانون وراثت کو دیکھئے سب علیحدہ ہیں۔ ہمارے ان کے (یعنی مسلمانوں کے) اتحاد کس بنیاد پر ہو سکتا ہے۔"

علامہ باقر مجلسی اصفہانی اپنی کتاب "عین الحیٰوۃ" ترجمہ اردو صفحہ ۲۵۳ پر لفظ مسلم کے بارے میں ایک حدیث اپنے امام معصوم کی نقل کرتے ہیں:

"مسلم وہ ہے جو زبان سے کلمہ شہادتین ادا کرے اگرچہ منافق ہو چنانچہ اکثر احادیث میں مسلمان اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جناب امام علی الرضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مسلم نہ مومن ہے نہ کافر۔"

اب ذرا غور فرمائیے کہ اسلامی تعلیم کی رو سے فرقہ روافض کی کیا حیثیت ہے۔ ان

Marfat.com

کے جملہ بنیادی عقائد کی تشریح کے لئے تو بجائے خود ایک کتاب کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ یہاں صرف رافضیوں کے خارج از اسلام ہونے کے باب میں علمائے کرام کے فتاویٰ درج کیے جاتے ہیں۔

فتویٰ نمبر ا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہیں یا خارج از اسلام۔ اور ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے؟ اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا' ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں؟ نیز اگر وہ کسی مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینا چاہیں تو لیا جائے یا نہیں؟

الجواب واللہ الموفق للصّواب

شیعہ اثنا عشری قطعاً خارج از اسلام ہیں۔ ہمارے علمائے سابقین کو چوں کہ ان کے مذہب کی حقیقت کماینبغی معلوم نہ تھی بوجہ اس کے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں اور کتابیں بھی ان کی نایاب تھیں' لہٰذا بعض محققین نے بنا بر احتیاط ان کی تکفیر نہیں کی تھی مگر آج ان کی کتابیں نایاب نہیں رہیں اور ان کے مذہب کی حقیقت منکشف ہو گئی اس لئے تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات دین میں سب سے اعلیٰ و ارفع چیز ہے اور شیعہ بلا اختلاف کیا ان کے متقدین اور کیا ان کے متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ ان کی معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی موجود ہیں جن میں پانچ قسم کی تحریف قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے۔ کمی' بیشی' تبدل الفاظ' تبدیل حروف' خرابی ترتیب' خرابی سورتوں میں بھی اور آیتوں میں بھی کلمات میں بھی۔ ان پانچ قسم کی تحریف روایات کے ساتھ ان کے علماء کا اقرار ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں' تحریف قرآن پر صریح الدلالت ہیں اور انھیں کے مطابق اعتقاد ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں۔ چار آدمی تحریف قرآن کے منکر ہیں۔ شیخ صدوق' ابن بابویہ قمی' شریف مرتضیٰ' ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ تو

Marfat.com

ان چار اشخاص کے اقوال چونکہ محض بے دلیل اور روایات متواترہ کے خلاف ہیں اس لئے علماء شیعہ نے خود ان کو رد کیا ہے۔ پوری تحقیق اس مبحث کی میری کتاب تنبیھه الحائرین میں ہے۔ من شاء فلیطالعه۔ علامہ بحر العلوم فرنگی محلی پہلے شیعوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ مگر تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے ان کو معلوم ہوا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ لہٰذا انھوں نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ قرآن شریف کی تحریف کا جو قائل ہو وہ قطعاً کافر ہے۔ المختصر شیعوں کا کفر بر بنائے عقیدہ تحریف قرآن محل تردد نہیں ہے۔ علاوہ اس کے دوسرے وجوہ کفر بھی ہیں۔ مثل عقیدۂ بدا۔ قذف ام المومنین وغیرہ کے مگر ان میں کچھ تاویل کی گنجائش ہے۔ لہٰذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام' ان کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازے میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم' ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ سنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دعا کرنا چاہیے کہ یا اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اس پر عذاب نازل کر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ احقر العباد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ مولاہ

شیعوں کا فرقہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قذف کریں' تہمت نعوذ باللہ لگائیں کافر ہے۔ قال العلامة شامی او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة رضی الله عنها فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة جو کلام اللہ کی تحریف کا قائل ہو وہ مرتد اور کافر ہے۔ اہل کتاب بھی نہیں۔ ان سے مناکحت اور تعلقات رکھنا حرام ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لاتجد قوما يومنون بالله اليوم الآخر يوآدون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشيرتهم شادی' غمی' جنازہ کی شرکت ہرگز نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر۔

ریاض الدین عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۱۹ر صفر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

مقاصد مذکورہ فی السوال کے روافض صرف مرتد اور کافر خارج از اسلام ہی نہیں ہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ ہیں کہ دوسرے فرق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جمیع مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہیے بالخصوص مناکحت۔ کیوں کہ اس میں خود یا دوسروں کو زنا اور فواحش میں مبتلا کرنا ہے۔
اعاذنااللّٰہ وسائر المسلمین عن جمیع المعاصی.

بندہ ناچیز محمد مرتضیٰ حسن ناظم شعبہ تعلیمات دار العلوم دیوبند

فرق الروافض کثیرة ولھم عقائد شتیٰ و ظنون باطلہ فمنھا ما یوجب تکفیرھم و عدم صحت المناکحہ معھم بل فی عدم جواز جمیع المراسم الاسلامیہ خدلھم اللہ. محمد اعزاز علی' مدرس ادب وفقہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح المجیب نجیح. تحریف قرآن کا عقیدہ کفر ہے۔ اثنا عشری شیعہ اس کے قائل ہیں جیسا کہ جواب میں مصرحہ ہے لہٰذا خارج از اسلام ہیں ان سے مناکحت وغیرہ جائز نہیں۔ کتبہ مہدی حسن شاہجہانپوری

الجواب صحیح. حمید حسن دیوبندی مدرس دار العلوم دیوبند

" مسعود احمد عفااللہ عنہ "

" بندہ محمد شفیع غفرلہ "

" محمد رسول خاں "

" عبد السمیع "

الجواب صواب بندہ محمد یامین غفرلہ "

الجواب صواب بلاریب نبیہ حسن عفااللہ عنہ "

صحیح الجواب اصغر علی مدرس دار العلوم دیوبند

جن لوگوں کے مذکورہ بالا اعتقادات ہیں وہ یقیناً کافر و خارج از اسلام ہیں۔

ننگ اکابر حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

منکر قطعیات یقیناً کافر ہے بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

الجواب صواب محمد عبد الوحید غفرلہ "

Marfat.com

الجواب صحیح — محمد انور عفی عنہ "
ذالک کذالک — خلیل احمد عفی عنہ "
الجواب صحیح — سید اصغر حسین عفی عنہ "
ما اصاب ما اجاب — محمد طیب غفرلہ نائب مہتمم ومدرس

اصاب المجیب العلام فان مدعی تحریف القرآن الکریم لا شائبة فی اکفارہ واللہ اعلم

محمد چراغ المدرس بانوار العلوم گوجرانوالہ

شیعہ اثنا عشریہ جن کا اعتقاد تحریف قرآن کے متعلق جواب میں ذکر ہو چکا' ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ

(خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ مفتی شہر وسبز اس الساری وغیرہ)

شیعوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ جن شیعوں کے وہ عقائد ہیں جو سوال میں مذکور ہیں وہ کافر ہیں کہ ضروریات دینیہ کے منکر ہیں۔ خداوند پاک سب کو ہدایت فرماویں اور گمراہی سے بچاویں۔

عبد الرحمٰن کان اللہ لہ ولوالدیہ و لجمیع المومنین

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ اثنا عشریہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور ان کے یہاں تحریف کی روایات متواتر مانی جاتی ہیں اس لئے وہ یقیناً کافر ہیں۔

احقر انوار الحق غفرلہ صدر مدرس مدرسہ عالیہ چلہ امروہہ

قد اصاب من اجاب خاکسار ابو الطیب محمد منظور نعمانی عفی عنہ

مدرس مدرسہ چلہ امروہہ ضلع مراد آباد

(حال مدیر رسالہ الفرقان بریلی)

بلاشبہ تحریف قرآن کا قائل کافر ہے۔

(شبیر احمد عثمانی عفاء اللہ عنہ شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

مجیب اول کی تحقیق کی بناء پر بلاشبہ ہر وہ فرقہ اور ہر ایک وہ شخص کافر ہے جس کا عقیدہ تحریف قرآن حکیم کا ہے۔ **ھذا ھو الحق و احق ان یتبع ام الضلال و ما ذا**

Marfat.com

بعد الحق الا ضلال. و اللہ تعالیٰ اعلم

ابو الطاہر ظہور احمد البہاری الدر بنجوی الرسولفور نستوی کان اللہ تعالیٰ

۸ر جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ مدرس و مفتی مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ

میں نے حضرت مجیب علام مدظلہ العالی کے رسائل تنبیہ الحائرین اور اول من المانعین وغیرہ کا مطالعہ مکرر سہ کرر کیا جس سے مجھ کو یقین ہو گیا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور تحریف قرآن کا جو شخص قائل ہو اس کا کافر ہونا محتاج بیان نہیں۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد اسباط مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ

فتویٰ نمبر ۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بجواب سوالات مندرجہ تحت

(۱) نذیر احمد...... مع متعلقین جو عرصہ ڈیڑھ سال سے اپنا مذہب ترک کر کے رافضی ہو گیا ہے اور اب تمام کام وہی کرتا ہے جو رافضی کرتے ہیں اور خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرتا ہے' وہ شرعاً مرتد ہے یا مسلمان۔

(۲) نذیر احمد مذکور کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔

(۳) ہم لوگوں کی برادری کی پنچایت ہے۔ شرعاً ہمیں نذیر احمد سے ترک تعلقات کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

(۴) اگر برادری کی پنچایت نذیر احمد کو برادری سے خارج نہ کرے تو تمام برادری گنہگار ہو گی یا نہیں؟

(۵) نذیر احمد مذکور سے اور اس کے متعلقین سے جو رافضی ہو چکے ہیں سلسلۂ مناکحت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب مدلل مع حوالہ کتب ارقام فرما کر عنداللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہو جیے تا کہ برادری کے جلسہ میں اس فتوے کو پیش کر کے حکم شرعی کا اجراء کرایا جائے۔

Marfat.com

الجواب

(۱) اگر فی الواقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور سبّ شیخین کرتا ہے یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہے تو وہ مرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری باب المرتد میں ہے الرافضی اذا کان سب الشیخین و یلعنهما العیاذ بالله فهو کافر. الخ

(۲) اول نذیر احمد کو بہ نرمی سمجھایا جائے اور اس باطل مذہب سے اس کو ہٹانے کی کوشش حسن تدبیر کے ساتھ کی جاوے۔ اگر وہ کسی طرح اور کسی صورت سے باز نہ آوے تو اس سے تعلقات برادرانہ قطع کر دیئے جائیں۔

(۳) اگر باوجود سمجھانے کے اور باوجود کوشش کے بھی نذیر احمد راہ راست پر نہ آوے تو اس سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔

(۴) اگر برادری قطع تعلق نہ کرے گی تو گنہگار ہو گی۔

(۵) ان لوگوں سے سلسلہ مناکحت کرنا اہلسنت والجماعت کو حرام ہے کیوں کہ مسلمان اور کافر میں باہم نکاح صحیح اور منعقد نہیں ہوتا۔ كذا في الشامی باب المحرومات. والله تعالیٰ اعلم.

مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم دیوبند

ھو الموفق۔ اگر نذیر احمد غالی شیعہ ہو گیا ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا قائل ہے یا قرآن مجید کو صحیح اور کامل نہیں سمجھتا یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہے تو بے شک وہ کافر ہے اور اس صورت میں باقی سب جواب صحیح ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جب یہ فتاویٰ پہلی بار شائع ہوئے تو جناب مولوی عبد الماجد صاحب دریابادی بی اے۔ نے ان کے مطالعہ کے بعد حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی کی خدمت میں ایک خط بھیجا۔ حضرت ممدوح نے ان کے سوالات جوابات اور

Marfat.com

اپنے جوابات کو رسالہ النور مجریہ ربیع الثانی و جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ میں شائع فرمایا اور اس سے نقل کر کے اخبار النجم لکھنؤ نے اپنے ۲۳ر فروری ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں چھاپا۔ یہ سوالات وجوابات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ وھو ھذا.

السوال: ایک فتوے کی نقل مرسل خدمت ہے۔ اس پر علاوہ دوسرے معتبر و مستند علماء کے حضرت مولانا تک کے دستخط ثبت ہیں لیکن میں عرض کروں مجھے شرح صدر اب بھی نہیں۔ شیعوں کو متبدع فاسق فاسد العقیدہ وغیرہ اور جو کچھ کہہ لیا جائے اس کا میں بھی پوری طرح قائل لیکن کافر اور خارج از اسلام کہنے سے جی لرزا اٹھتا ہے۔

الجواب: یہ علامت ہے آپ کی قوت ایمانیہ کی، مگر جنھوں نے یہ فتویٰ دیا ہے اس کا منشا بھی وہی قوت ایمان ہے کہ جس کو ایمانیت کا منکر دیکھا، بے ایمان کہہ دیا۔

تتمہ السوال: اگر ہر گمراہ فرقہ یوں خارج از اسلام ہوتا رہا تو مسلمان رہ ہی کتنے جائیں گے۔

تتمہ الجواب: اس کا کون ذمہ دار ہے۔ کیا خدانا کردہ اگر کسی مقام میں کثرت سے لوگ مرتد ہو جائیں اور تھوڑے ہی مسلمان رہ جائیں تو کیا اس مصلحت سے ان کو بھی کافر نہ کہا جاوے گا۔

تتمہ السوال: شیعوں سے مناکحت اگر تجربہ سے مضر ثابت ہوئی ہے تو بس تہدیداً اس کا روک دینا کافی ہے۔

تتمہ الجواب: اس تہدید کا عنوان بجز اسکے کوئی ہے ہی نہیں۔ غور فرمایا جائے۔

تتمہ السوال: میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔

تتمہ الجواب: یہ غایت شفقت ہے لیکن اس شفقت کا انجام سیدھے سادے مسلمانوں کے حق میں عدم شفقت ہے کہ وہ اچھی طرح ان کا شکار ہوا کریں گے۔

تتمہ السوال: جو بنائے تکفیر قرار دی گئی ہے یعنی عقیدۂ تحریف قرآن مجھے

Marfat.com

اس میں تامل ہے اگر یہ عقیدہ ان کے مذہب کا جزو ہوتا تو حضرت شاہ عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ سے مخفی نہ رہتا۔[1]

تتمہ الجواب: جب ان کی مسلم کتابوں سے جزئیت ثابت ہے پھر حضرت شاہ صاحب کا اگر سکوت ثابت ہو جس کی مجھ کو تحقیق نہیں تو اس کے سکوت میں کچھ

---

[1] شاہ صاحب کی مشہور کتاب تحفۂ اثناعشریہ مطبوعہ نول کشور پریس صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲ کی عبارت ذیل غالباً عبد الماجد صاحب کی نظر سے نہیں گذری۔

اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجہ اعتبار ساقط شدہ مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ زیرا کہ تحریف بسیار در و راہ یافتہ و احکام بسیار منسوخ شدہ آیات و سور بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند بدزدی رفتہ و آنچہ باقیست بعضے الفاظ او مبدل و بعضے زائد و بعضے ناقص روی الکلینی عن هشام بن سالم عن ابی عبدالله ان القرآن الذی جاء به جبرئیل الی محمد ﷺ سبعه عشر الف آیته وروی عن محمد بن نصر عنه انه قال کان فی لم یکن اسم سبعین رجلا من قریش باسماء هم و اسماء آباهم و نزد ایشاں ثابت و مقرر و مشہور است کے بعضے سور تمامہا ساقط شد مثل سورۃ الولایۃ"

ترجمہ: "اب سنو کہ کتاب اللہ تو شیعہ کے نزدیک درجہ اعتبار سے ساقط ہوئی اور توریت و انجیل کی طرح قابل تمسک کے نہ رہی۔ اس واسطے کہ اس میں تحریف بہت ہو گئی اور بہت احکام منسوخ ہوئے بہت آیتیں اور سورتیں کہ ناسخ احکام اور مخصص عام باتوں کی تھیں چوری گئیں اب جو کچھ باقی ہے بعض الفاظ اس کے مبدل، بعض زائد بعض ناقص ہیں۔ روایت کی کلینی نے ہشام بن سالم اور اس نے ابی عبد اللہ سے کہ ہر آئینہ وہ قرآن جو جبرئیل پاس محمد ﷺ کے لائے سترہ ہزار آیتیں تھیں اور روایت کی محمد بن نصر نے اس سے کہا اس نے سورۂ لم یکن میں ستر آدمیوں کے نام قریش سے تھے کہ ان کے آبا کے نام بھی اور یہ بھی ان کے نزدیک ثابت اور مقرر ہے اور مشہور کہ بعض سورتیں بالکل ساقط کر ڈالیں ہیں مثل سورۃ الولایۃ (ہدیہ مجیدیہ)"

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

تاویل ہو گی نہ کہ جزئیت میں۔

تتمہ السوال: بہت زائد خلش مجھے اس امر سے ہو رہی ہے کہ اب تک ہم آریوں اور عیسائیوں کے سامنے کلام مجید کے غیر منحرف ہونے کو بطور ایک بالکل مسلم و غیر مختلف فیہ عقیدہ کے پیش کرتے رہے ہیں۔اب لوگوں کے ہاتھ میں ایک نیا حربہ آجائے گا کہ دیکھو خود تمھارا ہی کلمہ پڑھنے والے اور تمھارے قبلہ کو ماننے والے لاکھوں کروڑوں افراد قرآن کو ناقص اور محرف مان رہے ہیں۔

تتمہ الجواب: اس سے تو اور زیادہ ضرورت ثابت ہو گئی ان کی تکفیر کی۔پھر ہمارے پاس صاف جواب ہو گا کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا)

اس کے ماسوا تتمہ الباب چہارم میں جو تقریباً بیس صفحے "دلائل شیعہ" پر ہیں ان میں متعدد جگہ شیعوں کے عقیدہ تحریف قرآن کا ذکر ہے

شاہ صاحب کے بعد مولانا حیدر علی فیض آبادی نے اپنی کتاب منتہی الکلام مطبوعہ ۱۳۸۲ء میں

اور مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب ہدایت الرشید مطبوعہ ۱۳۰۶ھ میں شیعوں کے قائلِ تحریف قرآن ہونے کو واضح کیا ہے۔ہدایت الرشید میں صفحہ ۶۱۴ سے ۷۵۰ تک یہی بحث ہے اور ۶۴۹ پر لکھنؤ کے دور آخر کے نامور مجتہد مولوی دلدار علی کی کتاب "عماد السلام" کی یہ عبارت درج کی ہے:

> **بعد اللیتا و التی مقتضی تلك الاخبار ان التحریف فی الجملة فی هذا القرآن الذی بین ایدینا بحسب زیادة بعض الحروف و نقصانه بل بحسب بعض الالفاظ و بحسب الترتیب فی بعض المواضع قد وقع بحیث مما لایشك فیه مع تلك تسلیمه الاخبار**
>
> چناں و چنیں کے بعد مقتضی ان احادیث کا یہ ہے کہ اس قرآن میں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے باعتبار زیادتی اور کمی بعض حروف کے بلکہ باعتبار بعض الفاظ اور بعض مواقع میں باعتبار ترتیب کے بالتحقیق تحریف اس طرح واقع ہوئی ہے۔جس میں تسلیم ان روایات کے کوئی شک نہیں کیا جاسکتا روایات کے تسلیم کر لینے کے بعد۔

Marfat.com

تتمہ السوال: حضرت حاجی رحمتہ اللہ علیہ کا جو مکتوب سر سید احمد کے نام تھا مجھے اس قدر پسند آیا تھا کہ میں نے اہتمام کے ساتھ اسے "سچ" میں شائع کیا تھا۔ پس میری فہم ناقص میں اسی کو معیار بنالینا چاہیے اور اسی کے مطابق معاملہ تمام گمراہ فرقوں سے رکھنا چاہیے یعنی نہ مداہنت نہ اتنی مخالفت کہ ان میں اور آریوں' عیسائیوں وغیرہ میں کوئی فرق ہی نہ رکھا جائے۔

تتمہ الجواب: لیکن اگر وہ خود ہی اپنے کو کافر بنائیں (بالنون) تو کیا ہم اس وقت بھی ان کو کافر نہ بتلائیں' (بالتاء) دنیا میں اپنے کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا بلکہ کوئی عیسائی کہتا ہے کوئی یہودی' مگر چونکہ ان فرقوں کے عقائد کفریہ دلائل سے ثابت ہیں اس لئے ان کو کافر ہی کہا جاوے گا اور مدار اِس حکم کا عقائد کفریہ پر ٹھہرا تو اگر ایک شخص اپنے کو فرقہ شیعہ سے کہتا ہے اور کوئی عقیدہ کفریہ اس مذہب کے اجزاء یا لوازم سے ہے تو اپنے کو اس فرقہ میں بتلانا بدلالت التزامی اس عقیدہ کو اپنا عقیدہ بتلاتا ہے تو عدم تکفیر کی کیا وجہ۔ اور اگر ان کے یہاں یہ عقیدہ مختلف فیہ بھی ہوتا تب بھی کسی کی تکفیر میں تردد ہوتا لیکن یہ بھی نہیں اور جو اختلاف ہے وہ غیر معتد بہ ہے جس کو خود ان کے جمہور رد کر رہے ہیں۔

اس حالت میں اصل تو کفر ہوگا البتہ کوئی صراحتہً کہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے یا کوئی فرقہ اپنا لقب جدا رکھ لے مثلاً جو علماء ان کے تحریف کے بانی ہیں ان کی طرف سے اپنے کو منسوب کیا کریں۔ مثلاً اپنے کو صدوقی یا قمی یا مرتضوی یا طبرسی کہا کریں' مطلق شیعی نہ کہیں تو خاص اس شخص کو یا اس فرقہ کو اس عموم سے مستثنیٰ کہہ دیں گے لیکن ایسے استثناؤں سے قانونی حکم نہیں بدلتا ہے۔ حرمت نکاح و حرمت ذبیحہ احکام قانونی ہیں' اس پر بھی جاری ہوں گے جب تک وہ فرقہ متمیز و مشہور نہ ہو جائے۔ بالخصوص جب تقیہ کا بھی شبہ ہو تو خواہ سوء ظن نہ کریں مگر احتیاطاً عمل تو سوء ظن ہی ایسا ہوگا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ وہ اس کے عقیدہ کے موافق ہوگا اگر کوئی ہندو توحید کا بھی قائل ہو اور رسالت کا بھی لیکن اپنے کو ہندو ہی کہتا ہو۔ کچھ تاویل ہی کرتا ہو تو اس کے ساتھ آخر کیا معاملہ ہوگا۔ یہی حالت یہاں کی ہے۔ ضلع

Marfat.com

فتح پور میں ہندوؤں کی ایک جماعت ہے جو قرآن اور حدیث پڑھتے ہیں اور نماز روزہ کرتے ہیں مگر اپنے کو ہندو کہتے ہیں' لباس اور نام سب ہندوؤں جیسا رکھتے ہیں اگر وہ اپنے کو ہندو کہیں اور اپنا مشرب ظاہر نہ کریں تو کیا سامع کے ذمہ تفصیل واجب ہو گی کہ اگر ایسے عقیدہ کا ہے تو مسلمان۔

تتمیہ : السوال. آپ کو ہر معاملہ میں اپنا کچا چٹھا لکھ کر بھیجتا ہوں خدا کرے اس باب میں آپ کا جواب باصواب میرے حق میں ذریعۂ تشفی ہو۔

تتمیہ : الجواب. تشفی کا ذمہ تو مشکل ہے۔ خصوصی اسی خشیت کا غلبہ خود مجھ پر ہے۔ مگر حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے لرزتے ہوئے ہاتھ سے حسین بن منصور رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف فتویٰ لکھا تھا۔ محض حفاظت شرع کے لیے۔ ہم لوگ بھی ان کے متبع ہیں اور راز اس کا وہی ہے کہ اس رعایت میں سادہ لوح مسلمانوں کی ہلاکت ہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب نے اصول تکفیر میں ایک مختصر اور جامع اور مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے۔ بعض اجزاء میں میں بھی الجھا تھا۔ مگر ان کی تقریر و تحریر سے قریب قریب مسئلہ صاف ہو گیا۔ وہ عنقریب چھپ جاوے گا۔ میں نے اس کا نام رکھا ہے۔ وصول الافکار الی اصول الا کفار.

حضرت مولانا تھانوی مدظلہ نے مولوی محمد شفیع صاحب کے جس رسالہ کا اوپر ذکر فرمایا ہے وہ ۱۳۵۲ء میں چھپ چکا ہے۔ اس میں

"کفر و اسلام کی حقیقت اور اس کا صحیح معیار مفصل و مکمل بیان کیا گیا ہے کہ کس صورت میں کسی مسلمان کو کافر یا خارج از اسلام کہا جا سکتا ہے۔"

کیوں کہ نص قرآنی کی رو سے کسی شخص کو کافر یا مسلمان قرار دینے میں بہت احتیاط لازم ہے۔ اسی رسالہ کے آخر میں چکڑالوی، قادیانی، روافض اور آغا خانی فرقوں کے عقائد لکھ کر ان کے بارہ میں احکام بیان کئے گئے ہیں۔ چناں چہ روافض کے بارے میں ص ۲۶ و ۳۰ پر تحریر ہے کہ:

"مختصر اور محقق و جامع کلام روافض کے بارہ میں یہ ہے کہ بہ لحاظ احکام روافض کی تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ ان میں سے کسی شخص یا فرقہ

Marfat.com

کے متعلق یقینی طور سے ثابت ہو جائے کہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے اگرچہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو اور صاف انکار کرنے سے تبری بھی کرتا ہو۔ مثلاً قرآن مجید کے محرف و ناقابل اعتبار ہونے پر اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے کہ اُس سے یقین طور پر یہی مفہوم نکلتا ہے پھر باوجود اس کے وہ اپنی عبارت کو غلط مان کر اس سے رجوع ظاہر نہیں کرتا مگر عقیدۂ تحریف قرآن سے تبری کرتا ہے تو اس تبری کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ باتفاق و باجماع کافر مرتد ہے۔ اُس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ رکھنا جائز نہیں۔ نہ اس سے کسی مسلمان کا نکاح جائز اور اگر نکاح کے بعد اس کا عقیدہ ایسا ہو گیا تو نکاح فسخ ہو جاوے گا۔ نہ اُس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال۔ نہ اُس پر نماز جنازہ جائز وغیر ذلك من الاحكام. اور دلیل اس کی وہ تمام عبارات فقہا ہیں جو سوال اول کے جواب میں ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ نیز علامہ شامی کی عبارت ذیل بھی کافی ہے :

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشةؓ وانكر صحبة الصديقؓ او اعتقد الا الوهيت في علي او ان جبريل غلط في الوحي. الخ (شامی استنبول جلد ۳ ص ۴۰۶)

ترجمہ: ہاں کچھ شک نہیں اس شخص کی تکفیر میں جو جناب سیدہ یعنی حضرت عائشہؓ کو تہمت لگائے یا حضرت صدیقؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو یا حضرت علیؓ کی الوہیت کا معتقد ہو یا یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ جبریلؑ نے وحی پہنچانے میں غلطی کی (یعنی بجائے حضرت علیؓ کے حضرت محمد ﷺ کو انہوں نے وحی پہنچادی)

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند و مصنف رسالہ وصول الافکار الیٰ الاکفار کے دستخط بھی اس پر فتویٰ موجود ہیں جس کے متعلق عبدالماجد صاحب نے حضرت مولانا تھانوی کو خط لکھا تھا۔

Marfat.com

فتویٰ نمبر ۳

عرصہ ہوا دارالعلوم دیوبند سے بہ سرپرستی جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مد ظلہٗ و شمس العلماء مولانا حافظ محمد احمد صاحب مرحوم و مغفور ایک رسالہ "الرشید" جاری ہوا تھا جس میں دارالعلوم کے محکمۂ افتاء کے فتاویٰ بھی شائع ہوا کرتے تھے۔ چناں چہ "الرشید" جلد ۶ نمبر ۱ بابت ماہ رجب ۱۳۴۷ھ میں جناب مولانا عزیزالرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم کا ایک مفصل فتویٰ شائع ہوا جو یہاں بتمامہ نقل کیا جاتا ہے۔وھو ھذا۔

مد ظلہٗ و شمس العلماء مولانا حافظ محمد احمد صاحب مرحوم و مغفور ایک رسالہ "الرشید" جاری ہوا تھا جس میں دارالعلوم کے محکمۂ افتاء کے فتاویٰ بھی شائع ہوا کرتے تھے۔ چناں چہ "الرشید" جلد ۶ نمبر ۱ بابت ماہ رجب ۱۳۴۷ھ میں جناب مولانا عزیزالرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم کا ایک مفصل فتویٰ شائع ہوا جو یہاں بتمامہ نقل کیا جاتا ہے۔
وھو ھذا۔

استفتاء

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و عائشہ صدیقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کافر، منافق، غاصب قرار دے اور اس کو کار ثواب سمجھے تو کیا وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کافر ہو جاتا ہے تو کن دلائل سے۔ بعض کتب میں جو اہل قبلہ کو کافر کہنے سے روکا گیا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟

(۲) اگر ایسے عقیدہ والا شخص عندالشرع کافر نہیں ہوتا تو پھر جھگڑا ہی کوئی نہیں اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔ (الف) اگر قائل ان الفاظ کا قوم سادات سے ہو تو کیا وہ اس کفر کے حکم سے مستثنیٰ ہے یا نہیں؟

(ب) ایسے شخص سے دینی برتاؤ کس حد تک جائز ہے۔ اگر یہ نماز میں سنی امام کے پیچھے جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھے تو کیا سنیوں کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر خلل واقع ہوتا ہے تو کیوں؟ غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ص ۱۹۴ پر یہ حدیث درج ہے:

Marfat.com

فی روایة انس ان اللہ عز و جل اختارنی واختارنی فی اصحابی فجعلھم انصاری وجعلھم اصھاری وانه سیجیء فی آخر الزمان قوم ینقضونھم الا فلا تاکلوھم الا فلا تشاربوھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تصلوا علیھم خلة اللعنة. اس حدیث کی بابت پورے طور پر تشفی فرمائی جائے کہ آیا یہ حدیث درست اور واجب العمل ہے یا نہیں؟ اور یہ حدیث کم و بیش الفاظ سے مظاہر حق میں بھی موجود ہے اور غنیۃ الطالبین واقعی شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ہے یا کسی اور شخص کی؟

(ج) ایسے عقیدہ والے شخص سے دنیاوی برتاؤ کس حد تک کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ خورونوش وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔ ہر ایک سوال کا جواب قوی دلائل سے مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب

بعض فقہاء نے سب شیخین رضی اللہ عنہما کو کفر و ارتداد کہا ہے کما فی الدرالمختار والبحر عن الجواھرہ معز بالشھید.

من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولا تقبل توبة او به اخذ الدبوسی وابواللیث وھو المختار للفتویٰ الخ.

(ترجمہ) جس نے گالی دی شیخین کو یا اُن پر طعن کیا وہ کافر ہوا اور اس کی توبہ مقبول نہ ہوگی اور اسی کو لیا دبوسی اور ابواللیث نے اور وہی اختیار کیا گیا ہے فتویٰ کے لیے۔

جناب محترم محمد تقی خاں شیعی امروہوی اپنے خط مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۸۷ء میں مجھ سے یہ سوال فرماتے ہیں:

> ”دادا سید شرف الدین صاحب اپنے جداعلیٰ امام علی نقی علیہ السلام کے مذہب، مسلک اور عقیدے پر قائم تھے یا کسی اور بزرگ کے مسلک پر آپ ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کریں بذریعہ ثبوت کہ امام علی نقی علیہ السلام اور دادا سید شرف الدین صاحب دونوں کس انداز سے نماز پڑھتے تھے۔ کیا دونوں کا انداز جداگانہ تھا یا ایک۔“

Marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت قبلۂ عالم سیدنا امام عالی مقام محمد نقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی سہر وردی امروہوی رحمۃ اللہ کے عہد مبارک میں تقریباً چار سو پچاسی سال کا کافی فاصلہ ہے۔ رہا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے یا صلوٰۃ ہاتھ باندھ کر۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت کے ایک امام فقہی کے نزدیک ہاتھ کھول کر بھی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اس مسئلہ فقہی میں مذہب اہل سنت والجماعت اور شیعہ امامیہ میں کوئی زیادہ بحث نہیں ہوا کرتی۔

آج دنیا میں سیکڑوں صوفی بزرگ ہوئے ہیں جو بقول دوازدہم ائمہ یازدہم کی نسل پاک سے ہیں جن کو اولاد جناب امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہونے کا بڑا شرف حاصل ہے۔

مثلاً مخدوم حضرت جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سہروردی نوراللہ مرقدہٗ۔ یہ بھی امام نقی رحمۃ اللہ کی اولاد سے منسلک تھے اور شاہ موصوف کے ہم عصر تھے۔

کیا مذکورہ بالا سوال مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کیا جا سکتا ہے؟

(۲) کیا آپ نے مذکورہ بالا سوال اپنے حقیقی نانا سید علی مجتبیٰ خاں نقوی امروہوی مرحوم سے کیا تھا جب کہ وہ سنّی سید تھے اور اگر نہیں کیا تھا تو کیوں نہیں کیا تھا۔ اور کیا تھا تو انہوں نے آپ کو کیا جواب دیا؟

حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین قدس سرہٗ کو تمام سنّی و شیعہ مؤرخین امروہہ بالاتفاق زمرہ صوفیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں ہونا تسلیم کرتے ہیں تو جس طرح صوفی اپنے اعمال مذہبی سنّی طریقوں اور شریعت کے تحت ادا کرتے تھے۔ اسی طریقے کے یہ صوفی باصفا شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ پابند تھے جس کا اقرار آپ اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۸۷ء میں اس طرح فرماتے ہیں :

"مجھے یہ شروع ہی سے تسلیم ہے کہ صوفیہ کرام نے سنّی طریقوں اور شریعت پر عمل کیا ہے لیکن وہ ان کا ظاہری طریقۂ عبادت تھا۔"

Marfat.com

مذہب شیعہ امامیہ کے عالم دین مولوی جعفر حسین صاحب اکابر صوفیہ کے تمام عقائد اور اصول کو باطل قرار دیتے ہیں۔

"تصوف اور اس کے اصول و عقائد و طرق سب ہمارے نزدیک باطل ہیں۔"[1]

طبقہ صوفیہ عظام کو مذہب شیعہ کے ائمہ معصومین طبقہ یہود و نصاریٰ میں شمار کرتے ہوئے اُن کی توہین کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں ہمارے اس ثبوت کے لیے اپنے مذہب شیعہ کے عالم دین جناب سید حسین مجتہد دوم لکھنوی کی کتاب[2] باب رد تصوف ملاحظہ کریں۔ شاہ ولایت امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ سہروردیہ میں مرید تھے۔ مذہب شیعہ امامیہ میں پیری مریدی فعلِ حرام ہے اس کا حوالہ میں پہلے بھی دے چکا ہوں حیرت کا مقام یہ بھی ہے کہ شیعوں کے ائمہ معصومین نے اور آپ کے علماء دین نے صوفیوں کو کافر ملحد زندیق لکھا ہے اور ان کے تقویٰ اور پرہیز گاری پر قطعی رحم نہیں کھایا۔ چناں چہ بعقائد شیعہ امامیہ:

"امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص کسی ایسی بستی میں رہتا ہو جس کی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہو اور اس بستی میں کوئی (غیر شیعہ) شخص اس سے زیادہ باورع و متقی و پرہیز گار موجود ہو تو وہ ہم میں سے نہیں اور نہ ہماری نظر میں اس کی کوئی عزت و وقعت ہوگی۔"[3]

ایک طرف یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صوفی محب اہل بیت ہوتا ہے اور شیعت کے قریب ہوتا ہے۔ مذہب شیعہ کے عالم دین جناب مرزا محمد علی اپنی کتاب "نجوم السماء" میں لکھتے ہیں کہ قاضی نور اللہ شوشتری صوفیوں کے عقائد کو فاسد تصور کرتے تھے۔ جب مذہب شیعہ کے نزدیک ان کے عقائد فاسد تھے تو یہ سنّی طریقے پر عبادت کرنے کے بعد اپنے دلوں کو نور الٰہی سے کیسے پُر کرتے ہیں پھر باطنی کیفیات کا ان پر کیا

---

1. رسالہ الواعظ صفحہ ۱۲ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء 2. حدیقہ سلطانیہ

3. "حقیقت تقویٰ" مؤلفہ عبدالحسین رشتغیب شیرازی ترجمہ اردو محبوب مہدی عابدی نجفی انصار المہدی ایسوسی ایشن نوگاواں سادات ضلع مراد آباد یو۔پی' انڈیا

Marfat.com

اثر ہوتا تھا۔ مذہب شیعہ کے کسی بھی شخص کو یہ کہنے کا قطعی حق نہیں کہ صوفی کا ظاہر اور ہوتا ہے اور باطن اور ہوتا ہے۔ محمد تقی خاں مجھے لکھتے ہیں :

"باطنی کیفیات نہ آپ اور نہ میں ان کی ثابت کر سکتے ہیں اور نہ کوئی بڑے سے بڑا تاریخ داں فقیہ یا صوفی۔"[1]

باطنی کیفیات کیا ہوتی ہیں' آیئے اس کو قرآن پاک سے معلوم کریں۔ قرآن پاک میں اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے کہ جو بندہ میرے کہنے پر عمل کرتا ہے وہ میرا ہو جاتا ہے' وہ ہی دین و دنیا کی تمام دولت کا مالک بن جاتا ہے' جو وہ چاہتا ہے ہو جاتا ہے' اس کے چہرے پر انوار الٰہی برسنے لگتے ہیں' "ولی اللہ" کی کیا باطنی کیفیات ہوتی ہیں۔ اس کو لقب "شاہ ولایت" کی بحث میں ملاحظہ فرمالیں۔ موصوف کا یہ لکھنا کہ باطنی کیفیات کو بڑے سے بڑا فقیہ یا صوفی بھی نہیں بتلا سکتا ہے قطعی گمراہی اور علم تصوف سے عدم واقفیت ہے۔ "صوفی" ہی تمام باطنی کیفیات کو بتلا سکتا ہے۔ چنانچہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"صوفی کا لفظ کامل اور محقق اولیائے کرام پر عائد ہوتا ہے۔"[2]

موصوف اپنے اس قول میں لفظ "صوفی" کو کیوں لائے ؟ اس کا جواب دیں۔ اگر "صوفی" بھی باطنی کیفیات کو نہیں بتلا سکتا تو کیا کوئی پرلے درجے کا بدمعاش، لچا، غنڈا کیفیات باطنی کو بتلا سکتا ہے ؟ اصلی فقیہ ہی صوفی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں :

"صوفیہ کے یہاں یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جب تک علم شریعت سے کامل واقفیت نہ ہو اور علم منطوق و مفہوم خاص و عام ناسخ و منسوخ کی بصیرت تامہ حاصل نہ ہو بلکہ اہل عرب کے محاورات و لغات واستعارات سے پوری آگہی حاصل نہ ہو کبھی کوئی شخص مسند طریقت پر نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے لیکن ہر فقیہ صوفی نہیں ہو سکتا۔"[3]

---

1. خط مکتوبہ ۲۶ر جنوری ۱۹۸۷ء صفحہ ۸ تقی خاں
2. کشف المحجوب ص ۹۷
3. بحوالہ ہفت روزہ اخبار الجمعیۃ یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۸

Marfat.com

مذہب شیعہ امامیہ کے ایک مفتی یہ لکھتے ہیں۔ فتویٰ ظاہر پر ہے اس کا حوالہ میں پہلے دے چکا ہوں۔ صوفی دراصل سنّی مذہب کا ہوتا ہے جہاں یہ اہل بیت کی محبت کا درس دنیا کو دیتا ہے وہاں یہ حب خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا درس بھی دیتا ہے۔ چنانچہ اس ثبوت کے لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کیمیائے سعادت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ کی عوارف المعارف۔ سلسلۂ نظامیہ کی فوائد الفواد، سید علی داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب ملاحظہ فرمائیں۔ مگر علمائے شیعہ امامیہ لکھتے ہیں جس دل میں محبت خلفاء ثلاثہ اور محبت اہل بیت ہوگی 'وہ شیعہ امامیہ نہیں ہے چنانچہ ایک شیعہ شاعر اپنے جاہلانہ انداز میں اس طرح کہتا ہے :

مظلوم بھی رضی اللہ ظالم بھی رضی اللہ
ہے اپنی محبت کا یہ انداز جداگانہ

جو شیعہ امامیہ اپنے جاہلانہ انداز میں مذہب صوفیہ کی محبت اہل بیت کو دنیا کے جاہلوں کے سامنے پیش کرتے ہیں وہاں وہ حبِ خلفاء ثلاثہ اور دیگر تمام صحابہ کرام جن کو شیعہ کافر و مرتد کہتے ہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ہمت کیوں نہیں کرتے؟

اب رہا جناب قبلہ عالم سیدنا امام محمد نقی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا سوال اس کا جواب یہ ہے کہ تمام علماء اہل سنت والجماعت جناب رسول خدا ﷺ سے لے کر جناب سیدنا امام محمد حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ تک سب کو سنّی ہی تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں اور اُن کی عزت و توقیر مذہب اہل سنت والجماعت کا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔

آج کل کے جاہل شیعہ ہمارے صوفیہ کو مذہب شیعیت کے قریب ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے ان کو شیعہ بتلانے کی جسارت بیجا کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد تقی خاں صاحب ۲۶ر جنوری ۱۹۸۷ء کے مکتوب میں فرماتے ہیں:

> صوفیہ کرام کی چونکہ میری نگاہوں میں عزت تھی اور ہے اور آج بھی میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ سچے عاشقان اہل بیت رسولؐ تھے لہٰذا چاہے شیعہ نہ بھی ہوں تب بھی شیعیت کے نزدیک تھے۔ صوفی ازم کے شیعیت کے قریب ہوتے ہیں۔

کیا مذہب شیعہ کے ائمہ معصومین اور علامہ مجلسی جیسے شیعہ علماء کو یہ معلوم نہیں

Marfat.com

تھا کہ صوفی محب اہل بیت ہوتا ہے؟ انہوں نے کیوں صوفیہ کا رد کیا؟ اب یہ ماننا پڑے گا کہ کیا آج کے شیعہ اپنے ائمہ معصومین اور علامہ مجلسی اصفہانی اور علامہ اردبیلی علامہ دلدار علی لکھنوی سے کہیں زیادہ قابل ہیں۔ کیا آپ کے گذشتہ بزرگ سب کے سب جاہل مطلق تھے؟ بے سوچے صوفیہ کے رد میں سب کچھ لکھ گئے ہیں۔ سبحان اللہ!

جناب رسول خدا ﷺ سے لے کر تمام ائمہ یازدہم سب کے سب اپنے نانا سرکار دو عالم ﷺ کے مذہب اہل سنت والجماعت پر قائم تھے اور انہوں نے کبھی بھی اپنے خلفاء ثلاثہ اور دیگر جماعت صحابہ کرام جن کو شیعہ کافر و مرتد کہتے ہیں' کافر نہیں سمجھا۔ ان کی فتوحات کو اپنی فتوحات سمجھا۔ جیسا کہ آپ بھی اپنے خط مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۸۷ء میں یہ تسلیم کر گئے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو کافر نہیں سمجھا۔ اللہ آپ کو عقل سلیم اور ہدایت کامل عطا فرمائے۔

مذہب شیعہ امامیہ کی معتبر کتاب کشف الغمہ فی الائمہ مصنف بن عیسیٰ اردبیلی سے حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا سنّی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

> "کسی شخص نے امام محمد باقر سے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ پر حلیہ کرانا درست ہے یا نہیں؟ امام موصوف نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے کیوں کہ ابو بکر صدیق کی تلوار کے قبضہ پر بھی چاندی کا حلیہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے امام سے کہا کہ آپ بھی ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی امام غصہ سے اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور کہنے لگے ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں اور فرمایا کہ جو کوئی ان کو صدیق نہ کہے' خدا اس کی دنیا و آخرت میں تصدیق نہ کرے۔" [1]

آپ مذہب اہل سنت والجماعت کی کسی معتبر کتاب سے یہ ثابت کریں کہ ائمہ یازدہم نے اہل سنت والجماعت کو کافر کہا ہو اور اپنا شیعہ امامیہ ہونا ظاہر کیا ہو؟ چنانچہ

[1] "بحوالہ مشعل ہدایت یا سبائی قصر پر علمی بم" صفحہ ۱۰ عبدالکریم سہرات اثمی انصاری سہارنپوری۔ مورخہ ۲۱ر رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ مطابق ۸ر جنوری ۱۹۳۴ء ہمدرد پریس لکھی دروازہ سہارنپور۔ مملوکہ کتاب جناب حافظ جنید اکرم فاروقی محلہ چلّہ' امروہہ

Marfat.com

طبقہ صوفیہ کے امام جناب عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ[1] امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

"آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ ان کی مدح میں مبالغہ کرتے اور کہتے تھے کہ جس شخص نے ان کو صدیق نہ کہا اللہ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا بنائے اور نہ دین میں۔ اہل عراق کے ایک گروہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ابو بکر رضی اللہ و عمر رضی اللہ سے عداوت رکھتا اور اپنے نزدیک سمجھتا ہے کہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہے آپ نے ان کو لکھ بھیجا کہ جو شخص ابو بکر رضی اللہ و عمر رضی اللہ عنہ کو دشمن سمجھتا ہے مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں اگر میں حاکم ہوا تو جو لوگ ان دونوں کو برا سمجھتے ہیں ان کے خون کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔"[2]

(۲) "امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابو بکر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توصیف کرتے اور ان پر رحمت بھیجا کرتے تھے۔"[3]

حضرت سیدنا قبلہ عالم حضور محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ اپنی معتبر کتاب اصول کافی میں یہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ امام موصوف تقیہ نہیں کرتے تھے اور تقیہ کو منع فرمایا کرتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے کتاب عہد ائمہ اپنے بیٹے محمد بن علی کو دی۔ انہوں نے مُہر توڑی تو اس میں یہ مضمون پایا کہ لوگوں سے حدیث بیان کر اور فتویٰ دے اور اللہ کے سوا کسی اور سے ہرگز مت ڈرو' اس لیے کہ تجھ پر کوئی قابو نہ پاوے گا۔[4]

اب اس حدیث سے روز روشن کی طرح بخوبی واضح ہے کہ اللہ کی طرف سے امام معصوم کو تقیہ کی سخت ممانعت تھی۔ ہم اپنے مخاطب موصوف محمد تقی خاں سے عرض کرتے ہیں کہ آپ نصیحۃ الشیعہ نفس مناظرہ مبحث سنی و شیعہ مؤلفہ سید نہال احمد

---

۱ المتوفی ۹۷۱ھ ۲ الطبقات الکبریٰ صفحہ ۷۶

۳ ترجمہ اردو الطبقات الکبری صفحہ ۷۵ مطبع نفیس اکیڈمی پاکستان

۴ اصول کافی صفحہ ۱۷۲ بحوالہ نصیحۃ الشیعہ جلد اول صفحہ ۵۵

Marfat.com

نقوی امروہوی اور تحفہ اثنا عشریہ کا ضرور ضرور مطالعہ کریں اور اس کے بعد صرف کشف المحجوب کا مطالعہ کریں۔ انشاءاللہ راہ حق آپ کو مل جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ لفظ "شیعہ" صرف چار ہی صحابہ کا مخصوص لقب تھا۔ چنانچہ مولوی محمد کاظم صاحب بن نجم العلماء "ترجمہ الشیعہ و فنون الاسلام" میں فرماتے ہیں۔

"لفظ شیعہ [1] جناب رسالت مآب صلعم کے زمانہ میں مخصوص چار صحابیوں کا لقب تھا۔ سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن الاسود کندی اور عمار بن یاسر"

مولوی محمد کاظم شیعی صاحب اپنے اس قول کو خونساری کی کتاب الروضات فی احوال العلماء والسادات کے جزو ثالث میں ابوحاتم کی کتاب الزینۃ سے نقل

---

[1] علماء شیعہ اثنا عشریہ تحفہ اثنا عشریہ کے ۶۵ رد لکھ چکے ہیں مگر اب تک صحیح رد مذہب شیعہ کی نظر میں نہیں آیا۔ رد تو وہ کیا لکھتے شاہ صاحب تو مذہب شیعہ کو تحفہ پیش کر رہے ہیں۔ مولوی دلدار علی لکھنوی ان کو تلوار پیش کر رہے ہیں۔ یہ تو ان کے اخلاق کا عالم ہے یعنی مولوی دلدار علی لکھنوی نے کتاب "ذوالفقار" کے تحفہ کے رد میں لکھی مگر جب ان کے معتبر عالم مرزا قتیل نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ آپ رد تو کیا لکھتے نام رکھنا بھی نہیں آیا۔ فہرست ۶۵ مجلدات درجواب تحفہ اثنا عشری۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	تعداد مجلدات	کیفیت
۱	تشید المطاعن	علامہ مفتی محمد قلی صاحب	۳ جلدیں	المتوفی ۱۲۶۰ھ
۲	تقلیب المکائید	علامہ مفتی محمد قلی صاحب	۱ جلد	المتوفی ۱۲۶۰ھ
۳	سیف ناصری	علامہ مفتی محمد قلی صاحب	۱ جلد	المتوفی ۱۲۶۰ھ
۴	برہان السعادت	علامہ مفتی محمد قلی صاحب	۱ جلد	المتوفی ۱۲۶۰ھ
۵	مصارع الافہام	علامہ مفتی محمد قلی صاحب	۱ جلد	المتوفی ۱۲۶۰ھ
۶	صمصام قاطع	علامہ مفتی محمد قلی صاحب	۱ جلد	المتوفی ۱۲۶۰ھ
۷	اثنا عشری	علامہ مرزا محمد صاحب دہلوی	۱۲ جلدیں	المتوفی ۱۲۳۵ھ
۸	عبقات الانوار	علامہ حامد حسین صاحب	۳۰ جلدیں	۲۵/اکتوبر ۱۸۸۸ء
۹	ذوالفقار	علامہ دلدار علی نصیر آبادی	۱ جلد	المتوفی ۱۲۳۵ھ
۱۰	صوارم الٰہیات	علامہ دلدار علی نصیر آبادی	۱ جلد	المتوفی ۱۲۳۵ھ
۱۱	حسام الاسلام	علامہ دلدار علی نصیر آبادی	۱ جلد	المتوفی ۱۲۳۵ھ

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کرتے ہیں۔[1]

ان جوابات کے علاوہ کچھ علماء نے اور بھی جوابات تحریر کیے ہیں۔

فاضل موصوف کے اس حوالہ سے بخوبی ثابت ہے کہ زمانہ رسول مقبول ﷺ میں جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کبھی لقب "شیعہ" [2] نہیں دیا گیا پھر آج کے

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	تعداد مجلدات	کیفیت
۱۲	احیاء السنۃ	علامہ دلدار علی نصیر آبادی	۱جلد	المتوفی ۱۲۳۵ھ
۱۳	رسالہ در بحث و	غیبت حضرت حجتہ	۱جلد	المتوفی ۱۲۳۵ھ
۱۴	بوارق موبقہ	علامہ سلطان العلماء سید محمد صاحب	۱جلد	المتوفی ۱۲۸۴ھ
۱۵	طعن الرماح	علامہ سلطان العلماء سید محمد صاحب	۱جلد	المتوفی ۱۲۸۴ھ
۱۶	جواہر عبقریہ	علامہ مفتی عباس صاحب	۱جلد	المتوفی ۱۳۰۶ھ
۱۷	صارم مباد	علامہ مرزا محمد اخباری اکبر آبادی	۲جلدیں	المتوفی ۱۲۸۵ھ
۱۸	ہدیۃ العزیز	علامہ مفتی خیر الدین محمد صاحب الہ آبادی	۱جلد	المتوفی ۱۲۲۵ھ
۱۹	مہام الملا	علامہ ابو القاسم صاحب عرشی	۱جلد	
۲۰	تحفہ منقلبہ	علامہ ریاض الحسن بخاوی صاحب	۱جلد	
۲۱	مہمۃ البرہان	علامہ مولانا ابو علی بنارسی صاحب	۱جلد	
۲۲	تکسیر الضمین	علامہ مولانا ابو علی بنارسی صاحب	۱جلد	
			(۶۵) مجلدات	

[1] ان جوابات کے علاوہ کچھ علماء نے اور بھی جوابات تحریر کیے ہیں۔

[2] فرقہ شیعہ اولیٰ کے متعلق شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک فرقہ شیعہ اولیٰ اور شیعہ مخلصین کہ اہل سنت والجماعت کے پیشوا ہیں اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے چال چلن پر حقوق اصحاب کبار اور ازواج مطہرات، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پہچانتے تھے اور ان کی پاسداری ظاہر و باطن کرتے تھے۔ وصف لڑائیوں اور جھگڑوں باہمی کے سینہ بے کینہ سے مکر و نفاق کو نکال دیا تھا اور صفا و برأت حاصل کی تھی۔ انہی کو شیعہ اولیٰ اور شیعہ مخلصین کہتے ہیں کہ یہ گروہ بہ جمیع وجوہ بحکم ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ط کے شر اس شیطان مکار سے محفوظ و مصئون رہے ان کا دامن نجاست خبث اس پلید سے پاک رہا۔ معنی آیت کے یہ کہ بے شک میرے خاص بندوں پر تجھ کو غلبہ حاصل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا ہے اس وقت جو شیطان نے کہا میں ان کو بہکاؤں گا اور جناب امیر نے خطبوں میں مدح ان کی فرمائی اور روش ان کی پسند کی (تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۷ و ۸) جو شیعہ مذہب آج دنیا میں ہے ہمارے موصوف اسی تحفہ سے ان کے خصائل ملاحظہ فرمالیں خدا ایسے شیعوں سے ہر شخص کو محفوظ رکھے یہ شیعیت نہیں ہے صرف گمراہی ہے۔ فرقہ شیعہ اولیٰ کے بعد جو دوسرا نقشہ شیعیت کا شروع ہوا گمراہی میں ڈوبا ہوا تھا۔

Marfat.com

شیعہ امامیہ جناب علی کو کس طرح شیعہ کہہ سکتے ہیں۔

مذہب شیعہ کی معتبر کتاب [1] میں جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول بابت اہل سنت اس طرح موجود ہے :

"واما اصل السنة فالمتسكون بما سنة الله ورسوله"

اہل سنت وہ ہیں جو خدا اور رسول کے احکام پر عملدر آمد کرتے ہیں۔ [2]

اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ لفظ "سنت" کے آگے لفظ "جماعت" کا کیوں اضافہ ہوا۔ اس مسئلہ کو سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح حل فرما دیتے ہیں۔

> "ہر مومن کو سنت اور جماعت کی پیروی کرنا واجب ہے۔ سنت اس طریقہ کو کہتے ہیں جس پر آں حضرت ﷺ چلتے رہے اور جماعت اس کو کہتے ہیں جس پر چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا۔ یہ لوگ سیدھی راہ دکھانے والے تھے۔ کیوں کہ انہیں سیدھی راہ دکھائی گئی تھی۔" [3]

لفظ جماعت کے متعلق مذہب شیعہ امامیہ کے علامہ ابن بابویہ علیہ ما علیہ رسول خدا ﷺ کی حدیث نقل فرماتے ہیں :

ان امتى متفرق على اثنين و سبعين فرقة يهلك احدى وسبعون ويتخلص فرقة قالوا يا رسول الله تلك الفرقة قال الجماعة الجماعة الجماعة. [4]

(ترجمہ) بیشک میری اُمت متفرق ہو گی بہتر فرقوں پر' اکہتر فرقہ ہلاک ہوں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا۔

لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ فرقہ کون سا ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] احتجاج طبرسی

[2] بحوالہ رسالہ النجم لکھنؤ نمبر ا جلد ا محرم الحرام ۱۳۵۲ھ صفحہ ۲۷

[3] غنیۃ الطالبین ترجمہ اردو صفحہ ۱۸۵ ترجمہ امان اللہ خاں سرحدی ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس ۱۴۹۱ سوئیوالان۔ دہلی

[4] خصال مطبوعہ طہران جلد دوم صفحہ ۱۴۱ بحوالہ نصیحۃ الشیعہ جلد دوم صفحہ ۱۱۸

Marfat.com

فرمایا: جماعت جماعت جماعت۔

دور صحابہ کے بعد جب اسلام میں فتنے شروع ہو گئے تو ایک نیا مذہب عصبیت کا جذبہ لے کر دنیا کے سامنے لفظ "شیعہ" سے رونما ہوا۔ اور اس نے اپنا نیا نام کہیں شیعہ امامیہ لکھا کہیں "رافضی" پسند کیا اور کہیں لفظ "محبّ" رکھا۔

محمد تقی خاں صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۲۴/ ۷/ ۱۹۸ء کے ذریعہ مجھ سے سوال کرتے ہیں:

> "یہ سنت والجماعت کا لفظ کس وقت سے استعمال ہونا شروع ہوا ہے۔ کیا رسول اللہ کے وقت کا لفظ ہے یا تینوں پہلی خلافت راشدہ کے وقت کا؟ یا چوتھی یا پانچویں خلافت راشدہ کے وقت کا؟ اگر میں جھوٹ یا جہالت کی بنیاد پر نہیں لکھ رہا تو یہ نام امیر معاویہ نے اس وقت رکھا ہے جب امام حسن علیہ السلام سے انہوں نے خلافت لے لی ہے۔ لہٰذا آپ سنّی حضرات امیرِ معاویہ ہی کے پیرو ہیں۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی کے نہیں۔ یہ چاروں تو مسلمان تھے اور رسول خدا کے اسلام پر قائم تھے۔ امیر معاویہ نے اپنے وقت سے سنت والجماعت کے نام کا ایک نیا مذہب شروع کر دیا ورنہ اس نام کی کیا ضرورت تھی۔"

ہمارے محترم المقام محمد تقی خاں صاحب نے غالباً حسب ذیل عبارت کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا۔ یہ روایت عام طور سے تمام شیعوں میں پھیلی ہوئی ہے اور خوب دنیا کو بے وقوف بنایا جاتا ہے کہ لفظ "سنت جماعت" ۴۱ھ کی دین ہے۔

> "خرج معاویه علیٰ علی کما تقدم وتسمی بالخلافة ثم خرج علی الحسن منزل بعد عن الخلافة فاستعتر فیها من ربیع الآخر او جمادی الاولیٰ سنة احدیٰ واربعین فسمی هذا لعام عام الجماعة لاجتماع الامة فیه علیٰ خلیفة واحد."

(۳) عربی عبارت کا ترجمہ علماء شیعہ اس طرح کرتے ہیں:

Marfat.com

معاویہ نے حضرت علی پر خروج کیا جیسے کہ گذرا اور خود خلیفہ بن بیٹھا پھر حضرت امام حسن پر چڑھائی کی اور آپ نے مجبوراً ظاہری خلافت سے کنارہ کشی کی تو حکومت معاویہ ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاولی ۴۱ھ میں منتقل ہو گی اور اس سال کا نام جماعت رکھا گیا کیونکہ اس سال امت کا اجتماع ایک خلیفہ ہوا۔ (ترجمہ تمام ہوا)

اب دیکھئے عبارت مذکورہ سے اس سال کا نام سال جماعت رکھنا ثابت ہوتا ہے نہ کہ ہمارا نام اور پھر سنت کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کی قابلیت۔"

اب میں اس کا جواب رسول اللہ ﷺ کی اس مبارک حدیث سے دیتا ہوں جو امیر معاویہ سے مروی ہے:

"حاکم و بیہقی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل ہوا ہو جائیں گے یہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے اور وہ فرقہ الجماعت ہے۔"[1]

اس حدیث کے بیان کرنے والے ایک بزرگ حاکم صاحب[2] بھی ہیں جن کے متعلق علمائے سنی و شیعہ کی رائے ہے کہ وہ شیعہ تھے۔ شیخ احمد ابن تیمیہ اور حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے شیعہ ہونے کی تصریح کر دی ہے۔

بلکہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ابن طاہر سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابو اسمٰعیل انصاری سے حاکم کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ حدیث میں وہ ثقہ اور قابل اعتماد ہے اور رافضی خبث ہے ذہبی کا قول ہے کہ اس کے بعد ابن طاہر نے کہا کہ حاکم اپنے تشیع میں بباطن شدید التعصب تھا مگر خلافت و تقدیم خلفاء میں سنی ہونے کا اظہار کیا کرتا تھا اور بایں ہمہ معاویہ اور اس کے خاندان سے منحرف تھا اور اس میں نہ

---

1. بحوالہ رسالہ النجم ۲۴ رمضان المبارک ۷۔۲۱ شوال المکرم ۴۴ ۱۳ھ صفحہ ۷
2. الخصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۳۲۰ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ

Marfat.com

خفاء کرتا تھا اور نہ کوئی عذر کرتا تھا میں کہتا ہوں کہ ہمارے علماء نے بھی ان کے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ چناں چہ محمد بن حسن حرمانے آخر رسائل میں لکھ دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اس شہر آشوب نے معالم العلماء کے باب الکنی میں اُنہیں شیعہ مصنفین میں شمار کیا ہے۔" [1]

قارئین کرام موصوف کے مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۸۷ء کے مکتوب صفحہ 168 پر درج جملوں پر غور کریں۔ ہم کو بڑی خوشی ہوئی کہ موصوف نے ان خلفائے ثلاثہ کا اسلام تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں حضرت ابو بکر‘ حضرت عمر‘ حضرت عثمان‘ حضرت کے لئے ہیں یہ چاروں تو مسلمان تھے اور رسول کے اسلام پر قائم تھے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔

اُلجھا ہے پانو یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مگر جو شیعہ امامیہ ان خلفائے ثلثہ کی رُجعت کے قائل ہیں مثلاً علامہ یعقوب کلینی، علامہ مجلسی، علامہ خمینی وغیرہ ان کے اس عقیدے پر موصوف دو جملے لعنت کے فرما دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ تاکہ قارئین کرام یہ سمجھ لیتے کہ موصوف واقعی خلفائے اربعہ کو مسلمان اور رسول اللہ ﷺ کا اسلام ان کے لیے تسلیم کرتے ہیں۔ جو روایت موصوف نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے لکھی ہے وہ اہل سنت والجماعت پر محض افتراء عظیم ہے۔ یہ روایت تاریخ مذہب اہل سنت والجماعت سے ثابت نہیں کی جاسکتی۔ تمام علمائے شیعہ امامیہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا اطلاق اُن پر کیا جائے گا جو خلفائے ثلثہ کی خلافت کو حق بجانب تسلیم کرتے ہیں اور رسول خدا ﷺ کی سنت پر عمل بھی کرتے ہیں۔ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ خلفاء اربعہ کا وہی اسلام تھا جو رسول خدا ﷺ کا تھا۔

اب آپ نے سنّی و شیعہ کے درمیان قضیہ خلافت باغ فدک و قصہ قرطاس متعہ النساء کی بحث کالعدم کر دی ہے۔ آپ کے سنّی ہونے میں کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ اور آپ کا یہ اعلان کہ

---

[1] مضمون مولانا محمد کاظم صاحب شیعی رسالہ الواعظ بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء صفحہ ۴۰ ترجمہ وفنون الاسلام

Marfat.com

"توفیق صاحب، ہم شیعوں کے بارہویں امام زندہ ہیں جن کی غیبت میں مجتہدین اور علماء کے فتاویٰ پر ہم لوگ عمل کرتے ہیں۔" [1]

بالکل غلط ہے۔ آپ کے عقیدے اور ان علمائے شیعہ اثنا عشری کے عقیدے میں بعد المشرقین ہے۔ یہ فیصلہ ہم اہل علم پر چھوڑتے ہیں۔

محترم محمد تقی خاں نے اپنے مکتوب مورخہ ۲/ جنوری ۱۹۸۷ء میں میرے متعلق لکھا کہ

"آپ کو میں نے سنی مانا ہے لیکن آپ خود کو صوفی مسلک کا کہتے ہیں صوفیوں میں اور دیوبندیوں میں جو بعد المشرقین ہے آپ بھی تسلیم کرتے ہوں گے اور میری معلومات اس سلسلے میں کافی ہیں۔"

اس کا جواب میں نے اپنے محترم موصوف کو دیا کہ مذہب شیعہ امامیہ افک عائشہ رضی اللہ کے قائل ہیں جس کی وجہ سے علماء اہل سنت والجماعت شیعوں کو کافرو مرتد کہتے ہیں اور ایک حوالہ میں نے قانون شریعت [2] کا بھی لکھ دیا تھا اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ آپ کے مذہب شیعی امامیہ کے مولوی امداد امام [3] امام علیہ ماعلیہ اپنی کتاب [4] میں مذہب وہابی کو بہ نسبت حنفی سنیوں کے زیادہ متبع شریعت میں تسلیم کرتے ہیں ادھر مسلک وہابی کے ایک مولوی جناب فضل الرحمٰن اعظمی ندوی [5] نے شیعہ مجتہد جناب کلب عابد لکھنوی کی نماز جنازہ مورخہ ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۷ء کو پڑھا کر شیعہ اور وہابی کو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہونے کا عملی ثبوت ہم حنفی سنیوں کو فراہم

---

[1] خط ۲۶/ جنوری ۱۹۸۷ء صفحہ ۸

[2] جلد اول صفحہ ۳۱ مؤلفہ قبلہ محترم مولانا شمس الدین جعفری رضوی جونپوری

[3] مولوی امداد امام ..... حضور قبلہ عالم سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم مبارک کے آگے لفظ "علیہ ماعلیہ" لکھتے ہیں چونکہ یہ الفاظ مولوی امداد امام صاحب کو بہت مرغوب تھے، اسی وجہ سے میں نے یہی الفاظ ان کے نام کے آگے لکھ دیئے ہیں تاکہ ان کی روح خوش ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے منہ میں زبان رکھ دی ہے۔

[4] "مصباح الظلم وایضاح المبہم" صفحہ ۸۳۱ مطبوعہ ۲۹/ دسمبر ۱۹۱۳ء

[5] جس اخبار کے ذریعہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن ندوی نے نماز جنازہ پڑھائی ہے اس کا حوالہ اخبار نئی دہلی مورخہ ۲۶/ جنوری ۱۹۸۷ء سے نقل کرتے ہیں تاکہ ہم سے ذمہ داری اٹھ جائے ملاحظہ ہو صفحہ ۳ و ۱۵

Marfat.com

کیا ہے اور میں نے لکھا تھا کہ ہمارے مسلک کے عالم دین ایسی حرکت نہیں کر سکتے۔ ہمارا مسلک مذہبی حیثیت سے کوئی رعایت نہیں کرے گا۔

"لکھنؤ میں شیعہ و سنّی اعتقادی اختلافات سے بالاتر ہو کر پانچ لاکھ سے زائد سوگواروں نے جس میں شیعہ و سنّی دونوں شامل تھے مولانا سید کلب عابد مجتہد کے جنازہ میں شرکت کی۔ مرحوم کی نماز جنازہ شیعوں کے امام باڑہ آصفی اور سنّیوں کی ٹیلہ والی جامع مسجد میں پڑھائی گئی۔"

(۲) یہ بات کسی معجزہ سے کم نہ تھی کہ مولانا کلب عابد مجتہد کا جسد خاکی آصفی امام باڑے سے مسجد ٹیلہ شاہ پیر محمد پر لایا گیا اور ان کی نماز جنازہ مولانا فضل الرحمٰن اعظمی ندوی نے پڑھائی۔" (صفحہ ۵' اخبار مذکور)

جناب محترم محمد تقی خاں صاحب اپنے مکتوب ۲۲ر جنوری ۱۹۸۷ء میں لکھتے ہیں:

مسلمانوں میں نماز جنازہ کے سلسلے میں تو میں نے یہی دیکھا ہے اور سنا ہے اور پڑھا ہے. کہ جب کسی مسلمان کی میت دیکھو تو اس پر نماز جنازہ بھی پڑھو اور کاندھا بھی دو۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اگر کلب عابد صاحب قبلہ کی نماز جنازہ علیحدہ سنّی طریقہ سے پڑھائی تو اس میں کیا گناہ کیا۔"

موصوف کو اپنے اس عقیدے کا جواب جناب مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "احکامِ شریعت" سے نقل کر آیا ہوں۔

لیجئے اب آپ لفظ سنّی و شیعہ کی بحث ملاحظہ فرمائیں۔ مذہب شیعہ کے ایک عالم ایرانی لفظ "شیعہ" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"احادیث و روایات میں کہیں تو لفظ شیعہ استعمال ہوا ہے کہیں لفظ "محب" ۔[1]

فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۶ پر ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابو بصیر

---

[1] "حقیقت تقویٰ" صفحہ ۴۸ مؤلفہ عبدالحسین دستغیب شیرازی ترجمہ اردو محبوب عابدی نجفی ناشر انصار المہدی ایسوسی ایشن نوگانوہ سادات ضلع مراد آباد۔

Marfat.com

رافضی صاحب امام جعفر صادق سے شکایت کر رہے تھے حضور اہل سنت ہم کو نہایت بُرے نام سے یاد کرتے ہیں۔ امام نے دریافت کیا رافضی تو نہیں کہتے[1]۔ ابو بصیر نے کہا۔ جی ہاں رافضی ہی کہتے ہیں تو امام نے ارشاد فرمایا:

"خدا کی قسم رافضی نام تمہارا اہل سنت نے نہیں رکھا بلکہ یہ نام خود خدا نے تمہیں دیا ہے۔"

فرقہ روافض کے متعلق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ[2] ایک حدیث رسول خدا کی بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں :

بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام چھوڑ دیں گے۔ بیہقی نے اس کی مثل حدیث روایت کی۔ [3]

(۱) اب ہم کو کوئی شیعہ عالم دین اپنی مذہبی کتب معتبر میں ایسی کوئی حدیث دکھلائیں کہ جس میں حضور پاک ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ میرے بعد ایک فرقہ "اہل سنت" نام کا ہوگا اور وہ گمراہ ہوگا۔

(۲) مذہب شیعہ کے بہت سے علمائے شیعہ اپنے "مسلمان" ہونے کا بھی انکار فرماتے ہیں جیسا کہ میں حوالہ دے آیا ہوں۔ رسول مقبول ﷺ تو اپنی امت کے لیے بحکم اللہ نام "مسلمان" عطا فرما رہے ہیں۔ قرآن کریم میں جگہ بہ جگہ اس امت خیر کے لئے لفظ مسلم۔ مسلمان۔ مومن آیا ہے مگر یہ شیعہ امامیہ اپنے لئے لفظ مسلمان کہنے سے گریز فرماتے ہیں اس سے زیادہ اس فرقے کے باطل ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

جب مولانا سید محمد سعید صاحب جن کو شیعی دنیا "سعید الملت" کے نام سے یاد کرتی ہے ان کے انتقال کے موقع پر لکھنؤ کے ہر مکتب فکر کے لوگوں نے ان کے

---

[1] بحوالہ رسالہ النجم لکھنؤ نمبر ا' جلد ۱۱' نصیحۃ الشیعہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۵ [2] التوفی ۹۱۱ھ

[3] الخصائص الکبریٰ جلد دوم' ترجمہ اردو صفحہ ۲۲۴' مدینہ پرنٹنگ پبلشنگ' کراچی' پاکستان

Marfat.com

جنازے میں شرکت کی۔ ایک معتبر شیعی رسالہ شیعی دنیا اور طبقہ مسلمانوں کو شیعی دنیا سے اس طرح الگ کرتا ہے۔

"آخری دیدار کے لیے مضطرب تھا صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ تمام علم دوست مسلمان اور صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت دوست غیر مسلم سوگواروں میں شامل تھے۔" [1]

کیا کسی سنی المذہب عالم دین نے اپنے "مسلمان" نہ ہونے کا کہیں انکار کیا ہے کہ ہم سنیوں کو مسلمان نہ کہا جائے۔ صرف "سنت والجماعت" ہی کہا جائے۔

ایک سوال رسول مقبول علیہ کے مذہب کے متعلق مولوی کرم الدین صاحب ضلع جہلم نے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا' اس کا جو جواب انہوں نے دیا اسے نقل کیا جاتا ہے: [2]

از جناب مولوی کرم الدین صاحب ضلع جہلم

سوال۔ علمائے اہل سنت والجماعت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں' جناب رسول مقبول کا سنت والجماعت قرآن پاک سے ثابت ہے یا نہیں؟ ثبوت آیات سے دیا جائے۔

الجواب

جناب رسول مقبول علیہ کا اہل سنت والجماعت ہونا قرآن سے ثابت ہے اور آیات پاک میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اول۔ حضور علیہ اس لیے اہل سنت ہیں کہ آپ کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ سنت الرسل اور سنت اللہ کی اتباع فرمائیں چنانچہ ارشاد ہوا ہے: **سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحويلا** ط سنت طریقہ ان رسولوں کا ہے جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اور نہ پائے گا تو میری سنت اور دستور میں تفاوت یعنی سب رسولوں میں اسی طرح میری سنت کا طریقہ چلا آیا ہے۔ (تفسیر شیعہ عمدۃ البیان جلد

---

[1] اخبار سیاست جدید کانپور مورخہ ۹/ اکتوبر ۱۹۶۷ء بحوالہ ایک رسالہ لکھنو سے شائع ہوا جس کا سرورق غائب ہے جس کی وجہ سے ہم اس رسالہ کا نام دینے سے قاصر ہیں۔

[2] رسالہ النجم نمبر ا جلد ۵' ۷ / محرم الحرام صفحہ ۹-۱۰-۱۱-۱۲

Marfat.com

۲ صفحہ ۲۸۵) اس آیت سے جس کا ترجمہ شیعہ تفسیر سے کیا گیا ہے بالتصریح ثابت ہے کہ آپ سنت اللہ اور سنت الرسل کے پیرو تھے۔ اس لیے آپ اہل سنت تھے۔

دوسری آیت اولئك الذين انعم الله عليهم فبهذا لهم اقتده (وہ لوگ تھے جن پر الٰہی انعام ہوا۔ پس آپ بھی اُن کے طریق ہدایت کی پیروی فرمائیں) اس آیت میں بھی یہی تصریح ہے کہ حضور ﷺ کو پہلے منعم علیہ علیہم (جماعت انبیاء) کی سنت پر چلنے کا حکم تھا۔

دوم۔ اس لیے کہ آپ نے مسلمانوں کو یہی ہدایت فرمائی کہ سنت الرسول کی اتباع کریں۔ چنانچہ جلاء العیون اردو جو شیعوں کی معتبر کتاب ہے اس کے صفحہ ۴۲ جلد ا میں ہے شیخ مفید و شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور حضرت کو معلوم ہوا کہ اب زمانہ رحلت قریب ہے ہمیشہ خطبہائے بلیغ فرماتے تھے اور لوگوں کو اپنے احکام کی مخالفت اور اپنے بعد فتنہ و فساد سے منع فرماتے تھے اور ڈراتے تھے اور وصیت فرماتے تھے کہ میرے طریقہ اور سنت سے دست بردار نہ ہونا۔

نیز شیعوں کی مستند کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ میں ہے فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔

(جو شخص میری سنت سے روگردان ہوا وہ مجھ سے نہیں ہے)

سوم۔ اس لیے کہ اہل سنت والجماعت وہ لوگ کہلاتے ہیں جن کے دل میں ہر چہار اصحاب رسول خلفائے اربعہ کی عزت ہو۔ شیعہ اور رافضی وہ حضرات ہیں جو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے ہیں باقی تین اصحاب کو گالیاں دیتے ہیں۔ خارجی، وہ لوگ ہیں جو تین اصحاب کو مانتے ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کرتے ہیں اور چونکہ رسول مقبول ﷺ کے دربار میں ہر چہار اصحاب خلفاء اربعہ کی عزت تھی اس لیے رسول پاک ﷺ اہل سنت والجماعۃ کے زمرہ میں داخل ہیں۔

حضور ﷺ نے چاروں اصحاب سے رشتہ بندی کی۔ حضرت ابو بکر حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی بیٹیاں آں حضرت ﷺ کی بیویاں تھیں اور حضرت عثمان اور حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہم کے گھر آپ کی بیٹیاں تھیں (یہ مسئلہ شیعہ کتب معتبرہ سے بالصراحت ثابت ہے) اس سے زیادہ قرابت کیا ہو سکتی ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ چاروں اصحاب دربارِ نبوت کے چار ارکان تھے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

"ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ چار یارانند
برائے خانۂ دیں چار دیوار ایں چنیں باید"

حضرت علیؓ بھی سنّی تھے

اس میں بھی کلام نہیں ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بھی اہل سنت والجماعت تھے۔ کیونکہ کتاب نہج البلاغۃ صفحہ ۱۲۸ میں ہے میں تم کو دو چیزوں کی وصیت کرتا ہوں ایک خدا کو واحد سمجھنا دوسری محمد ﷺ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔

نیز کتاب جلاء العیون اردو جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ میں جناب ممدوح کی آخری وصیت کے الفاظ یوں واقع ہیں میری وصیت تم سے یہ ہے کہ شرک خداوند بزرگوار نہ لانا اور کسی چیز کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرنا۔ اور سنت و طریقہ حضرت رسول کو ضائع نہ کرنا۔

نیز آپ کا صریح ارشاد ہے کہ بڑی جماعت کے تابع ہونے والا مومن اور اس سے علیحدہ ہونے والا شیطان کا تابعدار۔ چنانچہ نہج البلاغہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۶ میں ہے

الزموا السواد الا عظم فان یدالله علی الجماعة وایاکم والفرقة فان الشاذ من الانسان للشیطان.

(ترجمہ) بڑی جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے جماعت کی فرقت سے بچو کیونکہ علیحدہ ہونے والا انسان شیطان کا شکار ہوتا ہے۔

اس خطبہ میں تصریح ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت سچا مذہب ہے جس میں دنیائے اسلام کی بڑی جماعت داخل ہے۔ اس بڑی جماعت سے علیحدہ ہونے والے بقول جناب امیرؑ شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

دوم۔ حضرت علی المرتضیٰ اس معنی سے بھی اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں کہ آپ کے دل میں ہر سہ اصحاب رسول کی عزت و عظمت تھی' آپ نے اپنے خطبات میں تینوں خلفاء کی تعریف فرمائی۔ عمر بھر اُن کی صحبت میں گزاری' اُن کے پیچھے نمازیں پڑھیں' غنائم سے حصہ لیتے رہے' نیک مشورے دیتے رہے۔ نہج البلاغہ میں خلفائے ثلاثہ کی تعریف بکثرت موجود ہے۔ آپ نے دختر بلند اختر ام کلثومؓ کا ناتہ حضرت عمرؓ فاروقؓ کو دے کر اپنے سنت و جماعت ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ اس بات کا ثبوت شیعہ کی معتبر کتب میں بکثرت موجود ہے۔

کیا رسول پاک شیعہ تھے؟

رسول مقبول ہر گز شیعہ نہ تھے۔ اوّل اس لیے کہ قرآن پاک میں جا بجا اس لفظ شیعہ کی مذمت ہے۔ چنانچہ شیعہ کا اطلاق فرعونی گروہ پر ہوا ہے جیسا کہ پارہ ۲۰ پاؤ ایک میں ہے :

ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعاط

فرعون نے زمین میں غرور کیا اور اہل زمین کو شیعہ کر دیا۔

آنحضرت کو ارشاد ہے کہ آپ کو ان لوگوں سے تعلق نہیں ہونا چاہیے جنہوں نے دین میں تفرقہ پیدا کر دیا اور شیعہ ہو گئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ط

جن لوگوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور شیعہ شیعہ (گروہ گروہ) ہو گئے۔ ان کو آپ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

مسلمانوں کو بھی قرآن میں ایسے تفرقہ کا نیز فرقہ سے اجتناب کا حکم ہوا ہے۔

وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًاط

(ترجمہ) مسلمانوں تم ان مشرکین میں شامل نہ ہو جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ شیعہ ہو گئے۔

اور بھی بہت آیات ہیں خوف طوالت سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

دوم۔ آں حضرت ﷺ کے وقت میں شیعہ مذہب کا نام و نشان نہ تھا۔ کیونکہ ہر چہار اصحاب کبار کے جام الفت و محبت سے تمام مسلمان سرشار تھے۔ اور کسی ایک کی بدگوئی کرنے والا اس دربار پاک میں دخل نہیں پاسکتا تھا۔ یہ مذہب اور اس کے پیروکار اس وقت پیدا ہوئے جب عبداللہ بن سبا یہودی نے تفرقہ اندازی شروع کی۔ اگرچہ جناب امیرؓ نے اس کو اور اس کے بانیان کو سخت سزائیں بھی دیں۔ جلاوطن بھی ہوئے لیکن جو بیج بویا گیا تھا' شیطان نے اس کی آبیاری کر کے نشوونما دیا اور دنیا میں فتنہ برپا ہوا۔ شیعہ کسی مذہب کا نام نہیں۔ شیعہ گروہ کو کہتے ہیں خواہ کفار ہی کا کیوں نہ ہو۔

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر بحث

جناب محمد تقی خاں صاحب نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۷ء میں حضور غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ صرف ایک رباعی کی وجہ سے لکھا ہے اور مجھ سے ان کا مذہب سنی ثابت ہونے کا ثبوت طلب کیا ہے۔ رباعی

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ست حسین دین پناہ ہست حسین

سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالٰہ ست حسین

اس کا جواب یہ ہے کہ جو دیوان خواجہ غریب نواز حضرت معین الدّین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ سے منسوب ہے محققین اسلام اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارے اس ثبوت کے لیے دیکھیں پروفیسر محمد اکرام ڈی لٹ کی آب کوثر [1] پروفیسر خلیق احمد نظامی کی "سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات" حضرت مولانا مناظر حسن گیلانی کی مؤلفہ کتاب "ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت۔" [2]

دنیا کے ایک اور نامور محقق مولانا وکیل احمد سکندرپوری بھی اس دیوان سے

---

[1] آب کوثر صفحہ ۲۰۹ تاج کمپنی ۳۱۰ ترکمان گیٹ دہلی۔

[2] جلد اول صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی۔

Marfat.com

صاف صاف انکار کرتے ہیں کہ یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے۔[1]

عربی و فارسی ادب کے مشہور و معروف محقق جناب نثار احمد فاروقی امروہوی بھی اس دیوان کو خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا تسلیم نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں اُن سے گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کے گواہ عینی حکیم کلب علی صاحب امروہوی بھی ہیں۔

میں نے ۲۰ر جنوری ۱۹۸۷ء کو ایک خط کے ذریعہ محمد تقی خاں صاحب کو لکھا تھا۔

"آپ سے جو دیوان دنیا والوں نے منسوب کر رکھا ہے وہ ہرگز ہرگز آپ کا نہیں ہے اور نہ یہ شعر مزار اقدس پر کندہ ہے۔ بندہ سات مرتبہ درگاہ عالیہ قدسیہ میں حاضری دے چکا ہے' البتہ آپ کے جنتی دروازے پر نقرئی حرفوں سے خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی کندہ ہیں۔ کیا آپ نے کبھی یہ درگاہ دیکھی ہے اور اگر دیکھی ہے تو ادھر بھی نظر کرم فرمائی یا نہیں۔ اب اگر کسی شخص نے شہرت عامہ حاصل کرنے کی بنا پر یہ شعر شیشے میں آویزاں کر دیا ہے تو وہ قابل سند نہیں۔ آپ اس سلسلے میں اہم معلومات اپنے شہر علی گڈھ کے مشہور و معروف محقق پروفیسر خلیق احمد نظامی سے برائے قسم خونِ حسین معلوم کریں۔"

اس کا جواب محترم محمد تقی خاں صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۸۷ء میں اس طرح دیتے ہیں :

"خواجہ صاحب سے وہ رباعی منسوب نہیں کرتے تو آپ کو درگاہ کے سجادہ نشین صاحب سے کہنا چاہیے تھا کہ حضور والا یہ رباعی درگاہ پر لگا کر خواجہ صاحب پر کیوں تہمت لگوا رہے ہیں۔ آپ کو اس کا جواب میری بجائے یا کسی بھی شیعہ کے بجائے خود سجادہ نشین صاحب دے

---

[1] دیکھو انفاس العارفین کا ترجمہ اردو مقدمہ صفحہ ۷ مکتبہ الفلاح دیوبند یوپی۔

Marfat.com

دیتے اب آپ مجھے جو مشورہ دے رہے ہیں کہ میں پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب سے جاکر دریافت کروں تو پروفیسر صاحب اس معاملے میں کیا فیصلہ دیں گے۔ معاملہ تو درگاہ چشتی صاحب کا ہے جس کا انتظام لوگوں کے سپرد ہے۔ وہ جواب دیں اور فیصلہ کریں۔"

اس کا جواب :جب ہمارے متکلمین اہل سنت والجماعت بوقت مناظرہ سنی و شیعہ کسی کتب شیعہ سے اپنے کسی استدلال کے لیے حوالہ نقل کرتے ہیں تو علمائے شیعہ متکلمین یہ جواب دیتے ہیں کہ حضور یہ حدیث ضعیف ہے کمزور ہے تو ہمارے متکلمین اہل سنت کو اس کا یہی جواب دینا چاہیے کہ حضور ایسی کتاب کو نذر آتش کر دینا چاہیے جس سے امام معصوم پر تہمت لگتی ہے۔ اس وقت آپ ہمارے اس عالم کو کیا جواب دیں گے۔

(۲) مذہب شیعہ میں مرثیہ کا پڑھنا علمائے مجتہدین شیعہ کے نزدیک حرام ہے۔[1] بعض مجتہدین شیعہ مرثیہ میں شریک بھی نہیں ہوتے ہیں تو کیا عوام الناس شیعہ نے اپنے علمائے شیعہ کے فتویٰ پر عمل کیا ہے؟

(۳) ایام محرم میں تاشا باجا بجانا اور سینہ کوبی کرنا علمائے شیعہ کے نزدیک حرام ہے تو اس کو بھی کیا کبھی آپ نے منع کیا ہے۔ جب آپ ایسا نہیں کر سکتے تو میں کیسے سجادہ نشین درگاہ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مشورہ دوں کہ حضور اس رباعی کو الگ کرادیں۔ میں درگاہ کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ آپ یاد رکھیں کسی بھی غلط قول کو مشہور ہونے سے مانا نہیں جائے گا۔ یہ اہل انصاف کا فیصلہ ہے۔ بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ رباعی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے تو کوئی علم داں اور مسلمان خواجہ صاحب رحمۃ اللہ کی اس رباعی کو حجت نہیں مان سکتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام ط اور رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور دین اسلام کو اللہ نے پسند فرمالیا ہے اور دین اسلام ہی ہے جو ازل سے ہے تا

---

[1] دیکھو مولوی عباد علی مفسر شیعہ کا فتویٰ بحوالہ رسالہ محرم و تعزیہ داری صفحہ ۱۵ و ۱۶ لکھنؤ ایڈیٹر عبدالشکور فاروقی

Marfat.com

ابد رہے گا۔ بنائے لا الٰہ قرآن مبین اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت پر عمل کرنا ہے نہ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب غلط طور پر اس رباعی پر۔ خود قرآن کریم میں موجود ہے :

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ؕ

(ترجمہ) یہ مذہب ہے تمھارے باپ ابراہیم کا۔ نام رکھا ہے اس کا مسلمان۔ پہلے سے اور اس کتاب میں (یعنی قرآن کریم) تا کہ ہو پیغمبر تمھارے اوپر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔ پس قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور مضبوط پکڑو ساتھ اللہ کے۔ وہی ہے دوست تمھارا۔ پس بہت اچھا دوست ہے اور اچھا مددگار۔

نہ کہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب یہ من گھڑت اور غلط روایت اور یہ کہ اس رباعی میں کونسی شیعت پائی جاتی ہے۔ سیدنا حضور امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ سے (بہ حیثیت نواسۂ رسول ﷺ) محبت کرنا جزو ایمان اہل سنت والجماعت ہے اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرنا ہی عین سنت والجماعت ہونے کی نشانی ہے۔ چنانچہ مذہب اہل سنت کے نامور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مہر الدین 'یزید کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: [1]

"یزید پلید فاسق مرتکب کبائر تھا معاذ اللہ اس کو ریحانہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت؟ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل' ہمارے وہ شہزادے' وہ بھی شہزادے۔ ایسا کہنے والا مردود خارجی ناصبی مستحق جہنم ہے۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علماء اہل سنت

---

[1] مطبوعہ مکتبہ غوثیہ جماتیہ لاثانیہ چاہ میراں لاہور صفحہ ۱۷۲ طبع دوم ۱۹۸۳ء اور بہار شریعت جلد اول صفحہ ۷۷ مؤلفہ مولانا امجد علی شاہ رضوی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا کافر نہ کہیں گے' نہ مسلمان' عقیدہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدیان اہل سنت ہے جو ان سے محبت نہ رکھے مردود ملعون ہے۔"

شیعہ امامیہ کے بعض لوگوں کی پرانی عادت ہے کہ طبقہ صوفیہ عظام کو شیعہ ثابت کرنے کے لئے ان سے غلط اشعار اور بعض کتب بے ہودہ کو منسوب کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے مگر اہل حق ہمیشہ ایسے بے ہودہ اور جعلی حرکتوں کا پردہ فاش کرنے کے لئے ہر وقت سینہ سپر رہتے ہیں۔

شیعوں کے ایک عالم دین جناب مولوی مقبول احمد دہلوی[1] مترجم قرآن جو اپنی بدزبانی کی وجہ سے حلقہ اہل سنت والجماعت میں مشہور و معروف ہیں' اپنے مقدمہ ضمیمہ[2] قرآن میں ایک شعر حضرت مولانا جلال الدین صدیقی رومی رحمتہ اللہ علیہ[3] سے منسوب کرنے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتن

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ صحابہ' رسول کو بے گور و کفن چھوڑ کر دنیا کی محبت میں پھنس گئے۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح ایک شعر شیعوں نے جناب علامہ سر محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب کر دیا۔ ملاحظہ کریں۔

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
ایک ضرب یداللٰہی ایک سجدۂ شبیری

چنانچہ مذکورہ شعر پاکستان سے نکلنے والے پرچہ الاتحاد ہال نمبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۹۸ پر معصوم حیدر نقوی امروہوی نے علامہ موصوف سے منسوب کر دیا۔ حیرت تو یہ ہوتی ہے کہ ان شیعوں کو ایسی جھوٹی باتیں گھڑتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔

---

[1] المتوفی ۱۹۲۱ء [2] ضمیمہ قرآن صفحہ ۲۸۴ [3] المتوفی ۶۷۲ھ

Marfat.com

راقم الحروف دنیائے شیعیت کو کھلا چیلنج دیتا ہے کہ ان دونوں اشعار کی صداقت ثابت نہ کر سکیں گے۔ اگر مذہب شیعہ امامیہ کے نزدیک محبت اہل بیت ہی شیعہ ہونے کی دلیل ہے تو پہلے امام بخاری' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابو حنیفہ' امام شافعی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) کو شیعہ امامیہ کہنے کی ہمت کریں۔

حضور غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ راسخ العقیدہ حنفی سنّی روحانی مجتہد تھے۔ آپ نے یادگار محمد حاکم سبزوار کو شیعہ امامیہ سے توبہ کرا کر داخل اہل سنت والجماعت کیا۔ یہ روایت تاریخ فرشتہ جلد دوم میں موجود ہے اور اس روایت کو سیر العارفین میں مولانا جمالی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے جو عہد ہمایوں کی کتاب ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اکابر حنفیہ میں ہوتا ہے چنانچہ آپ کا تذکرہ حدائق الحنفیہ میں فقیر محمد لاہوری نے کیا ہے۔ جو شیعہ آپ کے لئے تقیہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں وہ اپنی جہالت میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

مسئلہ تقیہ کے رد میں شمس العلماء جناب خواجہ حسن نظامی دہلوی بہت کچھ لکھ گئے ہیں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ آپ کے سلسلہ کے امام حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ علمائے دین کافر کہتے ہیں۔ ہمارے اس ثبوت کے لئے ملا محمد باقر مجلسی کی "عین الحیات" مولوی احمد اردبیلی کی "حدیقہ شیعہ" مولوی سید حسین لکھنوی کی "حدیقہ سلطانیہ" مولوی دلدار علی لکھنوی کی "ذوالفقار" اور "شہاب الثاقب" نعمت اللہ کشمیری کی "انوار نعمانیہ" پڑھیں۔

مذہب شیعہ کے ایک عالم دین جن کو شیعہ ایسے بڑے القاب سے یاد کرتے ہیں' علامہ سرکار والمسلمین سید علی الرضوی گولپوری "اوقات نماز" قرآن کریم اور احادیث رسول[1] کی روشنی میں لکھتے ہیں:

"جنگ جمل کے بعد جانشین خاتم المرسلین سید الوصیین حضرت امیر المومنین علیہ السلام بصرہ میں ایک مقام سے گذر رہے تھے دیکھا کہ

---

[1] احتجاج طبرسی صفحہ ۴

حسن بصری غلط وضو کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اے حسن صحیح وضو کرو۔ حسن بصری نے کہا کہ یا امیر المومنین کل تو آپ نے ایسے لوگوں کو قتل کیا جو کلمہ پڑھتے تھے اور صحیح وضو کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم ان کی مدد کو کیوں نہیں گئے۔ حسن بصری نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے غسل کیا اور حنوط ملا اور اسلحہ جنگ لگایا اور اس میں کوئی شک نہیں رکھتا تھا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مخالفت کرنا کفر ہے۔ جب میں چلا تو کسی نے راہ میں مجھ کو آواز دی "کہاں جا رہا ہے، وہاں جو قتل کرتا ہے وہ بھی جہنمی ہے اور جو مارا جاتا ہے وہ بھی جہنمی ہے" میں ڈر کر واپس چلا آیا۔ دوسرے روز میں پھر اسی سامان سے چلا۔ راہ میں کسی نے پھر وہی آواز دی۔ میں پھر پلٹ آیا۔ حضرت نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ جانتے ہو وہ آواز دینے والا کون تھا؟ حسن بصری نے کہا کہ نہیں۔ حضرت نے فرمایا وہ تمھارا بھائی شیطان تھا۔ اور اس نے سچ کہا کہ لشکر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا "ہر امت میں ایک سامری ہوتا ہے اور اس امت کے سامری تم ہو۔"

جناب محمد تقی خاں نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۷ء کے ذریعہ مجھ سے معلوم کیا تھا۔

"خواجہ حسن بصری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر آگیا تو ایک چوتھا سوال آپ سے مزید کرنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے کس بنیاد پر اپنی کتاب میں یہ لکھ دیا کہ شیعہ ان کو دشمن علیؑ مانتے ہیں۔ میرے خیال میں تو شیعہ کتب سے ایسا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی کتاب کا حوالہ آپ مجھے لکھیں تو نہایت ممنون ہوں گا۔ میں تو خواجہ صاحب کی تعریف ہی اپنی کتابوں میں پاتا ہوں۔"

مذکورہ بالا عبارت سے تسلی بخش جواب آپ کو مل گیا مگر میں آپ سے معلوم

Marfat.com

کرتا ہوں کہ مذہب شیعہ کی وہ کون سی کتاب الکتنی ہے جس میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف ہے؟

دنیا کے تمام محققین یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوستان میں فلسفۂ وحدت الوجود کے معمار اول جناب حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ ہیں مگر قائلین وحدت الوجود کو تمام علماء شیعہ متکلمین بالاتفاق کافر مشرک اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں جیسا کہ میں پہلے حوالہ دے چکا ہوں۔ مذہب شیعہ میں ایک بھی ایسا عالم دین نہیں ملتا جو فلسفہ وحدت الوجود کا قائل ہو اور نہ اس مذہب میں اس فلسفہ پر کوئی کتاب لکھی گئی۔ بہت سے ناواقف شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ صوفیوں کا سلسلہ بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاندان قادریہ نقشبندیہ یعنی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی نور اللہ مرقدہٗ کا سلسلہ بھی جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے تو کیا ان بزرگوں کو شیعہ امامیہ کہا جاسکتا ہے؟ آیئے ہم خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ دہلوی سے معلوم کریں۔

خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات کو آپ کے مرید بااخلاص سید حسن سجزی رحمتہ اللہ علیہ[1] نے بیس سال تک جمع کیا اور اس در بے بہا کا نام ''فوائد الفواد'' رکھا۔ اس کتاب کی صداقت کا اقرار تمام ہی ہندوپاک کے اس عہد سے لے کر آج تک تمام علمائے دین و صوفیہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ راسخ العقیدہ سنی حنفی تھے۔ اپنے مذہب سنی حنفی ہونے کا اعلان اس طرح فرماتے ہیں:

> ''دولت پائے بوسی حاصل ہوئی' نماز تراویح کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ فرمایا تراویح سنت ہے خواہ ایک رات میں سارا قرآن سن لیں یا تیں راتوں میں۔ تراویح میں کم سے کم ایک بار قرآن سننا چاہیے۔ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے اور تراویح میں ایک بار ختم

---

[1] المتوفی ۱۳۳۶ھ

Marfat.com

قرآن کرنا سنت ہے۔ بندے نے عرض کی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سنت صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز تین رات پڑھی ہے اور ایک روایت ہے کہ صرف ایک رات پڑھی ہے لیکن اس سنت کو ایک مستقل اور دائمی سنت حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں دی۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ کیا سنت صحابہ کو بھی سنت کہیں گے؟ فرمایا ہمارے مذہب میں یعنی حنفی مذہب فقہ میں کہتے ہیں' البتہ امام شافعی کے فقہی مذہب میں سنت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے۔ (فوائد الفواد صفحہ ۳۲۲ مجلس ۳۴)

اس کتاب درِ بے بہا میں جابجا مذہب حنفی کی تائید فرماتے جا رہے ہیں۔ اسی مجلس میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی جو تعریف فرمائی ہے بیان سے باہر ہے۔ اس کتاب درِ بے بہا میں ان ہی راویان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے روایتیں نقل کی ہیں جن کو شیعہ امامیہ کافر و مرتد کہتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہیؒ انھیں روایتوں کو اپنے سر پر رکھتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی نے اس پوری کتاب میں ایک بھی حدیث شیعہ راویان مثل ابو بصیر جیسے غالی شیعہ سے نقل نہیں فرمائی اور نہ کسی معتبر کتب شیعہ کا اس میں نام و نشان ہے۔ محبوب الٰہی سیدنا غوث اعظم حضرت عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی جو تعریف فرما رہے ہیں' بیان سے باہر ہے۔ پہلی مجلس میں ہی آپ کا ذکر موجود ہے' حیرت کا مقام یہ بھی ہے' آج جس طرح محرم میں شیعہ شور و غوغا مچاتے ہیں' ایک محفل بھی ایام محرم کے عشرہ کے متعلق اس کتاب میں موجود نہیں۔ محبوب الٰہی ایک زبردست محدث اور فقیہہ تھے۔

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ابو طالب کو کافر لکھتے ہیں:

"ابو طالب کا ذکر آیا' آپ نے کہا کہ جب وہ بیمار ہوئے حضرت مصطفےٰ ﷺ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا آپ ایک بار حق تعالیٰ کی

Marfat.com

وحدانیت کا اقرار کر لیجئے کا خواہ زبان سے خواہ صدق دل سے تاکہ میں
خداتعالیٰ سے بطور حجت کہہ سکوں کہ اے اللہ یہ ایمان لے آئے تھے
ہر چند کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا لیکن ابو طالب پر اس کا کوئی اثر نہ
ہوا اور وہ اسی حالت کفر میں رحلت کر گئے۔" ۱

جب میں نے جناب محمد تقی خاں کو یہ حوالہ لکھا تھا تو انھوں نے حسب عادت شیعہ کے دنیا بھر کے لوگوں کے حوالے حمایت ایمان ابو طالب کے سلسلے میں مجھے لکھ دیئے۔ مجھے ان حوالوں کی کیا ضرورت ہے۔ دوسروں کے عقیدے سے کیا مطلب۔ مجھے مطلب ہے عقائد محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا کوئی قول ایمان ابو طالب کی حمایت میں مجھے لکھ دیتے تو میں ضرور اپنی غلطی تسلیم کر لیتا۔

نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نور اللہ مرقدہ حضرت امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کو مکرم اصحاب رسول تسلیم فرماتے ہیں۔
معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں معلوم کیا۔ کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟
فرمایا وہ مسلمان تھے' صحابہ میں سے تھے اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے خسر ابو سفیانؓ کے صاحبزادے تھے۔" ۲

جب محمد تقی خاں صاحب کو میں نے یہ حوالہ دیا تھا تو اس پر بھی حسب عادت دنیا بھر کی خرافات جناب امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مجھے لکھ دیں۔ کیا کوئی شیعہ عالم دین ایسے عمدہ الفاظ سے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یاد کر سکتا ہے اور اپنے قلم سے لفظ "مسلمان" ان کو لکھنے کی ہمت کر سکتا ہے جبکہ بالاتفاق مذہب شیعہ امامیہ ان کے کفر کے قائل ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی مذہب شیعہ کو ناصبی فرما رہے ہیں۔

مرجی اور ناصبی کون ہوتے ہیں۔ فرمایا رافضی کو ناصبی کہتے ہیں ۳

کیا کوئی شیعہ عالم اپنے مذہب شیعہ کو لقب "ناصبی" دے سکتا ہے مگر حضرت

---

۱ فوائد الفواد صفحہ ۲۷۹ مجلس ۱۵ جلد چہارم
۲ فوائد الفواد صفحہ ۳۴۴ مجلس ۳۸ جلد چہارم
۳ فوائد الفواد صفحہ ۳۷۵ مجلس ۵۱ جلد چہارم

Marfat.com

نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ بڑے زور و شور کے ساتھ شیعوں کو "ناصبی" کا لقب دے رہے ہیں۔ یہ حوالہ بھی میں نے موصوف کو لکھا' اس پر بھی کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ لغو جوابات دیئے۔

اب ذرا آیئے حضور سیدنا ابو الحسن امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں وہ شیعوں کے لئے کیا فرماتے ہیں:

مسلمانان نعمانی روش خاص — زوال ہر چار آئیں را با خلاص
وکیں با شافعی نے مہر بازید — جماعت را و سنت را بجاں صید
نہ ز اہل اعتزالی کز فن شوم — نہ دیدار خدا گردند محروم
نہ رفضی تا رسد زاں مذہب بد — جفائے بر وفا داران احمد [1]

لیجئے امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ تو مذہب شیعہ کو لقب "بد" کا خطاب دے کر مذہب شیعہ کی حقارت کر رہے ہیں۔ اب کیا کسی انصاف پسند شیعہ کو یہ تسلیم ہے کہ یہ صوفی مذہب شیعت کے قریب ہیں۔ یہ صرف دھوکا ہی دھوکا ہے۔ صوفی مذہب شیعہ امامیہ سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہندوپاکستان میں جو تعداد اہل سنت والجماعت کی بہ نسبت شیعوں کے کہیں زیادہ ہے' یہ سب فیضان ہی صوفیہ عظام کا ہے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے عوام الناس و طبقہ علمائے اہل سنت والجماعت مذہب شیعہ کے مشہور و معروف علمائے شیعہ کو کبھی بھی سنّی بتلانے کی ہمت نہیں کرتے ہیں اور نہ ان سے کسی قسم کی عقیدت رکھتے ہیں۔

ہم مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی قاضی نور اللہ شوشتری شہید ثالث [2] اور مولوی دلدار علی غفراں مآب صاحب سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے اور نہ ان سے کسی طرح کا فیض باطنی جاری ہے جس طرح ہمارے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری' خواجہ نظام

---

[1] مثنوی عشقیہ بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول صفحہ ۲۶۰

[2] مذہب شیعہ کے چار شہید جن کو سنیوں نے بہ جرم تشیع قتل کیا۔ **شہید اول**۔ شیخ شمس الدین محمد بن مکی بن محمد بن حامد علی' پیدائش ۷۳۴ھ' قتل ۹ ر جمادی الاول بروز جمعرات ۷۸۶ھ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

الدین اولیاء محبوب الٰہی' بابا فرید گنج شکر' بہاء الدین زکریا ملتانی' مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ سے فیض روحانی جاری ہے کہ ان کے مزارات پر ہر وقت مخلوق خدا کا ازدحام لگا رہتا ہے۔ کیا شیعہ کیا غیر مسلم۔

محمد تقی خاں صاحب نے لکھا ہے کہ ظاہر میں یہ صوفیہ عظام اہل سنت والجماعت کے طریقے پر عبادت کرتے تھے۔ ہم آپ کو دعوت راہ حق دیتے ہیں' آپ بھی ان کے اس طریق ظاہر پر اپنی عبادت و ریاضت کا طریقہ اپنائیں۔

دنیا کو معلوم ہے کہ مذہب شیعہ کی ظاہری عبادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کھلا تبرا موجود ہے۔ اس ثبوت کے لئے "تحفۃ العوام" کا مطالعہ کریں۔ اس میں تبرا کی عبادت پر عمل کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی ہی کیا ہمارے تمام کے تمام صوفیہ عظام ظاہری و باطنی طریقے پر سنی المذہب تھے۔ ان کی زندگی کا کوئی شعبہ بھی منافقانہ نہیں ہوتا۔ تقیہ کی زندگی بزدلوں کی ہوتی ہے۔ دنیا میں مردانہ زندگی گزارنے کا سلیقہ جناب حیدر کرار اور آپ کے صاحبزادے جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم نے سکھایا۔ تقیہ میں یعنی منافقانہ طور پر زندگی گذارنے کا طریقہ عبداللہ ابن ابی نے سکھایا ہے۔ جس کی جو طینت ہوتی ہے آدمی اس کے ساتھ چلا جاتا ہے اور اس کے کردار کی تعریف کرتا ہے۔

مذہب شیعہ کے مشہور و معروف مرثیہ گو شاعر مرزا جعفر فصیح لکھنوی نے جو ناسخ کے شاگرد ہیں' جس کا ذکر آب حیات میں محمد حسین آزاد اور تاریخ اردو ادب میں رام بابو سکسینہ نے کیا ہے' اس خبیث مردود شاعر نے تمام خاندان چشتیہ کے اکابر کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

شہید دوم ۔ شیخ زین الدین بن شیخ نور الدین علی بن احمد بن محمد بن جمال الدین بن صالح' پیدائش ۱۳ر شوال بروز منگل ۹۱۱ھ' قتل ۹۶۵ھ

شہید ثالث۔ قاضی نور اللہ شوشتری بن شریف نور اللہ اکبر آبادی پیدائش ۹۵۶ھ مطابق ۱۵۴۹ء' قتل ۱۸ر جمادی الآخر ۱۰۱۹ھ مطابق ۱۷ر ستمبر ۱۶۱۰ء

شہید رابع۔ مرزا محمد بکامل ابن عنایت احمد خاں کشمیری' پیدائش تقریباً ۱۱۵۰ھ' قتل ۱۲۳۵ھ

Marfat.com

کھلی کھلی مغلظات گالیاں دی ہیں۔

تیرے جو پیر گذرے ہیں پلستی   نظام الدین خسرو قطب و چشتی
ہوئے فی النار جس تاریخ و غول   ہوا ہے عرس اس دن کا انکا معمول
ہر اک کی گور پہ لگتا ہے میلا   زنا کاروں کا وہاں ہوتا ہے ریلا
کلانوت جا کے ٹک دہریت ہیں گاتے   پس از مردن بھی ہیں اس کو رجھاتے
کہیں قوال گاتے ہیں ترانے   کہیں لڑتے ہیں پی کر کچھ زنانے
ہیں جتنی کسبیاں کرتی ہیں مجرا   کہ پُر ہو ہر اک سے حضرت کا حجرا
کوئی گاتی ہیں ڈھولک بجاکر   مشائخ ناچتے ہیں حال لاکر
ہر ایک جاکر زیارت کے بہانے   زنا کرتا ہے بھڑوے کے سرہانے

(مثنوی برق لامع صفحہ ۴۹ مطبوعہ ۱۲۶۲ھ)

مرزا جعفر فصیح نے یہ مثنوی برق لامع بہ ایماء سید محمد سلطان العلماء لکھنوی جو فرزند ارجمند ہیں مولوی دلدار علی صاحب کے لکھی۔ اس کا ثبوت مولوی اعجاز حسین[1] صاحب نقوی شیعی امروہوی اپنے مذہبی رسالہ "اصلاح" کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار بابت محرم الحرام ۱۳۲۴ھ صفحہ ۳۳ پر اس طرح دیتے ہیں:

"مثنوی برق لامع حسب اشارات و اعانت جناب سلطان العلماء کے مرزا فصیح علیہ الرحمہ نے لکھی ہے۔"

حیرت کا مقام ہے کہ ایک طرف شیعہ امامیہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو محبِّ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کو تقیہ میں شیعہ بتلاتے ہیں اور دوسری طرف علماء شیعہ اپنے شعراء سے ان کی شان میں کھلی گستاخیاں کراتے ہیں' یہ منافقانہ چال نہیں تو اور کیا ہے؟

ادھر مدیر "اصلاح" جناب مولانا اظہار الحسنین صاحب نے ایک کتاب "شیخ جیلانی" لکھی ہے جس کے صفحہ آخر میں لکھا ہے کہ جو شخص "پیر اجمیری" کی قبر پر جائے گا' خدا کے غضب کا مستوجب ہوگا۔"

---

[1] مولوی اعجاز حسین امروہوی المتوفی ۱۳۴۰ھ ان کا تذکرہ مولوی محمود احمد عباسی امروہوی نے تذکرۃ الکرام میں کیا ہے۔

Marfat.com

جب میں نے مذکورہ اشعار محمد تقی خاں صاحب کو لکھے تو انھوں نے اس کا یہ جواب دیا:

"وہ جواب ہے کسی صوفی کی بیہودگی کا"

اب میں ایک مثال آپ کو اس طرح دوں کہ دو شخص ہیں اور دونوں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دونوں میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بحث ہو رہی ہے۔ ایک مسلمان سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان والا صفات میں گستاخی کی جسارت بے جا کرتا ہے۔ تو آپ اس گستاخ مسلمان کے لئے کیا فیصلہ دیں گے؟ لیکن بہت سے مسلمان اس گستاخ کو کوئی سزا نہیں دیتے۔ اب ان مسلمانوں کو کیا کہا جائے گا۔ یہی تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ مسلمان بھی اس گستاخ کے حامی و مددگار ہیں۔ یہ فرقہ بھی گستاخ ہی سمجھا جائے گا۔ یہی حال تمام شیعہ حضرات کا ہے۔ آج تک کسی شیعہ امامیہ نے اس کتاب سے اپنی برأت کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ بارہا مذہب شیعہ امامیہ کے شیعی پریس میں یہ کتاب شائع ہوئی اور بعض جگہ اس کے قلمی نسخے بھی شیعہ لوگوں کے پاس پائے گئے ہیں۔ چنانچہ اولاد شاہ ولایت امروہہ کی شیعہ اولاد میں سے ایک شخص نے اس کو پڑھنے کے لئے نقل کیا۔ یہ نسخہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔

اس مرثیہ گو شاعر خبیث مردود کا جو مقام مذہب شیعہ امامیہ میں ہے' اردو ادب کے محققین کو معلوم ہے۔ مولوی اعجاز حسین شیعی نقوی امروہوی نے اس خبیث شاعر کو "علیہ الرحمہ" جیسے دعائیہ جملے لکھے ہیں۔ مولانا نجم آفندی شیعی نے بھی اپنے ایک خط میں جو ادیب پروفیسر مسعود حسن رضوی کو روانہ کیا ہے' اس میں اس شاعر کو "مرحوم[1]" لکھا ہے۔ اب شیعوں کو یہ حق نہیں ہے کہ اس شاعر کی توہین کر سکیں۔ آپ کی نظر میں تو "صوفی" 'مذہب شیعیت' کے قریب ہوتا ہے پھر اس صوفی نے کیا ایسی گستاخی مذہب شیعہ کے لئے کی تھی جس کی وجہ سے ان محبان اہل بیت مثل حضرت خواجہ معین الدین چشتی' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی' مولانا فخر الدین دہلوی' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی' حضرت امیر خسرو

---

1 بحوالہ مطلع الانوار صفحہ ۴۴۰

Marfat.com

رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو مغلظات گالیاں دی ہیں۔

دراصل بات یہ ہے کہ مذہب شیعہ میں اللہ والوں کو گالیاں دینے کی مشق کرائی جاتی ہے جب ہی محب اہل بیت کہلاتا ہے۔ گالیاں دینا ہی مذہب شیعہ میں بڑی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے.کہ تمام صوفیہ اسلام نے مذہب شیعہ کی عبادت کو نہیں اپنایا۔

محبِّ اہل بیت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی کی شان میں گستاخی

شیعہ امامیہ یہ دلیل ناقص دیتے ہیں کہ صوفی محب اہل بیت ہوتا ہے اس لئے وہ شیعہ امامیہ ہوتا ہے۔ اس کا مکمل جواب یہ ہے کہ جماعت صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں جناب قبلہ و کعبہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نور اللہ مرقدہٗ ہوئے ہیں جن کے کلام روحانیت کا دنیائے اسلام میں جواب نہیں ملتا۔ سچے عاشق رسول' سچے مداح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ آپ کے سچے ہونے کی جو تاریخی کیفیت حضرت مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ سہارنپوری مہاجر مدنی نے اپنی مرتبہ کتاب فضائل درود میں لکھی ہے' پڑھنے کے قابل ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کے اس کلام کو بھی نقل کیا ہے جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بھی مشرف ہو چکا ہے۔ جب مولانا جامی علیہ الرحمۃ[1] کا کلام اہل دل صوفیہ کی محفل سماع میں پڑھا جاتا ہے تو صوفیہ کرام پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے اور ان کو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی کہ یہ صوفی باصفا اب کس مقام اعلیٰ کی سیر کر رہا ہے۔ کیا مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے جامی' شیرازی' سعدی' خسرو' امیر مینائی' بہزاد لکھنوی' مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ 'الحاج حافظ عبدالرؤف امروہوی جیسے نعت گو شاعر پیدا کیے ہیں۔ جواب نفی ہی میں ملے گا جس دل میں شمع رسالت کے پروانوں کی طرف سے عداوت' حسد' بغض' کینے کے

---

1. حضرت مولانا جامی نے ایک قصیدہ حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے، اس کو تاریخ سادات امروہہ صفحہ ۲۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

...ئے بھڑک رہے ہوں اس دل میں ایسے عارفانہ کلام کی گنجائش نکل سکتی ہے اور کیا قرآن کریم حفظ ہو سکتا ہے' ہر گز ہر گز نہیں۔

مولانا جامی علیہ الرحمتہ نے جتنی مدح اہل بیت رسول علیہ السلام کی ہے اور ان کی محبت سے آپ کا قلب مبارک سرشار نظر آتا ہے اس کی نظیر دنیائے اسلام میں مشکل سے ہی ملے گی۔

مگر اس کے باوجود مذہب شیعہ کے علمائے دین نے آپ کو انتہائی بیہودہ کلمات سے نوازا۔ قاضی نور اللہ شوشتری اکبر آبادی [1] جن کو شیعہ شہید ثالث کا مقام دیتے ہیں انھوں نے حضرت جامی علیہ الرحمتہ کو اپنی کسی غلط سازش کے تحت تقیہ میں شیعہ امامیہ لکھ دیا مگر حیرت یہ بھی ہے اپنی کتاب [2] میں انھوں نے جامی کے عقائد کو فاسد لکھ دیا۔ جناب قاضی صاحب کی یہ کتاب مولوی سید حسین بن مولوی سید دلدار علی نصیر آبادی کے پاس آئی تو انھوں نے قاضی نور اللہ شوشتری کے اس قول کی تصدیق جس میں جامی علیہ الرحمتہ کو تقیہ میں شیعہ لکھا تھا' تردید کرتے وقت "جامی" کی نیت کو ثابت کرتے وقت صرف دو ٹوک بات لکھی۔

"عبد الرحمٰن نام ہمنام ابن ملجم ملعون است۔"

مذہب شیعہ کے دوسرے معتبر بزرگ جناب سید محمد سلطان العلماء نے ایسے نازیبا الفاظ لکھے ہیں کہ ان کو نقل کرنے کے لئے پتھر کا کلیجہ چاہیے مگر بدرجہ مجبوری یہ گندے الفاظ نقل کفر' کفر نباشد کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں۔

جامی "حرامی" جامی "ناصبی" جامی "علیہ ماعلیہ" [3]

مذہب شیعہ کے تیسرے عالم دین جناب مفتی محمد عباس لکھنوی بھی

---

[1] المتوفی ۱۰۱۹ھ [2] مجالس المومنین

[3] تذلیل النصاب فی رد الفیقات مطبع مجمع البحرین رجب علی شیعی المتوفی ۲۰/ جمادی الآخر ۱۲۸۶ھ مطابق ۲۷/ ستمبر ۱۸۶۹ء جب کہ لدھیانہ پنجاب میں شامل تھا۔ تذکرہ علماء پنجاب جلد اول صفحہ ۱۹۱ مؤلفہ اختر راہی لاہور ۱۹۸۱ء۔ تذلیل النصاب فی رد الفیقات صفحہ ۴۷ در شہر لدھیانہ مطبع مجمع البحرین ۱۲۸۳ھ۔ حسن اتفاق سے یہ مطبع بھی مذہب شیعہ ہی کا تھا۔

Marfat.com

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمتہ کی شان میں انتہائی گستاخ نظر آتے ہیں۔

در سخن پروران نامی تو
جامی تست مثل خامی تو[1]

مرزا جعفر فصیح مشہور مرثیہ گو نے مولانا جامی علیہ الرحمتہ کو لفظ "حرامی" ہی لکھا ہے۔

محمد تقی خاں صاحب نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۲/ جنوری ۱۹۸۷ء کے ذریعے مجھے لکھا تھا کہ خواجہ معین الدین چشتی شیعہ تھے مگر میں نے ان کو ایک دندان شکن جواب دیا کہ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کھلے سنّی المشرب حنفی بزرگ تھے اور آپ کی وہ رباعی جو مزار اقدس پر کندہ بتلائی جاتی ہے آپ کی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں موصوف مجھے اپنے مکتوب مورخہ ۲۴/ جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:

"خواجہ صاحب سنّی ہی ہوں گے لیکن میرے لائق احترام ہیں اور میں باوجود شیعہ ہونے کے اور مرتے دم تک شیعہ رہنے کے اولیائے کرام سے محبت اس بناء پر کرتا رہوں گا کہ ان لوگوں نے رسول اور اولاد رسول ائمہ معصومین کے دامن سے صحیح طریقہ سے وابستہ رہنے کی کوشش کی تھی اور وہ باطنی طور پر قرآن اور اہل بیت سے محبت کرتے تھے۔"

میں پہلے تو محترم محمد تقی خاں صاحب کو دلی مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کو دبے الفاظ میں سنّی تسلیم کر لیا ہے اور آپ ہمارے اولیاء کرام سے مرتے دم تک عقیدت رکھنے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ سبحان اللہ چشم ماروشن و دلِ ماشاد۔ مگر موصوف اپنے مسائل فقہی سے بالکل نابلد نظر آتے ہیں۔ آپ کے مذہب اثنا عشریہ میں کسی بھی غیر معصوم کو خطاب "ولی اللہ" کا نہیں دے سکتے پھر یہ جملہ "اولیاء کرام" جو ولی کی جمع کا صیغہ ہے کیا معنی رکھتا ہے؟ جب آپ ایسا

---

[1] "خطاب فاصل" صفحہ ۴۳ بمطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۶ھ

Marfat.com

عقیدہ رکھتے ہیں تو سنی المذہب کیوں نہیں ہو جاتے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ان صوفیہ کرام نے اپنی تمام کتابوں میں محبت اولاد رسول ﷺ کا سبق دیا ہے' بے شک سچ ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں مگر انھوں نے دوسری طرف خلفائے ثلاثہ جن کو شیعہ کافر و مرتد کہتے ہیں ان کی بھی محبت کا سبق دیا ہے اس کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے؟ مذہب اہل سنت کی معتبر کتب صحاح ستہ میں جناب رسول مقبول ﷺ کی اولاد اناث سے محبت کرنے کا جو سبق ملتا ہے کیا اس بناء پر ہمارے محدثین مثل امام بخاری' امام مسلم' امام نسائی' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام بغوی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کو شیعہ امامیہ کہا جا سکتا ہے؟ اور جو تعریف و توصیف سنی فرقے کے زبردست مجتہد اعظم قبلہ عالم جناب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ محبت اولاد اناث رسول ﷺ کے متعلق لکھ گئے ہیں کیا ان کو بھی باطنی شیعہ امامیہ کہا جا سکتا ہے؟ ہمارے ان سوالوں کا جواب موصوف ہی کیا' ملت شیعہ امامیہ عنایت فرمائیں گے۔

جماعت صوفیہ کرام نے جو سبق حب اولاد اناث رسول ﷺ کا دنیا کو دیا ہے وہ ان ہی معتبر کتب صحاح ستہ کی روشنی میں دیا ہے۔ اپنی کسی بھی کتاب میں شیعہ امامیہ کی معتبر سے معتبر کتاب سے حوالہ نہ دے کر ان کتب کو ردی کی ٹوکری میں ڈال گئے ہیں اور نہ ان شیعہ امامیہ محدثین کو منہ لگاتے ہیں۔

موصوف کا یہ لکھنا صوفی باطنی شیعہ ہوتا ہے' بالکل غلط ہے اور آپ کی لاعلمی کی بیّن دلیل ہے۔ اگر یہ باطنی شیعہ حب اہل بیت سے سرشار تھے تو علامہ دلدار علی غفران مآب لکھنوی ان کو کافر اور ملحد کیوں لکھ گئے۔ کیا ان کے سامنے صوفیہ کی لکھی ہوئی کتابیں موجود نہ تھیں۔ موصوف کو ہم یہ بات ببانگ دہل بتلا دینا چاہتے ہیں کہ جو شخص اہل بیت رسول ﷺ یعنی تمام ازواج رسول اور اولاد فاطمہ زہرہ صلوات اللہ علیہا سے محبت نہیں رکھتا اس کو مفتیان اسلام خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ ان کی محبت فرض عین ہے۔ جو ان سے محبت نہیں کرتا اور ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ وہ مردود اور خبیث ہے۔ کتا ہے اور وہ سنی المذہب کہلانے کا قطعی حق دار نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ ولایت امروہہ کے صاحبزادے کا نام عبدالعزیز

میں نے محمد تقی خاں کو لکھا تھا کہ شاہ شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عبدالعزیز رکھ کر اپنے مذہب اہل سنت والجماعت ہونے کا صریح اعلان فرمادیا اور آج یہ نام شاہ ولایت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شیعہ اولاد میں نہیں ہے۔

اس کا جواب اپنے خط مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۸۷ء صفحہ ۸ پر اس طرح دیتے ہیں:

دادا جی نے اپنے بیٹے کا نام عبدالعزیز کیوں رکھا کیا یہ نام اب بھی رکھا جاتا ہے؟ بہر حال میں اس وقت تو کوئی نام عبدالعزیز پیش نہیں کر سکتا لیکن دادا جی کے بعد سید میر محمد عدل جو دادا شرف الدین صاحب کی آٹھویں پشت میں ہیں ان کی اولاد میں ابوالفضل شاہ ابوالحسن ہوئے اب یہ لفظ شاہ کہاں سے آگیا' ان کو بھی سنی کہہ دیں گے۔ شاہ ابوالحسن کے بیٹے عبدالخالق عبدالباری عبدالواسع ہوئے ہیں۔ عبدالخالق کے بیٹے عبدالماجد ہوئے جو بانی قلعہ مرشد آبادی دروازہ ہیں۔ ان کے بیٹے دیوان سید محمود ہوئے جنھوں نے اپنے بیٹوں کے نام عبدالخالق' عبدالباری' عبدالعزیز' عبدالمعالی' غلام مرتضٰی رکھے۔ سادات بڑے دربار بلالحاظ شیعہ وسنّی' انھیں چار بھائیوں کی اولاد سے ہیں۔"

............سید غلام مرتضٰی صاحب کی اولاد تو قریب قریب ساری کی ساری شیعہ ہے لہٰذا آپ عبدالعزیز نام رکھنا صرف دادا جی کے سنّی ہونے کی دلیل کیوں اور کیسے پیش کرتے ہیں جب کہ یہ نام دادا جی شرف الدین صاحب کی بارھویں پشت میں بھی موجود ہیں اور انھیں بارھویں پشت کے فرد عبدالعزیز صاحب کے پوتے شمس علی خاں صاحب نے بڑے دربار کا امام باڑا بنوایا اور عبدالباری صاحب کی اولاد میں دوست علی صاحب نے کنکوئی کا امام باڑا بنوایا۔"

اسی خط میں سید دوست علی خاں نور اللہ مرقدہٗ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس کا مکمل جواب یہ ہے کہ سید غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کی جو اولاد اب تک سنّی المذہب حنفی پر

Marfat.com

قائم ہے' اس سے آپ معلوم کر کے یہ بتلائیں کہ یہ خاندان کب سے سنی المذہب حنفی ہے۔اس کا تاریخی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور آپ کو سیدنا امام حسین علیہ السلام کی قسم دی جاتی ہے کہ آپ نے جن سادات عظام کے اسمائے گرامی کا ذکر کیا ہے عبدالخالق' عبدالباری' عبدالعزیز' عبدالمعالی کیا یہ نام آج بھی شاہ ولایت امروہہ کی شیعہ اولاد میں پائے جاتے ہیں۔یہ نام خود اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ سارے کے سارے سادات عظام اپنے دادا سید شرف الدین شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب سنی حنفی پر قائم تھے جس کے لئے مزید بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔اور یہ بزرگان عظام پیری مریدی کے قائل تھے اور اس پر عمل پیرا تھے۔ جناب سید دوست علی گڑھ مکلیشری میاں پیر بخش گڑھ مکلیشری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید بااخلاص تھے اور ان کے سنی حنفی ہونے کی شہادت تو شیعہ و سنی حضرات بھی دیتے ہیں[1] البتہ ان کی زوجہ اول مذہب شیعہ رکھتی تھیں[2] اولاد سید شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ کے جن خاندانوں نے عہد آصف الدولہ میں مذہب سنی چھوڑ کر شیعہ ہونے کا اعلان کیا ہے' ان جملہ خاندانوں میں عبدالعزیز نام کا موجود ہونا تاریخی روشنی میں ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے' اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ سید عبدالعزیز بن دیوان سید محمود کے متعلق سید تلمیذ الدین احمد نقوی لکھتے ہیں:

> "چمن سید عبدالعزیز دیوان سید محمود میں بڑے نامور منصب دار اور جاگیر دار پیدا ہوئے جو خطاب "خان" سے نوازے گئے اور جن کی شہرت کافی عرصہ امروہہ میں رہی مگر ان کے اخلاف میں کوئی بھی اپنے آبائی مذہب اہل سنت پر قائم نہیں رہا۔ ان کے بعد سید عبدالباری بن دیوان محمود کے صحن چمن میں بے شمار پھول شگفتہ ہوئے جو منصب داری وغیرہ میں کسی سے کم نہ تھے۔ ان میں سید دوست علی بن سید عظیم الدین بڑے باوضع دیندار اور درویش منش بزرگ ہوئے جو بڑے راسخ العقیدہ سنی المذہب تھے مگر اپنے وقت پر

---

1. "دیکھو تعارف سادات امروہہ و دہلی
2. "دیکھو ذکر سادات امروہہ" صفحہ ۸۱ سید تلمیذ الدین احمد نقوی۔ امروہہ

Marfat.com

ختم ہو گئے (رحمتہ اللہ علیہ) ان کا مزار ان کے خاندان پیر و مرشد میاں پیر بخش کے مزار کے پاس ہے۔ ان کی قبر پر ویسا ہی تعویذ ہے جیسا کہ عام سنّیوں کی قبر پر ہوتا ہے۔ اب کسی کا یہ کہنا کہ یہ شیعہ تھے اور اور بانی امام باڑہ تھے ان کی ذات گرامی پر سراسر بہتان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سید دوست علی کی زوجہ ثانی شیعہ مذہب تھیں جنھوں نے یہ امام باڑہ قائم کیا اور نہ ہی سید دوست علی کبھی محلّہ کٹکوئی میں رہے۔"

سید شاہ ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق ملاحظہ ہو:

"سید شاہ اپنے وقت کے منصب دار و جاگیر دار اور صاحب اقتدار بزرگ تھے مگر باوجود اتنی دولت ثروت درویش ہی رہے کہ اپنا زیادہ تر وقت ذکر اللہ میں صرف کرتے تھے۔ یہ اور ان کے تمام بھائی خانوادۂ حضرت اللہ بخش گنج بخش شطاری گڑھ مکتیشری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و عقیدت مند تھے جس کی وجہ سے تمام خاندان سنّی الحنفی مذہب تھا۔ جو تمام علماء ربانی و فضلائے بانام و بزرگان دین اور خاصان خدا کی عزت و عظمت کو اپنا فرض سمجھ کر ان کی خدمت و اطاعت کرتے تھے...... اور جو تلوار حضرت زید شہیدؒ کی آج بھی محلّہ دربار کلاں میں محفوظ ہے' وہ ان ہی حضرت گنج بخش نے اپنے مرید با اخلاصؒ شاہ ابوالحسنؒ کو عطا کی تھی' [1]

سید عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کھلے سنّی المذہب تھے۔ ان کا نام ہی ان کے مذہب سنّی ہونے کی دلیل پیش کر رہا ہے۔ انہوں نے محلّہ پانباڑی تالاب کے قریب ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جس کی وجہ سے یہ جنت میں اعلیٰ مقام پائیں گے۔ کیا کسی شیعہ کی یہ ہمت ہے کہ اس سنی جامع مسجد امروہہ کو مذہب شیعہ امامیہ کی جامع مسجد کہدے اگر ایسا کہتا ہے تو وہ انتہائی درجے کا کذاب اور مکار شخص ہے' دھوکے باز شخص ہے۔

سید محمد میر عدل رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب سنّی کی نسبت تو مذہب شیعہ کے

---

[1] ذکر سادات امروہہ صفحہ ۷۸' مؤلفہ سید تمیز الدین احمد نقوی

Marfat.com

معتمد علیہ وکیل معزز حسین صاحب ساکن محلہ بگلہ لکھتے ہیں جس سے روز شن کی طرح ان کا مذہب اہل سنت والجماعت واضح ہو جاتا ہے۔

"سادات امروہہ کا سب سے شاندار دور مغلیہ حکومت کا زمانہ ہے' اس دور میں ہمارے شعبہ حیات میں یعنی دنیاوی وجاہت ثقافت اور معاشرت میں غیر معمولی تبدیلیاں ہوئیں۔ اس دور کا آغاز سید محمد میر عدل کے دربار سے وابستگی سے شروع ہوا۔ سید صاحب ایک جید عالم تھے اور وہاں سے وابستگی سے پہلے جامع مسجد میں درس دیتے تھے"

امروہہ میں مذہب شیعہ امامیہ کی عہد اکبری میں کون سی جامع مسجد تھی جس میں سید محمد میر عدل رحمۃ اللہ علیہ درس دیتے تھے۔ مورخین امروہہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ محلہ صدو امروہہ میں کیقبادی مسجد ہے جو اس وقت جامع مسجد تھی' اسی میں مذہبی درس دیتے تھے۔ اس جامع مسجد کی مرمت بھی سید موصوف رحمۃ اللہ علیہ ہی نے کرائی تھی۔ آپ کا نام اس مسجد کے جنوبی جوتے پر آج بھی کندہ ہے۔ آج یہ مسجد دفعہ ۱۴۵ ضابطہ فوجداری کے تحت بند پڑی ہے اور اس کا مقدمہ شہر امروہہ کے سنی عوام کے تعاون سے جاری ہے۔ راقم الحروف قانونی طور پر اس مقدمہ میں مدعا علیہ ہے۔

سید محمد میر عدل رحمۃ اللہ علیہ حضور سیدنا سید عبدالقادر جیلانی غوث پاک رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں روحانی طور پر منسلک تھے اور آپ سے غیر معمولی عقیدت رکھتے تھے۔ مذہب شیعہ میں جو توہین غوث الاعظم کی ہوتی ہے' لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا محمود احمد عباسی مولانا سید محمد میر عدل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

"مولانا سید محمد میر عدل راسخ العقیدہ سنی اور عالم تبحر میاں حاتم سنبھلی قدس سرہٗ کے شاگرد رشید اور مُرید بااخلاص تھے۔ عرصہ دراز تک وطن مالوف میں ان کا افادہ درس جاری رہا۔ ملا عبدالقادر بدایونی جیسے متعصب سنی نے امروہہ آکر ان سے اخذ علوم کیا تھا۔ جب دربار اکبری میں پہنچے تو ان کے تبحر علمی ان کی نیکی اور بزرگی کی وجہ سے بادشاہ بھی

Marfat.com

ان کا پاس وادب کرتا تھا۔ اپنے معتقدات کے اتنے سخت تھے کہ کوئی مولوی خلاف سنت بات کہتا تو مزاج برہم ہو جاتا۔ حاجی ابراہیم سرہندی کی تو اسی بنا پر بر سر دربار فضیحت کی تھی۔ حضرت غوث صمدانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت تھی۔ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے ایک بزرگ سید سراج الدین قادری اس زمانہ میں اکبر آباد (آگرہ) میں مقیم تھے۔ اس خاندان سے اسی عقیدت مندانہ تعلق کی بناپر امروہہ میں متوطن ہونے کی تحریک کی اور اپنی پوتی کو ان کے عقد میں دیا۔ مولانا سید محمد میر عادل کے فرزند سید شاہ ابوالحسن باوجود امارت کے درویش تھے۔ وہ اور ان کے سب بھائی خانوادۂ حضرت اللہ بخش گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ گڈھ مکتیشری کے مرید اور عقیدت مند تھے۔ میاں پیر بخش جن کا مزار مراد آبادی دروازہ کے متصل ہے' اس خاندان سادات دربار کلاں کے عقیدت مندانہ وارادت کا یہ حال تھا کہ کوئی دنیاوی کام بغیر ان سے دریافت کیے نہ کرتے حتی کہ گھروں میں کھانا کھانا بھی اس وقت شروع ہوتا جب یہ سن لیتے کہ میاں صاحب نے کھانا تناول فرمانا شروع کر دیا ہے۔" [1]

اس واقعہ کو آپ کے عزیز سید نہال احمد نقوی امروہوی نے تاریخ سادات امروہہ میں بھی لکھا ہے۔

آپ کا مکمل تذکرہ مورخ امروہہ جناب مولانا محمد احمد عباسی نے تذکرۃ الکرام میں کیا ہے۔ سید محمد میر عدل علیہ کھلے حنفی سنّی تھے ایسے مسلمہ بزرگوں کو تقیہ میں کہنا صرف اپنی عاقبت کو داغ دار بنا کر جہنم خریدنا ہے۔

---

[1] تاریخ امروہہ جلد اول صفحہ ۲۶۴و۲۶۵

Marfat.com

تعویذ قبر اور لقب شاہ ولایت کا جواب

محمد تقی خاں صاحب نے اپنے خط مورخہ ۲۲/ جنوری ۸۷ء صفحہ پر لکھا ہے :

"داداجی کے نام کے ساتھ لقب شاہ ولایت کا ہونا......وفات کے بعد قبر پر تعویذ داداجی نے تو بنوایا نہیں اور نہ ہی انتقال کے بعد سے قبر کی وہی نوعیت ہے جو بہ وقت وفات تھی۔ دوسرے تعویذ کو صرف سنیوں سے متعلق کر دینا وہ بھی صحیح نہیں۔ ہمارے یہاں امروہہ میں ایک مرثیہ "گھر سے جب بہر سفر سید عالم نکلے" اس کا مصرعہ میر انیس نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں :

یہ بیان کرکے جو تعویذ سے لپٹے سرور
یوں ہلی قبر کہ تھرائی ذریح انور[1]

یہ تعویذ کا لفظ میر انیس کیسے لکھ گئے جب شیعوں میں تعویذ ہوتے ہوں گے جب ہی تو لکھا یا پھر رسول خدا ﷺ کو اور حسین علیہ السلام کے نانا کو انیس نے سنی تسلیم کیا ہے۔

ا۔ "شاہ" کا لفظ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک متقی بزرگ تھے اور سلسلہ تصوف میں بیعت تھے اس لیے عوام آپ کو لقب "شاہ" سے ملقب کرتے تھے مگر آپ کو "ولایت" کا لقب نہیں دیا گیا کیوں کہ مرحوم و مغفور تصوف کی اس منزل پر نہیں پہنچ پائے جس کی وجہ سے آپ کو شاہ ولایت کہا جاتا۔ یہ تصوف کا ایک اعلیٰ مقام ہے جو ہر کسی صوفی کو نہیں دیا جاتا مگر آج کے عہد میں ہر گداگر کو "شاہ" کہہ دیا جاتا ہے۔ پورے لقب "شاہ ولایت" سے نہیں نوازا جاتا۔ یہ بزرگوں کی توہین کے مترادف ہو جائے گا۔

بعض بزرگوں کے نام کے ساتھ پہلے لفظ "شاہ" تعظیماً بولتے ہیں اور یہ لفظ "شاہ" زمانہ قدیم سے علمائے دین نسل فاطمی، سادات سنی اور غیر سادات سنی علمائے

---

[1] موصوف نے یہ شعر مرثیہ میر انیس کا لکھا ہے مگر یہ غلط ہے۔ یہ میر خلیق لکھنوی المتوفی ۱۲۶۰ھ کا ہے اور ضریح کو ذریح لکھ دیا یہ بھی غلط ہے۔ (توفیق احمد)

Marfat.com

دین دونوں کے لیے استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔ مثلاً دہلی کے بارہویں صدی ہجری کے بزرگ سنّی عالم دین حضرت ولی اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لفظ "شاہ" کا پہلے استعمال ہوتا ہے۔ علم کی اعلیٰ بلندی اور آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری کو دیکھتے ہوئے اور علم تصوف کے طور پر آپ کو اُمت محمدیہ نے لفظ "شاہ" سے مخاطب کیا اور یہ خطاب آپ کے خاندان میں ہونے والے بہت سے علمائے دین کو دیا گیا۔ یہ صرف ان کو علم کی بلندی اور تقویٰ و پرہیزگاری اور تصوف کے طور پر۔

زمانہ قدیم میں سنّی سادات علوی کے لیے لفظ "شاہ" کا استعمال کثرت سے ملے گا۔ مگر اس کو اس طرح سمجھا جائے گا کہ کسی شخص کو اس کی اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے "سلاطین اسلام نے "خان" کا خطاب مرحمت فرمایا مگر آج تک یہ خطاب ان کی اولاد استعمال کر رہی ہے۔

لفظ "شاہ" کا یہ مخصوص لقب صرف لباس تصوف پہننے والے بزرگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ جیسے لکھنؤ میں شیخ المشائخ حضرت مینا رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ "مینا" کہا جاتا ہے۔

لفظ "شاہ" ایک بہترین لقب ہے لیکن عوام اہل سنت والجماعت نے اس کی ایسی مٹی پلید کر دی اور اپنی کم علمی اور عدم واقفیت کی بنا پر ہر اچھے اور برے شخص کے لیے بھی "شاہ" کہنا شروع کر دیا جس کا وہ مستحق نہیں ہے۔ سادات فاطمی کی وہ نسل جو سنّی المذہب تھی' اس کو بھی "شاہ" کہا جاتا تھا مگر جب اس نسل نے انقلاب زمانہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت سے قطع تعلق کر کے شیعت کو اختیار کر لیا تو اہل سنت والجماعت کے عوام نے اپنی عدم واقفیت کی بنا پر ان کو "شاہ" کر دیا اور برابر کہتے رہے۔ قطع نظر اس کے کہ ان کو "شاہ" کہا جائے یہ نہ کہا جائے۔ مگر بحمد اللہ آج بھی دنیائے اسلام میں متصوف بزرگوں کے لیے لفظ "شاہ" کا استعمال اسی طرح عزت سے کیا جاتا ہے جیسا کہ زمانہ قدیم میں ہوتا تھا۔ لفظ "شاہ" کے متعلق کلب عباس شیعی بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ آنریری سکریٹری انجمن تحفظ مآثر متبرکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ لکھتے ہیں :

Marfat.com

"ہندوستان میں سادات کی عزت کرنے والے بہت ہیں اور خصوصاً اہل پنجاب اور افغان تو بہت ہی اُن کی عظمت کرتے ہیں اور وہ خواہ کیسی ہی بُری حالت میں ہو شاہ شاہ کہہ کر ان کے قدم چومتے ہیں۔"[1]

دکنی حکومت عہد قطب شاہی میں مذہب شیعہ کے ایک عالم دین ملا طاہر نے بظاہر مذہب اہل سنت والجماعت اختیار کر کے اپنے لیے لفظ "شاہ" کا استعمال اچھا سمجھا اور اس کی آڑ میں خاموشی سے مذہب شیعہ امامیہ کی تبلیغ کرتے رہے اور جب موقع ملا تو قطب شاہ دکنی کو شیعہ کر لیا۔ ملا طاہر کے تقیہ کا اقرار مذہب شیعہ کے صدر الافاضل مولوی مرتضٰی حسین پاکستانی اپنی مرتبہ کتاب تذکرہ مطلع الانوار[2] صفحہ ۲۸۸ پر ہندوستان کی معتبر تاریخ فرشتہ کے مصنف کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں :

"جناب مولانا طاہر شاہ اب تک محتاط انداز میں تھے اور عام لوگوں کو آپ کا تشیع معلوم نہ تھا۔"

لقب "شاہ" بظاہر کوئی بُرا لقب نہیں ہے۔ موصوف نے اس کو چھوڑا نہیں مگر یہ لقب "شاہ" درجہ اجتہاد پر فائز ہونے والے علمائے شیعہ اپنے لیے ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتے اور نہ آج تک یہ لقب کسی مجتہد اعظم کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لکھنؤ کے زبردست شیعہ عالم دین مجتہد جناب مفتی محمد عباس نے تو اس لفظ "شاہ" سے گریز فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ لقب صرف اللہ کے لیے ہے۔ دیکھو تذکرہ "مطلع الانوار" ہمارے مخاطب کسی شیعہ مجتہد یا اعلم کو "شاہ ولایت" ثابت کر دیں تو ہم آپ کو پانچ سو روپیہ نقد انعام دیں گے اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو لفظ شاہ کے متعلق بحث نہ فرمائیں اور اپنا مذہب شیعہ امامیہ تبدیل کر دیں۔ لقب شاہ ولایت کی بحث گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔ سنیوں میں مسئلہ تصوف ہے جس کی وجہ سے وہ ولایت کو قیامت تک کے لیے جاری مانتے ہیں اور مذہب شیعہ امامیہ میں امام مہدی پر ولایت ختم ہو گئی' چناں چہ

---

[1] داستان سعودی المروف بہ داستان غم حصہ اول صفحہ ۱۲ مطبوعہ سرفراز پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ بار اول ۱۳ر رمضان المبارک مطابق ۲ر فروری ۱۹۲۱ء

[2] تذکرہ مطلع الانوار صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ خراسان اسلامک ریسرچ سنٹر ۱۲ر ۱۰ اسی گلبرگ۔ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی۔

Marfat.com

اس بحث کو علامہ خمینی سے معلوم کریں۔

قد عین من بعدہ والیاً علی الناس امیر المومنین انتقال الامة والولایة من امام الی امام الیٰ ان انتھی الامر الی الحجة القائمة[1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کے لیے امیر المومنین علیہ السلام کو لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا اور پھر امام وولایت کا یہ مذہب ایک امام سے اگلے امام کی طرف برابر منتقل رہا یہاں تک کہ الحجۃ القائم (یعنی) امام غائب مہدی منتظر تک پہنچ کر یہ سلسلہ اپنی نہایت کو پہنچ گیا۔

مذہب شیعہ امامیہ کسی بھی غیر معصوم کو لقب "شاہ ولایت" سے ملقب نہیں کر سکتے ورنہ توہین ائمہ معصومین ہو گی۔

رسول اللہ ﷺ سے لے کر ائمہ یازدہم تک سب کے سب سنّی تھے' اسی لیے جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک مثل کوہان کے ہے۔

جناب رسول خدا ﷺ کی قبر مبارک مثل کوہان کے ہے۔ حضرت الحاج مولانا عبدالشکور فاروقی امام اہل سنت لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> "امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مربع بنانا بہتر ہے مگر احادیث میں آں حضرت ﷺ کی قبر مقدس کو مربع نہیں بیان کیا گیا بلکہ کوہان شتر۔"[2]

حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک مثل کوہان شتر کے ہے۔ جو قبریں مذہب اہل سنت میں مربع بنتی ہیں ان کے اوپر مثل "کوہان" کے ایک چھوٹا سا کوہان شتر بنا دیتے ہیں جس کو عرف عام میں اہل سنت "تعویذ" کہتے ہیں۔ غالباً اسی قسم کا تعویذ قبر رسول اللہ ﷺ پر بنا ہو گا جس کے بارے میں میر خلیق ذکر فرما رہے ہیں مگر یہ روایت میر خلیق نے سنّی روایت سے لی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے شیعی کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ مذہب شیعہ امامیہ کی روایات رسول مقبول ﷺ کی قبر کو مسطح تسلیم کرتی ہے جن

---

[1] الحکومت الاسلامیہ صفحہ ۹۸ بحوالہ ایرانی انقلاب صفحہ ۴۶۔

[2] علم الفقہ جلد دوم صفحہ ۲۱۰ ناشر محمد عبدالمومن فاروقی مکتبہ صدیقیہ صحت باغ لکھنؤ۔ ۳

Marfat.com

کی بنا پر علمائے شیعہ اپنی قبریں بناتے ہیں اور مثل کوہان شتر کے نہیں بناتے اور اس فعل کو مکروہ بتاتے ہیں جیسا کہ ایک شیعی مفتی کے فتوے کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے۔ کیا کسی سنّی کی یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ مذہب شیعہ کے زبردست عالم دین جناب مولوی دلدار علی لکھنوی کی قبر کو غیر مسطح کر دے اور اس پر تعویذ بنادے۔ جیسا کہ میر خلیق[1] نے تعویذ کا ذکر کر دیا۔

اگر شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اول جناب سید عبد العزیز اور قاضی سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ شیعہ ہوتے تو کیوں ایسی قبر بننے دیتے۔ جناب شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر تعویذ اسی وقت سے بنتا چلا آرہا ہے جب سے وہ دفن ہوئے ہیں۔ آپ کوئی ایسا عہد ثابت کرنے کی ہمت کریں کہ جب آپ کی قبر مبارک مثل مذہب شیعہ کے مسطح ہو اور یہ تعویذ نہ ہو؟

حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعویذ کا ذکر آپ کو اہل سنت والجماعت ثابت کرنے کے لیے مقدمہ نمبر ۳۸۔ ۱۹۳۹ء میں آچکا ہے مگر کسی شیعہ کی یہ ہمت نہ ہو سکی کہ اس کا مکمل و مدلل جواب دیا جائے۔ اس مقدمہ میں شہر امروہہ کی مشہور و معروف شخصیت جناب سالم حسین محلہ دربار کلاں کی بھی پائی جاتی ہے جو ایک مورخ کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

آج امروہہ کے امام باڑوں میں ہزاروں کی تعداد میں شیعہ مذہب امامیہ کی قبور ہیں جن میں علمائے شیعہ بھی اور غیر علمائے شیعہ بھی مدفون ہیں۔ کیا کسی کی قبر زمین سے اٹھی ہوئی ہے اور اس پر مثل کوہان شتر کے تعویذ بنا ہوا ہے؟

تقریباً ۱۲۰۰ھ سے امروہہ میں امام باڑوں کا وجود ملتا ہے۔ بقول مولوی صفی مرتضیٰ صاحب کے کیا کسی امام باڑے میں کسی شیعہ عالم دین کی قبر پر مثل کوہان کے تعویذ ہے؟

میں پھر ایک سوال کرتا ہوں کیا کسی سنّی کو یہ حق حاصل ہے کہ مذہب شیعہ

---

[1] میر خلیق تعویذ کا ذکر صرف واقعہ کے طور پر فرما رہے ہیں۔ میر خلیق شیعی مفتی نہیں تھے کہ وہ اس تعویذ کو جائز لکھتے۔ وہ مذہبی اعتقاد کی وجہ سے نہیں لکھ رہے۔

Marfat.com

امامیہ کی فقہ جعفری پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کسی شیعہ عالم دین یا غیر عالم دین کی قبریں جو امام باڑوں میں بنی ہوئی ہیں اور مسطح ہیں ان کو اونچی کر کے مثل کوہان کے اس پر تعویذ بنا دے؟

شیعہ ایسا ہر گز ہر گز نہ کرنے دیں گے۔ جب یہاں ایسا کرنے کی اجازت سنیوں کو نہیں مل سکتی تو سید شرف الدین شاہ ولایت امروہہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد جناب قاضی سید امیر علی اور سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ کو ایسا کیسے کرنے دیتے۔ موصوف کے یہ دونوں سپوت فقہ جعفری سے تو کما حقہ واقف ہوں گے ہی پھر بھی ایسا کرنے سے نہ روکا۔

احاطہ درگاہ شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ میں اب شیعہ امامیہ دفن ہونے لگے ہیں۔ کیا ان کی قبور پر مثل کوہان کے یا اونچی کر کے ان پر مثل کوہان شتر کے تعویذ بنے ہوئے ہیں؟

یہاں ایک اور بات کی وضاحت کر دی جائے کہ مذہب شیعہ میں لفظ "صوفی" سے بھی اختلاف ہے۔ صوفیہ کرام کو یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایسے یہودی بزرگ کے قریب یہ دعویٰ دار جنت شیعہ امامیہ اس درگاہ میں دفن ہوتے ہیں جو عذاب قبر ان بزرگ پر ہو رہا ہو گا یہ بھی اس عذاب میں شامل ہوں گے۔ مگر دفن ہونے کا یہ معاملہ صرف مذہب شیعہ کے عوام تک ہی محدود ہے۔ کوئی عالم دین جو درجہ اجتہاد پر فائز ہو چکا ہے' اس میں سے کسی ایک کی بھی قبر درگاہ شاہ ولایتؒ میں موجود نہیں ہے۔ یہ بیچارے سب کے سب ان امام باڑوں میں ہی دفن ہیں۔ آپ نے ایک جملہ لکھا ہے کہ "وفات کے بعد قبر پر تعویذ دادا جی نے تو بنوایا نہیں۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہوں گے تو اپنا کفن دفن کیا آپ خود ہی کریں گے۔ سبحان اللہ! یہ ایک نئی بات آپ سے ملی ہے۔

موصوف اپنے خط مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۴ و ۵ پر لکھتے ہیں :

"عوارف المعارف جس کا سنہ تصنیف ۵۶۰ھ ہے اس کے دو حصے ہیں

Marfat.com

اور ۶۳ باب ہیں۔ ۳۲ باب حصہ اول میں اور ۳۱ حصہ دوم میں ہیں۔
خطبہ کتاب میں جس کو آج کی اصطلاح میں مقدمہ کتاب کہتے ہیں حمد و نعت کے بعد ہی سبب تالیف یہ بیان کرتے ہیں کہ گروہ صوفیہ میں انحطاط پیدا ہو چلا ہے۔ ان کے اعمال فاسد ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے نقال بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ اتباع کتاب و سنت[1] کا سررشتہ ہاتھوں سے چھوٹ گیا ہے اور خلقت حقیقت تصوف کی جانب سے بدگمان ہو چلی ہے۔
اس کے بعد ابواب کتاب کی فہرست درج کرتے ہیں اور اس کے خاتمہ پر حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کرے ہیں "ہمارے اس (طریقت) کی بساط سالہا سال ہوئے لپیٹ کر رکھ دی گئی اور اب ہم اس کے حاشیہ پر گفتگو کر رہے ہیں" خود شیخ صاحب بہ صد تاسف و حسرت فرماتے ہیں کہ "یہ اُس وقت ارشاد ہوا تھا جب کہ وہ وقت علمائے سلف و صلحائے تابعین کے قریب تھا۔ تو اب ہمارے زمانے کا کیا بیان ہو جب کہ اس قدر زمانہ اور گذر چکا ہے اور علمائے زاہدین اور حقائق دین کے معارف کم ہو گئے ہیں۔"
(۱) حدیقہ سلطانیہ سید حسین لکھنوی (۲) حدیقہ شیعہ مطبوعہ طہران ۱۲۶۵ھ (۳) نجم السماء مرزا محمد علی لکھنوی (۴) ذوالفقار و شہاب الثاقب از مولانا دلدار علی غفران مآب صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ (۵) عین الحیات مولانا محمد باقر مجلسی اصفہانی المتوفی ۱۱۱۹ھ یہ سب وہ مصنفین ہیں جو ۵۶۰ء کے بعد ہیں یعنی انہوں نے نہ صرف شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب کی عوارف المعارف پڑھی ہو گی بلکہ نہ جانے کتنی اور کتابیں صوفیہ کرام اور تصوف پر پڑھی ہوں گی اور اگر ان صاحبان علم و دانش نے تصوف یا بناوٹی صوفی جن کو شیخ صاحب نے "نقال" لکھا

---

[1] "کتاب و سنت" یہ دونوں اصطلاحات اہل سنت سے ہیں مذہب شیعہ اس کے خلاف ہیں۔ شیعوں میں "قرآن اور اہل بیت" ہیں۔

Marfat.com

ہے اگر کچھ لکھ دیا ہو گا تو آپ نے اِن بزرگوں کے بارے میں لکھ دیا کہ
وہ علم تصوف کے ماننے والے ہی نہ تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہمارے آقا و مولیٰ جناب شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بناوٹی صوفیوں کے متعلق شیخ المشائخ حضرت جنید بغدادی علیہ کا قول نقل کیا ہے مگر اس قول سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مذہب شیعہ کے ائمہ معصومین اور علمائے شیعہ تو اصل صوفیوں کو کافر ملحد زندیق فرماتے ہیں۔

مثلاً خواجہ خواجگان حضرت حسن بصری' حضرت ابوالہاشم کوفی' حضرت معروف کرخی' خواجہ فریدالدین عطار' حضرت امام غزالی' حضرت مولانا روم' حضرت محی الدین ابن عربی' حضرت جنید بغدادی' حضرت مولانا جامی رحمہم اللہ علیہم اجمعین وغیرہم۔ کیا ان کو بناوٹی صوفی کہا جاسکتا ہے؟ اول تو ہم جناب موصوف سے نفس تصوف کا اثبات ہی ائمہ معصومین کی احادیث کی روشنی میں معلوم کرتے ہیں کہ مذہب شیعہ میں کہاں علم تصوف رکھا ہوا ہے؟ ہر بڑی نظیر چھوٹی نظیر کو کالعدم کر دیتی ہے۔

موصوف نے لکھا ہے علمائے شیعہ نے نقلی صوفیوں کو برا کہا ہے۔ اب اصل "صوفیوں" کو آپ کو پیش کرنا ہو گا ورنہ اپنے مبحث علم کو بے کار تصور کر کے اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کرنی ہو گی۔

محمد تقی خاں صاحب نے اپنے خط مورخہ ۲۲/ ۷/ ۱۹۸ء کے صفحہ ۶ و ۷ پر مذہب اہل سنت والجماعت کی معتبر کتاب کشف المحجوب سے جناب قبلہ عالم امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول "حمایت تصوف" مذہب شیعہ میں ہونے کا ثبوت میرے لیے فراہم کیا ہے۔ فرماتے ہیں :

> "آپ شیعوں میں تصوف نہیں پاتے' میں آپ کو کشف المحجوب ہی سے امام محمد باقر علیہ السلام کی آپ کو حدیث سناتا ہوں۔ امامؑ فرماتے ہیں "تصوف ایک نیک خصلت ہے جو زیادہ نیک خصلت ہے وہ اعلیٰ صوفی ہے اور نیک خصلت دو قسم پر ہے ایک خصلت نیک بحق' دوسری خصلت نیک بہ مخلوق............

Marfat.com

مذہب اہل سنت والجماعت میں کسی بھی غیر نبی کے کلام کو حدیث تسلیم نہیں کیا گیا یہ بات مذہب شیعہ کے تمام متکلمین کو بھی معلوم ہے۔ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لفظ حدیث کے ساتھ نہیں بیان کیا۔ یہ قول اس طرح موجود ہے۔

محمد بن علی بن الحسین بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

"اَلتصوّفِ خلق فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصوّفِ."

تصوف نیک خوئی وخوش اخلاقی ہے جو زیادہ نیک ہو وہ زیادہ صوفی ہوتا ہے۔ [۱]

اس کا مکمل جواب یہ ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت کی کتب معتبرہ تصوف میں ان ائمہ دین اولاد جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا سرمایہ علم تصوف کثرت سے بھرا ہوا ہے مگر وہ بھی طریقہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے بموجب۔ ہمارے محترم موصوف اہل تصوف سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور ان کے اقوال پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔ لیجئے میں اسی کتاب سے ایک حوالہ سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتا ہوں۔

"اگر تو کامل صوفی دیکھنا چاہتا ہے تو ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ کہ اصل صفا ان میں تھی۔ صفا کی اصل بھی ہے اور فرع بھی۔ اصل یہ ہے کہ دل اغیار سے خالی ہو۔ اور فرع یہ ہے کہ دل اس فریب دینے والی دنیا سے منقطع ہو۔ یہ دونوں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی صفتیں ہیں۔ ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کو وہ طریقت کے امام ہیں۔" [۲]

ہمارے محترم اس کشف المحجوب کو ہی اپنے لیے مشعل راہ سمجھ لیں اور اس مذہب شیعہ امامیہ کو ترک کر کے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا دین ہی اختیار فرمالیں اور کسی عالم دین مذہب شیعہ یا مجتہد کی تقلید نہ کریں۔ اپنے ہی دادا حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ کے دین پر عمل کر کے اپنی عاقبت درست فرمالیں۔

---

۱ کشف المحجوب صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ ترجمہ اردو علامہ فضل الدین گوہر

۲ کشف المحجوب صفحہ

Marfat.com

جناب موصوف اپنے اُن ائمہ معصومین کی کوئی حدیث اپنی معتبر کتب مثل ''اصول کافی' عین الحیات' انور نعمانیہ' ذوالفقار شہاب الثاقب' صوارم الالٰہیات' حدیقہ سلطانیہ' حدیقۃ الشیعہ'' میں حمایت تصوف کے لیے پیش کرنے کی زحمت کریں اور اپنی علمی قابلیت کا معیار دوسروں کے سامنے پیش کریں اور ثابت کریں کہ لفظ ''صوفی'' سب سے پہلے کس شیعہ نے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اور علمائے شیعہ امامیہ نے اس پر کب اجماع کیا ہے؟

موصوف کے علم میں اضافہ کے لیے ایک اور بات پیش کر دوں کہ جناب امام الصوفیہ حضور سیدنا علی داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بھی جناب ''ابو طالب'' کو کافر تسلیم کر رہے ہیں اور ان کے لیے لفظ ''شقاوت'' لکھ کر عقیدۂ اہل سنت والجماعت کی حمایت فرما رہے ہیں۔

''ابو طالب کی شقاوت کا حکم لگ چکا تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی سے وہ مستفید نہ ہو سکا۔'' [1]

داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مذہب شیعہ کو فرقہ ملحدان میں شمار کرتے ہیں۔ [2]

موصوف اگر ہماری باتوں کا جواب دینا چاہیں تو پہلے ہمارے حوالوں کا اقرار یا انکار کریں اور مذہب شیعہ میں علم تصوف ثابت کرنے کے لیے اپنے مذہب شیعہ کی معتبر کتب سے اور ائمہ معصومین کی احادیث کی روشنی میں ثابت کرنا ہوگا۔ کسی بھی غیر معصوم شیعہ عالم دین کا قول حمایت تصوف میں تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

جب بھی کسی اسلامی ملک سے مسلمانوں کی حکومت کو شیعوں نے ختم کیا اور اپنی شیعی حکومت وہاں قائم کی اور اس ملک کا سرکاری مذہب شیعہ ہونے کا اعلان کیا تب ہی ایوان حکومت شیعی کے علمائے شیعہ مجتہدین نے علم تصوف کا جنازہ نکالا اور اہل تصوف پر اپنے مظالم ڈھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ چناں چہ دور حکومت صفوی شیعی ایران کے متعلق ایک طویل تاریخی واقعہ جناب مولانا شمس

---

[1] کشف المحجوب صفحہ ۳۷۱ [2] دیکھو کشف المحجوب صفحہ ۳۶۳

Marfat.com

بریلوی لکھتے ہیں جس کا مختصر حوالہ یہاں دیا جاتا ہے :

"صفویوں کے ہاتھوں اہل سنت و جماعت پر کیا گذری' ہزاروں سنی علماء شہید کیے گئے اور سینکڑوں کو قید میں ڈالا گیا اس کا نتیجہ تھا کہ اس دور کے صوفیہ کرامؒ نے اپنے لیے ہجرت کو بہتر سمجھا اور ہجرت کا یہ سلسلہ کچھ نیا نہ تھا...... آپ پورے صفوی دور کو چھان ڈالیے 'تصوف کے وسیع و شریف موضوع پر آپ کو کوئی کتاب نہیں ملے گی اور پائیں بھی کس طرح کہ تصوف کے موضوع پر تو ہی مقدس اور پاک ہستی قلم اٹھا سکتی ہے جس کے دل میں محبت سرور کونین ﷺ اور آپ کے اصحاب کبار و اہل بیت اطہارؓ کے چشمے رواں دواں ہوں۔ وہ قلم کیا اس موضوع پر لکھ سکتا ہے جس کے دل میں بغض و عداوت کا جہنم دہک رہا ہو اور عشق رسول و اصحاب رسول ﷺ کی تابناکیوں سے محروم ہو۔" [1]

اس صفوی دور میں جو مظالم ان صوفیہ کرام پر ہوئے اس کے متعلق دوسری روایت اور ملاحظہ ہو۔

> "دور مغل و تیموریہ میں وہ خلاء تصوف کی دنیا میں پیدا نہیں ہوا جو صفویوں کے دور اقتدار میں دنیائے تصوف میں پیدا ہوا۔ ہزاروں مشاہیر علمائے کرام اور صوفیہ عظام نے ان غالی شیعوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔" [2]

محمد تقی خاں صاحب اپنے مکتوب ۲۲ر جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

> "صوفیہ کرام جب ہندوستان تشریف لائے تو ہندوازم اور رسمی باتوں سے عوام الناس متاثر تھے' پہلے ان کو مسلمان کرنا تھا۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے ادوار میں سیکڑوں برس تک حکومت رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں شیعیت عام نہیں تھی۔ بلکہ اس کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے راسخ العقیدہ اور فہم کی ضرورت تھی۔ ائمہ طاہرین پر اعتقاد رکھنا سب سے پہلا فرض تھا۔ لہٰذا صوفیہ کرام نے سب سے زیادہ زور

---

[1] مقدمہ عوارف المعارف صفحہ ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ [2] مقدمہ عوارف المعارف صفحہ ۵۵

Marfat.com

محبت اہل بیت پر دیا۔"

موصوف کا یہ بیان انتہائی گمراہ کن اور تاریخی شواہد کے قطعی خلاف ہے جس کو کوئی صاحب عقل مورخ تسلیم نہیں کرے گا۔ جب ہندوستان میں اسلام صوفیہ عظام' سلاطین اور تاجروں کے ذریعہ داخل ہوا' یہاں کے غیر مسلموں کو سنی و شیعہ عقائد کے متعلق کچھ خبر نہ تھی اور نہ یہاں کوئی خارجی حکومت تھی جس کی وجہ سے صوفیہ نے محبت اہل بیت کا سبق دینا اپنا پہلا فرض منصبی سمجھا اور نہ یہ عقیدہ صوفیہ کا ان کی کتب معتبر سے ثابت ہے۔ موصوف کو معلوم ہونا چاہیے کہ صوفیہ کرام نے صحابہ کرام اور اہل بیت کی محبت کو ترازو کے ایک ہی پلڑے میں رکھ کر دنیا کو برابری کا سبق دیا ہے۔ صوفی نہ شیعہ ہوتا ہے اور نہ خارجی۔ اصل مذہب اہل سنت والجماعت کے عقائد پر مکمل طور پر کاربند ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جب صوفیہ کرام محبت اہل بیت سے سرشار تھے تو آپ کے مجتہد اول جناب مولوی دلدار علی غفران مآب صاحب لکھنوی نے ان صوفیہ کرام کو اپنی کتاب الشہاب ثاقب اور ذوالفقار میں ان کو کافر و ملحد و زندیق کس وجہ سے لکھا ہے؟ ہم کو اس کا تسلی بخش جواب ملنا چاہیے۔

تیسرا سوال: جب قاضی نور اللہ شوشتری اکبر آبادی نے اپنی کتاب مجالس المومنین میں مسلمہ طور کے سنی صوفیہ کرام کو شیعہ امامیہ لکھا تو یہ بات علمائے شیعہ امامیہ خراسان اور طہران کے گوش گذار ہوئی تو انہوں نے قاضی صاحب سے سوال کیا حضور آپ نے ان صوفیہ کو شیعہ کس بنیاد پر لکھ دیا' یہ تو مسلمہ طور پر سنی تھے اور ان کے مذہب کا بطلان ائمہ معصومین نے کیا ہے تو قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں بھی ان کے عقائد کو "فاسد" خیال کرتا ہوں' میں نے ان کو شیعہ صرف اس وجہ سے لکھا ہے کہ سنی عوام دھوکا کھائیں اور یہ سمجھیں کہ واقعی شیعہ تھے اور مذہب شیعہ دنیا میں پھیلے۔ چناں چہ آپ کے مذہب شیعہ کے معتبر عالم دین جناب مرزا محمد علی صاحب "نجوم السماء" میں لکھتے ہیں کہ قاضی نور اللہ شوشتری صوفیہ کے عقائد کو "فاسد" سمجھتے تھے۔ اب میری آپ سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ان محبان اہل بیت کے عقائد کو فاسد

Marfat.com

کہنا کیا یہ توہین صوفیہ کرام نہیں ہے۔ اور آنجناب اس کا معقول اور مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ حیرت کا مقام یہ بھی ہے کہ موصوف اپنی اس تحریر میں لفظ "مسلمان" اور "شیعہ" کا بھی استعمال کر گئے ہیں۔ بڑوں نے سچ کہا ہے اصلیت خود ہی زبان پر آجاتی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ شیعہ اور چیز ہے مسلمان اور۔ اب اگر ہم شیعوں کو مسلمان نہ کہیں تو شکایت کس بات کی ہوگی؟ اور اسی کو کہتے ہیں۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اور مقبول شاعر ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

میں نے اپنی اس کتاب کے طبع اول کے صفحہ ۳۹ پر اپنے شجرہ روحانیت کے متعلق لکھا تھا کہ

"میرے شیخ و مرشد سلسلہ صوفیہ کے چاروں سلاسل میں بیعت کرتے تھے یعنی نقشبندی، سہروردی، چشتی، صابری، قادری۔"

محمد تقی خاں صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۱۰/ ۱۲/ جنوری ۱۹۸۷ء میں اس عبارت کا کیا مطلب سمجھ بیٹھے۔ ملاحظہ کریں۔

"آپ نے اپنا جو شجرہ روحانیت دادا صاحب سے متصل کر کر لکھا ہے
.... آخر میں دادا اشرف الدین شاہ ولایت تک کیا سلسلہ رہا۔"[1]

صاحبانِ علم غور فرمائیں کیا کہیں اس عبارت مذکور سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ پیر و مرشد کا سلسلہ روحانیت حضرت شاہ ولایتؒ سے ملتا ہے؟ موصوف چوں کہ خود شیعہ امامیہ سے متعلق ہیں، آپ کو کیا معلوم یہ سلاسل تصوف کس طرح آج بھی تمام دنیاء اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں امروہہ کے اکثر صوفیہ عظام آج بھی ان سلاسل اربعہ سے منسلک ہیں میں موصوف کو دعوتِ راہ حق دیتا ہوں کہ اپنا مذہب شیعہ امامیہ تبدیل کر کے اپنے دادا سید شرف الدین شاہ ولایت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حق اہل سنت والجماعت کا اختیار کریں، اور سلسلہ تصوف کے کسی شیخ کامل

---

[1] خط ۱۲/ جنوری ۱۹۸۷ء صفحہ ۴

Marfat.com

کی بیعت حاصل کریں تاکہ علم تصوف اور سلاسل تصوف سے کما حقہ واقفیت ہو۔ شیعہ امامیہ میں رہ کر ان مسائل تصوف کو نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ باطنی کیفیات کا لطف آسکتا ہے۔ جس کے اسلاف کی جو باتیں ہوتی ہیں وہ وہی جانتا ہے۔

آپ نے اپنے خط مورخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۷ پر جناب مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تصوف اسلام" کے حوالے سے مجھے لکھا ہے:

"شیخ وہ مصلح ہوتا ہے جو یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ اپنی جانشینی سے دوسروں کی فطری صلاحیت کو ابھار سکے۔ بس مرید ہونے یا بیعت میں داخل ہونے کے معنی اس سے زائد اور کچھ نہیں کہ جس کے صالح صادق ہونے پر بھروسہ ہو اور جس کی شان طاعت و تقویٰ سے اپنا ضمیر و وجدان مطمئن ہو۔ اس کے اتباع کا مقصد و اہتمام کیا جائے اور اطاعت نیاز مندی کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ بیعت اور مریدی اس معنی میں بدعت ہونا کیا معنی، عین حکم الٰہی "کونوا مع الاصادقین" کی تعمیل ہے۔

محترم محمد تقی خاں نے یہ حوالہ دے کر نہ معلوم مجھے کیا سبق دیا ہے یہ جواب تو خود مذہب شیعہ امامیہ کے ان علمائے شیعہ مجتہدین کے لیے خود ایک زبردست طمانچہ بر رخسار ہے جو پیری مریدی کو حرام یا بدعت قرار دیتے ہیں۔

محمد تقی خاں صاحب اپنے خط مورخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۸۷ء صفحہ ۷و۸ پر فاضل گرامی قبلہ محترم جناب مولانا عبدالماجد دریا آبادی علیہ الرحمۃ کی کتاب "تصوف اسلام" کے وہ حوالے دیئے ہیں جس میں انہوں نے دنیا کے بناوٹی صوفیوں اور سجادہ نشینوں کی بے راہ روی، جو مزارات اولیاء کرام پر غیر شرعی اعمال کر کے تحصیل کرتے ہیں، یہ بناوٹی سجادہ نشین اور بناوٹی صوفی نہ نماز روزہ ادا کرتے ہیں اور نہ پند و نصائح اسلامی کرتے ہیں، اپنے مذہب "صوفی" کا انحصار صرف اپنے تال و طنبورہ پر کر رکھا ہے جس سے اصل صوفی اور مسلمان بدنام ہوتا ہے۔ اگر علمائے اسلام ایسے پند و نصائح

Marfat.com

اپنی کتابوں میں نہ لکھیں تو آنے والی نسل انسانی کس طرح راہ راست پر آسکتی ہے اور ان علمائے دین کا یہ فرض منصبی ہے۔ فاضل محترم حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے یہ نصائح بالکل حق بجانب تھے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی' حضرت شیخ فرید الدین عطار' حضرت محی الدین ابن العربی' حضرت معروف کرخی' حضرت ابوالہاشم کوفی' حضرت جنید بغدادی' حضرت ابراہیم ادہم' حضرت خواجہ حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر صوفیہ کس مزار پر سجادہ نشین بن کر تحصیل کرتے تھے اور نماز روزے کو چھوڑ کر کب انہوں نے تال طنبورے کو جائز کہا جس کی وجہ سے آپ کے ائمہ معصومین اور علمائے شیعہ امامیہ نے ان کو کافر' ملحد' زندیق لکھا ہے۔ اس کا جواب موصوف کو دلائل کی روشنی میں دینا ہوگا تاکہ دنیا مطالعہ کرے اور کسی صحیح نتیجے پر پہنچے۔

میں نے موصوف کے ۱۰ اور ۱۲ جنوری ۱۹۸۷ء کے خطوط کا مفصل جواب مذہب شیعہ امامیہ کی کتب کی روشنی میں مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۷ء کو دیا اور ان کتب شیعہ کے نام مع مصنفین کے لکھ دیے تھے کہ یہ کتب رد تصوف میں ہیں مگر موصوف بار بار مجھے یہی جواب دیتے رہے کہ میں نے اپنے علمائے شیعہ کی ان کتب کو نہیں دیکھا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ موصوف علی گڑھ جیسے علمی خزانے میں زندگی گذار رہے ہیں' سنی کتب کو تو فوراً لائبریری سے منگا لیتے ہیں مگر ان شیعی کتب کے بارے میں ایسی لاپروائی کیوں برتتے ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف تجاہل عارفانہ ہے۔

محترم محمد تقی خاں صاحب میرے ایک خط کے جواب میں مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۷ء کو تحریر فرماتے ہیں:

> "میں اور آپ دونوں یہ طے کریں گے کہ خط و کتابت ہمارے درمیان اب بند ہونی چاہیے۔ آپ اپنی کتاب کی طبع ثانی مع ضمیمہ کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس میں میری اور اپنی خط و کتابت کے کچھ سوالات و جوابات کے انداز میں اضافہ کرنے کا آپ خیال رکھتے ہیں' بڑے شوق سے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ذاتیات کے

Marfat.com

موضوع پر جو خط و کتابت ہوتی ہے وہ ردی کی ٹوکری میں چلی جائے گی مناسب بات ہے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ میرا نام لکھنا بھی آپ اپنی مصلحت کی بنا پر چاہتے مجھے اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ میرے خط کے کسی بھی حصہ کو توڑ مروڑ کر نہ لکھیں جس طرح میں نے لکھا ہے اسی طرح آنا چاہیے۔ اپنی طرف سے آپ اس کا مفہوم نہ نکالیں۔"

میں نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۸۷ء کے ذریعہ محمد تقی خاں صاحب کو لکھا تھا کہ

(۱) "شیعوں میں پیری مریدی حرام ہے اور لقب "ولی اللہ" کسی غیر معصوم کو دینا یہ توہین ابوالائمہ یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے۔"

اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ٹھنڈے پانی کی طرح پی گئے۔ اسی خط میں دوسرا سوال تھا کہ

(۲) سلسلہ قادریہ اور سلسلہ نقشبندیہ یعنی شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ کا شجرہ روحانیت بھی جناب ابوالائمہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے تو کیا آج دنیائے شیعت کا کوئی عالم دین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

اس کے جواب سے بھی موصوف قاصر رہے ہیں۔ اپنے اسی مکتوب میں میں نے تیسری بات اور لکھی تھی کہ

(۳) اہل سنت والجماعت میں ایک طبقہ تفضیلیہ کا بھی ہے مگر یہ طبقہ خلفائے ثلاثہ پر جناب امیر المومنین علیہ السلام کو فضیلت دیتا ہے اور ان کے اپنے اچھے دلائل ہیں مگر جس طرح شیعہ خلفائے ثلاثہ پر معاذ

Marfat.com

اللہ تبرا اور ان کے کفر کے قائل ہیں اور ان کو یہ فرقہ تفضیلیہ بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہ فرقہ مذکور شیعوں کی مفروضہ فقہ جعفری کو قطعی تسلیم نہیں کرتا۔ اصول فقہ میں یہ فرقہ ائمہ اربعہ کا متبع ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے مذہب شیعہ امامیہ کے عالم دین جناب مولوی امداد امام صاحب علیہ ماعلیہ نے اپنی کتاب مصباح الظلم وایضاح المبہم میں اس فرقہ تفضیلیہ کو خطاب "بے تکاپن" سے نوازا ہے۔"

جب میں نے محمد تقی خاں صاحب کو فرقہ تفضیلیہ کے متعلق شیعہ عالم دین کی رائے لکھی تو موصوف اپنے کانپتے اور لرزتے ہاتھوں سے اپنے مکتوب مورخہ ۲۸/ جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۱۴ و ۱۶ پر اس طرح جواب دیتے ہیں۔

"اگر مولوی امداد[1] امام صاحب نے مصباح الظلم میں کچھ تفضیلیہ کا بے تکاپن لکھا ہے تو وہ حق بجانب ہی ہوں گے۔ میں نے مصباح الظلم کتاب سے حضرات تفضیلیہ کا بے تکاپن پڑھ لیا۔ امداد امام صاحب نے جس وقت یہ کتاب لکھی تھی غالباً اس وقت کا تقاضہ یہی ہوگا۔ بہر حال ان کا انداز مناظرہ ہے اور اس طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہے اور آج بھی پہنچ رہا ہے میں ان سے اتفاق نہیں رکھتا۔"

اہل علم ہمارے محترم موصوف کی بدحواسی پر ذرا غور و فکر کریں۔ کبھی کہتے ہیں کہ "اس وقت کا یہی تقاضہ ہوگا اور کبھی کہتے ہیں میں ان سے اتفاق نہیں رکھتا۔" موصوف مجھے بتلائیں کہ آپ کی کون سی بات کو تسلیم کیا جائے۔

کیا مذہبی دنیا میں کسی مذہب کے ساتھ "بے تکاپن" زمانہ کے ساتھ چلتا رہتا ہے؟ فرقہ تفضیلیہ مولوی امداد امام صاحب کے زمانہ میں بے تکے تھے 'تک سے کب تھے؟ کبھی بے تکے ہو جاتے ہیں اور کبھی تک پر آجاتے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔

میں نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۰/ جنوری ۱۹۸۷ء میں محمد تقی خاں صاحب کو لکھا تھا کہ

---

[1] مولوی امداد امام صاحب علیہ ماعلیہ کا انتقال رجب ۱۳۵۳ھ کے مطابق اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ہوا

Marfat.com

"آنجناب راہ حق پر آجائیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے آپ ایک طرح کے مبلغ بھی ہیں اور ممبر شیعت پر اس طرح کی تبلیغ کر کے نہ معلوم کتنے شیعوں کو گمراہ کر چکے ہوں گے۔"

اس کا جواب ہمارے مکرم موصوف اپنے مکتوب مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۸۷ء کے صفحہ ۳ اپر اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے اس طرح دیتے ہیں:

"دوسرے آپ کو یہ اصطلاحی لفظ بتادوں کہ ہمارے ہاں شیعوں میں منبر پر تقریر کرنے والے یا بیان کرنے والے کو ذاکر کہتے ہیں مبلغ نہیں۔ مبلغ تو جماعت اسلامی میں آپ کو ملیں گے یا آپ کے ہاں ہوتے ہوں گے۔"

اس کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کے مذہب شیعہ امامیہ کے پاکستانی معتبر عالم دین جناب صدر الافاضل مولوی مرتضٰی حسین صاحب نے ہندوپاک شیعوں کے علمائے دین کا ایک ضخیم تذکرہ مطلع الانور کے نام سے شائع کیا ہے[1] جس کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے اس تذکرے میں مؤلف موصوف نے اپنے علمائے شیعہ امامیہ کے لیے سیکڑوں جگہ لفظ "مبلغ"، "تبلیغ" استعمال کیا ہے۔ اب محمد تقی خاں صاحب بتلائیں جن علمائے شیعہ کے لیے لفظ مبلغ استعمال ہوا ہے' ان علمائے شیعہ کو کس طرح ملیا میٹ کیا جائے گا اور

---

[1] مذہب شیعہ امامیہ کے حجۃ الاسلام مولانا مرتضٰی حسین صاحب صدر الافاضل نے "مطلع انوار"، "تذکرۂ شیعہ افاضل و علمائے کبار بر صغیر پاک و ہند" ۷۶۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب لکھی جو اعلیٰ کتابت' اعلیٰ طباعت کے ساتھ خراسان اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان کراچی سے ۱۹۸۱ء میں منظر عام پر آئی موصوف نے ایسا تذکرہ علمائے شیعہ 'زبان اردو میں لکھ کر اردوداں طبقہ پر احسان عظیم کیا ہے جس کے لیے ان کو جتنی بھی مبارک باد دی جائے کم ہے۔ جب آپ کے اس تذکرے کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو موصوف کا

گفت تاریخ وصالش ہاتف زیب خلد آمدہ میر اسمٰعیل

۱۱۶۴ھ

دنیائے اسلام کے محقق محترم محمد ایوب قادری سید اسمٰعیل بلگرامی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

ان علمائے شیعہ کو کونسے گندے نالے میں پھینکا جائے۔اس کی ترکیب آپ کو بتلانی ہے۔
دامن علیت اس تحقیقی دنیا میں بالکل خالی نظر آتا ہے یا پھر مولانا نے تجاہل عارفانہ سے کام لے کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔اس تذکرے میں سیکڑوں سنّی مسلمہ بزرگوں اور صوفیوں کو زمرۂ شیعت امامیہ میں ان کا شمار کرایا ہے اور ان علمائے اہل سنت والجماعت کے متعلق بے سروپا باتیں منسوب کردی ہیں جن کا دور تک پتہ نہیں چلتا۔ مثلاً مولانا موصوف نے سید اسماعیل بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کو زمرۂ شیعہ امامیہ میں شمار فرمادیا اور آپ کے متعلق بغیر کسی تحقیق کے ایک غلط قول بھی منسوب کردیا ہے۔لکھتے ہیں :

"موصوف نے اپنے خاندان میں مذہب امامیہ کی تبلیغ کی اور تصوف' تفضیل اور تقیہ کے خلاف کام کیا۔" (مطلع الانوار صفحہ ۹۸)

سید اسماعیل بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۸۸ھ) کا ذکر مبارک سید میر غلام

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا)

"سید اسمٰعیل بلگرامی بن سید ابراہیم میر طفیل محمد بلگرامی سے تحصیل کی پھر عبدالرزاق بانسوی سے بیعت وخلافت حاصل کی۔"

(تذکرۃ علماء ہند ترجمہ اردو صفحہ ۱۱۱ مترجم محمد ایوب قادری)

مولانا مرتضیٰ حسین صاحب بتلائیں کہ سید اسماعیل بلگرامی نے کب علم تصوف سے انکار کیا تھا اور جو قول آپ نے سید اسماعیل کے متعلق رد صوفیہ کے متعلق سے لکھا ہے وہ کہاں سے لکھا ہے؟ ہندو پاک کے اعلیٰ محققین قدیم سنی وشیعہ سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ شمالی ہند میں مذہب شیعہ امامیہ کا وجود آصف الدولہ عہد میں ہوا ہے مگر فاضل محترم نے شمالی ہند کے آٹھویں صدی ہجری کے بہت سے علمائے اہل سنت والجماعت اور طبقہ صوفیہ کو زمرۂ شیعہ میں لکھ دیا ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہندوپاک کے کوئی محقق اس کتاب مطلع الانوار کا پوسٹ مارٹم کریں۔میں نے قارئین کرام کے لیے ایک ہی مثال اس کتاب مطلع الانوار سے نقل کردی ہے۔دراصل مذہب شیعہ امامیہ میں علمائے شیعہ امامیہ کی اتنی کمی ہوگئی ہے کہ جس کی وجہ سے مذہب اہل سنت والجماعت کے علماء کو بطور چندہ حاصل کرکے علمائے شیعہ امامیہ کی تعداد بڑھا کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ . (توفیق احمد قادری)

Marfat.com

علی آزاد نور اللہ مرقدہٗ (المتوفی ۱۲۰۰ھ) راسخ العقیدہ حنفی سنی کس جذبہ عقیدت کے ساتھ کر رہے ہیں۔

آفتاب سحر گاہی پیر روشن دل صاحب تکمیل

میں محمد تقی خاں صاحب سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ ان تمام حوالوں کو بغور مطالعہ فرما کر کوئی صحیح راہ اختیار کریں۔ مذہبی معاملے میں ضد اچھی نہیں ہوا کرتی۔ اگر میرے مضمون کا جواب دیں تو دیئے گئے حوالوں کا اقرار یا انکار کرنا ضروری ہوگا۔ جن حوالوں کو تسلیم کیا جائے' ان کا اقرار اور جن سے انکار کیا جائے ان کی وجہ انکار ضرور ہونی چاہیے اور اپنے مضمون کو طبع فرما کر علمی دنیا کے سامنے رکھیں۔ مجھ سے قلمی بحث[1] نہ کریں۔ میں اس کا قطعی ذمہ دار نہیں ہوں۔

کتابچہ "لتہ حیض" کا پوسٹ مارٹم

مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۸۷ء کو ایک غالی رافضی سے معلوم ہوا کہ ۸ر جولائی ۱۹۸۷ء کو حضرت سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی سہروردی الواسطی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ ثابت کرنے کے سلسلے میں ایک کتابچہ منظر عام پر آیا ہے' چنانچہ اس کو اُسی تاریخ مذکورہ کو خرید لیا گیا۔ کتابچہ پر ملنے کا پتہ بربنائے مصلحت قطعی طور پر نہیں دیا گیا اور "بلی کے گوہ کی طرح چھپایا گیا ہے۔" مطالعہ کرنے کے بعد ہر پڑھا لکھا انسان اس کو "لتہ حیض" سے کم نہیں سمجھے گا۔ لہٰذا اس مضمون میں لتہ حیض ہی سے تعبیر کر کے مختصر سی بحث شامل کتاب کر رہا ہوں جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس "لتہ حیض" کے باقی چیتھڑے کسی اور موقع پر آپ کے سامنے لانے کی کوشش کروں گا۔ یہ کتاب زیادہ ضخیم ہوتی چلی جا رہی ہے بدرجہ مجبوری اختصار سے کام لیا گیا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ یہ مختصر مضمون ہی اس "لتہ حیض" کو تار تار کرنے کے لیے کافی

---

[1] موصوف کے خطوط اس قابل نہیں تھے کہ ان کا جواب دیا جاتا بعض بعض جگہ تو ایسی ایسی بے تکی باتیں لکھی ہیں جن کو پڑھ کر کوفت ہوتی ہے۔ یا اللہ شیعہ مبلغ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں جن کو لفظ "مبلغ" سے نفرت ہے۔

Marfat.com

ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اس "لتہ حیض" کے مصنف کو۔ن۔ش۔گ کا خطاب دے رہا ہوں۔ نون سے نقیب، شین سے شیطانی، گاف سے گروہ مراد ہے۔ اور اس کا نام ن۔ش۔ٹ۔ رکھتا ہوں۔ نون سے نقیب۔ شین سے شیطانی۔ ٹ۔ سے ٹولہ۔ امروہہ کے اہل علم اور باشعور عوام کو چاہیے کہ اس کو نقیب شیطانی ٹولہ کہیں اور جب کبھی اس لقب سے اس کو یاد کریں تو "نقیب شیطانی گروہ" کہیں۔ بزرگوں کا مقولہ صادق ہے کہ "یہ ہے گنبد کی صدا جیسا کہے ویسا سنے۔"

اس "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ش۔گ۔ نے اس "لتہ حیض" میں تمام اکابر صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے در پردہ لفظ "اندھا" جیسے دل آزار جملہ بھی لکھ دیا ہے مثلاً "لتہ حیض" صفحہ ۱۴ پر لکھتا ہے۔

> "تمام کتب میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا سن وفات ۱۱۰ھ لکھا ہے، لیکن اندھے عقیدے مند حضرت علی علیہ السلام سے سلسلہ بیعت ملاتے وقت اتنا بھی غور نہیں کرتے۔"

اس "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ش۔گ کو یہ بات معلوم نہیں کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی خاندان چشتیہ و سہروردیہ کے بڑے بڑے اکابر مثل خواجہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی دہلوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو اپنے اپنے شجرۂ روحانیت میں شامل کرتے ہیں۔ کم سے کم اس کو اپنی اس احمقانہ حرکت پر تو غور کر لینا چاہیے تھا کہ یہ لفظ "اندھا" کن بزرگوں کی طرف جا رہا ہے۔ کچھ تو شرم کر لیتا۔ اس "لتہ حیض" میں تمام سنیوں کو شیطان بھی کہا ہے یعنی تمام سنیوں کو "شر پسند" لکھا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ن۔ش۔گ اس "لتہ حیض" میں تمام سنیوں سے انتہائی جاہلانہ انداز میں گفتگو کرتا ہے۔ جہاں تک ہم نے اس کی اس بدتمیزی پر غور کیا ہے یہ قطعی اس کا قصور نہیں ہے۔ امروہہ کے وہ باشندے جو اس کو جانتے ہیں، یہ صاحب اپنی اس والدہ محترمہ مہترانی صاحبہ کی گود کے پالے ایک غیر معروف سپوت ہیں۔ یہ رذالت

Marfat.com

آنجناب کو وہاں سے وراثت میں ملی ہے۔ اس کی یہ عادت خبیثہ اس سے زندگی بھر نہیں چھوٹے گی۔ زندگی کے ہر دور میں ایسی بدتمیزی کا مظاہرہ کرتا رہے گا۔

اس "لتہ حیض" کے صفحہ ۵ پر امروہہ کے مشہور و معروف بزرگ جناب مولوی محمد عبادت کی تقریظ خود انہیں کے لیٹر پیڈ پر لکھی ہوئی کتاب کے صفحہ ۵-۶ پر مع دستخط کے فوٹو اسٹیٹ شدہ شامل "لتہ حیض" ہے۔ جناب مولوی محمد عبادت نے اس لتہ حیض کی اشاعت میں مفید مشورے بھی دیئے ہیں۔ دو مرتبہ اس کی سماعت بھی فرمائی ہے۔ اب اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس گندگی میں ان کا ہاتھ بھی سنا ہوا ہے اور اس غلاظت میں بھی ان کے ہاتھ بھرے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اس بڑھاپے میں مولوی صاحب نے اپنے مبلغ علم کا اظہار اہل علم کے سامنے کر دیا ہے۔ امروہہ کے سنّی حضرات آپ کو ایک اہم علمی شخصیت سمجھتے تھے۔ اس کا بھی بھرم کھو دیا۔ خیر بہت ہی بہتر ہوا کہ آپ کے ذہن کا پتہ لوگوں کو بھی ہو گیا کہ مولانا کا اس تاریخی میدان میں کتنا مطالعہ ہے اور آنجناب عبارتوں کو سمجھنے میں کتنی صلاحیت رکھتے ہیں؟

اس "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ نے سید العارفین ، سراج السالکین حضرت سید حسن شرف الدین شاہ ولایت قریشی سہروردی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اپنی ذاتی قوت تخیل اور من گھڑت و روایتی قصہ کی طرح امروہہ کے سنّی و شیعہ مورخین کی کتب سے قطعی انحراف کرتے ہوئے آپ کو خواہ مخواہ زمرۂ شیعہ امامیہ میں شامل کر دیا اور لکھا ہے کہ وہ "کھلے شیعہ امامیہ تھے۔" مگر شاہ موصوف کی کرامت اعلیٰ دیکھیئے کہ آپ نے اپنا مذہب اہل سنت والجماعت اس نامعقول مصنف سے خود ہی تسلیم کرا لیا جیسا کہ اس کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

"لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ نے قدوۃ السالکین تاج العارفین حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے امروہہ کے چشتی صابری سہروردی سنّی بزرگ حضرت شاہ عضد الدین محمد جعفری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مقاصد العارفین کی ایک عبارت فارسی پر اپنا جاہلانہ دماغی "تخیل" جما کر شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ لکھ دیا کہ شاہ صاحب امام غائب نے براہ راست

Marfat.com

بیعت تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور مقاصد العارفین کی عبارت بھی اس طرح پیش کی ہے:

"ورذکر احوال وافضال مخدوم شاہ ولایت نام مبارک سید شرف الدین است ولقب شاہ ولایت واسے کہ بداں در غیب خوانند پیر پہاڑی۔ نام والد بزرگوار سید علی بزرگ حسینی واسطی است۔ از برکات شیخ قدس سرہ بخدار سید و مقامی یافت کہ دراں وقت خود مثل ومانند نداشت۔ شیخ خود را بولایت ہندوستان از دریائے گنگ تاکوہ کمایوں مفوض کرد۔ چوں بہ ہندوستان رسید جائے اقامت امروہہ قرار فرمود۔ فرزندان و عیال در امروہہ گذاشتہ۔ در دامن کوہ بعبادت مشغول شد۔ وحوش وطیور وسباع و حشرات الارض و جمیع گزندگان مطیع و فرماں بردار او بودند۔ بیشتر اوقات در استغراق می گذاشت و از احوال خویش یکے اطلاع نمی داد و با خلق صحبت نداشت۔" [1]

اب ہم اصل کتاب سے پوری عبارت نقل کرتے ہیں اور ناظرین کی خدمت میں "لتہ حیض" کے مصنف کی علمی خیانت ظاہر کرتے ہیں کہ اس شخص نے کس قدر ہمت کے ساتھ اصل عبارت کو کتر بیونت کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جسارت بیجا کی ہے۔

ذکر فضائل واحوال مخدوم شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

نام مبارک سید شرف الدین است ولقب شاہ ولایت واسے کہ بداں در غیب خوانند پیر پہاڑی، نام والد بزرگ وارو سے سید علی بزرگ حسینی واسطی۔ تولد او در ۵۵۳ھ مطابق ۱۱۵۸ء یا نصد و پنجاہ و سہ در سنہود ہرہ کہ قصبہ است متصل بلدہ لاہور۔ والدش از مریدان و خلفائے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی است، چوں مخدوم را

---

[1] لتہ حیض صفحہ ۸۳-۸۴

Marfat.com

شوق الٰہی غلبہ کرد بوالد درخواست والد آں را نیز بشیخ الشیوخ سپرد و بخدمت شیخ ارادة آورد' و مشغول شد و ریاضت شاقہ و مجاہدات لائقہ پیش آورد' از برکات شیخ قدس سرہ بخدار سید و مقامے یافت کہ در وقت خود مثل و مانند نداشت 'تصریف نافذہ و کرامات ظاہرہ و کشف باہرہ داشت' شیخ اور ابولایت ہندوستان از دریائے گنگ تاکوہ کمایوں مفوض کرد' چوں بہ ہندوستان رسید جائے استقامت بامروہہ قرار نمود' فرزندان و عیال را بامروہہ گزاشتہ' در دامن کوہ بعبادت مشغول شد' و حوش و طیور و سباع و حشرات الارض و جمیع گزندگان و مطیع و فرماں بردار (۲۲۸-الف) او بودند۔ بیشتر اوقات در استغراق می گزاشت و از احوال خویش یکے اطلاع نمی داد و با خلق صحبت نداشت۔" [1]

"لتہ حیض" کا مصنف ن۔ش۔گ۔ اس کا کسی سے اردو ترجمہ کرا کر لکھتا ہے:

"مخدوم شاہ ولایت کے حالات اور فضائل کے بارے میں جن کا نام مبارک سید شرف الدین اور لقب شاہ ولایت ہے اور وہ نام جس نام سے انہیں ان کی غیبت میں یاد کرتے تھے وہ پیر پہاڑی ہے ان کے والد بزرگوار کا نام سید علی بزرگ حسینی الواسطی ہے۔ خدا کی برکت سے شیخ قدس سرہ خدار سیدہ تھے اور اس سلسلہ میں ان کو وہ مقام حاصل ہوا تھا جس کا کوئی مثل و نظیر نہیں تھا۔ خداوند عالم نے ان کو کرامات ظاہرہ اور دیگر خصوصیات سے نوازا تھا.......... مخلوق خدا کے پاس نہیں اٹھتے بیٹھتے تھے۔"

"لتہ حیض" کا مصنف ن۔ش۔گ اپنے جاہلانہ انداز میں اس عبارت سے کیا نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ "اس لفظ غیب سے عالم الغیب نے آنجناب کی غیبت کی طرف ذہن کو منتقل کر دیا اور مجھے وہ معصوم ذات مل گئی جن سے سید شرف الدین صاحب نے بیعت کی تھی۔ تھوڑی سی عبارت کے بعد آگے ایک جملے نے مقام بیعت بھی واضح کر دیا "در دامن کوہ بہ عبادت مشغول شد۔" [2]

اس کذب و جہل مطلق اور بے ہودہ خیال کی تصدیق مولوی محمد عبادت

---

[1] مقاصد العارفین صفحہ ۴۰۰-۴۰۳ مطبع عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک۔

[2] لتہ حیض صفحہ ۳

Marfat.com

صاحب اس طرح کرتے ہیں۔

"ایک بزرگ کی عبادت سے حاکم بالامر امام غائب حجۃ العصر ارواحنا فداہ کی بیعت تک پہنچانے کی ایک روشن اور نادر کاوش کی ہے اور بڑی حد تک حضرت کے اعتقادات کے سلسلہ میں عامۃ الناس کی راہ نمائی کی ہے۔" [1]

عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اسرار الٰہی اہل باطل پر منکشف نہیں ہوتے اور وہ گمراہی کے راستے میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ عبارت مذکور میں شاہ عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ شاہ ولایت امروہہ رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ آپ کے پیچھے آپ کو پیر پہاڑی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ یہاں غیب سے مراد جناب امام مہدی کس طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ اب مجھے مولوی محمد عبادت صاحب کا مبلغ علم اہل علم کے سامنے رکھنا ہے کہ وہ قرآن مجید میں آئے ہوئے لفظ "غیب" سے کیا مراد لے سکتے ہیں۔ کیا اپنی "قوت تخیل" کی بنا پر لفظ غیب سے محمد مہدی امام غائب مراد لیے جا سکتے ہیں؟"

شیعوں کے قبلہ و کعبہ محترم مولوی محمد عبادت صاحب پیش امام جمعہ و جماعت شیعہ جامع مسجد امروہہ سے ایک سوال۔ پارہ اول الم میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

کہ متقی امام غائب پر ایمان لاتے ہیں۔

اس طرح اللہ جل شانہٗ سورہ یٰسین شریف میں ارشاد فرماتا ہے :

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ. [2]

اس شخص کو ڈرا سکتے ہو جو نصیحت مانے اور بے دیکھے بھالے خدا کا خوف رکھے۔

کیا مولوی محمد عبادت صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کریں گے اسی شخص کو ڈرا سکتے ہو جو نصیحت مانے اور بے دیکھے بھالے امام غائب کا خوف رکھے۔

---

[1] ایضاً، جیش صفحہ ۲

[2] اس آیت شریفہ کا ترجمہ مولوی مقبول احمد شیعی نے مندرجہ بالا کیا ہے۔

Marfat.com

اب ہم یہاں "لغات القرآن" سے لفظ "غیب" کی بحث لکھتے ہیں تاکہ "لتہ حیض" کے مصنف کی کذب بیانی اور دروغ گوئی اور ان کے حمایتی کی "قوت تخیل" کے چیتھڑے ہو کر دنیا کے سامنے آجائیں۔

غیب۔ پوشید ہونا' غیر حاضر ہونا' انسان کے علم واحساس سے بالاتر ہونا' وہ چیزیں جو آدمی کی حسی اور عقلی رسائی سے خارج ہیں اور جن کا علم انبیاء کی اطلاع کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ انبیاء پر آنے والے روحی اندرون اور باطن' غیب کا استعمال قرآن مجید میں ان تمام معانی میں ہوا ہے۔ لفظ غیب پورے قرآن مجید میں بصورت نکرہ کہیں نہیں آیا مضموم بھی آیا ہے مفتوح بھی اور مکسور بھی' مگر ہر جگہ معرفہ ہے۔ کل ۴۹ مقامات پر لفظ غیب آیا ہے۔ ایک جگہ ضمیر کی اضافت کی گئی ہے یعنی غیبہ فرمایا ہے۔ باقی ۴۸ مقامات میں یا الف لام کے ساتھ آیا ہے یا اسم ظاہر کی طرف اضافت کی شکل میں۔ ہم ہر پارے اور رکوع کے حوالے سے تفصیل کے ساتھ آخر میں لکھیں گے۔ لیکن چوں کہ ہر جگہ آیت میں ایک ہی معنی مراد نہیں ہے' اس لیے امام راغب کی تشریح کے موافق اول چند آیات کی تفسیری مراد بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ یعنی جن چیزوں کو تم دیکھتے اور جانتے ہو اور جن چیزوں کو نہیں جانتے ان سب کو اللہ جانتا ہے۔ (الحشر آیت ۲۲) اَطَّلَعَ الْغَيْبَ (مریم ۷۸) یعنی جو چیزیں بصر اور بصیرت کی حدود سے بالا ہیں اور وہاں تک کسی نظر اور تصور کی رسائی نہیں کیا اس نے ان کو جھانک کر دیکھ لیا ہے' کیا ان کا علم اس کو ہو گیا ہے۔ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلاَّ اللّٰه. (النمل ۶۵) جو چیزیں مخلوق کی حس اور علمی رسائی سے خارج ہیں ان کو آسمان اور زمین کی کل کائنات سوائے خدا کے نہیں جانتی۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ (آل عمران ۱۷۹) جو چیزیں تم پر ظاہر کرنے کی نہیں اور تمہاری نظر و فہم سے ماوراء ہیں ان پر تم کو اللہ اطلاع نہیں دے گا۔ اس جگہ غیب کے معنی وحی کے ہیں (یعنی اللہ ایسا نہیں کہ براہ راست تمہارے پاس وحی بھیج کر تم کو مطلع کر دے۔ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوب (المائدہ ۱۰۹) یہ حقیقت ہے ناقابل شک کہ مخلوق کی علمی رسائی سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں ان سے تو ہی بخوبی واقف ہے۔ وَعِنْدَاللّٰهِ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ. (الانعام ۵۹) جو راز کائنات سربستہ ہیں اور مخلوق کا علم

Marfat.com

وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اللہ ہی کے پاس ان کے کھولنے کی کنجیاں ہیں۔ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا ھُوَ کا بھی یہی مطلب ہے۔ رَجْمًا بِالْغَیْبِ (۲۳ الکھف) بے جانے بن دیکھے پروہ تیر چلاتے تھے۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرۃ ۲) جن چیزوں کا صحیح علم بغیر وحی کے نہیں ہو سکتا۔ حس اور بداہت عقل کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی اور انبیاء وحی کے ذریعہ سے ان کی اطلاع دیتے ہیں۔ مثلاً اللہ کی ذات صفات' قیامت' حشر نشر' جنت دوزخ' ان کو انبیاء کے بتانے سے وہ مانتے اور یقین رکھتے ہیں یا یہ مطلب کہ جب وہ مسلمانوں سے الگ ہوتے ہیں' کسی کے سامنے نہیں ہوتے' اس وقت بھی وہ مومن ہی ہوتے ہیں یعنی ان کا ایمان مخلصانہ ہے' دکھاوٹ کا نہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ (الانبیاء ۴۹) وہ جو تنہائی میں اللہ سے ڈرتے ہیں لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان وزمین میں جو چیزیں تم سے پوشیدہ ہیں اللہ ہی کو ان کا علم ہے یا اللہ ہی ان کا خالق' مالک اور متصرف ہے۔ حَافِظَاتٌ بِالْغَیْبِ (النساء ۳۴) شوہروں کی غیبت میں اپنی عزت اور ان کے مالوں کی حفاظت رکھتی ہیں یا غیب سے مراد ہیں۔ وہ اعضا جن کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا ممنوع ہے۔ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ (المائدہ ۹۴) جو تنہائی میں اللہ سے ڈرتا ہے۔ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ (یوسف ۵۲) میں نے اس کی غیر حاضری میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کی۔ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا (الجن ۲۷) اللہ اپنی وحی کی اطلاع سوائے پیغمبروں کے کسی کو نہیں دیتا۔ وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (التکویر ۲۴) اللہ کا رسول وحی کے معاملے میں بخل نہیں کرتا یعنی اللہ کی بھیجی ہوئی وحی چھپا کر نہیں رکھتا۔ ضرور پہنچاتا ہے۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ (آل عمران ۴۴) گذشتہ خبریں جو تمہارے زمانہ میں نہیں تھیں اور نہ تمہیں معلوم تھیں۔ یہ خبر انہیں میں سے ہے وَمَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حَافِظِیْنَ۔ (یوسف ۸۱) ہم غیبی مصیبت سے بچا نہیں سکتے تھے۔ یا ہم کو آنے والی چھپی بات کا علم نہیں تھا۔ مذکورہ بالا حوالجات سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات مصرحہ میں غیب کا استعمال پانچ معانی کے لیے ہوا ہے:

ا۔ غیب وہ چیز ہے جہاں تک احساس اور بداہت عقلی کی رسائی نہ ہو سکے اور انبیاء کی اطلاع کے بغیر اس کا علم ہونا ممکن نہ ہو۔ (۲) تنہائی کا وقت لوگوں سے الگ ہو کر (۳) وحی۔ (۴) بعض گذشتہ واقعات (۵)

Marfat.com

آئندہ واقعات۔ ان معانی کے علاوہ اگر کسی آیت میں استعمال ہوا ہے تو خفیف غور کرنے کے بعد اس کو انہیں معانی کی طرف لوٹایا جا سکتا ہے۔ کوئی جدید نوع پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب ہم لفظ غیب کے محل استعمال نمبر وار بیان کرتے ہیں:

پ او ۴' پ و ۱۳' پ ۴، ۹' پ ۵ پ ۳' پ ۳ و ۱۱' و ۱۳ او ۱۵' پ ۹، ۳ پ ۱۱ او ۲ و ۷ پ ۱۲، ۳ و ۴ و ۱۰ او ۱۷' پ ۱۳ ۴ و ۵ و ۸' پ ۱۴، ۱۷' پ ۱۵ او ۱۶' پ ۱۶، ۱۷ و ۸' پ ۱۷، ۴' پ ۱۸، ۵' پ ۲۰' پ ۲۱' پ ۲۲، ۷ و ۸ و ۱۲ او ۱۵ او ۷ او ۱۸' پ ۲۴، ۲' پ ۲۶، ۴ او ۱۷' پ ۲۷، ۷ و ۴ او ۱۶' پ ۳۰ و ۶

غیوب۔ غیب کی جمع۔ معرفہ غیبہ پ ۷، ۵ و ۶ پ ۱۰، ۱۶' پ ۲۲، ۱۲'

مولوی محمد عبادت صاحب سے میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ آپ اپنی قوم "شیعہ امامیہ" کو تو ضرور علمی دھوکا دے سکتے ہیں جس کی بنیاد ہی صرف "قوت تخیل" پر رکھی ہوئی ہے مگر اہل علم سنت والجماعت اس زبردست دھوکے میں ہرگز ہرگز نہیں آسکتے۔ بابانگ دہل یہ اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ کوئی غیر مسلم جو قدرے علم سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی اس دھوکہ میں نہیں آسکتا اور اس کا ضمیر آپ جیسے مولویوں کو نہ معلوم علم کے کس ادنیٰ و اعلیٰ خانہ میں رکھے گا۔ میں شیعوں کے قبلہ و کعبہ مولوی محمد عبادت کی "قوت تخیل" دربارہ لفظ غیب امروہہ کے اہل علم کے سامنے رکھتا ہوں اور ان سے فیصلہ چاہتا ہوں۔

"لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ۔ بتائیں کہ جہاں جہاں لفظ غیب آیا ہے کیا آپ کی "قوتِ تخیل" یہاں بھی رک جاتی ہو گی اور امام محمد غائب صاحب یہاں سے مراد لئے جاتے ہوں گے؟

اب میں مولوی محمد عبادت صاحب سے صرف اتنا معلوم کرتا ہوں کہ آپ جوگی رمپورہ جس کو شیعہ "نجف ہند" کہتے ہیں یہ موضع ضلع بجنور میں ہے اور یہاں سے کچھ دور کافی پہاڑیاں ہیں۔ کسی موقع پر آپ یہاں ضرور گئے ہوں گے اور "کسی

---

۱ لغات القرآن مرتبہ عبدالدائم جلالی مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی جلد پنجم ص ۲۷ و ۲۸

Marfat.com

پہاڑ کے دامن" میں جا کر امام مہدی صاحب سے ضرور بیعت ہوئے ہوں گے۔ کیا آپ کے متعلق میرا یہ خیال صحیح ہے؟

امام غائب سے بیعت ہونے کے اس طریقہ کو دیگر علمائے شیعہ مثل علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی اور علامہ اردبیلی و شیخ مفید جیسے اکابر نے بھی اختیار کیا ہو گا؟ کتب شیعہ سے ان کے بیعت ہونے کا ثبوت دیا جائے۔ اس کے برعکس مذہب شیعہ امامیہ میں یہ طریقہ تو ملتا ہے کہ بعض علمائے شیعہ امامیہ کو امام غائب کی حضوری تو ملی ہے مگر بیعت کرنے کا کوئی ثبوت نظر نہیں آتا۔ نہ کسی شیعہ عالم نے ایسا لکھا ہے کہ ہم امام غائب سے ملے اور ان سے بیعت بھی ہوئے۔ جن جن علمائے شیعہ نے حاضری دی ہے ان کی ایک فہرست کتب شیعہ میں موجود ہے۔ کیا علامہ مجلسی شیعہ و شیخ ومفید اور ان جیسے اکابر شیعہ امام محمد غائب سے بیعت تھے اور اگر تھے تو انھوں نے اپنی بیعت کا اظہار کب اور کہاں کیا ہے؟

اس کے برعکس کتب صوفیہ اہل سنت والجماعت میں ہزارہا روایتیں مصدقہ طور پر ایسی موجود ہیں جو صوفیوں کے بیعت ہونے کی تاریخ اور دن کا بھی پتہ دیتی ہیں اور ان کے ملفوظات اور تذکروں میں ان کے شب و روز کے معمولات بھی درج ہیں۔

امروہہ کے تمام سنی و شیعہ مورخین یہ امر برابر تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ کہ سید شرف الدین شاہ ولایت قریشی سہروردی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ کو خانواہ سہروردیہ میں بیعت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ جن شیعہ مورخین نے ان کو سلسلہ سہروردیہ کا بزرگ تسلیم کیا ہے تو کیا ان کو پاگل یا جاہل قرار دیا جائے گا اور جن شیعہ مورخین نے اپنی کتابوں میں شاہ شرف الدین صاحب کو خانوادہ سہرردیہ میں بیعت ہونا تسلیم کیا ہے تو کیا ان کتب کو چوراہے پر آگ لگادی جائے گی۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ مقدمہ نمبر ۳۸-۱۹۳۹ء میں کثیر شیعہ اولاد نے شاہ موصوف کو سہروردی سلسلہ کا بزرگ تسلیم کیا ہے' تو کیا یہ سب کے سب افیون کی گولی کھائے ہوئے تھے' یا نشہ شراب دنیا میں مدہوش تھے؟

"لتہ حیض" کے مصنف ن۔ش۔گ۔ نے اس کتاب میں تحریر کیا ہے کہ شاہ

Marfat.com

صاحب خانوادۂ سہروردیہ کے کسی بھی شخص سے بیعت نہیں تھے۔ اس کو ایسی کیوں سوجھی؟ صرف اس لیے کہ ان کے سلسلۂ بیعت سے انکار کر کے ہی ان کو شیعہ امامیہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔

میرا ایک مضمون جو اخبار "گرج" مراد آباد میں شائع ہوا تھا' اس میں شاہ صاحب کے سلسلہ پر بحث کی تھی اور لکھا تھا کہ مذہب امامیہ کی رو سے غیر معصوم کو بیعت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اس عبارت سے اور اپنی ذہنی کج فہمی کی بوکھلاہٹ سے گھبرا کر "لتہ حیض" کے مصنف نے امام غائب کی دیوار اپنی "قوت تخیل" پر کھڑی کر دی مگر یہ دیوار بھی لقب شاہ ولایت کے آہنی ہتھوڑے سے منہدم ہو جاتی ہے۔

لقب "شاہ ولایت" مذہب شیعہ میں کسی بھی غیر معصوم کو نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ میں پہلے بحث کر آیا ہوں۔ اس "لتہ حیض" کے صفحہ ۵۰ پر ایک عبارت درج ہے جو قارئین با تمکین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ذرا اس پر غور فرمائیں۔

> "آپ کے شیوخ اور بیعت کے بارے میں شروع ہی میں ثابت کیا جا چکا ہے' آپ نہ تو شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت تھے اور نہ شیخ بہاء الدین زکریا سے۔"

عبارت مذکورہ بالا میں آپ کے "شیوخ" لکھا ہے۔ ہم آپ سے جملہ "آپ کے شیوخ" کا مطلب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تضاد بیانی کیسی! جادو وہ سر چڑھ کر بولے! لتہ حیض مصنف م۔ س۔ گ۔ صفحہ ۵۸ پر لکھتا ہے۔

> "سید حسین شرف الدین صاحب اس بنا پر شاہ ولایت ہیں کہ وہ متبع ائمہ معصومین ہیں۔"

مولوی محمد عبادت صاحب سے معلوم کیا جاتا ہے کہ کیا علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی اور علامہ اردبیلی اور شیخ مفید و نصیر الدین طوسی اور دیگر علمائے شیعہ امامیہ جو اپنے آپ کو اصل محب اہل بیت اور متبع ائمہ معصومین ہونے کے دعوے دار ہیں کیا کبھی ان کو لقب "شاہ ولایت" سے نوازا گیا ہے؟ یہاں آپ کو خون معصومہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قسم دی جاتی ہے۔

Marfat.com

اس "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ش۔گ۔نے لقب "شاہ ولایت" کے متعلق صفحہ ۴۹ پر اپنی بوکھلاہٹ میں یہ بھی لکھ دیا کہ

"سید شرف الدین شاہ ولایت کے لقب کے بارے میں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ لقب کس کا عطا کیا ہوا ہے۔"

دو متضاد بیانات لقب "شاہ ولایت" کے متعلق اس "لتہ حیض" سے نقل کیے گئے ہیں۔ روزنامہ "گرج مراد آباد" میں میں نے اس لقب شرف الدین شاہ ولایت پر بحث کی تھی اور ایک شیعہ مورخ بشیر حسن امروہوی پر اعتراض کیا تھا جس کی وجہ سے آج شیعوں میں میری اس بحث سے بوکھلاہٹ پیدا ہو گئی اور بغلیں جھانکنے لگے۔ بجائے اس کے کہ کوئی معقول جواب دیتے' میری ذاتیات پر رذالت بھرے انداز میں حملے کرنے شروع کر دیئے جیسا کہ مذہب شیعہ کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔ اس لقب شاہ ولایت پر وہی شخص بحث کر سکتا ہے جو سلسلۂ تصوف سے حقیقی معنوں میں منسلک ہو اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی واقف ہو۔ اس کتاب کے پچھلے اوراق میں لقب شرف الدین "شاہ ولایت" پر متقدمین صوفیہ عظام کی کتب کی روشنی میں بحث موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ مذہب شیعہ امامیہ میں لقب "شاہ ولایت" سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے کسی بھی غیر معصوم کو نہیں دیا جا سکتا' جیسا کہ کتب شیعہ امامیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ کو لقب شاہ ولایت سے یاد کرنا آفتاب نصف النہار کی طرح ان کی واضح اور کھلی سنیت کو تسلیم کرنا ہے ہمارے قبلہ وکعبہ سید العارفین حضور سیدنا حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت حسینی حسنی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کھلی کرامت عظیم ہے کہ اس "لتہ حیض" کے مصنف اور مولوی محمد عبادت صاحب شیعی نے آپ کو لقب "شاہ ولایت" سے یاد فرما کر ان کی سنیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ آپ کو لقب "شاہ ولایت" سے یاد کرنے کے بعد اگر کوئی شخص آپ کو شیعہ امامیہ تسلیم کرے تو اس کا شمار سوائے گروہ ابوجہل کے اور کسی میں نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

"لتہ حیض" کے مصنف شری۔ن۔ش۔گ نے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ شاہ صاحب خانوادہ سہروردیہ کے کسی بھی شخص سے بیعت نہ تھے۔ وہ براہ راست صرف حضرت امام غائب سے بیعت تھے۔ اب میں اس لتہ حیض کی ایک عبارت. صفحہ ۸۶ سے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں' جس میں اس نے آپ کے خلفاء کو تسلیم کیا ہے۔

> "آپ کے خلفاء تو بہر حال آپ کے پاس جاتے ہی ہوں گے' بیٹے اور پوتے بھی پہنچتے ہوں گے' واپس آکر آپ کی کیفیات سے متاثر ضرور ہوتے ہوں گے' غالباً اسی لیے انھوں نے بھی یہی طے کر لیا کہ انھیں سب کو آپ کے وصال کے بعد بھی سلسلہ بیعت جاری نہیں رکھنا اور وہ بھی انھیں کی بیعت میں آگئے جن کی بیعت آپ اختیار کر چکے تھے وہ سوچتے تھے کہ امام غائب عجل اللہ مرجہ سے اگر ہم نہ مل سکے تو آپ کے ذریعے سے معرفت تو ہمیں حاصل ہو ہی جائے گی۔ اس طرح شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ نے استغراق[1] میں رہ کر نہ صرف اپنے معصوم امام کی بیعت کی بلکہ اپنے خلفاء اور اولاد کو بھی اس سے آگاہ کر کے اچھی طرح سمجھا دیا کہ تم بوجہ شیعہ ہونے کے کسی غیر معصوم کی بیعت میں نہ رہنا۔ آیات قرآنی کا مطلب خود بھی سمجھا کرتے تھے اور اپنے خلفاء اور اولاد کو بھی سمجھاتے تھے۔"

پہلے تو میں محترم مولوی محمد عبادت صاحب اور اس "لتہ حیض" کے مصنف شری۔ن۔ش۔گ سے خون علی اصغر شہید کربلا اور ان کے رب جلیل کی قسم دے کر معلوم کرتا ہوں کہ یہ حوالہ آپ نے کس معتبر تاریخ سے حاصل کیا ہے؟ براہ کرم جواب دیجئے۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ اپنے "خلفاء" کو قرآنی آیات کا مطلب سمجھایا کرتے تھے' امام غائب سے پہلے آپ نے کس سے بیعت کی تھی جس کی

---

[1] لفظ "استغراق" خالص مذہب صوفیہ کی اصطلاح ہے۔ مذہب روافض کے علماء کے لئے آج تک یہ لفظ نہیں بولا گیا۔

Marfat.com

وجہ سے آپ نے دوسرے غیر معصوموں کو اپنی بیعت میں لیکران کو خلافت دی' آپ تو ایک غیر معصوم شخص تھے۔ آپ نے دوسروں کو کس بنیاد پر بیعت کیا تھا۔ مذہب شیعہ میں کسی بھی غیر معصوم کو یہ حق نہیں کہ دوسروں کو بیعت کرے۔ ایسا فعل کر نے والا شخص ازروئے مذہب شیعہ فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے اور جب فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو روحانی سربلندی کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ مثل مشہور ہے کہ ایک جھوٹ کو نبھانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں مگر اس کے بعد بھی دروغ گو اور پھنستا چلا جاتا ہے' اس طرح دروغ گوئی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

کیا علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی اور علامہ اردبیلی و شیخ مفید جیسے اکابر شیعہ امامیہ کو کبھی یہ موقع ملا ہے کہ ان کو امام غائب نے بیعت کیا ہو اور اپنے بعد میں کسی غیر معصوم کو خلافت دی ہو اور ان کو آیات قرآنی بھی سمجھائے ہوں۔

اس "لمۂ حیض" کا مصنف صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے۔

> "سید محمود ابدال صاحب اور شیخ معین الدین ناگوری صاحب غیر معصوم کی بیعت ترک کر کے اور اپنے سلسلہ بیعت کو منقطع کر کے اپنی شیعیت کا اظہار کر چکے تھے۔"

اب۔ن۔ش۔گ سے پہلے تو یہ سوال کیا جاتا ہے کہ یہ عبارت کون سی کتاب الکلٹنی سے اخذ کی ہے۔ اس کا حوالہ ثابت کریں۔ آپ کو خون شہید کربلا علی اصغر کی اور آپ کو رب جلیل کی قسم دی جاتی ہے۔

(۲) پہلے یہ دو بزرگ کس غیر معصوم سے بیعت تھے؟ جس کی وجہ سے انھوں نے اپنی بیعت کو منقطع کر دیا تھا اور یہ شیعہ ہو گئے تھے۔ آپ پہلے تو یہ تسلیم کر آئے ہیں کہ شاہ موصوف اور ان کے لڑکے سید امیر علی کھلے شیعہ تھے تو یہ طریقۂ بیعت بعقائد شیعہ امامیہ کسی کو بیعت نہیں کر سکتے تھے۔ تیسرا سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ سید محمود ابدال کب تک سنی المذہب رہے تھے اور کس وقت شیعہ ہو کر اپنی شیعت کا اعلان فرمایا اور آپ کے غیر معصوم شیخ کا اسم گرامی سامنے لائیے جس سے یہ پہلے بیعت ہوئے تھے۔

Marfat.com

اب ہم ناظرین با تمکین کے سامنے مولوی محمد عبادت صاحب اور ن۔ ش۔ ٹ کا تاریخی حافظہ سامنے لاتے ہیں کہ ان کو تاریخی معلومات اپنے رشتہ داروں کے متعلق کتنی ہے۔ امروہہ کی کسی تاریخ میں "محمود ابدال" نام کہیں درج نہیں۔ آپ کا اصل اسم گرامی "محمد ابدال" ہے جو حضرت شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کے پسر خورد حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ واللہ' میرے شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کھلی کرامت عظیم اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے اس دشمن شیعہ سے کس طرح صداقت کا اظہار کرا رہے ہیں۔ اور یہ بے وقوف شیعہ خود بخود کس طرح مکڑی کے جال میں پھنس رہا ہے جو آپ پر مذہب شیعیت کا الزام لگا رہا ہے اور اپنی عاقبت کو برباد کر رہا ہے۔ اس کا مذہب شیعہ کی کسی معتبر کتاب سے سچا حوالہ دیا جائے۔ اس "لتہ حیض" کے مصنف شری ن۔ ش۔ گ نے اپنی من گھڑت عبارت مذکور میں لفظ "وصال" بھی استعمال کیا ہے کیا یہ لفظ علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی و شیخ نصر الدین جیسے غالی شیعہ علماء کی تاریخ موت پر بولا جاتا ہے؟ یہاں بھی آپ کو خون افضل الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رب کی قسم دے کر معلوم کیا جاتا ہے' آپ اس کے تاریخی جواب سے آگاہ کریں۔

"لتہ حیض" کے مصنف نے لفظ "سماع" پر ایک جاہلانہ انداز میں بحث کر کے شیعوں کو گمراہ کیا ہے۔ کیا کسی "شیعہ محفل" کے لیے کبھی اس لفظ "سماع" کا استعمال کیا جاتا ہے' کسی معتبر کتاب شیعہ امامیہ سے اس کا ثبوت دیں۔

آپ نے ابن بطوطہ کے حوالے سے ساتویں صدی ہجری میں مذہب شیعہ میں "صوفی" ہونا ثابت کیا ہے۔ آپ کی اس کم عقلی پر جتنا بھی رویا جائے کم ہی کم ہے۔ اس "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ نے ابن بطوطہ کا سفر نامہ جلد اوّل صفحہ ۲۲۷' ۲۲۳ کا حوالہ اس طرح دیا ہے۔

> "ہم باب الطفرۃ سے مدرسہ عظیمیہ میں داخل ہوئے۔ اس بڑے مدرسہ میں شیعہ مذہب کے طلباء اور صوفیہ رہتے ہیں۔"

اس عبارت میں لفظ "صوفی" آیا ہے جس سے انھوں نے ساتویں صدی ہجری

Marfat.com

میں مدرسہ عظیمیہ میں شیعہ صوفی ہونا اپنی جہالت کی بنا پر تسلیم کرلیا۔ کم سے کم اس عبارت کو پڑھنے کے بعد لفظ "اور" پر غور کرنا تھا کہ یہ لفظ "اور" قواعد میں کیا مطلب لاتا ہے۔

> "اور" حرف عاطف ہے۔ حرف عاطف معطوف علیہ اور معطوف کے تغائر پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا عبارت مذکورہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس بڑے مدرسہ میں شیعہ مذہب کے طلباء اور صوفیہ رہتے ہیں جن کا شیعیت سے کوئی تعلق نہیں لفظ ماقبل یعنی شیعہ مذہب کے طلباء اور ما بعد یعنی صوفیہ میں تغائر پیدا کردیا لہٰذا اب صوفیہ سے مراد شیعہ صوفی نہیں ہوسکتے۔ جیسے یہ کتاب اور کرسی عمدہ ہے تو کتاب مغائر ہے کرسی کے اور کرسی مغائر ہے کتاب کے دونوں ایک جنس سے تعلق نہیں رکھتے یا جیسے اس "بڑے مدرسہ میں مذہب شیعہ کے طلباء اور یہودی رہتے ہیں" تو کیا مذہب شیعہ میں یہودی ہونا تسلیم کیا جائے گا؟"

صاحب "لتہ حیض" نے اس کا انتساب اپنے والدین کے نام کیا اور اس میں یہ جملے لکھے ہیں:

"اپنی والدہ مرحومہ اور والد مرحوم کے نام"

اس عبارت میں لفظ "اور" ہے جو مغائر ہے والدہ کے' والد مغائر ہے والدہ کے۔ اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جائے گا کہ ان کے والد صاحب "مونث" بن گئے۔ یعنی ان کی ماتا[1] لفظ عطف کی بحث میں ملاحظہ ہو۔

یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ علمائے کرام اس کو بخوبی جانتے ہیں۔ یہاں اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کو یہ معلوم ہے کہ علمائے شیعہ صوفیہ کرام کو برا جانتے ہیں۔ اس کا علم بھی آپ کو فتوحات فیروز شاہی سے ہو چکا جیسا کہ آپ نے اس "لتہ حیض" میں خود بھی تسلیم کرلیا ہے۔ یہ واقعہ بھی آٹھویں صدی ہجری ہی کا ہے۔ علمائے شیعہ معتبرین علامہ کلینی اور علامہ مجلسی اصفہانی علامہ اردبیلی وغیرہ جیسے اکابر صوفیوں سے برأت کا اعلان فرما رہے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ بناوٹی صوفیوں کو برا کہتے ہیں' یہ بات آپ کی قطعی جہالت پر مبنی ہے۔ انھوں نے ائمہ معصومین کے

---

1. ملاحظہ ہو بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی قواعد اردو کا صفحہ ۱۲۴

Marfat.com

اقوال کی روشنی میں علم تصوف اور صوفیوں سے حد درجہ برأت کا اعلان فرمایا ہے۔ ذرا کتب رد صوفیہ ملاحظہ فرمائیں۔ ہوائی گھوڑے دوڑا کر اپنے آپ کو اور دیگر شیعہ امامیہ عوام کو دھوکا نہ دیں اس لیے اگر کوئی کسی بھی شیعہ کو "صوفی" کہہ دے تو اس کی یہ بات قطعی تسلیم نہ ہو گی۔ شاہ ولایت امروہہ کو سنّی و شیعہ عام و خاص کھلا "صوفی" ہی تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں اس لیے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے راسخ العقیدہ سنّی المذہب تھے۔ کیا مولوی محمد عبادت صاحب یہ بات بتلا سکتے ہیں کہ مذہب شیعہ میں کوئی ایسا شخص ہوا ہے جس کو لقب "صوفی" سے ملقب کیا گیا ہو اور علمائے شیعہ مجتہدین نے اس کو اپنا بزرگ بھی تسلیم کیا ہو؟

برعکس اس کے مذہب شیعہ امامیہ کے علمائے شیعہ مثلاً محمد باقر مجلسی اصفہانی علامہ اردبیلی، نعمت اللہ جزائری الکشمیری و علامہ دلدار علی لکھنوی جیسے اکابر شیعہ نفس "تصوف" سے ہی اپنے ائمہ معصومین کی احادیث کی روشنی میں صریحی طور پر اور ببانگ دہل انکار کرتے ہیں۔ آج کچھ جاہل اور کم سواد شیعہ امامیہ کے افراد عوام کو یہ صریحی دھوکا دیتے ہیں کہ ہمارے علماء شیعہ صرف بناوٹی صوفیوں کو بُرا کہتے ہیں اور ان سے برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ مگر جب ہم مذہب شیعہ امامیہ کی رد تصوف کی معتبر کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان جاہل شیعوں کا بھید صاف کھل جاتا ہے۔ ان معتبر علمائے شیعہ نے خواجہ حسن بصریؒ۔ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ حضرت خواجہ ابراہیم ادھمؒ۔ حضرت خواجہ محی الدینؒ ابن العربی حضرت خواجہ معروف کرخیؒ۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر صوفیہ کو کافر لکھا ہے اور ان کو یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دی ہے۔ اب ہم "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ سے معلوم کرتے ہیں۔ کیا یہ مذکورہ بالا صوفیائے کرام بناوٹی "صوفی" تھے۔ اس سلسلہ کی ایک اہم بحث معتبر کتب شیعہ امامیہ کی روشنی میں پہلے کر آئے ہیں۔ اب ہم پھر شاہ ولایت امروہہ رحمتہ اللہ کے مذہب کی بحث کے بارے میں یہاں اپنا رخ موڑتے ہیں۔

مولوی محمد عبادت امروہوی نے اپنی تقریظ جو شامل "لتہ حیض" ہے، شاہ ولایت امروہہ کے مذہب کے متعلق انتہائی گمراہ کن باتیں لکھی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

"مگر حضرتؒ (شاہ ولایت) نے نہ تو کوئی تحریر اپنی چھوڑی اور نہ اپنے

Marfat.com

معتقد علیہ ملفوظات چھوڑے جن سے حضرت سے متعلق یہ طے کیا
جائے کہ حضرت کا کس مکتبۂ خیال سے تعلق تھا مگر ایک بات بالکل
واضح ہے کہ اصطلاح صوفیہ میں حضرت کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔"

مولوی محمد عبادت کا شاہ موصوف کو "اصطلاح صوفیہ" میں شمار نہ کرنا صوفیہ کی اصطلاح نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہے۔ لقب "شاہ ولایت" لقب "مخدوم" لقب "شرف الدین" اسی شخص کو دیا جاتا ہے جس کا کسی سلسلہ صوفیہ سے تعلق ہو اور مرتبۂ عالیہ پر بھی متعین ہو۔ ایک طرف آپ "سید حسن" رحمتہ اللہ علیہ کو لقب "مخدوم شرف الدین شاہ ولایت" سے بھی یاد کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کو شیعہ بتلاتے ہیں۔ اس کج فہمی کی کیا داد دی جا سکتی ہے۔ لایئے کوئی اپنے مذہب شیعہ امامیہ میں کوئی کوئی ایسا شخص جس کو لقب "مخدوم شرف الدین شاہ ولایت" جیسے لقب پاکیزہ سے ملقب کیا گیا ہو۔

اس لفظ "مخدوم" کے متعلق یہ نادان ن۔ ش۔ ٹ اس "لتہ حیض" کے صفحہ ۵۱ پر لکھتا ہے۔

"صوفیائے کرام کے ناموں کے ساتھ سوائے ایک بزرگ صوفی کے
کسی سے قبل "مخدوم" کا لفظ نہیں ملتا۔ بس ایک لفظ سید جلال الدین
مخدوم جہانیاں کے ساتھ لفظ "مخدوم" ملتا ہے۔"

اس کتابچہ "لتہ حیض" کو مولوی محمد عبادت شیعی امروہوی نے دو مرتبہ مطالعہ بھی کیا ہے اور اس کی تحریر سے کما حقہ اتفاق بھی کیا ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ لفظ "مخدوم" صرف ایک ہی بزرگ صوفی کے لیے ملتا ہے، انتہائی جہالت پر مبنی ہے اور لفظ "مخدوم" پر جو بحث کی ہے وہ بھی انتہائی جہالت کے سمندر میں غوطے مار رہی ہے۔ سب سے پہلے ہم دو بزرگوں کا اسم گرامی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن کو دنیا آپ کے اسمائے مبارک سے قبل لفظ "مخدوم" لکھتی ہے۔ مثلاً مخدوم سیدنا حضرت علاء الدین علی احمدؒ صابر کلیری، دوسرے مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔ اب لیجئے "گلزار ابرار" جس کے مؤلف محمد غوث شطاری

Marfat.com

مانڈوی جو عہد جہانگیری کے نامور صوفی تھے۔ آپ کی مذکورہ مؤلفہ کتاب سے لفظ "مخدوم" کا ثبوت دیتے ہیں کہ کتنے صوفیاءے کرام کو لفظ "مخدوم" سے نوازا گیا ہے۔

(۱) مخدوم قاضی برہان الدین (۲) نبیرہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری (۳) مخدوم بایزید لاکھ (۴) مخدوم بلال سندھی (۵) مخدوم شیخ جمال الدین (۶) مخدوم اعظم مولانا خواجگی (۷) مخدوم عباس (۸) مخدوم نوح مالاکندی۔ ہم نے ان چند ہی اسماء پر اکتفا کیا ہے۔ لقب "مخدوم" دنیا کے کتنے صوفیوں کو دیا گیا ہے' اس کے لیے صوفیہ کے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ لقب "شاہ ولایت" شیعہ امامیہ سوائے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کسی بھی غیر معصوم کو نہیں دے سکتے۔ مولوی صاحب نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ

> "شاہ موصوف نے نہ تو کوئی تحریر اپنی چھوڑی اور نہ اپنے معتقد علیہ ملفوظات چھوڑے جن سے حضرت مکے متعلق یہ طے کیا جائے کہ حضرت کا کس مکتبۂ خیال سے تعلق تھا۔"

حیرت کا مقام ہے کہ مولوی صاحب شاہ موصوفؒ کے مذہب حق اہل سنت والجماعت کو عوام کی نظر میں کس قدر مشکوک بنانے کی فکر میں ہیں ہیں۔ مگر یہ ریشہ دوانیاں کارگر ثابت نہ ہوں گی۔ حضرت سید حسنؒ کے لقب "شرف الدین شاہ ولایت" سے ان کا مذہب اہل سنت والجماعت نصف النہار کی طرح واضح ہوتا چلا آرہا ہے۔ ایک جگہ اسی تقریظ میں شاہ موصوفؒ کے خسر جناب سید جلال الدین بخاری سہروردیؒ کو بھی بتلاتے ہیں۔ ہم محترم سے اس کا مکمل ثبوت ہندوستان ہی کی تاریخ سے چاہتے ہیں' مگر ساتھ ہی یہ بھی امید ہے کہ مولوی صاحب اس کا جواب نہ دے سکیں گے۔

محمد عبادت صاحب نے اسی تقریظ میں اولاد رسول کے متعلق انتہائی گستاخانہ جملہ تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

> "واقعہ یہ ہے کہ نسبت رسالت اور نسبت ولایت اولاد رسول میں اتنی قوی ہوتی ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے صرف یہی نسبت کافی ہوتی ہے

Marfat.com

اس کے علاوہ کسی نسبت کی ضرورت نہیں' وہ خدا کے صالح ترین بندے تھے اپنے۔ جد جناب محمد مصطفٰے اور مولائے کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام کے قدم بقدم چلنے والی اولاد میں سے تھے۔ ان کو کسی غیر مرشد کی ضرورت نہ تھی۔ سہروردی کی طرف آپ کو منسوب کر دیا گیا ہے' حالانکہ یہ بات بالکل غیر حقیقی ہے ہاں آپ خسر کے یعنی سید جلال الدین بخاری سہروردی تھے۔"

قارئین کرام مولوی محمد عبادت کی اس عبارت پر بھی غور کریں کہ حضرت محمد مصطفیٰ رسول مقبول ﷺ کے اسم گرامی کو کس قدر اختصار سے لکھا ہے اور حضور اقدس ﷺ کے مقابلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کتنے بڑے القاب سے یاد کیا ہے۔ یہ ہے مولوی صاحب کی عقیدت دربار رسالت مآب ﷺ میں۔

مولوی محمد عبادت کا یہ فتویٰ اولاد رسول کے لیے انتہائی غلط اور گمراہ کن ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں نسل فاطمی کے افراد لاکھوں کی تعداد میں غیر سادات سے بیعت ہوتے نظر آتے ہیں جن کے لیے تاریخ عالم کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلویؒ جو خاندان فاطمی کے چشم و چراغ تھے' ایک غیر فاطمی بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید بااخلاص تھے۔ دوسری شخصیت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ جو غیر فاطمی حضرت رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت تھے۔ حیرت کا مقام یہ بھی ہے کہ مولوی محمد عبادت نے اپنی مذکورہ تحریر میں مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ سہروردیہ کا بزرگ بھی تسلیم کیا ہے اور یہ سلسلہ سہروردیہ غیر فاطمی سے منسوب ہے یعنی شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے' جو خاندان صدیقی سے تھے۔ سچ ہے' دروغ گو را حافظہ نباشد۔ میں مولوی صاحب سے باادب صرف اتنا عرض کروں گا کہ آپ شیعہ امامیہ ہیں۔ آپ صرف اپنے مذہب شیعہ کے علماء کے متعلق ہی بات کریں صوفیہ کے متعلق آپ کا مطالعہ قطعی نہیں ہے۔ اس میدان میں آپ طرح طرح کی ٹھوکریں کھائیں گے اور اپنی علمی صلاحیت کا بھرم کھو بیٹھیں گے۔

Marfat.com

مولوی محمد عبادت نے اسی تقریظ میں اپنے مذہب شیعہ امامیہ کے ایک عالم دین جناب "شیخ مفید" کا حوالہ شاہ موصوفؒ کے آباواجداد کی شیعت ثابت کرنے کے سلسلے میں نقل کیا ہے۔

> "شیخ مفید علیہ الرحمۃ جو چوتھی صدی کے اساطین علمائے شیعہ میں سے ہیں انہوں نے جعفر تواب کی تمام اس اولاد کے متعلق جو ان کے زمانہ میں موجود تھی' واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ وہ سب کے سب عقائد حق رکھتے تھے تو آں حضرتؒ کے آباء واجداد اور ان کے پورے خاندان کے سلسلہ میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ چوتھی صدی تک وہ سب کے سب اثنا عشری ہی تھے۔"

بغداد و ایران پر ساتویں صدی ہجری میں تاتاری اور منگولوں کی حکومتیں جو شیخ نصیر الدین محقق طوسی و علقمی جیسے غالی شیعوں کے اشاروں پر علماء و صوفیائے سادات فاطمی اہل سنت والجماعت پر کھلم کھلا ظلم ڈھا رہی تھیں' جس کی وجہ سے علمائے اہل سنت و صوفیائے سادات فاطمی اہل سنت والجماعت نے اپنی جان و مذہب کے تحفظ کے لیے بغداد و ایران سے ہندوستان کی طرف ہجرت فرمائی جس کی مکمل و حقیقی داستان دنیا کی تمام معتبر تاریخوں میں بھری پڑی ہے۔ اسی ظلم و تشدد کا شکار شاہ ولایت امروہہ کا خاندان بھی ہوا اور یہ خاندان عالی وقار ہجرت کر کے ہندوستان آ گیا جس کا اقرار امروہہ کے تمام سنّی و شیعہ مورخین نے بالاتفاق کیا ہے۔ بس یہی جواب مولوی محمد عبادت کے لیے کافی ہے۔ مگر دوسرا جواب اور ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد عبادت نے اپنے اس قول کو ثابت کرنے میں شیخ مفید کی کسی کتاب کا حوالہ سپرد قلم نہیں کیا۔ علمائے شیعہ امامیہ کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ سنّی عوام کو احساس کمتری کے مہلک مرض میں مبتلا کرنے کے لیے اس طرح کی جھوٹی کہانیاں گھڑنے میں دنیا کے جھوٹوں میں سب سے آگے رہے ہیں' مثلاً قاضی نور اللہ شوشتری اکبر آبادی نے اپنی مجالس المومنین میں دنیائے اہل سنت والجماعت کے مشہور و معروف گروہ صوفیہ کے بہت سے اکابر کو شیعہ امامیہ لکھ دیا جب کہ وہ ان بزرگان محترم کی سنّیت

Marfat.com

سے پوری طرح واقف تھے اور ان کے عقائد اہل سنت کو فاسد بھی تصور کرتے تھے۔ اگر یہی طریقہ آپ کے شیخ مفید صاحب نے کل نسل جعفر تواب کے متعلق اختیار کیا ہو تو کیا تعجب کی بات ہے۔ لہٰذا شیخ مفید کا یہ قول ہر گز ہر گز قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ کی ایک مثال اور لکھی جاتی ہے۔ اگر کسی شیعہ سے یہ بات معلوم کیا جائے کہ آپ کے یہاں حافظ قرآن مجید نہیں ہوتے تو فوراً اپنا گلا پھاڑ کر یہ جواب دیا جائے گا کہ حضور مذہب شیعہ میں حافظ ہوتے ہیں مگر فلاں شہر میں دو حافظ زندہ ہیں' پانچ مر گئے۔ اور جب ان دو حافظ صاحبان کی وہاں تلاش کی جاتی ہے تو یہ جواب ملتا ہے کہ یہاں کوئی حافظ قرآن مجید نہیں ہے۔ فلاں جگہ چار حافظ زندہ ہیں' دس مر گئے۔ اسی طرح یہ جھوٹ کا لامتناہی سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے مگر کہیں یہ جھوٹ سچ میں تبدیل نہیں ہوتا۔

لقب "الشریف" کا جواب

اس "لتہ حیض" کے مصنف شری ن۔ ش۔ ٹ جس کا نام ہم نقیب شیطانی ٹولہ رکھ چکے ہیں' اس نے اس "لتہ حیض" میں ابن بطوطہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ مزار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خدام شیعوں کو ابن بطوطہ نے لقب "الشریف" سے نوازا ہے اور اسی طرح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں سید امیر علی بن شاہ ولایت امروہہ رحمۃ اللہ علیہ کو لقب "الشریف" دیا ہے لہٰذا وہ شیعہ تھے۔ واہ رے آپ کی علمی قابلیت اور جس نے اس امر پر آپ کو مشورہ دیا' اس کی بھی برہنہ کمر پر پندرہ کلو نمک اور دو کلو تیل کی مالش کی جائے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ "شریف" صیغہ واحد ہے اس کی جمع "شرفاء" ہے۔ صاحب مصباح اللغات صفحہ ۴۲۸ پر لکھتے ہیں :

"الشریف۔ شرف و عزت والا۔ ج۔ شرفاء و اشراف"

ابن بطوطہ نے الشریف کا جو خطاب ان خادمان درگاہ حضور پاک مولائے کائنات سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے استعمال کیا ہے وہ صاحب درگاہ کی نسبت کی وجہ سے دیا تھا نہ کہ شیعہ مذہب کی وجہ سے۔ عرب کے مشہور و معروف

Marfat.com

خاندان قریش علوی' صدیقی' فاروقی' عثمانی اور دیگر صحابہ کرام کے وہ خاندان جو قریش سے تعلق نسبی رکھتے ہیں' عرب کے تمام قبائل پر فوقیت رکھتے ہیں اور یہ قبائل قریش دیگر قبائل کی بہ نسبت اپنے قبیلہ قریش کو زمرۂ اشراف میں شمار کرتے چلے آرہے ہیں جن کی اولادیں آج بھی دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ بھی اپنے آپ کو اپنے آباواجداد کی طرح دیگر اقوام عالم پر اشراف کہلواتی ہیں۔ جن میں سنّی بھی ہیں اور شیعہ بھی۔ اور عام طور پر لفظ "شریف" بعض ممالک میں خصوصیت سے اولاد "فاطمی" کے لیے تعظیماً استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں نہ کسی سنّی فاطمی کی قید ہے اور نہ شیعہ فاطمی کی۔

مذہب شیعہ کے علماء مجتہدین کا ایسا کوئی فتویٰ نہیں ہے کہ لفظ "الشریف" کو مذہب شیعہ امامیہ کی ذاتی جاگیر تسلیم کیا گیا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ جس کا استاد روحانی ہی یہودی المشرب ہو' اس کے دل و دماغ سے ایسی ہی لایعنی باتوں کا ظہور ہوگا۔ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں جناب محترم قاضیٔ سید امیر علی مخدوم سید بن حسن شرف الدین شاہ ولایت سہروردی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کو "الشریف" جیسے لقب تعظیمی سے مخاطب فرمارہے ہیں' وہ آپ کے نسل فاطمی ہونے کی وجہ سے ہے۔

ادھر آپ کے والد محترم شاہ موصوفؒ ایک صوفی باصفا اور مسلک سہروردیہ سے منسلک تھے۔ اگر ان کی بزرگی کی وجہ سے "الشریف" لکھ رہے ہیں تو اس میں کونسی شیعت آگئی۔ یہ بات ہم جانتے ہیں بعض اصطلاحات ہر مذہب کے لیے مخصوص ہیں' مثلاً مذہب شیعہ میں ماہ محرم الحرام کے پہلے عشرہ میں ایک کھانا ہوتا ہے جس کو کھانا "حاضری" کہتے ہیں۔ اس لفظ "حاضری" کا ذکر بعض محققین شیعہ نے کیا ہے جس کا حوالہ "تجاہل عارفانہ" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اگر لفظ "شریف" صرف مذہب شیعہ کے لیے مخصوص سمجھا جائے تو مولوی محمد عبادت صاحب بتلائیں کہ سید امیر علیؒ کی اولاد میں آج شیعہ بھی ہیں اور سنّی بھی تو کیا افراد شیعہ امامیہ اولاد امیر علی کو لقب "الشریف" سے ملقب کرتی آرہی ہے جس سے شیعہ اور سنّی اولاد میں ایک امتیاز پیدا ہوسکے۔ جواب نفی میں ہی ملے گا۔ دوسرا سوال یہ بھی آپ سے کیا جاتا ہے کہ کیا

Marfat.com

امروہہ کے شیعہ اپنی شیعت کے اظہار کے لیے اپنے نام سے قبل لفظ "الشریف" لکھتے ہیں؟

مسلمانان عالم کا ایک پڑھا لکھا طبقہ ایک عام آدمی کے لیے لفظ حضرت جناب "حضور پر نور" بھی لکھتا ہے۔ مثلاً حیدر آباد کے نواب میر عثمان علی خاں کے لیے کتابوں میں "حضور پر نور" لکھا ہوا ملتا ہے اور یہی الفاظ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی اکثر لوگ لکھتے ہیں۔ مثلاً حضور پر نور جناب رسالت مآب ﷺ تو کیا ایسا لکھنے سے ہر آدمی محمد رسول اللہ ﷺ بن جائے گا۔ (معاذ اللہ) دنیا ایسے لوگوں پر ہزار بار لعنت بھیجے گی اور اس کو نا معلوم کتنے گندے الفاظ سے یاد کرے گی۔ زمانۂ قدیم سے ہندوستان کے سید شیخ، مغل، پٹھان ہندوستانی "پیشہ ور اقوام" کے مقابل اپنے آپ کو شریف یعنی طبقہ "شرفا" میں شمار کرتے ہیں تو کیا ان سب سید، شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ کو زمرہ شیعہ امامیہ میں شمار کیا جائے گا۔ جناب مولا مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی درگاہ کے خدام ملک عرب کے ایک اچھے خاندان سے متعلق ہوں گے چاہے وہ مذہب شیعہ سے ہوں یا سنّی۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں ان کو درگاہ کے احترام کی وجہ سے لفظ "شریف" لکھ دیا تو کیا برا کیا۔ آج شیعہ فاطمی ہو یا سنّی فاطمی نسل سے دونوں کو طبقہ "شرفا" میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اب قارئین کرام یہ فیصلہ کریں کہ سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ابن بطوطہ نے لفظ "شریف" لکھ دیا تو کیا اس سے ان کی شیعت ثابت ہو گئی؟

ابن بطوطہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر نامہ میں بہت سی جگہ نسل فاطمی شیعہ اور غیر فاطمی شیعہ کے لیے بھی "الشریف" جیسا تعظیمی لفظ لکھتے ہیں۔ مثلاً سفر نامہ ابن بطوطہ قسط نمبر ۲ صفحہ ۸۱[1] پر ایک شافعی مسلک کے منصور کے لیے یہ لفظ مذکور یعنی "الشریف المنصور" لکھتے ہیں۔ پھر اسی قسط نمبر ۲ صفحہ ۸۲ پر زید بن نحی کے لیے بھی یہی لفظ لکھتے ہیں۔ "سلطان الشریف زید بن نحی۔

"نقیب الاشراف یا الشریف" جیسا باعظمت و تعظیم والا لقب مذہب شیعہ امامیہ

---

[1] ترجمہ اردو رئیس احمد جعفری

Marfat.com

کے لیے ہرگز ہرگز مخصوص نہیں ہے اور نہ کسی شیعہ کتب معتبر سے ثابت ہے۔

بغداد شریف کی اہم درگاہوں کے خادموں کو لقب "نقیب الاشراف" صرف ان کی عزت و توقیر کو دوبالا کرنے کے لیے سلاطین اسلام نے دیئے۔ مثلاً حضور غوث پاک' سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدۂ کے جانشینوں کو بھی "نقیب الاشراف" کہا جاتا ہے۔ ہمارے اس ثبوت کے لیے جناب ابو رجا محمد کا سفر نامہ "داستان جہاں" بزبان فارسی صفحہ ۶۶ ملاحظہ کریں۔ اگر لفظ "شریف" "مذہب شیعہ کی پہچان کے واسطے مخصوص ہے تو آنجناب یہ بتلائیں کہ بخاری شریف' ترمذی شریف' مشکوٰۃ شریف' مسلم شریف' احادیث شریف کے مابعد ہے تو کیا یہ کتب اہم مذہب شیعہ امامیہ کی متصور ہوں گی؟

میں نے اس "لتہ حیض" کی بہت سی لغویات اور بکواس کو منہ لگانا اچھا نہیں سمجھا ہے مگر یہاں ثبوت کے لیے ایک بکواس اس کتاب سے نقل کر کے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا تاکہ قارئین کو یہ بات بھی معلوم ہو جائے کہ یہ واقعی بکواس ہے بھی یا نہیں۔ ن۔ ش۔ ٹ نے محترم پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کی مؤلفہ کتاب "تاریخ مشائخ چشت" جلد اول صفحہ ۷۸ اور ۱۷۹ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ شاہ ولایت امروہہ کے بزرگ تھے اور ان کو امروہہ میں سلسلہ سہروردیہ کی ہوا بھی نہیں لگی۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی کا حوالہ اس طرح نقل ہے۔:

"سہروردیہ کا دائرہ اثر و نفوذ پنجاب اور سندھ تک محدود رہا ہے لیکن شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی اور مخدوم جہانیاں کی روحانی شہرت ہندوستان ہی تک محدود نہ رہی بلکہ اسلامی ملکوں میں پھیل گئی۔"[1]

"لتہ حیض" کے مصنف کا خط کشیدہ جملہ پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور سوال کرتا ہے:

"کیا امروہہ پنجاب اور سندھ میں ہے؟ پروفیسر نظامی صاحب کی تحریر سے بھی

---

[1] خط کشیدہ جملوں پر غور کریں کیا امروہہ ہندوستان کے علاقوں میں شمار نہیں ہوگا۔

Marfat.com

ثابت ہوا کہ شاہ ولایت صاحب سہروردیہ سلسلہ میں بیعت نہیں تھے۔"

آپ کے سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی کے اس جملے پر غور کریں کہ

"مخدوم جہانیاں کی روحانی شہرت ہندوستان ہی تک محدود نہ رہی بلکہ اسلامی ملکوں میں پھیل گئی۔"

دوسرا جواب

محترم خلیق احمد نظامی صاحب کی تمام تحقیق سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ تحقیق میدان کا دائرہ کبھی محدود نہیں ہوا کرتا۔

اب ہندو بیرون ہند کے ایک دوسرے محقق سلسلہ سہروردیہ کے متعلق پروفیسر شیخ محمد اکرام صاحب "آب کوثر" صفحہ ۲۸۴ پر سلسلہ سہروردیہ کے مبلغ اعظم مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت نور اللہ مرقدہٗ کی تبلیغ کے متعلق لکھتے ہیں:

"آپ کا فیض ہندوستان کے سب علاقوں میں پھیلا ہوا تھا" آپ کو سیر و سیاحت کا بڑا شوق تھا۔ کبھی اوچ، کبھی دہلی، کبھی پنڈوہ، کبھی جون پور اس سے ارشاد و ہدایت کا ایک وسیع سلسلہ قائم کرنے کا موقع ملا اور آپ کے مریدوں میں اودھ اور بلاد شرقی کے بھی کئی خانوادے تھے۔ چناں چہ آپ کے خلفاء میں سے آپ کے بھائی راجو قتال رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ لکھنؤ کے شیخ قوام الدین ایرج کے شیخ یوسف بدھا اور دہلی کے کئی بزرگوں کے نام لیے جاتے ہیں۔"

مولوی محمد عبادت (مجتہد العصر) اپنی تقریظ جو اسی "لتہ حیض" میں شامل ہے حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی سہروردی نور اللہ مرقدہٗ کے خسر حضرت مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری سہروردی[1] کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"ہاں آپ کے خسر یعنی سید جلال الدین بخاری سہروردی تھے۔"

ن۔ش۔ٹ اس عبارت مذکور کو تسلیم کرتے ہوئے "لتہ حیض" کے صفحہ ۳۰

---

[1] المتوفی ۱۹ر جمادی الاول ۶۹۰ھ مطابق ۲۰ر مئی ۱۲۹۱ء

Marfat.com

پر لکھتا ہے :

"سید جلال الدین بخاری صاحب کی صاحبزادی فاطمۃ الطاہرہ صاحبہ اپنے عالی مرتبت شوہر سید شرف الدین صاحب کے ساتھ اپنے مکان محلّہ بچدرہ پر رہتی تھیں۔"

پروفیسر خلیق احمد نظامی کے قول کو سامنے رکھ کر یہ کہنا کہ شاہ ولایت امروہہ سلسلہ سہروردیہ میں بیعت نہیں ہوئے' یہ آپ کی کم عقلی کی بین دلیل ہے امروہہ کے تمام متقدمین مورخین سنّی و شیعہ کا جب اس پر یہ اتفاق ہو چکا ہے کہ شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہندوستان کے کسی بھی تذکرہ صوفیہ میں نہیں ہے تو اس سلسلہ میں پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کا حوالہ دینا ہی پرلے درجے کی بے وقوفی ہے۔ امروہہ کے تمام مورخین و شیعہ برابر یہ بات تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں کہ شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں سلسلہ سہروردیہ میں منسلک ہوئے۔

آپ کے حقیقی عم محترم جناب انوار حسن خاں ولد منور حسن ساکن محلہ دربار کلاں امروہہ مقدمہ نمبر ۳۸۔ ۱۹۳۹ء میں شاہ موصوف کو حنفی سنّی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تسلیم کر چکے ہیں اور اس کے باوجود کہ اس وقت امروہہ میں شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی سنّی و شیعہ اولاد میں کافی پڑھے لکھے لوگ ہوئے ہیں جن میں سنّی عالم بھی ہیں اور شیعہ عالم بھی' مثلاً مولوی اولاد حسن ولد مولوی محمد حسن شیعی محلّہ شفاعت پوتہ امروہہ جو والد محترم ہیں مولوی محمد عبادت کے' ان صاحبان علم کی بھی یہ ہمت نہ ہو سکی کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ امامیہ کہتے یا ان کے سلسلہ سہروردیہ سے انکار کرتے۔ "آفتاب صداقت" جو محمد عسکری صاحب شیعی نے ۱۹۳۳ء میں لکھی اور شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو تقیہ میں شیعہ لکھ دیا' مگر ان کی بھی یہ ہمت نہ ہو سکی کہ یہ کتاب مقدمہ نمبر ۳۸۔ ۱۹۳۹ء میں پیش کرتے۔ لیکن چند سالوں سے آخر آپ کو کیا بیماری ستا رہی ہے کہ جس کی وجہ سے شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان پر شیعت کا داغ لگایا جا رہا ہے۔

مولوی محمد عبادت اور آپ کو یہ تسلیم ہو چکا ہے کہ شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی اہلیہ محترمہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا خاندان سلسلہ سہر وردیہ کے ایک عظیم ترین بزرگ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں جس کا کھلا مطلب یہ ہوا کہ شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اپنے خسر حضرت سید مخدوم سید جلال الدین سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ سے رہی۔ اب امروہہ میں سلسلہ سہر وردیہ کا یہ اثر و نفوذ کہاں سے بر آمد ہوا۔ اپنی جہالت پر کچھ تو شرم کریں۔

"دروغ گو را حافظہ نباشد"

جس وقت میں نے یہ جواب لکھا بخدا میرے جسم پر ایک کیفیت سی طاری ہو گئی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ جواب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود لکھوا رہے ہیں۔ اور اب آپ یہ بتلائیں کہ حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت حسینی حسنی سہروردی امروہوی رحمۃ اللہ کی شادی حضرت مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی لڑکی سے کب ہوئی اور کہاں ہوئی' اس کا تاریخ ثبوت ہندوستان کے کسی معتبر تذکرۂ صوفیہ سے پیش کرنا ہو گا۔ اب کوئی ذی عقل اس سلسلہ میں امروہہ کے مورخین سنّی و شیعہ کی تاریخ کا حوالہ تسلیم نہیں کرے گا کیوں کہ آپ امروہہ کے تمام مورخین کی روایتوں سے انحراف کر چکے ہیں۔

مولوی محمد عبادت امروہوی حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک جملہ اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"آں حضرت کی ذات تمام اولیائے کرام میں ایک خصوصی مقام رکھتی ہے۔"

"جملہ اولیائے کرام" یہ خاص اہل سنت والجماعت کی اصطلاح ہے کبھی کسی شیعہ عالم دین کے لیے یہ جملہ استعمال نہیں کیا گیا اور نہ مذہب شیعہ کے کسی عالم دین کو یہ حق ہے۔ ورنہ یہ ثابت کریں۔

ہر دو صاحبان مولوی محمد عبادت اور ن۔ ش۔ ٹ نے حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام محمد علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت ہونا تسلیم کیا ہے۔ برعکس اس کے مذہب شیعہ امامیہ میں امام مہدی علیہ السلام سے بعض علمائے شیعہ کی بہ نفس نفیس حاضری تو ثابت ہے مگر امام غائب

Marfat.com

سے اس طرح بیعت ہونے کا یہ طریقہ دیگر علماء شیعہ مثلاً علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی اور علامہ اردبیلی وابو عبداللہ محمد بن نعمان ملقب بہ مفید[1] جیسے اکابر شیعہ نے بھی کیا ہوگا۔ کتب شیعہ امامیہ سے ان کے بیعت ہونے کا ثبوت دیا جائے۔ بعقائد شیعہ امامیہ امام مہدی صاحب کی پیدائش ۱۵ر شعبان ۲۵۰ھ کو ہوئی۔ اور یہ بزرگ ۲۵۶ھ میں سرمن رائے کے غار میں غائب ہوگئے۔ آپ کے غائب ہونے کے بعد صرف چار اشخاص بہ نفس نفیس آپ سے ملے تھے۔ ان چار اشخاص کو مذہب شیعہ امامیہ میں لفظ "وکیل" و "نائب" سے یاد کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص شیعہ ان کو امام غائب کا مرید نہیں لکھتا۔ مولوی سید محمد مجتہد امروہوی اپنی مؤلفہ کتاب "ملاقات امام" صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ پر ان چار اشخاص وکیل امام غائب کے نام اس طرح لکھتے ہیں[2]:

(۱) ابوعمرو بن عثمان بن سعید عمر التوفی ۲۹۵ھ (۲) ابو جعفر محمد بن عثمان التوفی ۳۰۵ھ (۳) ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی تمیمی التوفی ۳۲۶ھ (۴) ابوالحسن علی بن محمد سمری صاحب التوفی ۱۵ر شعبان ۳۲۸ھ۔ ۲۵۵ھ سے ۱۵ر شعبان ۳۲۸ھ تک تہتر سال غیبت امام صغرا کے کہلاتے ہیں اس کے بعد کسی بھی شیعہ امامیہ کی ملاقات بہ نفس نفیس امام غائب سے نہیں ہوئی اور نہ شیعہ اس کے قائل ہیں۔

سید محمد مجتہد امروہوی جو خود بھی حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے' آپ کی بھی یہ ہمت نہ ہوسکی کہ امام غائب کی اس غیبت صغرا میں کسی اور پانچویں شخص کا نام شامل کرلیتے۔

مذہب شیعہ امامیہ میں یہ اصول بھی مستند طریقے سے ملتا ہے کہ کوئی جھوٹا قول یا فعل اپنی طرف سے اپنے امام معصوم کی طرف سے نہ بیان کریں اور ایسا کرنے والے اشخاص کو جہنم کی اطلاع امام معصوم کی طرف سے دی گئی ہے۔ حتی کہ جھوٹا خواب یا عرفان بھی ان ائمہ معصومین کی طرف منسوب نہیں کرسکتے۔ ن۔ ش۔ ٹ اور مولوی محمد عبادت امروہوی نے بنا کسی ثبوت کے اور صرف اپنی دماغی قوت متخیل پر شاہ

---

[1] التوفی ۴۱۳ھ (پیدائش ۳۳۶ھ)

[2] مطبوعہ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور

Marfat.com

ولایت امروہہ کو بہ نفس نفیس امام غائب کا مرید ہونا تسلیم کر لیا ہے اور اپنے امام معصوم آخر الزماں محمد مہدی علیہ السلام کا کھلا مذاق اڑایا ہے۔ سید محمد مجتہد امروہوی نے اپنی اس "ملاقات امام" میں صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ پر صرف اپنے ایک شیعہ عالم دین شیخ محمود مشیمی نجفی جو ۱۲۸۳ھ میں نجف اشرف میں قیام پذیر تھے۔ ان کو خواب کی حالت میں بیعت ہونے کا قصہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب "ملاقات امام" میں سید محمد مجتہد صاحب نے سیکڑوں شیعوں کے واقعات لکھے ہیں کہ انہوں نے کس طرح امام غائب سے فیض باطنی حاصل کیا' مگر اپنے جد اعلیٰ حضرت مخدوم سید شرف الدین شاہ ولایت سہروردی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تو نام' اس کتاب میں ان کا اشارہ تک بھی نہیں فرمایا۔ حیرت کا مقام ہے کہ مولوی محمد عبادت امروہوی نے خود بھی شاہ ولایت امروہہ کے متعلق اپنی ایک تقریظ میں یہ اقرار کیا ہے کہ

> "حضرت شاہ ولایت امروہہ نے نہ تو کوئی تحریر اپنی چھوڑی اور نہ اپنے معتقد علیہ ملفوظات چھوڑے جن سے حضرت سے متعلق یہ طے کیا جائے کہ حضرت کا کس مکتبۂ خیال سے تعلق تھا۔"

اس کے باوجود شاہ موصوف کو ہر دو صاحبان یعنی "لتہ حیض" کے مصنف اور آنجناب نے امام غائب کا مرید لکھ دیا۔ اب ہم یہ فیصلہ علمائے شیعہ مجتہدین اور اہل سنت والجماعت کے علمائے دین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ یہ امام غائب کی غیبت صغرا کا مذاق ہے یا نہیں؟

میں نے اپنی مؤلفہ کتاب "سید حسن شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حنفی سنی' سنی و شیعہ دستاویزات کی روشنی" میں لکھا تھا کہ حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ فلسفۂ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اس کے ثبوت کے لیے ایک شیعہ بزرگ جناب لطف محمد شیعی صاحب کی کتاب "درگاہ حضرت سید حسین شرف الدین شاہ ولایت" کے صفحہ ۴۵ کا یہ حوالہ دیا تھا:

> "آج جس بزرگ و برتر ہستی کی یاد منانے کے لیے ہم جمع ہوئے ہیں وہ نہ صرف ہمارے جد ہی تھے بلکہ دنیائے انسانیت کے برگزیدہ فلسفہ

Marfat.com

تصوف میں وحدت الوجود کے ماننے والے تھے۔"

اس کے بعد میں نے یہ لکھا تھا کہ وحدت الوجود کا مسئلہ صرف اہل سنت والجماعت کے صوفیہ کا ہے۔ شیعوں کے تمام فرقے اس کے قائلین کو کافر و مشرک و نجس مانتے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق ایک فتویٰ مولوی سید علی شیعی کا ان کی کتاب "فوائد دینیہ" صفحہ ۷۲ کا اس طرح نقل کر دیا تھا۔

"صوفیہ جو قائل بہ وحدت الوجود ہیں محکوم بہ نجاست میں داخل ہیں، زمرہ مشرکین میں ان کا اور ان کا حکم ایک ہے۔"

اسی طرح ایک فتویٰ ان کے دوسرے عالم جناب حامد حسین صاحب کی کتاب "استقصاء الافحام" جلد اول صفحہ ۱۵۲ کا حوالہ اور نقل کر دیا۔ جس کی بوکھلاہٹ "لتہ حیض" کے مصنف کے دماغ پر چھا گئی اور لطف محمد شیعی کے متعلق اپنی قوت تخیل کا یہ تماشہ دکھلایا۔

"سید لطف محمد نقوی صاحب کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ وہ شرف الدین شاہ ولایت (رحمۃ اللہ علیہ) کو فلسفہ وحدت کا ماننے والا تسلیم کرتے ہیں تو اس میں ہم کو یہ عرض کرنا ہے کہ غالباً سید لطف محمد نقوی صاحب سید شرف الدین شاہ ولایت (رحمۃ اللہ علیہ) کا نام اس میں غلط لکھ گئے کہ اسی دور میں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری جن پر وحدت الوجود کا رنگ غالب تھا۔"

صاحبانِ علم غور کریں کہ لطف محمد نقوی اپنی کتاب کا نام ہی "سید حسین" کے نام پر رکھتے ہیں اور امروہہ کے تمام باشندگان شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو "شرف الدین شاہ ولایت" ہی کہتے ہیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ "لتہ حیض" کا مصنف اپنی قوت متخیلہ کی عبارت میں جملہ غالباً لگا کر لطف محمد شیعی کی جان بچاتا ہے۔ مگر اس "قوت تخیل" سے شاہ ولایت امروہہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب شیعہ امامیہ ثابت نہیں کر سکا۔ دنیا ایسے افراد کو صرف پاگلوں کی فہرست میں جگہ دے گی۔ ہم "لتہ حیض" کے مصنف سے صرف اتنا عرض کریں گے کہ آپ صرف مستند حوالوں کی روشنی میں

Marfat.com

گفتگو کریں اور "قوت متخیلہ" کا زور صرف اپنی ذاکری میں ہی دکھایا کریں۔ علمی دنیا آپ پر ہنسے گی اور آپ کے مذہب شیعہ امامیہ کا مذاق اڑائے گی اور تاریخ کی دنیا میں "قوت تخیل" کام نہیں دیتی ہے۔ یہ صرف "ناول نویسی" میں ہی کام دیتی ہے۔ اگر آپ اپنی "قوت تخیل" کو کتابی دنیا میں استعمال کرنا چاہتے ہیں تو آپ صرف "جنسی کوک شاستر" لکھنے کا کام شروع کر دیں۔

میں نے اپنی تالیف "حضرت سید مخدوم حسن شرف الدین شاہ ولایت حسنی حسینی الواسطی سہروردی امروہوی رحمۃ اللہ کا مذہب حنفی سنّی "سنّی و شیعہ دستاویزات کی روشنی میں" مطبوعہ ۱۹۸۶ء کے صفحہ ۳۹ پر اپنے متعلق لکھا تھا کہ میں امروہہ کی ایک جلیل القدر روحانی شخصیت حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری مفتی سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے سلاسل اربعہ قادری، سہروردی، چشتی، نقشبندی میں بیعت ہوں۔

میری اس بات کو ن۔ش۔ٹ یہ سمجھ بیٹھا کہ میں نے اپنا شجرہ روحانیت شاہ ولایت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے متصل کر لیا ہے۔ چناں چہ ن۔ش۔ٹ اپنے خط مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۸۶ء کے ذریعہ مجھ سے یہ سوال کیا کہ

"آپ نے اپنا شجرہ روحانیت دادا صاحب سے متصل کر کے لکھا ہے اس میں نمبر ۱۵ تک دادا صاحب کا تعلق تو دکھا دیا ہے لیکن خود جناب والا آپ تک دادا صاحب کے روحانی استفادات کس طرح پہنچے۔"

اس کا جواب میں نے اپنے خط مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۸۶ء کے ذریعہ ن۔ش۔ٹ کا اس طرح دیا:

"میرا شجرہ روحانیت آپ نے مجھ سے طلب کیا ہے اور آپ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ میں نے اپنا شجرہ روحانیت سہروردیہ قدسیہ سے منسلک کیا ہے، بالکل غلط سمجھے ہیں۔ یہ بھی آپ کی جہالت کا دوسرا بین ثبوت ہے۔ میں کس طرح اس سلسلہ سہروردیہ سے منسلک ہوں، میری آنے والی تالیف اس کا جواب دے گی۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔"

Marfat.com

مگر ن۔ ش۔ گ اپنی اس تصنیف "لتہ حیض" کے صفحہ ۹٦ پر میری آدھی عبارت کو ہضم کر جاتا ہے اور آدھی عبارت لکھ کر مجھے بدنام کرنے کی کوشش ناکام کرتا ہے:

"خود ہم نے جب اس شخص سے سلسلہ سہروردیہ سے ان کا تعلق دریافت کیا تو گھبرا کر جواب میں کہہ بیٹھے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اپنا سلسلہ روحانیت سہروردیہ قدسیہ سے منسلک کیا ہے' بالکل غلط سمجھتے ہیں۔"

اول تو میں نے اپنی تالیف مذکور میں اپنا شجرہ روحانیت حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہونا نہیں لکھا تھا جس جاہلانہ انداز میں مجھ سے سوال کیا گیا تھا اس کے جواب میں راقم الحرف نے اپنا شجرہ روحانیت اس مضمون کے پچھلے اوراق میں درج کر دیا ہے' وہاں ملاحظہ کریں۔

"لتہ حیض" کے مصنف شری ن ء ش۔ گ نے وحدت الوجود کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ صرف اہل سنت والجماعت کا ہی نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ اہل ہنود میں بھی پایا جاتا ہے۔ جناب خلیق احمد نظامی کا ایک قول اس کی حمایت میں بھی نقل کر دی ہے جو قطعی غلط اور گمراہی پر مبنی ہے۔ اہل ہنود اور اہل تصوف کے درمیان اس مسئلہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان بحث کو جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی شارح کلیات اقبال سے زبان اردو میں سمجھا جائے۔ اس ادیب شہیر نے اقبال پر کافی کام کیا ہے۔ اقبال نے بھی اس مسئلہ وحدت الوجود پر کافی بحث کی اور اس کے وہ اس طرح قائل تھے۔ جس طرح کہ اک فلسفی سنّی المذہب کو علم کی روشنی میں ہونا چاہیے۔ چلئے ہم یہاں خلیق احمد نظامی صاحب کا قول تسلیم کیے لیتے ہیں جس طرح آپ نے لکھا ہے مگر آپ یہ تو بتلائیے گا کہ مذہب شیعہ امامیہ میں کتنے مجتہدین شیعہ متقدمین ایسے ہیں جو اس فلسفہ وحدت الوجود کے قائل ہیں اور کتنی کتب حمایت وحدت الوجود کے بانی اول شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معتبر علماء شیعہ مجتہدین نے لکھی ہیں ان علمائے شیعہ مجتہدین کی فہرست مولوی محمد عبادت' امروہہ کے اہل علم

Marfat.com

کے سامنے لائیں۔ فلسفہ وحدت الوجود کے متعلق خود بہت سے علمائے اہل سنت والجماعت انکار کرتے ہیں مگر ان کا رد بھی اہل سنت والجماعت کے علماء کرتے ہیں۔ علمائے شیعہ امامیہ فلسفہ وحدت الوجود کے قائلین کو کافر اور مشرک کہتے ہیں جیسا کہ میں پہلے حوالہ دے چکا ہوں۔ لہٰذا آپ اپنے علمائے شیعہ مجتہدین کی ایک جماعت قائلین وحدت الوجود سامنے لائیں جنہوں نے منکرین فلسفہ وحدت الوجود کے علمائے شیعہ امامیہ کا بھرپور جواب دیا ہو۔ جیسا کہ ایک حوالہ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے خود آپ جیسے کاذب شیعوں کے لیے ایک زبردست طمانچہ ہے۔

اب میں مولوی محمد عبادت اور آپ سے معلوم کرتا ہوں کہ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ نقل کرنے سے آپ کو کیا حاصل ہوا۔ اب میں "لتہ حیض" کے مصنف شری ن۔ ش۔ گ سے عرض کروں گا کہ آپ اپنے استاد مشرب یہودی سے مشورہ کر کے مجھے جواب دیں۔

اس "لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ نے تعویذ قبر پر ایک جاہلانہ انداز میں بحث کر کے اپنے حقیقی استاد شیطان کو خوش کیا ہے۔ میں نے اخبار "گرج" مراد آباد کے مضمون میں شیعہ وسنّی فقہ کی رو سے سنّی و شیعہ قبور کا فرق مع ثبوت کے پیش کیا تھا' مگر اس نے فقہ جعفری کا خود ہی مذاق اڑایا ہے۔ اس سلسلہ کی بحث میں نے اس کتاب میں کی ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔

اس "لتہ حیض" کو مولوی محمد عبادت صاحب نے دوبار سماعت کیا ہے محترم سنّی وشیعہ قبور کے فرق کے متعلق تو فقہ کی روشنی میں جانتے ہی ہوں گے مگر انہوں نے غور نہیں فرمایا اور اس جاہلانہ بحث میں شریک ہو کر اپنی وقعت بھی اہل علم میں برباد کر دی۔ واحسرتا۔ "لتہ حیض" کے اس جھوٹے مصنف ن۔ ش۔ گ نے لکھا ہے کہ امروہہ کے سنیوں نے پہلے مولانا اشرف علی تھانوی سے تھانہ بھون میں قبور اہل سنت والجماعت کے لیے مسئلہ کو ہاں شتر جیسی قبر کا لکھوایا۔ ملاحظہ ہو اس کی عبارت شاطرانہ۔

"مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ جو قبر پر

Marfat.com

اونٹ کے کوہان کی طرح کا لکھا گیا ہے۔ وہ بہشتی زیور کتاب سے لیا گیا ہے جو ۱۳۴۲ھ میں مقام تھانہ بھون سے شائع ہوئی۔ اور اس کتاب کے گیارہویں حصہ میں مسئلہ نمبر ۲۵ اور نمبر ۲۶ کے تحت اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سازش کا پلان صاف طور پر سمجھ میں آرہا ہے کہ ۱۳۴۳ھ میں قبور منہدم کی گئیں ۱۳۴۲ھ میں مولانا نے کتاب لکھی ہے جو ۱۳۴۳ھ میں ہی یا ۱۳۴۳ھ میں امروہوی حضرات کو پڑھنے کو ملی۔" (لتہ حیض صفحہ ۴۶)

مولوی محمد عبادت نے اس عبارت کو دوبار سماعت فرمایا ہے اور اس جھوٹے شخص کو قطعی منع نہیں کیا اور اس کو یہ نہیں بتلایا کہ یہ مسئلہ بہشتی زیور کا نہیں ہے بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے یہ مسئلہ فقہ حنفی کی معتبر اور قدیم کتب مثلاً ردالمختار و فتاویٰ عالمگیر' بحر الرائق وغیرہ سے اخذ کیا ہے جیسا کہ انہوں نے حاشیہ بہشتی زیور میں ان کتب معتبرہ کی عبارت عربی بھی نقل فرمادی ہے۔

اس کور چشم مصنف ن۔ ش۔ گ کو اپنے عالم دین اور امداد حسن شیعی لکھنوی کی کتاب "تحفۃ الصادقین" صفحہ ۴۵ مطبع سلطانی لکھنو ۱۲۶۷ھ کا یہ مسئلہ نظر نہیں آیا جو میں نے نقل کیا تھا۔ اور یہ مسئلہ تمام شیعی فقہ کی کتب میں بصراحت موجود ہے۔ دوبار اس مسئلہ کو پڑھیے اور اپنی اصلاح کی فکر کیجیے۔

"قبر کو پُر کر کے مسطح کردے اور خرپشت نہ کرے کہ یہ طریقہ اہل خلاف کا ہے۔"

جملہ "اہل خلاف" سے مراد مولوی امداد حسن صاحب کے نزدیک اہل سنت والجماعت ہیں اور یہ بات سنت والجماعت اور شیعہ مناظرین خوب جانتے ہیں۔

مذہب شیعہ کی یہ فقہی کتاب حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کی بہشتی زیور سے تقریباً ۶۷ سال قبل کی ہے۔ امروہہ کے شیعہ امام باڑوں میں جو قبریں مسطح ہیں وہ مسئلہ فقہی کتب شیعہ کی روشنی میں بنی ہوئی ہیں جو بالکل صحیح ہیں۔ امروہہ کے امام باڑوں میں جو قبور شیعہ مسطح ہیں وہ اس غرض سے مسطح نہیں بنی ہیں کہ مجالس میں

Marfat.com

بیٹھنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو بلکہ یہ قبور شیعہ فقہ جعفری کے احترام واصول کے تحت بنی ہیں۔ اس نے خواہ مخواہ اس مسئلہ قبور پر فضول بحث کر کے فقہ جعفری کا انحراف کر کے اپنی فقہ کا مذاق بھی اڑایا ہے۔ کیا کوئی ہے جو مولوی محمد عبادت شیعی اور اس مصنف سے باز پرس کرے کہ آپ نے اس فقہی مسئلہ پر کیوں ہاتھ صاف کیا ہے اور ہماری فقہ جعفری کا مذاق اڑایا ہے۔

"لتہ حیض" کے مصنف ن۔ ش۔ گ نے اس بے ہودہ کتاب میں انتہائی جھوٹے حوالے اپنی قوت تخیل کی بنا پردے کر شیعہ عوام کو صریحی دھوکا دیا ہے' برعکس اس کے ہم اپنی اس تالیف میں اپنی قوت تخیل کو قطعی قریب نہیں لائے۔ ہمارے دو مراسلے یکے بعد دیگرے ۲۸/اپریل و ۵/مئی ۱۹۸۶ء روزنامہ اخبار "گرج" مراد آباد میں شائع ہوئے تھے۔ ان مراسلوں کو کتابی شکل میں ۱۹۸۶ء میں شائع کر دیا گیا تھا۔ یہ مراسلے شیعہ اولاد شاہ ولایت امروہہ کے لیے ایک ایسی ہڈی کا کام دے رہے ہیں جن کو نہ اُگلے چین اور نہ نگلے چین۔

اس "لتہ حیض" کے مصنف شری ن۔ ش۔ گ اور آپ کے حمایتی مولوی محمد عبادت کا مطالعہ مذہب شیعہ امامیہ کی کتب پر کتنا ہے اس لتہ حیض کے صفحہ ۵۵ سے ملاحظہ کریں۔

"روافض کا لفظ شیعوں پر زبردستی تھوپا جاتا ہے۔ ہم شیعہ اثنا عشری ہیں۔"

مولوی محمد عبادت کی خدمت میں مذہب شیعہ کی معتبر کتاب "کافی" کی کتاب الروضہ صفحہ ۱۶ کے حوالے سے لقب "رافضی" کے متعلق یہاں ایک عبارت معتبر نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور آنجناب کی توضیح اور کم علمی کا اندازہ لگائیں۔

"کافی کی کتاب الروضہ میں ہے کہ سلیمان نے امام جعفر صادق سے شکایت کی کہ مخالفین نے ہمارا نام بہت سخت رکھا ہے۔"

فقال ابو عبداللہ علیہ السلام الرافضة قال قلت نعم قال لا واللہ ماسموکم بل اللہ سماکم.

ترجمہ۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "رافضی"؟ تو میں

Marfat.com

نے کہا کہ ہاں۔ امام نے فرمایا کہ واللہ یہ نام تمہارا مخالفوں نے نہیں رکھا بلکہ اللہ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ن۔ ش۔ گ اور اس جیسے اعتقادات رکھنے والوں کا نام رب کائنات نے رکھا ہو کیا ہم ان کو اس نام سے یاد نہ کریں ضرور اسی نام رافضی سے یاد کرنا ضروری ہے کیوں کہ یہ خالق السمٰوت والارض کا رکھا ہوا نام ہے۔ بقول شیعہ ائمہ معصومین۔

یہاں ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو کہ لقب "رافضی" کے متعلق علمائے شیعہ امامیہ نے اس کی حمایت میں کتابیں لکھی ہیں اور اس لقب "رافضی" کی احادیث ائمہ معصومین کی روشنی میں اس کو بہت پسند کیا ہے۔ چنانچہ ایک کتابچہ شیعوں کے قبلہ مولوی سلمان حیدر صاحب قبلہ مجتہد العصر نوگانوہ سادات نے شائع کیا ہے۔

مولوی محمد عبادت نے ایسی لغویات اور بکواس بھری کتاب "لتہ حیض" کے مصنف کے لیے یہ دعا فرمائی ہے۔

> "مجھے بڑی خوشی ہے کہ یہ کلام انہوں نے بڑی خوبی سے انجام دیا ہے خداوند عالم انہیں اس کی بہترین جزادے اور جد محترم سید حسین شرف الدین شاہ ولایت بارگاہ رسالت اور بارگاہ ائمہ میں ان کے شفیع ہوں آمین سید محمد عبادت نقوی۔"

کتابچہ "لتہ حیض" میں امروہہ کی مشہور و معروف شخصیت 'مجتہد العصر' جناب مولوی محمد عبادت کلیم امروہوی کی تقریظ ہے جس کو میں اپنی اس تالیف میں من و عن شامل کرنا مناسب خیال کرتا ہوں اور اس تقریظ کے اہم پہلوؤں پر جس طرح اس حقر نے تبصرہ کیا ہے قارئین کرام کی عدالت میں حاضر ہے۔ "اس تقریظ میں دو جگہ "لتہ حیض"[1] کے مصنف کا نام آیا ہے جس کو ہم الگ کر کے صرف اپنی طرف سے ن۔ ش۔ ٹ لکھ رہے ہیں جو مولوی محمد عبادت کی طرف سے نہ سمجھیں۔"

---

[1] اس 'لتہ حیض' کا مختصر سا رد صرف مولوی محمد عبادت صاحب کی وجہ سے کیا گیا ہے اگر ان کی تقریظ اس میں نہ ہوتی تو میں اس کو ہرگز ہرگز منہ نہ لگاتا۔ یہ کتاب ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اس کو منہ لگایا جائے۔

Marfat.com

S. Mohd. Ibadat Naqvi

تقریظ

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ امروہہ میرا وطن ہے' یہ صرف اس وجہ سے کہ یہ ایسی پاک و مبارک سرزمین ہے جس کو ملک السالکین شرف الاسلام والمسلمین حضرت سید حسین شرف الدین شاہ ولایت قدس سرہ العزیز نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے وطن بنانے کے لیے انتخاب فرمایا۔ آنحضرت کی ذات تمام اولیائے کرام میں ایک خصوصی مقام رکھتی ہے۔ بارگاہ الٰہی میں آپ کا ایک خاص مرتبہ ہے جس کا اظہار آپ کی کرامت باہرہ سے ہوتا ہے۔ آنحضرت کی کرامت ایسی ہے کہ ہندوؤں کا دل بھی یہ چاہتا ہے کہ کاش یہ ہم میں سے ہوتے۔ اسی طرح اسلام کے بھی جتنے مکاتیب خیال ہیں ان کی بھی خواہش یہی ہونی چاہیے کہ یہ ہم میں سے ہوتے مگر حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) نے نہ تو کوئی تحریر اپنی چھوڑی اور نہ اپنے معتقد علیہ ملفوظات چھوڑے جن سے حضرت سے متعلق یہ طے کیا جائے کہ حضرت کا کس مکتبہء خیال سے تعلق تھا مگر ایک بات واضح ہے کہ اصطلاحی صوفیہ میں حضرت کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر واقعتاً حضرت کا سلاسل صوفیہ میں سے کسی سے تعلق ہوتا تو اس سلسلہ کے ماننے والے حضرت کی کرامت باہرہ کے لیے اپنے لیے ہر طرح باعث فخر سمجھ کر بلند ترین مقام پر دکھاتے مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ صوفیہ اور اولیاء کے تمام تذکرے جو مختلف سلاسل سے ہیں' حضرت کے ذکر سے یکسر خالی ہیں۔ صرف ان چند تذکروں میں حضرت کا ذکر ملتا ہے جن تذکرہ نویسیوں سے آپ کی اولاد کا کوئی تعلق ہے اور ان سے بھی آپ کا سلاسل صوفیہ میں سے کسی سلسلہ سے متعلق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ نسبتِ رسالت اور نسبتِ ولایت اولادِ رسول میں

Marfat.com

اسی قدر قوی ہوتی ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے صرف یہی نسبت کافی ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی نسبت کی ضرورت نہیں۔ وہ خدا کے صالح ترین بندے تھے۔ اپنے جد امجد جناب محمد مصطفٰیؐ اور مولائے کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے قدم بقدم چلنے والی اولاد میں سے تھے' ان کو کسی غیر مرشد کی ضرورت نہ تھی سہروردیہ کی طرف آپ کو منسوب کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ بات بالکل غیر حقیقی ہے۔ ہاں آپ کے خسر یعنی سید جلال الدین بخاری ضرور سہروردی تھے اب سے تین سو برس پیشتر کے تذکرہ نویسوں کو اس وجہ سے آپ کی سہروردیت کا شبہ ہوا۔

قابل مبارک باد ہیں ن۔ ش۔ ٹ جنہوں نے اپنی کاوش سے حضرت کے مکتبہ خیال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں سے انہوں نے اس چیز کو نکالا ہے وہ اس سلسلہ میں منفرد ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ایک بزرگ کی عبارت سے حاکم بالامر امام غائب حجۃ العصر ارواحناہ فداہ کی بیعت تک پہنچانے کی ایک روشن اور نادر کاوش کی ہے اور حد تک حضرت کے اعتقادات کے سلسلہ میں عامۃ الناس کی رہ نمائی کی ہے۔

ایک بات خاص قابلِ ذکر یہاں یہ بھی ہے کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ جو چوتھی صدی کے اساطین علمائے شیعہ میں سے ہیں' انہوں نے جعفر تواب کی تمام اس اولاد کے متعلق جو ان کے زمانہ میں موجود تھی واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ وہ سب کے سب عقائد حق رکھتے تھے تو آنحضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے آباو اجداد اور ان کے پورے خاندان کے سلسلہ میں یہ بات ہو جاتی ہے کہ چوتھی صدی تک وہ سب کے سب اثنا عشری ہی تھے' اب رہے حضرت تو آپ کا تعلق ساتویں صدی سے ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان دو صدیوں میں کوئی ایسا انقلاب آیا کہ یہ پورا

Marfat.com

خاندان کسی اور مکتبہ فکر کا حامل ہو گیا' اس کے علاوہ دیگر شواہد بھی ایسے ملتے ہیں جو ن۔ ش۔ ث کی تحقیق کی تائید میں نظر آتے ہیں۔
مجھے بڑی خوشی ہے کہ یہ کام انہوں نے بڑی خوبی سے انجام دیا ہے۔
خداوند عالم انہیں اس کی بہترین جزا دے اور جد محترم سید حسین شرف الدین شاہ ولایت بارگاہِ خدا' بارگاہ رسالت اور بارگاہ ائمہ میں ان کے لیے شفیع ہوں۔ آمین فقط سید محمد عبادت نقوی۔

محترم القام مولوی محمد عبادت صاحب شیعی اس تقریظ میں شاہ ولایت امروہہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"واضح ہے کہ اصطلاحی صوفیہ میں حضرت کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔"

محترم القام مولوی محمد عبادت صاحب کا شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو اصطلاحی صوفیہ میں شمار نہ کرنا شاہ موصوف پر زبردست مذہبی حملہ ہے جو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ یہ کام دیانت داری کے قطعی خلاف ہے۔ آپ نے جو یہ کہا ہے کہ شاہ موصوف کا شمار اصطلاحی صوفاء میں نہیں کیا جا سکتا' اپنے اس قول کے ثبوت میں آپ ہم کو تاریخی اور مضبوط ثبوت فراہم کرنے کی زحمت کریں۔ ہر دعوے کے لیے کوئی نہ کوئی ثبوت دیا جاتا ہے بغیر کسی دلیل کے دعویٰ کالعدم سمجھا جاتا ہے۔

موصوف نے جن القاب صوفیہ سے آپ کو نوازا ہے وہ بانگ دہل یہ ثابت کرتے ہیں کہ شاہ موصوف صاحبِ سلسلہ سہروردیہ کے صوفیہ سے تھے۔ مثلاً لقب "شاہ ولایت" لقب "مخدوم" لقب "شرف الدین" یہ ایسے الفاظ ہیں جو کسی غیر سلسلہ والے صوفی کو نہیں دیئے گئے۔ آپ ایک طرف لفظ سالک بھی لکھتے ہیں۔ دوسری طرف ان کو زمرۂ صوفیہ سے الگ بھی کرتے ہیں۔ لفظ سالک و مجذوب یہ دو الفاظ ہیں جو اصطلاح صوفیہ میں سے ہیں اور تمام اہل علم جانتے ہیں' مگر جن القاب مذکورہ سے آپ نے شاہ موصوف کو "نوازا" ہے۔ یہ القاب کبھی کسی شیعہ مجتہد کے لیے استعمال نہیں ہوئے۔ آپ نے شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو زمرہ اولیاء کرام میں شامل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت تقریظ:

Marfat.com

"ملک السالکین شرف الاسلام والمسلمین حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت قدس سرہ العزیز...... آنحضرت کی ذات تمام اولیائے کرام میں اک خصوصی مقام رکھتی ہے۔"

لقب "ولی اللہ" کے متعلق مذہب شیعہ امامیہ کے آرگنائزر "اصلاح" کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔

"شیعوں کو اہل سنت والجماعت سے جہاں بہت سی شکایتیں ہیں' وہاں ایک یہ بھی ہے کہ "ولی اللہ" کا لقب جو القاب مخصوصہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ہے غصب کر کے ہر فاسق و فاجر کو دیا گیا ہے اور نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ بنائے گئے ہیں جن کے وجود سے زمین کانپتی ہے۔"

مولوی محمد عبادت صاحب پھر اسی تقریظ میں شاہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

"ہندوؤں کا دل بھی یہ چاہتا ہے کہ کاش یہ ہم میں سے ہوتے۔ اسی طرح اسلام کے بھی جتنے مکاتیب خیال ہیں ان کی بھی خواہش یہی ہونی چاہیے کہ یہ ہم میں سے ہوتے مگر حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) نے نہ تو کوئی تحریر اپنی چھوڑی اور نہ اپنے معتقد علیہ ملفوظات چھوڑے جن سے حضرت سے متعلق یہ طے کیا جائے کہ حضرت کا کس مکتبہ خیال سے تعلق تھا۔ مگر یہ ایک بات بالکل واضح ہے کہ اصطلاحی صوفیہ میں حضرت کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔"

ہندو بیرون ہند میں بڑے بڑے اولیائے کرام ہوئے مثلاً خواجہ خواجگان مخدوم سید عثمان علی داتا گنج بخش ہجویری و خواجہ معین الدین چشتی سجزی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ مگر آج تک کسی ہندو نے ان سے عقیدت و احترام کے باوجود ہرگز یہ خواہش ظاہر نہیں کی کہ یہ بزرگ ہستیاں ان میں سے ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے کے لیے اپنی طرف سے ایسے بے سروپا جملے لکھنے کی جسارت بے جا کرنا سوائے ادبی جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

لغو باتیں اور بھی قابل اعتراض اور قابلِ گرفت ہو جاتی ہیں جب کہ وہ کسی "مجتہد

Marfat.com

العصر" کے قلم سے نکلیں۔اب رہا حضرت شاہ ولایت امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ قابلِ اعتراض جملہ کہ "اسی طرح اسلام کے بھی جتنے مکاتیب خیال ہیں ان کی خواہش بھی یہی ہونی چاہیے کہ یہ ہم میں سے ہوتے" اس جملہ پر بھی احقر کو سخت اعتراض ہے۔ اس لیے نہیں کہ یہ جملہ حضرت شاہ ولایت کی شان کو کم کرنے والا ہے بلکہ صرف اس لیے کہ فاضل مجتہد العصر نے حضرت شاہ ولایت کو ایک طرح کی بدعاء بھی دے ڈالی ہے کہ وہ نعوذ باللہ اہل اسلام میں شمار کرنے کے لائق نہیں تھے کہ وہ اہل اسلام میں سے ہوتے۔یہ گستاخانہ اور انتہائی گمراہ کن اور لچر جملہ اہل اسلام کو بدنام ہی نہیں کرتا بلکہ یہ بدنامی حضرت شاہ ولایت امروہہ تک پہنچتی ہے جب کہ فاضل مجتہد العصر مولوی محمد عبادت صاحب خود حضرت شاہ ولایت کی اولاد میں ہونے کے بھی مدعی ہیں۔

سید العارفین سراج السالکین سیدنا حضرت سید حسن شرف الدین شاہ ولایت نقوی الواسطی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ناچیز صرف نام لیوا ہی نہیں بلکہ تمام اہل سنت والجماعت ان کو سنّی حنفی تسلیم کرتے رہے ہیں اور جس کی دلیل لقب شاہ ولایت وشرف الدین و مخدوم سالک سے میں پہلے دے چکا ہوں کہ وہ سنّی حنفی تھے اور صوفی بزرگ و روحانی ولی اللہ تھے۔یہ ناچیز احقر ہی نہیں بلکہ تمام اکابر اہل سنت والجماعت امروہہ اس کے قائل ہیں۔چھ سو چونسٹھ سال گذرنے کے بعد بھی حضرت شاہ موصوف علیہ الرحمۃ کو لقب "مخدوم" "شرف الدین" "شاہ ولایت" سے موسوم کرتے ہیں اور وہ اولاد بھی جو دعویٰ کرتی ہے ان کی نسل میں سے ہونے کا' وہ بھی اپنے اس جد اعلیٰ روحانی بزرگ صوفی باصفا کو ہمیشہ سے سنّی حنفی تسلیم کرتی آرہی ہے۔

آصف الدولہ و شجاع الدولہ کی وہ تاریخ شاہد ہے کہ اس دور شیعت میں حضرت شاہ موصوف کی اولاد میں سے وہ لوگ جو اپنے آبائی وجدّی مذہب اہل سنت والجماعت کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے اور اپنی جاگیریں وظائف و املاک سے بیزاری اور اس دنیاوی عزت وجاہ پر لات ماردی' لیکن دین حق یعنی مذہب اہل سنت والجماعت کو ترک کرنا گوارا نہیں کیا اور وہ اولاد شیعہ بھی جس نے دنیا کی متاع کو دین حنیف پر ترجیح دے کر یہ مذہب باطل شیعہ امامیہ اختیار کیا' اس کی بھی یہ ہمت اور جسارت بے جا نہ ہو سکی کہ وہ

Marfat.com

اپنے اس جد اعلی (بقول) ان کے مذہب شیعہ امامیہ کو ثابت کرتے بلکہ مقدمہ نمبر ۳۸ ۱۹۳۹ء تک شاہ موصوف کی کثیر اولاد شیعہ سلسلہ سہروردیہ کا صوفی روحانی بزرگ تسلیم کرتے رہے۔

سن مذکورہ بالا کے بعد سے بعض دنیاوی مصالح کی بنیاد پر اور اپنی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے ان کو تقیہ میں شیعہ کہنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کا ظاہر مذہب اہل سنت والجماعت ان کو بھی تسلیم ہے مگر مذہب شیعہ کے ایک مفتی سید علی اپنی فقہی کتاب فوائد دینیہ کے صفحہ ۶۴ پر سنّی و شیعہ کا متفقہ فتویٰ اس طرح صادر فرماتے ہیں۔

"احکام شرعی اوپر ظاہر کے ہیں اور آگاہی باطن پر سوائے عالم السر والخفیات کے کوئی نہیں پاسکتا۔ چنانچہ نصوص صریحہ اس پر دلالت کرتے ہیں۔"

فاضل (مجتہد العصر) مولوی محمد عبادت صاحب اپنے اس جملہ

"اسی طرح اسلام کے بھی جتنے مکاتیب خیال ہیں ان کی بھی خواہش یہی ہونی چاہیے کہ یہ ہم میں سے ہوتے۔"

کے بجائے لکھتے کہ "اسلام کے جتنے بھی مکاتیب خیال ہیں" ان سب کی ہی خواہش نظر آرہی ہے کہ یہ ہم میں سے تھے" تو کیا قباحت ہوتی۔ توہین اسلام اور توہین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بچ جاتے مگر چوں کہ مذہب شیعہ کے علماء اکابر صوفیہ کو یہود و نصاریٰ یعنی کفر سے تشبیہ دیتے چلے آئے ہیں' مولوی صاحب کا قلم بھی اپنے اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس صوفی باصفا سید شرف الدین شاہ ولایت پر بھی قدرتی طور پر چل گیا۔

صاحب "لتہ حیض" اور مولوی محمد عبادت صاحب (مجتہد العصر) کی ناکام کوشش کے لیے یہی کہا جاسکتا ہے کہ

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

Marfat.com

الشریف کی بقیہ بحث

لفظ "الشریف" کے متعلق امروہہ کے ایک فاضل مؤرخ جناب سید خصال احمد نقوی حنفی سنی امروہوی مرحوم نے اپنی مؤلفہ کتاب "تاریخ سادات امروہہ" میں بڑی صراحت سے بحث فرمائی ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اسم "الشریف" صرف خاندان نبوت یعنی سادات حسنی و حسینی کے لیے مخصوص ہے۔ یہ لفظ کبھی بھی مذہبی اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوا۔

ابن بطوطہ نے قاضی سید امیر علی بن حضرت مخدوم سید شرف الدین شاہ ولایت امروہوی نور اللہ مرقدہ کے لیے اپنے سفر نامہ میں نام کے ماقبل لفظ "الشریف" لکھا ہے۔ یہ اصطلاح خاص عربی ہے جو وہاں خالص فاطمی سادات کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

ابن بطوطہؒ چوں کہ خالص عربی النسل تھے' انہوں نے عربی اصطلاحات کی بنا پر قاضی سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ کو حسنی و حسینی پاتے ہوئے ان کی سیادت فاطمی پر اپنی مُہر ثبت کردی جو ہمارے لیے اور تمام اہل امروہہ کے لیے ایک فخر کی بات ہے۔

زمانہ صدر اول میں لفظ "الشریف" صرف خاندان فاطمی کے لیے تعظیماً استعمال ہوتا تھا۔ اس کے بعد یہ لفظ خاندان بنی ہاشم یعنی جعفری عقیلی' عباسی کے لیے بھی استعمال ہونے لگا۔ پھر زمانہ نے اپنا رخ بدلا اور فاطمی حکومت قائم ہوگئی تو یہ لفظ "الشریف" اولاد جناب سیدنا حضور امام حسنؓ اور جناب سیدنا حضور امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کے لے مخصوص ہوگیا۔ سید خصال احمد بن سید نہال احمد نقوی الواسطی امروہوی مرحوم[1] علامہ جلال الدن سیوطی کی رائے' اس لفظ کے متعلق اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

> "اسم "شریف" کا اطلاق صدر اول میں اہل بیت کے افراد پر ہوتا ہے۔
> عام اس سے کہ وہ حسنی ہوں یا حسینی ہوں یا علوی ہوں۔ اولاد جناب
> محمد حنفیہ کی یا سوائے ان کے دیگر اولاد جناب علیؓ بن طالب کی ہوں

---

[1] "تاریخ سادات امروہہ" صفحہ ۶۴

Marfat.com

یا جعفری ہوں یا عقیلی ہوں یا عباسی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تاریخ حافظ ذہبی میں دیکھتے ہیں کہ بھرے ہوئے ہیں لوگوں کے حالات میں یہ الفاظ کہ شریف عباسی، شریف عقیلی و شریف جعفری و شریف زینبی لیکن جب فاطمیوں کی حکومت مصر میں قائم ہو گئی تو انہوں نے لقب شریف اولاد جناب حسنؓ اور جناب حسینؓ سے مختص کر لیا۔ فقط اور اب تک یہ دستور مصر میں جاری ہے، حافظ ابن حجر کتاب الالقاب میں کہتے ہیں کہ بغداد میں ہر عباسی کا لقب شریف ہے اور مصر میں ہر علوی کا۔ اس میں شک نہیں کہ قدیم مصطلحات بہتر ہیں اور وہ یہ کہ لقب شریف کا اطلاق ہر علوی و جعفری و عقیلی و عباسی پر ہوتا ہے جیسا کہ ذہبی نے تحریر کیا ہے اور جس طرح ماوردی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہے، اشارہ کیا ہے اور قاضی ابوالعلی فرماتے ہیں جو حنبلیوں سے ہیں، احکام سلطانیہ میں ذکر کیا ہے، اور یہی قول ابن مالک کا الفیہ میں ہے۔"

علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ یہ لقب "الشریف" خاندان بنی ہاشم کے لیے پھر استعمال ہونے لگا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر یہ لقب خاندان نبوت کے لیے مخصوص ہو گیا۔ چناں چہ سید خصال احمد نقوی علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے لقب "الشریف" کے متعلق اس طرح نقل فرماتے ہیں :

"یعنی علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اشراف کے نام سے وقف و وصیت کی ہو تو اس وقف و وصیت میں سوائے اولاد حسنینؓ کے اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ کیوں کہ وقف و وصیت عرف بلد پر منحصر ہے اور مصر وغیرہ کے عرف میں لفظ "شریف" حسنینؓ کی اولاد سے مخصوص ہے۔

(الشریف المؤید لآل محمد" مطبوعہ مصر)

Marfat.com

"لتہ حیض" کے مصنف نے لفظ "الشریف" کو اصطلاح خاص مذہب شیعہ 'اپنی کسی جہالت کی بنا پر لکھ دی اور اس کے لیے کوئی معتبر دلیل پیش نہیں کر سکے۔ ابن بطوطہ نے قاضی سید امیر علی بن شاہ موصوف امروہہ کے اسم کے ماقبل لقب "الشریف" صرف ان کی سیادت فاطمی کی بنا پر لکھا ہے جو اس عہد کے عربی النسل اہل علم کا طور و طریقہ تھا۔ اس لقب "الشریف" سے سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز شیعہ امامیہ سے ثابت نہیں ہو سکے بلکہ ایسی بکواس سے "لتہ حیض" کے مصنف اور ان کے مشیر خاص کا جہل دنیا کے اہل علم حضرات کے سامنے ظاہر ہو گیا ہے۔ حجاز مقدس (مکہ شریف) پر ۳۵۸ھ سے ۹ر جون ۱۹۱۶ء تک سادات فاطمی کی حکومت رہی اور ان سلاطین فاطمی کی تعداد ۹ر جون ۱۹۱۶ء تک اکہتر ہوتی ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ یہ سب کے سب سلاطین سادات فاطمی سنی المذہب تھے اور شریف مکہ کے اعلیٰ خطاب سے ملقب رہے ہیں تو کیا اس لقب شریف کی اضافت ماقبل اسم کے یہ بادشاہ کبھی شیعہ امامیہ تسلیم کیے گئے ہیں یا کسی شیعہ مورخ کی یہ ہمت ہے کہ حجاز مقدس کے ان تمام سلاطین سادات فاطمی اشراف کو شیعہ امامیہ ثابت کر سکے۔ ان کی تعداد اپنی اس تالیف میں سلسلہ وار بخوف طوالت نہیں دی جا سکتی۔ اس سلسلہ میں لتہ حیض کے مصنف اور ان کے مشیر خاص اپنے ہی مذہب شیعہ کے مورخ ذاکر حسین جعفری رمزی شیعی دہلوی کی تالیف تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۶ ملاحظہ کریں۔

سید بدر الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بدایونی کے شجرہ نسب پدری کو ایک شیعہ وکیل امروہوی نے مشکوک بنانے کی حرکت کی

حضرت شیخ ابو بکر بدر الدین موئے تاب "شاہ ولایت" بدایونی قدس سرہ العزیز عہد وسطیٰ کے طبقہ مشائخ صوفیہ سلسلہ کے ایک زبردست روحانی بزرگ ہوئے ہیں اخبار الاخیار 'مصنف شیخ محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ء کے اردو ترجمہ کرنے والے مولانا سبحان محمود و مولانا محمد فاضلی نے صفحہ ۱۱۲ پر ان کی پیدائش ۵۸۸ھ وصال ۶۵۵ھ تحریر فرمایا ہے۔ مگر جناب ضیاء علی خاں اشرفی بدایونی نے آپ کی آمد بدایوں

Marfat.com

میں ۶۰۴ھ اور وصال ۶۹۰ھ تحریر کیا ہے۔

آپ شہر یمن کے رہنے والے تھے۔ ۱۵ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب پدری حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر جا کر ملتا ہے آپ کے والد محترم کا اسم گرامی عزالدین احمد ہے۔ آپ کے دو بھائی اور تھے جن کے اسمائے گرامی مورخین بدایوں نے اس طرح لکھے ہیں (۱) سید عثمان (۲) سید حسن روشن ضمیرؒ۔ آپ کا شجرہ نسب جناب ضیاء علی خاں اشرفی نے اپنی مولفہ کتاب تذکرۃ العارفین کے صفحہ ۷۷ پر اس طرح نقل فرمایا ہے۔

"سید ابو بکر بدر الدین بن سید اعزالدین احمد یمنی بن سلطان ابراہیمؒ بن سید محمد سمعان بن سید احمد زکریا بن سید محمد اسحاق بن سید محمد احسن بن سید معروف بن سید حسام الدین یمنی بن سید رشید الدین مدنی بن سید نام موسیٰ کاظم بن سیدنا حضرت امام محمد جعفر صادق بن حضرت سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن حضرت امام سیدنا جگر گوشہ رسول ﷺ حسین علیہ السلام بن حضرت امام الاولیا اخی رسول ﷺ علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔"

مذہب اہل سنت والجماعت میں بعض صوفیہ کو

لقب شاہ ولایت سے ملقب کیا گیا' اس کی حیثیت

اس لقب شاہ ولایت" کی تشریح بہت سے صوفیہ عظام نے اپنی اپنی کتابوں میں فرمائی ہے۔ مثلاً کشف المحجوب از داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ التوفی ۴۶۵ھ

۲۔ رسالہ قشیریہ مولفہ امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ

۳۔ سیر الاولیاء از سید محمد رحمتہ اللہ علیہ التوفی ۷۷۱ھ

۴۔ کتاب سید ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش صفحہ ۴۰۰ تالیف سید محمد متین ہاشمی

Marfat.com

در مطبع لاہور

۵۔ فوائد الفواد ترجمہ اردو چودھویں مجلس جلد اول صفحہ ۶۶ مرتبہ امیر حسن سجزی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۷۳۶ھ

۶۔ فیوضات وزیریہ محدث کبیر صوفی باصفا خطیب اعظم جامع مسجد رام پور حضرت حاجی مولانا وجیہہ الدین خاں رحمتہ اللہ علیہ صفحہ ۱۵۶ ملاحظہ کریں۔

اب میں لفظ ولایت اور "ولی" کی تشریح حضرت عارف کامل صوفی باصفا حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ م ۸۸۹ھ کی مشہور ومعروف کتاب نفحات الانس ترجمہ اردو صفحہ ۴۹ اور مطبع کراچی پاکستان سے نقل کرتا ہوں۔

ولایت اور ولی

ولایت کا لفظ ولی سے مشتق ہے۔اس کے معنی قرب کے ہیں۔ ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ایک ولایت عامہ دوسری ولایت خاصہ۔ولایت عام میں تو تمام مومن شریک ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللہ ولی الذین آمنو یخرجھم من الظلمات الی النورo اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لیتا ہے۔

ولایت خاص صرف اہل سلوک ہیں' جو خدا رسیدہ ہیں' ان کو حاصل ہوتی ہے۔ یعنی اس سے مقصود ہے بندے کا خدا کی عبادت میں فنا ہو کر رہنا۔(وھی عبارۃ من فناء العبد الی الحق بقائہ قالوا ھو الفانی فیہ والباقی)اس تعریف کے مطابق ولی وہ ہے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو۔فنا سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک اس کی سیر کی انتہا ہو اور بقا سے یہ مراد ہے کہ خدا کی ذات میں سیر کی ابتدا ہو کیونکہ خداوند تعالیٰ تک سیر اس وقت ہی پوری ہوتی ہے کہ انسان اپنے وجود کی پستیوں (جنگل) کو صدق کے قدم سے ایک دم قطع کرلے اور سیر فی اللہ اس وقت ثابت ہوتی ہے کہ فنائے مطلق کے بعد بندے کو ایک ایسا وجود عطا ہو جائے جو حدوث کی آلودگی سے پاک اور منزہ ہو اور پھر وہ اس وجود سے عالم صفات میں صفات الٰہیہ اور اخلاق ربانی کے ساتھ ترقی کرتا

Marfat.com

رہے۔ شیخ ابو علی زنجانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الولی هو الفانی من حالیه هو الباقی فی مشاهدة الحق لم یمکن له عن نفسه اخبار ولا مع غیر الله قرار" یعنی ولی وہ شخص ہے جو اپنے حال میں فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہو' اس کو نہ اپنی طرف سے کوئی خبر ہے اور نہ بغیر حق کے اس کو قرار ہے۔"

یہ تھی ولایت روحانی کی تشریح جو آپ کے سامنے پیش کی گئی برخلاف اس کے مذہب شیعہ امامیہ میں اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ جب صوفی سلوک کی منزلیں طے کرتے کرتے درجہ منتہی پر پہنچتا ہے تو اس کا شیخ اس کو شاہ ولایت سے مخاطب کرتا ہے۔ یہ ایک روحانی درجہ ہے مگر دنیا میں شہروں کو بھی ولایت کہتے ہیں۔ ولایت دہلی' ولایت بنارس وغیرہ اس ولایت کا مطلب روحانی ولایت لیا جائے گا۔ جب کسی صوفی کو شاہ ولایت امروہہ" کہا جائے گا تو اس کا مطلب یہ بھی لیا جائے گا۔ صوفی کے شیخ نے ان کو امروہہ سونپ دیا ہے کہ تم وہاں کے شاہ ہو جاؤ۔ تبلیغ اسلام کرو تم کو وہاں کا روحانی بادشاہ بنایا جاتا ہے یہ ہے مختصراً اس لفظ شاہ ولایت کی تشریح جس کو تمام صوفیہ تسلیم کرتے ہیں۔ مذہب شیعہ امامیہ میں اس طرح کی تشریح ائمہ معصومین کی احادیث کی روشنی میں حضرت علی کی توہین ہے جیسا کہ مذہب شیعہ کے معتبر و مستند آرگنائزر اصلاح ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ صفحہ ۴۴ پر اس کے ایڈیٹر صاحب لقب "ولی اللہ" غیر معصوم کے لیے لکھتے ہیں۔

"شیعوں کو اہل سنت سے جہاں بہت سی شکایتیں ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ ولی اللہ کا لقب جو القاب مخصوص جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ہے' غصب کر کے ہر فاسق و فاجر کو دیا گیا ہے اور نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ بنائے گئے جن ناپاک وجود سے زمین کانپتی رہی۔"

مذہب شیعہ امامیہ کے دوسرے عالم دین مولوی شیخ احمد ساکن دیوبند ضلع سہارنپور یو۔پی جن کا ذکر تذکرہ علماء امامیہ "مطلع الانوار" ص ۷۰ پر صدر الافاضل مرتضٰی حسین شیعی نے کیا ہے اور ان کا انتقال تقریباً ۱۳۱۵ھ میں لکھا ہے شیخ احمد اپنی

Marfat.com

مصنفہ کتاب شمس الضحیٰ کے ص ۲۱۰ پر ان صوفیہ کے لقب ولایت جن کو اس لقب سے ملقب کیا گیا ہے' اس طرح توہین آمیز جملہ لکھتے ہیں۔

عظمائے اہل سنت کو دیکھئے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام دنیا کا انتظام مردہ پیروں فقیروں کے سپرد ہے۔ جس طرح سلاطین وامرا ظاہر میں دنیا کا انتظام کرتے ہیں ویسی ہی باطن میں یہ انتظام پیروں کے سپرد ہے۔ حضرت غوث اعظم تو ہفت اقلیم کے بادشاہ ہیں۔ تمام دنیا کا رطب ویابس ان کے سپرد ہے۔ پھر ہر ملک اور ہر اقلیم میں ایک پیر مردہ منتظم اور حاکم ہے' جیسے مملکت ہندوستان میں حضرت ولی الہند خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی فرمانروا ہیں اور ان کے تحت میں ہندوستان کے ہر ملک اور ہر صوبہ اور ہر سمت اور ضلع اور شہر اور قصبہ اور پرگنہ اور گانوؤں میں علیٰ قدر حیثیت بطور کمشنر اور مجسٹریٹ اور تحصیلدار اور تھانہ دار مقرر ہیں حتیٰ کہ چھوٹے گاؤں میں چوکیدار کا عہدہ بھی خالی نہیں ہے۔ تمام اولیاء اور مردہ درویش متعین ہیں جو عرف عام میں "شاہ ولایت" بولے جاتے ہیں"

یہ بحث درمیان میں ضمناً آگئی تھی۔ اب اصل بحث کی طرف آتا ہوں امروہہ کے شیعہ مذہب امامیہ کے ایک وکیل حبیب الثقلین عرف عسکری صاحب کا ایک مضمون کتاب "دو ہزار سالہ تاریخی حقائق" نامی کتاب جس کے مرتب سید علی اکبر نقوی امروہوی ہیں جو مرکز سادات امروہہ کراچی پاکستان سے ماہ اگست ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ اس کے صفحہ ۳۱ پر وکیل موصوف کا ایک گمراہ کن مضمون سلسلہ سید حسن شرف الدین شاہ امروہہ کو سلطان العارفین سید ابو بکر بدر الدین بدایونیؒ کا حقیقی بھائی تحریر کیا ہے جس سے علم تاریخ پر ایک بدنما دھبہ لگتا ہے ایک دوسرے صوفی کا نسب پدری مشکوک کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو آنجناب وکیل کا مضمون۔

سید حسین شرف الدین کے خاندان کا تذکرہ نامکمل رہ جائے گا اگر آنحضرت کے برادر حقیقی سید حسین بدر الدین کا تذکرہ نہ کیا جائے

Marfat.com

سید علی بزرگ کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند کا نام سید حسن بدرالدین اور چھوٹے فرزند کا نام سید حسین شرف تھا۔ سید حسین بدرالدین بھی ہندوستان کی آمد پر اپنے زہد و تقوی کی بنا پر شاہ ولایت کے لقب سے نوازے گئے۔ جن کا مزار پاک ضلع بدایوں اتر پردیش میں زیارت چھوٹے میاں کے نام سے مشہور ہے۔ سید حسین شاہ ولایت ضلع بدایوں میں ایک جلالی بزرگ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخ بدایوں اس حقیقت کی شاہد ہے کہ ضلع بدایوں ضلع پیلی بھیت، ضلع ایٹہ، علی گڑھ، ضلع شاہجہانپور اور ضلع بریلی میں تبلیغ اسلام اور فروغ دین میں جناب سید بدرالدین شاہ ولایت بھی اپنے چھوٹے بھائی کی مانند بے پناہ کرامت کے مالک ہیں لیکن مزاج میں جلال پایا جاتا ہے۔ سید حسین بدرالدین شاہ ولایت کے مزار پاک کے اوپر سے آج تک کوئی پرندہ پرواز نہیں کر سکتا جس کا مشاہدہ ہر روز کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ مزار پاک پر پرندے تک کی پرواز کو ایک گستاخی تصور کیا جاتا ہے اور مزار پر پرواز کرنے والا پرندہ آج بھی گر کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔"

مذہب شیعہ امامیہ کے بہت سے علماء مجتہدین جن کے تقویٰ و پرہیز گاری کی داستانیں مذہب شیعہ کی کتب میں بھری پڑی ہیں، کسی کی قبر سے ایسی کرامتیں ظہور میں نہیں آئیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کے ان صوفیہ عظام کے قبور سے ظاہر ہیں جس کا اقرار موصوف حضرت سید بدرالدین چشتی بدایونی کی کرامت کا کر چکے ہیں مگر پھر بھی راہ راست پر گامزن نہیں ہوئے۔ جائے تعجب ہے۔

وکیل موصوف نے سید بدرالدین کا اسم گرامی سید حسین شرف الدین شاہ ولایت تحریر کیا ہے۔ یہ بھی تاریخی بڑی غلطی ہے۔ آپ کا اسم گرامی خلیفہ اول جناب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کی نسبت سے ان کے والدین نے ابو بکر رکھا ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے آخر میں مذہب شیعہ میں خلفاء ثلاثہ کے اسم گرامی پر نام رکھنا بند ہو گیا تھا

Marfat.com

سلسلۃ الذہب کے ائمہ نے اپنی اولادوں کے نام خلفاء ثلاثہ

کے نام مبارک پر رکھ کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا۔

۱۔ جناب ابوالائمہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بچوں کے اسماء ابو بکر عمر' عثمان رکھ کر اپنے خلفاء ثلاثہ سے دلی محبت کا ثبوت امت رسول پاک ﷺ کو دیا ہے۔

۲۔ حضرت سیدنا امام عالی مقام حسن علیہ السلام نے اپنے ایک لڑکے کا نام طلحہ رکھ کر ایک مکرم صحابی سے محبت کا جذبہ دیا۔

۳۔ حضرت سیدنا امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد شریف کے اسماء گرامی عمر' عبدالرحمٰن[1] ابو بکر رکھ کر اپنے خلفا ثلاثہ سے دلی محبت کرنے کا ثبوت امت رسول پاک ﷺ کو دیا ہے۔

۴۔ حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ نے اپنے دادا حضرت علی اور اپنے عم محترم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے بچوں کے اسماء گرامی عمر' عبدالرحمٰن رکھ کر اپنے خلفاء ثلاثہ سے دلی محبت کرنے کا ثبوت امت رسول پاک ﷺ کو دیا۔

۵۔ حضرت سیدنا امام محمد باقرؒ نے نسل ابو بکر صدیق کی ایک لڑکی ام فروہ سے شادی کی اور ان کا نام نہ بدل کر حضرت ابو بکر صدیق سے اپنی دلی محبت کا ثبوت دیا ہے۔

۶۔ حضرت سیدنا امام جعفرؒ صادق نے اپنی بھی ایک صاحبزادی کا نام ام فروہ رکھا اور سیدنا ابو بکر صدیق سے اپنی دلی محبت کا ثبوت دیا۔

---

[1] حضرت امام حسین رضی اللہ نے اپنے والد محترم جناب علیؓ کے قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم کے نام پر اپنے ایک صاحبزادے کا نام رکھا ہے۔ مذہب شیعہ امامیہ کے مجتہد سید حسین بن دلدار علی لکھنوی المتوفی ۱۲۳۵ھ نے حدیقہ سلطانیہ میں لکھا ہے کہ یہ نام اچھا نہیں ہے۔ اس نام کے آگے لعنت لکھی ہے یہ ہیں ان کے علماء کی ذہنیت کے توہم پرستی کے نمونے۔ (توفیق)

Marfat.com

امام جعفر صادقؒ ماں کی طرف سے صدیقی

مذہب شیعہ اثنا عشری کے زبردست عالم سید جلال الدین احمد الحسینی ۸۲۸ھ اپنی تاریخ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کے صفحہ ۱۸۳ پر حضرت امام جعفر صادق کا یہ جملہ فخریہ نقل فرماتے ہیں:

"ولد فی ابوبکر مرتین"

حضرت جعفر کی والدہ ام فروہ بنت حضرت قاسم فقیہ اور ان (ام فروہ) کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر تھیں اس لیے جعفر صادق کہا کرتے تھے میں ابوبکرؓ سے دو مرتبہ جنا گیا ہوں۔

اور جناب شاہ ولی اللہ دہلوی محدث نے جناب جعفر کا یہ قول نقل کیا ہے

"کیا کوئی اپنے جد مادری کو برا کہہ سکتا ہے ابوبکر تو مرے جد مادری ہیں۔ مجھے میرے دوسرے جد مادری محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں ابوبکر عمر سے محبت نہ کروں اور ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری نہ کروں۔"[1]

حضرت امام جعفرؒ کا شمار اولیاء کبار میں ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔**" اس کی تفسیر خود قارئین، تفسیروں میں ملاحظہ فرمالیں۔

۷۔ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظمؒ نے اپنی ایک صاحبزادی کا اسم مبارک حضرت عائشہ رکھ کر نہ صرف اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے بھی دلی محبت کا ثبوت دیا کہ عائشہؓ انہی کی بیٹی تھیں۔

۸۔ حضرت سیدنا امام علی رضاؒ نے بھی اسی طرح اپنی ایک صاحبزادی کا اسم مبارک حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کے نام پر رکھ کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے دلی

---

[1] حوالہ "رسول اللہ کے قرآنی اہل بیت صفحہ ۷۳ مؤلفہ جناب عبدالستار صدیقی امروہوی حاشیہ ۱۹۹۹ء

Marfat.com

محبت کا ثبوت دیا۔

۹۔ حضرت سیدنا علی نقیؒ نے اپنی ایک صاحبزادی کا اسم مبارک حضرت عائشہؓ بنت ابو بکرؓ کے نام پر رکھ کر سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے دلی محبت کا ثبوت دیا۔

دنیا کے تمام مذاہب کا اصول ہے کہ اپنے بچوں کے نام اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کے نام پر رکھتے ہیں تا کہ ان میں نیک اوصاف پیدا ہوں۔ یہی طریقہ ائمہ مذکور نے اپنایا۔ چوتھی صدی کے آخر میں اور ان کی اولادوں نے جنہوں نے سبائی ذہنیت' یعنی شیعہ مذہب امامیہ اختیار کر لیا تو انہوں نے ان اسماء گرامی سے نفرت کر لی جو ائمہ نے رکھے تھے مگر ائمہ مذکور کی وہ اولاد امجاد جو اپنے ائمہ کے مذہب پر آج تک قائم ہے انہوں نے وہ ہی طریقہ اختیار کیا جو ائمہ نے کیا تھا۔ پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؒ سے لے کر حضرت امام حسن عسکریؒ متوفی ۲۶۰ھ تک کی کوئی کتاب ان حضرات کی ایسی نظر نہیں آتی جس میں توہین صحابہ اور خصوصاً خلفاء ثلاثہ کی توہین نظر آتی ہو اور نہ ہی ۲۶۰ھ تک فقہ جعفری کا کوئی وجود ملتا ہے۔

البتہ عہد امام محمد باقرؒ سے عہد محمد حسن عسکریؒ فقہ امام اعظمؒ' فقہ امام مالکؒ' فقہ امام شافعیؒ' فقہ امام احمد بن حنبلؒ غرض ۲۶۰ھ تک ان کی فقہ پر عمل نظر آتا ہے۔ ان چاروں فقیہ کے اصولوں کی تردید ۲۶۰ھ تک نظر نہیں آتی گویا کہ فقیہ امام حسن عسکری عہد میں موجود ہے اسی طرح امام بخاری محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں اور آپ کا وصال ۲۵۶ھ میں ہوا۔ مادہ نور ہے گویا کہ امام بخاریؒ کا عہد امام محمد تقیؒ امام علی نقیؒ اور امام حسن عسکری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دیکھا امام حسن عسکری ۲۶۰ھ میں وصال فرما گئے۔ انہوں نے ان کی احادیث پر کوئی جرح و قدح نہیں کی اور اس کا احترام کیا۔

امام محمد باقر کی پیدائش ۵۷ھ میں اور آپ کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

امام جعفرؒ کی پیدائش ۸۳ھ میں' اور آپ کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

گویا کہ امام جعفر صادق امام ابو حنیفہ سے ۵ سال چھوٹے ہیں اور انہوں نے دو اماموں کا عہد پایا۔ ان کی فقہ پر کوئی اعتراض نظر نہیں آتا جب کہ انصاف پسند شیعہ یہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق کا عہد قطعی تقیہ کا نہیں ہے۔ گویا کہ فقہ حنفی جناب امام حسن عسکریؒ میں بھی موجود ہے اور ان کا بھی اس فقہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ان تک فقہ جعفری کا وجود ہے۔ آج سواد اعظم کے پاس جو فقہ ہے وہ یہی اصل فقہ جعفری کہلانے کی مستحق ہے۔

خیال رہے کہ جناب امام جعفر صادقؒ کی پیدائش ۸۳ھ وفات ۱۴۸ھ اور امام مالک پیدائش ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ ہے۔

مذہب اسلام کی سچی فقہ یہی کہلاتی ہے اور یہی فقہ خاندان رسول پاک ﷺ کے علم کا سچا نچوڑ ہے جس پر آج تک دنیا گامزن ہے اور سواد اعظم کا مذہبی دستور العمل رہا ہے۔

میں نے امام محمد باقرؒ سے لے کر امام حسن عسکریؒ کی تاریخ پیدائش اور وفات کی تاریخیں "تاریخ اسلام" جلد ا، ص ۳۹ مصنفہ سید ذاکر حسین جعفری رمزی شیعی دہلوی سے نقل کی ہیں۔ راقم الحروف کا دعویٰ ہے کہ اس کی تصدیق بعض علماء شیعہ بھی کر چکے ہیں۔

> "دنیا کے سلاسل تصوف کے تمام صوفیہ انہیں ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی ایک فقیہ کے مقلد رہے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ فقیہ جعفریہ کس پیڑ کی چڑیا ہے، نہ اس کا کوئی تصور ان کی نظروں میں ہے۔"

ہمارے محدثین اور ائمہ اربعہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خاندان رسول پاک ﷺ کے نفوس قدسیہ یعنی حضرت سیدنا امام محمد باقرؒ سے لے کر حضرت سیدنا امام حسن عسکریؒ تک کا زمانہ بچشم خود دیکھا اور میدان علم میں قدم رکھا، ان حضرات سے استفادہ کیا اور علمی سرمایہ رسول پاک ﷺ کو کاغذوں پر محفوظ کر دیا۔ اور یہی علمی سرمایہ ان ائمہ سلسلۃ الذہب کے سامنے رہا۔ مگر انہوں نے اس پر کوئی اعتراض یا لب کشائی نہیں کی بلکہ اس کو تسلیم کیا اور نہ ہی ایرانی سبائی ذہنیت اس علمی

Marfat.com

سرمایہ پر ان کے سامنے ہاتھ صاف کرنے کی ہمت کر سکی۔ جب جناب سیدنا امام محمد حسن عسکریؒ ۲۶۰ھ میں وفات پاچکے تھے اس کے بعد سبائی ایرانی ذہنیت نے اسلام کی بیخ کنی کرنے کے لیے اپنا چہرہ کھولا اور ان ائمہ خاندان رسول کو بدنام کرنے کے لئے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔

میں اپنے اس بیان کی شہادت کے لیے مذہب شیعہ امامیہ کے ہی عالم دین جناب ڈاکٹر موسیٰ موسوی کا ایک بیان ان کی کتاب "مسلک اعتدال" صفحہ ۲۱۔۲۲ سے پیش کرتا ہوں۔

"چوتھی و پانچویں صدی ہجری میں لکھی گئی کتابوں میں شیعہ راویوں کی روایات کا منصفانہ جائزہ لیا جائے تو بہت افسوس ناک نتیجہ سامنے آتا ہے اور وہ یہ کہ بعض شیعہ راویوں نے اسلام کی تصویر بگاڑنے کی جو کوششیں کی ہیں ان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ ان روایات کا مقصد دلوں میں شیعہ عقائد کو مستحکم کرنا نہیں بلکہ اسلام اور اسلام سے متعلق ہر چیز کی تصویر بگاڑ دینا تھا' پھر اپنے ائمہ سے جو روایات انھوں نے منسوب کی ہیں اور خلافت کے بارے میں جو بحثیں کی ہیں اور تمام صحابہ رسولؐ کو جس طرح مورد الزام و عتاب ٹھہرایا ہے اور جس طرح انھوں نے دور رسالتؐ اور اس اسلامی معاشرہ کو جو رسالتؐ کے سایہ عاطفت میں پل رہا تھا' خلافت کے سلسلہ میں حضرت علیؓ اور ان کے اہل بیت کی اولیت اور استحقاق اور ان کے اعلیٰ مقام کو ثابت کرنے کے لیے پامال کیا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ انھوں نے ـــ اللہ تعالیٰ انھیں معاف فرمائے ـــ اس سے کہیں زیادہ امام علیؓ اور ان کے اہل بیت کی تصویر بگاڑی جتنا انھوں نے خلفاء و صحابہؓ کے سلسلہ میں کیا ہے اور اس طرح ہر اس چیز کا جس کا تعلق حضور کریمؐ اور ان کے دور سے ہے ـــ آپ کے اہل بیت سے لے کر آپ کے صحابہ تک ـــ چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا ہے' یہاں میں کانپ

Marfat.com

کانپ جاتا ہوں اور یہ حیرت انگیز سوال میرے سامنے آتا ہے کہ کیا ان شیعہ راویوں اور محدثین نے اہل بیت کی محبت کے پردے میں اسلام کی بنیاد ہی ڈھا دینے کی ذمے داری اپنے کندھوں پر لے رکھی تھی؟ آخر انھوں نے اپنے ائمہ جو اسلام کے گل سر سبد ہیں اور فقہاء اہل بیت کی طرف جن روایات کو منسوب کیا ہے ان کا کیا مطلب ہے؟"

آخر ان روایات کا کیا مطلب ہے جو انھوں نے اپنے ائمہ کی طرف منسوب کی ہیں اور جو حضرت علیؓ اور انھیں کی نسل کے ائمہ کی سیرتوں سے ٹکراتی ہیں اور بہت سی روایتیں تو عقل سلیم اور فطرت سلیم سے بھی کوئی جوڑ نہیں کھاتیں۔

مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض راویوں اور محدثین نے جن کی پشت پر بعض شیعہ فقہاء تھے اپنے ائمہ سے منسوب روایات وضع کرنے میں اس وقت حد سے آگے بڑھنا شروع کیا جب باقاعدہ طور پر غیبوبت کبریٰ کا اعلان کر دیا گیا اور امام مہدی سے یہ قول نقل کیا گیا۔

"آج کے بعد جو مجھے دیکھنے کا دعوا کرے اسے جھوٹا سمجھو۔"

(سیرت ائمہ اثنا عشر جلد ۳ صفحہ ۵۷ ' از ہاشم الحسینی)

اس طرح امام سے رابطہ قائم کرنے اور ان کے اور ان کے اجداد ائمہ طاہرین کی طرف منسوب کی جانے والی روایات کی صحت کی تصدیق کرنے کے سارے دروازے بند کر دیے گئے اور تشیع اور اسلام کی گھات میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے راستہ بالکل صاف ہو گیا کہ وہ جو چاہیں گھڑیں اور ان کے قلم جو چاہیں لکھیں۔

سبائی ذہنیت کی پہلی کتاب اصول کافی و فروع کافی چوتھی صدی کے ربع میں منظر عام پر آ گئی۔ اس کے مصنف جناب علامہ محمد یعقوب کلینی ہیں (پیدائش ۲۵۰ھ انتقال ۳۲۹ھ) اس کتاب میں ایسا مواد موجود ہے جس سے اصل اسلام کو زبردست نقصان ہوا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے اپنے بعد کم و بیش ڈیڑھ لاکھ اپنے جاں نثار صحابہ کرامؓ کی جماعت چھوڑی تھی لیکن اس میں صرف تین صحابہ کے علاوہ تمام صحابہ کو کافر' منافق' مشرک' لکھا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر لعنت لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو

Marfat.com

اصول کافی جلد اول صفحہ ۱۰۵ مترجم مولانا ظفر حسن امروہوی مطبع پاکستان۔

"خدا لعنت کرے ابو حنیفہ پر" (معاذ اللہ)

اسی طرح اہل مدینہ اور اہل کعبہ کے رہنے والوں کو ایسے ناپاک جملوں سے نوازا گیا ہے کہ لکھتے ہوئے میرا قلم کانپتا ہے۔ ملاحظہ کریں اصول کافی جلد ۵ صفحہ ۵ ترجمہ اردو۔ خاندان رسول اللہ ﷺ کے افراد مثل حضرت علی کرم اللہ وجہ سے لے کر حضرت سیدنا امام محمد حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی ناپاک حدیثیں منسوب کر کے ان کی ذات شریف کو مخدوش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں قرآن پاک کو نامکمل تسلیم کیا گیا اور اس میں تحریف قرآن ہونے کی کافی احادیث موجود ہیں جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اہل سنت والجماعت کو کافر قرار دیا گیا۔ آج شیعوں کو اہل سنت والجماعت سے یہ شکایت ہے کہ سنیوں نے ہم کو کافر کہا ہے۔ سب سے پہلے کفر کا دروازہ شیعہ امامیہ کی طرف سے کھولا گیا ہے جس کے ثبوت کے لئے اصول کافی کی روایتیں موجود ہیں۔ جب مذہب امامیہ کے علماء مجتہدین سے سوال کیا جاتا ہے کہ ان ائمہ معصومین نے سنیوں کی اس حدیثی سرمایہ اور فقہی سرمایہ کارد کیوں نہیں کیا تو ان کی طرف سے ایک لغو کہانی کتب شیعہ میں گھڑی ہوئی ملی۔

امام جعفر صادق کے عہد میں چار سو کتب احادیث پر لکھی گئیں جن کو اصول اربعمائۃ کہا جاتا ہے۔ دشمنان اہل بیت نے ان کو تباہ و برباد کر دیا چنانچہ اس روایت شیعی کو ان کے ہی زبردست عالم دین احمد اردبیلی مقدس م ۹۹۳ھ نے حدیقۃ الشیعہ میں لکھا۔ چنانچہ اس کا ترجمہ اردو انوار امامت تاقیامت صفحہ ۱۳۹ ملاحظہ کریں۔ اسی روایت کو مولانا ظفر حسن نقوی امروہوی مترجم اصول کافی جلد اول کے پیش لفظ کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں۔

"حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام مسجد رسولؐ میں درس دیتے تھے۔ دور دور سے لوگ احادیث سننے کے لئے مدینہ طیبہ میں آتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرنے والے چار ہزار آدمی تھے ان میں امام ابو حنیفہ، امام

Marfat.com

مالک' سفیان ثوری' شعبہ ابو عاصم اور یحییٰ انصاری جیسے لوگ جو سواد اعظم میں ائمہ حدیث سمجھے جاتے ہیں' شامل تھے۔ اس عہد مبارک میں چار سو کتاب احادیث مدون ہوئیں جن کو اصول اربعماتہ کہاجاتا ہے دشمنان اہل بیت کے تعصب آگیں دور اور بہیانہ دست برنے انھیں تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ نہایت بے دردی سے بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں شیعوں کے کتب خانے نذر آتش کئے گئے۔ یہی وہ احادیث کا ناپیدا کنار سمندر تھا جس سے آج تک کتب اربعہ احادیث کا چمنستان ترو تازہ ہے' یعنی کافی استبصار من لا یحضرہ الفقیہہ اور تہذیب الاحکام سے شبستان ایمان و عرفان ادب اور ایوان فقہ اہل بیت میں ضیاء باری ہے۔"

ایسی لغو کہانیوں کا جواب ان کے ہی مذہب شیعہ امامیہ کے مجتہد جناب موسیٰ موسوی عراقی عالم نے مسلک اعتدال" ترجمہ اردو صفحہ ۷۶۔۷۷' اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی سے پیش کیا:

"پھر امام باقرؒ اور آپ کے فرزند امام جعفرؒ صادق کا دور آتا ہے جنھوں نے اس فقہی مدرسئہ فکر کی بنیاد رکھی جسے فقہ جعفری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ دونوں امام مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے اور بغیر کسی خوف و خطر کے اپنے فقہی خیالات کا اظہار کرتے تھے اور مسلک اہل بیت کی اشاعت کرتے تھے۔ امام باقر کا زمانہ خلافت اموریہ کا زمانہ تھا اور امام جعفر صادق نے خلافت امویہ کا زوال اور خلافت عباسیہ کا آغاز دیکھا۔ دونوں خلافتیں ان دونوں اماموں سے اختلاف رکھتی تھیں اور اہل بیت کے فقہی مدرسئہ فکر سے خوش نہیں رہتی تھیں۔ لیکن یہ امام اپنا پیغام پہنچاتے رہے اور ان کی تربیت سے بہت سے علماء و فقہا نکلے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں اماموں نے حکومت کے اختلاف سے ذرا بھی خوف کھائے بغیر اپنا فرض پورا کیا۔"

Marfat.com

"سب سے عجیب و غریب بات تو یہ ہے کہ بعض شیعہ راویوں نے امام صادق ہی سے ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے شیعوں کے لیے تقیہ کے وجوب کا پتہ چلتا ہے جبکہ امام صاحب اور ان کے شیعوں کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ امام صاحب مسجد رسولؐ میں درس دیتے تھے اور آپ کے ارد گرد ہزاروں طلبہ' شاگرد اور سننے والے ہوتے تھے کاش مجھے کسی طرح یہ پتہ چل سکتا کہ ایسا فقہی مدرسہ جس کا دائرہ اثر اتنا وسیع ہو اور جس کے طلبا اور شاگردوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو' اس کی بنیاد تقیہ پر کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر امام نے اپنے فقہی مدرسہ کی تعمیر میں کون سا تقیہ استعمال کیا تھا جبکہ وہ اس کی بنیاد عام مسلمانوں کے سامنے علی الاعلان رکھ رہے تھے اور ان میں مخلص دوستوں کے علاوہ بدخواہ دشمن بھی شامل تھے۔"

"امام موسیٰ بن جعفر کے تعلقات عباسی خلیفہ ہارون رشید سے خوشگوار نہیں تھے چنانچہ آپ نے بغداد میں خلیفہ کی جیل میں کئی برس گزارے۔ اگر امام موسیٰ تقیہ کے راستہ پر چلتے اور خلیفہ جو آپ کے چچا زاد بھائی اور رشتہ دار تھے ــــ کے ساتھ فریب دہی سے کام لیتے تو یہ مصیبت کیوں اٹھانی پڑتی۔"

"جب خلافت مامون کے ہاتھ آئی تو اس نے امام علی بن موسیٰ کو جن کا لقب رضا تھا ــــ اپنا ولی عہد مقرر کیا (آپ امامی شیعوں کے آٹھویں امام ہیں) حالانکہ امام رضاؑ کا مامون کے دور میں ہی انتقال ہو گیا اور خلافت عباسیوں ہی میں چلتی رہی۔ امام رضا کے بعد خلیفہ مامون نے اپنی صاحبزادی ام الفضل کی شادی آپ کے صاحبزادے امام محمد جوادؒ سے کر دی تاکہ عباسی خلیفہ اور علوی گھرانے میں محبت و مودت کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ ان دونوں اماموں کو ــــ جن میں ایک ولی عہد اور دوسرا خلیفہ کا داماد تھا ــــ تقیہ پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی

Marfat.com

نہ انھوں نے شیعوں سے تقیہ کا راستہ اختیار کرنے کو کہا۔"

"امام جوادؒ کے بعد امام علیؒ اور آپ کے صاحبزادے امام حسن عسکری کا دور آتا ہے جو شیعوں کے دسویں اور گیارہویں امام ہیں۔ ان دونوں کا قیام عباسی خلافت کی راجدھانی میں تھا اور یہ دونوں خلیفہ متوکل اور اس کے بیٹے خلیفہ معتصم کے ہمعصر تھے۔ اس زمانہ میں ان اماموں کا گھر ملاقاتیوں کا مرکز تھا اور دونوں دینی معاملات میں مسلمانوں کی رہنمائی اور مسلک اہل بیت کی نشر و اشاعت فرماتے تھے۔ جو ان کی سیرت پڑھے گا اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ انھیں بھی تقیہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا اور باوجودیکہ خلیفہ کے جاسوس ان کا تعاقب کرتے تھے اور ان کی تحریک اور مسلک اہل بیت کی طرف دعوت —— جو دراصل عباسی خلافت کی مخالفت تھی۔ کے بارے میں نگرانی رکھتے تھے، لیکن ان اماموں نے کبھی پروا نہیں کی اور اپنا پیغام پہنچانے کے سلسلے میں حق کے راستہ پر چلتے رہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے لے کر امام محمد حسن عسکریؒ تک یہ سب کے سب سنّی مسلمان ہوئے ہیں اور ان کا فرقہ روافض سے دور کا بھی قطعی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ کتاب نہج البلاغہ میں جو نذرانہ عقیدت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خلفاء ثلاثہ کے لئے پیش کیا ہے اس کو ملاحظہ کریں۔ سنّی عالم دین جناب عبدالوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ اپنی تالیف طبقات الکبریٰ صفحہ ۷۵ پر حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بابت خلفاء ثلاثہ نقل فرماتے ہیں۔

"آپ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توصیف کرتے اور ان پر رحمت بھیجا کرتے تھے۔"

یہی عالم دین اسی طبقات الکبریٰ کے صفحہ ۷۶ پر حضرت سیدنا محمد باقر بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول بابت حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے نقل فرماتے ہیں:

Marfat.com

"آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتے۔ ان کی مدح میں مبالغہ کرتے اور کہتے تھے کہ جس شخص نے ان کو صدیق نہ کہا اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا بنائے اور نہ دین میں۔ اہل عراق کے ایک گروہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ سے عداوت رکھتا اور اپنے نزدیک سمجھتا ہے کہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہے۔ آپ نے ان کو لکھ بھیجا کہ جو شخص ابو بکرؓ و عمرؓ کو دشمن سمجھتا ہے مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں' اور اگر میں حاکم ہوا تو جو لوگ ان دونوں کو برا سمجھتے ہیں ان کے خون کو اللہ کے تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔"

(طبقات الکبریٰ ترجمہ اردو پاکستان)

بحث کہاں سے کہاں چلی گئی۔ میں صرف حبیب الثقلین ایڈوکیٹ امروہوی کو اور ان کے حواریوں کو یہ باور کرانا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ شاہ ولایت امروہہ کا شجرہ نسب کو کہاں جا کر ڈال دیا جو ایک تاریخی حقائق کے بالکل خلاف ہے۔ سید ابو بکر بدر الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بدایونی کا شجرہ نسب پدری اور ہے اور حضرت سید حسن شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کا شجرہ نسب بالکل الگ ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں پہلے نقل کر چکا ہوں' ان شیعوں کو تاریخ اسلام کو مسخ کرنے کا ایک دورہ پڑتا ہے۔ یہاں ایک واقعہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی رحمتہ اللہ علیہ ۶۶۷ھ کی وفات کا ملاحظہ کریں۔ ایک جید عالم شیعہ امامیہ کس طرح ان کی تاریخ وفات کو مسخ کرتا نظر آتا ہے۔

"العزاء فی مصیبتہ سید الشہداء" کے مصنف جناب مولوی احمد ...... امرتسری ساکن لاہور تلمیذ حجتہ الاسلام مجتہد العصر مولانا ابوتراب السید علی الحائری القمی صفحہ ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت بابا فرید گنج شکر نے بغداد شریف میں ذکر شہادت امام حسین کرتے ہوئے اس قدر زور سے سر زمین پر مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔ بابا فرید بروز عاشورہ واقعہ شہادت ذکر کرتے ہوئے نعرہ ہائے واہ حسینا

Marfat.com

کہتے اور بیہوش ہو جاتے تھے۔"

ہندوستان کے صوفیہ عظام کی تمام تاریخوں میں بالاتفاق بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا وصال پاک پٹن ضلع ملتان میں ۵ محرم الحرام ۶۶۷ھ میں بتایا گیا ہے۔ اس شیعہ عالم نے بغداد کہاں سے لکھ دیا۔

دوسرا سفید جھوٹ: مذہب شیعہ امامیہ مجتہد جناب فخر العلماء الحاج مولانا سید نجم الحسن صاحب جن کی کتاب "چودہ ستارے" جس کی توثیق (۱) سید محمد صاحب دہلوی (۲) علامہ مرزا یوسف حسین (۳) ثقتہ الاسلام علامہ محمد بشیر صاحب جولاہا (۴) مولانا سید صادق علی شاہ صاحب نجفی (۵) حجتہ الاسلام جناب مولانا سید شمیم السبطین صاحب حوزہ علمیہ قم معتمد خاص مجتہد اعظم شریعت مدار قم ایران ۵ عالموں نے کی ہے گویا کہ یہ کتاب اب مصدقہ ہوگئی ہے اور اس کا مصنف بھی مصدقہ ہے۔ آپ کی تاریخ دانی ملاحظہ فرمائیں :

> "اورنگ زیب کو دیکھئے اس نے اپنے بھائی کو قتل کرایا اور اپنے باپ کو سلطنت سے محروم کر کے قید کر دیا تھا۔ اسی نے شہید ثالث حضرت نور اللہ شوشتری آگرہ کی زبان گدی سے کھنچوائی تھی۔"
>
> (چودہ ستارے صفحہ ۴۶۱)

دنیا کے شیعہ مورخ جانتے ہیں کہ قاضی نور اللہ شوشتری کا عہد اکبر بادشاہ سے لے کر جہانگیر بادشاہ تک رہا ہے۔ ان کے قتل کا واقعہ ۱۰۱۹ھ میں ہوا۔ دیکھو "تذکرہ مجید' در احوال شہید" مولفہ سید سبط الحسن ہنسوی شیعی۔ یہ ہے شیعہ مورخین کی غلط کارستانیاں جس سے علم تاریخ کو ایک دھکا لگا ہے۔ اورنگ زیب کی پیدائش ۱۰۲۸ھ' اس کا انتقال ۱۱۱۸ھ میں ہوا تو کیا اورنگ زیب کی روح نے ہی آسمان سے اتر کر اس کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ ان علامہ کی تاریخ دانی پر جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔

آمدم برسر مطلب' وکیل موصوف نے اپنے مضمون میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ سید حسین شرف الدین شاہ ولایت امروہہ نے اپنا سلسلۂ بیعت آگے کے لئے بند کر دیا تھا اس لئے وہ شیعہ امامیہ ہوگئے تھے۔ ہندوستان کے سیکڑوں سلسلہ سہروردیہ

Marfat.com

چشتیہ کے بزرگوں نے اپنا سلسلہ بیعت نہیں چلایا تو کیا وہ شیعہ تصور ہوں گے۔ اس کی ان کے پاس کیا دلیل ہے۔ موصوف نے اسی مضمون میں شاہ ولایت امروہہ کے ایک لڑکے کی شادی فیروز شاہ کی لڑکی سے ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اب میں وکیل موصوف سے معلوم کر سکتا ہوں کہ فیروز شاہ بادشاہ از خود انتہائی شیعہ دشمن تھا۔ کیا اس سے یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ شیعہ کی اولاد سے اپنی لڑکی کی شادی کر سکتا تھا۔ فیروز شاہ جہاں شیعہ کش تھا وہاں وہ شیدائی اولاد رسولؐ بھی تھا۔ یعنی سنّی سادات عظام سے غیر معمولی عقیدت رکھتا تھا۔ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں اس کے دربار میں ایک بھی شیعہ ملازم نہیں تھا۔ کیا وہ امروہہ کا قاضی، شیعی عقیدے کا مقرر کر سکتا تھا' اس کے باوجود شاہ ولایت کی اولاد نے اپنے اس روحانی بزرگ کا عرس شروع کیا۔ کیا یہ عرس مذہب شیعہ میں جائز ہے؟ جواب نفی میں ملے گا۔ شاہ صاحب کے شیعہ ہونے کے بعد 'لقب شاہ ولایت سے شیعہ ان کو کیوں ملقب کرتے ہیں جبکہ مذہب شیعہ میں لقب شاہ ولایت ائمہ معصومین کی توہین کا مترادف ہے۔ یہ لقب غیر معصوم کے لئے از روئے شیعہ ناجائز ہے۔ ایک سوال وکیل صاحب سے ہم اور کرتے ہیں کہ شاہ ولایت امروہہ کے عہد زریں سے لے کر ۱۲۰۰ھ تک کوئی مذہب شیعہ امامیہ کے آثار تحریری شکل میں کیا وہ پیش کر سکتے ہیں یعنی کوئی مخطوطہ' علمی یا مذہبی کتب۔ شیعی عہد شاہ ولایت سے لے کر ۱۲۰۰ صدی ہجری تک کی پیش کر سکتے ہیں؟ شاہ ولایت امروہہ کے عہد سے لے کر ۱۲۰۰ھ تک کوئی شیعی عبادت خانہ یعنی مسجد امام باڑہ وغیرہ کا وجود ثابت کر سکتے ہیں۔ جواب نفی ہی میں ملے گا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو شاہ ولایت امروہہ کو شیعہ امامیہ کہہ کر اس سنّی بزرگ کی توہین کیوں کی جاتی ہے؟ آخر کیا مقصد ہے۔ ان شیعوں کے پاس ایک لنگڑا جواب ضرور ملے گا۔ ہمارے دادا ہیں ہم تو ان کو سب کچھ کہہ سکتے ہیں۔ غیر اولاد شاہ ولایت کو کیا مطلب۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ تبدیل مذہب سے ترکہ اسلامی ختم ہو جاتا ہے۔ اس مسئلے کے لئے علماء شیعہ مجتہدین سے تصدیق فرمالیں۔ مذہب شیعہ کے ائمہ معصومین نے کہا ہے اگر کوئی سید فاطمی ہمارے عقیدے کے خلاف ہے تو اس کا خون ہم سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس حوالے کے لئے

Marfat.com

مذہب شیعہ کی کتب بھری پڑی ہیں لیجئے۔ ہم ایک ایسے عالم دین شیعہ کا حوالہ دیتے ہیں جن کو مذہب شیعہ سے اگر نکال دیا جائے تو مذہب شیعہ کا سرمایہ علم 1/4 ختم ہو جائے گا۔ جناب شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی رسالہ اعتقادیہ ترجمہ اردو صفحہ ۷۲ از جناب شیخ محمد اعجاز حسین صاحب وکیل مطبع ورما پریس مراد آباد لکھتے ہیں:

"امام نے فرمایا کہ جو شخص یہ زعم کرے کہ میں امام ہوں اور در حقیقت وہ امام نہ ہو یہ اس کا خیال ہے تو پوچھا گیا کہ اگر وہ علوی ہو یا فاطمی ہو تو بھی یہی حکم ہے؟ تو امام نے فرمایا "اگرچہ علوی فاطمی ہو۔"

"اور امام صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم میں اور تمھارے مخالفوں میں نہیں ہے مگر دل کی پوشیدہ بات تو ان سے پوچھا گیا کہ دل کی پوشیدہ بات کیا ہے تو امام نے کہا وہی چیز جن کے نام سے تم بیزاری رکھتے ہو اور جو تمھارے مخالف ہوں۔ ان سے بیزاری کرو اگرچہ علوی و فاطمی ہوں۔"

سلسلہ سہروردیہ میں ایک نام حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا آتا ہے۔

سلسلہ سہروردیہ اس طرح ہے:

۱۔ حضرت رسول پاک ﷺ
۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
۳۔ حضرت امام حسین علیہ السلام
۴۔ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

میں اس سلسلہ کو صرف یہاں تک ہی لکھتا ہوں۔ علماء شیعہ امامیہ صرف

Marfat.com

معروف کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ اعظم العلماء محمد باقر مجلسی اصفہانی المتوفی ۱۱۱۱ھ کی کتاب عین الحیات ترجمہ اردو صفحہ ۳۲۰ مترجم سید علی حسن اختر امروہوی پاکستان:

"معروف کرخی" نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے لیکن یہ غلط ہے۔ اول تو یہ کہ معروف کرخی کا امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں فیضیاب ہونا معتبر نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت کا دربان تھا۔ اس کی بھی کوئی سند نہیں۔ دوسرے یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ معروف کا پیر طریقت داؤد طائی تھا۔ اور یہ ایک نہایت متعصب سنی تھا۔ ائمہ علیہم السلام سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ معروف کرخی کے اعتقاد کی سند ایسے لوگوں سے ہے جن کی بد اعتقادیوں کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں جیسے سید محمد نور بخش نور' جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا کہ میرے اس دعویٰ پر تمام اہل دل متفق ہیں۔"

پروفیسر حکیم محمد کمال الدین حسین ہمدانی کا تجاہل

پروفیسر حکیم محمد کمال الدین حسین ہمدانی اجمل خاں کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا ایک مضمون بعنوان "ذخیرہ جلالی کے چار اہم مخطوطات" خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ صوبہ بہار سے شائع ہونے والی کتاب "برصغیر میں تصوف" کے صفحہ ۱۲۴ پر شائع ہوا ہے جس میں صفحہ ۱۲۷ پر معروف کرخی کے مذہب کے متعلق لکھتے ہیں:

"شیخ معروف کرخی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے دربان تھے۔"

میں علماء مذہب شیعہ امامیہ کی خدمت میں یہ معروضہ پیش کر کے معلوم کرنے کی جسارت کرتا ہوں کیا پروفیسر کمال الدین حسین شیعی کی تحقیق علامہ مجلسی اور علامہ احمد قدس اردبیلی متوفی ۹۹۳ھ تیرہویں صدی ہجری کے شیعہ مجتہد جناب

Marfat.com

علامہ دلدار علی لکھنوی م ۱۲۳۵ھ کا مبلغ علم ان جید علماء شیعہ مجتہدین کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ غالباً تمام معقول شیعہ امامیہ عالم دین یہی جواب دیں گے کہ علامہ اردبیلی، علامہ مجلسی، علامہ دلدار لکھنوی کے آگے یہ شخص طفل مکتب تو کیا ایک جاہل ہی تصور ہوگا۔ علامہ دلدار علی لکھنوی م ۱۲۳۵ھ نے رد تصوف و صوفیہ میں ایک زبردست کتاب ذوالفقار لکھی۔ اس میں معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کو فاسد العقیدہ اور دشمن اہل بیت کہا ہے کم سے کم یہ حکیم صاحب اپنے ان گرو گھنٹالوں کی تحقیق تو ملاحظہ فرما لیتے۔ اس موضوع تصوف اور طبقہ صوفیہ پر قلم اٹھانے کی جسارت بیجا کر کے ہمارے مخاطب فاضل گرامی پروفیسر حکیم محمد کمال الدین حسین شیعی نے علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی م ۱۱۱۱ھ کے والد گرامی جناب علامہ اخوند ملا محمد تقی سے منسوب ایک مخطوطہ بنام "تشویق السالکین" کا تعارف علم تصوف مذہب شیعہ امامیہ میں ہونے کا کرایا ہے۔ سبحان اللہ

بندہ ان کی اس علمی دھوکے بازی کا بھرم میں ان کے ہی مذہبی شیعی تذکرے یعنی قصص العلماء کے مصنف محمد تنکا ئنی سے توڑتا ہے۔ یہ تذکرہ محمد تنکا ئنی نے ۱۸۱۹ء یا ۱۸۲۰ء میں لکھا ہے۔ معتبر تذکرہ ہے۔ ایران سے طبع ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ محمد تنکا ئنی نے اپنے اس تذکرے میں علامہ اخوند ملا محمد تقی م ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۵۹ء کے عقیدے تصوف کا رد ان کے ہی صاحبزادے علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی علیہ ما علیہ م ۱۱۱۱ھ نے کیا ہے۔ اس فارسی عبارت کا اردو ترجمہ وہاج الدین احمد کنتوری تاریخ ادبیات ایران صفحہ ۵۴۹ مولفہ پروفیسر ایڈورڈ گ۔ براؤن انجمن ترقی اردو ہند دہلی ۱۹۳۹ء سے نقل کیا جاتا ہے۔

محمد باقر مجلسی اصفہانی اپنے والد اخوند محمد تقی کے عقیدے تصوف کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> "کوئی شخص ہر گز ہر گز میرے والد مرحوم کے متعلق یہ نہ سمجھے کہ وہ صوفی تھے، نہیں، ایسا ہر گز نہیں تھا، کیوں کہ میں ان کی خانگی اور پبلک زندگی سے بہت گہری واقفیت رکھتا ہوں اور مجھے ان کے معتقدات کا

Marfat.com

حال خوب معلوم ہے۔ صوفیا کے متعلق میرے والد مرحوم کی رائے اچھی نہ تھی' اگرچہ اپنی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں جب کہ صوفیا کا زور بہت زیادہ تھا اور وہ خوب جدو جہد کر رہے تھے' میرے والد مرحوم ان کے سلسلہ میں داخل ہوئے' لیکن اس سے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس "شجرہ خبیثہ زقومیہ" کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں' چنانچہ جب وہ ان کی گمراہیوں کی آگ کو فرو کر چکے تو انھوں نے اپنے اصلی جذبات و خیالات کا برملا اظہار کر دیا' اس لیے کہ وہ ایک نہایت نیک اور مقدس بزرگ تھے اور عبادت اور ریاضت میں ان کی عمر بسر ہوتی تھی۔"

اس مصدقہ بیان کی روشنی میں جو رسالہ "تشویق السالکین" ملا اخوند محمد تقی مجلسی اصفہانی لعن م ۱۰۷۰ھ کی طرف منسوب کیا ہے' صرف ایک دھوکا اور تقیہ بازی کی ایک چال ہے۔ ناظرین کو یہ باور اور کرادوں کہ میرے ذاتی کتب خانہ میں قصص العلماء کا فارسی نسخہ ہے جو کتاب بفروسی علمیہ اسلامیہ طہران خیابان ناصر خسرو کا مطبع ہے۔ قصص العلماء کی فارسی عبارت بخوف طوالت نقل نہیں کی ہے' صرف مصدقہ ترجمہ اردو پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فاضل پروفیسر موصوف نے اپنے مضمون میں لکھا ہے۔

(۱) "وہ شیعہ جو صوفی نہ ہو شیعہ نہیں اور جو صوفی کہ شیعہ نہ ہو صوفی نہیں ہے۔" صفحہ ۱۲۴۔

(۲) "تصوف شیعوں کا طریقہ بلکہ عین شیعہ ہے۔"

علامہ احمد اردبیلی جن کو علماء شیعہ مقدس' جیسے اہم لقب سے یاد کرتے ہیں اور علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی آنجہانی م ۱۱۱۱ھ ان کے بارے میں رطب اللسان ہیں۔ صاحب ترجمہ حدیقۃ الشیعہ' کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:

"مرحوم علامہ مجلسی 'بحار الانوار' میں لکھتے ہیں کہ مقدس اردبیلی جیسا مقدس متقدمین اور متاخرین میں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا ہے۔ آپ ان مقدس ہستیوں میں سے ہیں جن کو بارہا امام زمانہ علیہ السلام سے شرف

Marfat.com

ہم کلامی حاصل ہوا ہے۔"

علامہ احمد اردبیلی کے علم کے آگے ایسے پروفیسر محقق کا کوئی مقام تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ بلکہ ان کو ان کے مقابلے میں جاہل کہہ دیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ علامہ احمد اردبیلی مقدس متوفی ۹۹۳ھ نے حدیقۃ الشیعہ میں ایک حدیث اپنے امام منصوص من اللہ جناب جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے' اس کا ترجمہ اردو انوار امامت تا قیامت" کے صفحہ ۱۳۹۔۱۴۰ سے نقل کیا جاتا ہے:

"امام جعفر صادق علیہ السلام کا زمانہ اس لئے زیادہ قابل توجہ ہے کہ یہ زمانہ زوال سلطنت بنی امیہ اور آغاز سلطنت بنی عباس کا زمانہ تھا۔ باہمی خانہ جنگی کے باعث امام کو اتنا وقت اور موقع مل گیا کہ پیغام حق امت محمدی تک پہونچا کر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ چنانچہ جو کتب احادیث تقریباً چار سو جن کا ذکر اوپر ہوا' آپ کے اشارہ پر آپ کے شاگردوں نے تدوین و تالیف کیں۔ چونکہ ائمہ ماسبق میں صرف آپ ہی کو یہ موقع ملا تھا کہ فقہ و حدیث' علم دین' صحیح سنت رسول کو قدرے اطمینان اور سکون کے عالم میں موافقین اور مخالفین کے سامنے پیش کریں اس لئے اس کو جو در حقیقت فقہ محمدی تھی' فقہ جعفری کہا گیا۔ آپ ہی کے زمانہ میں مذہب صوفیہ کا آغاز ہوا' اس لئے ضروری ہے کہ ہم پیروان مذہب حقہ کے لئے اقوال ائمہ سے حقیقت مذہب صوفیہ پر کچھ روشنی ڈالتے چلیں جس نے دیگر مذاہب کے علاوہ مذہب حقہ امامیہ پر بھی اپنے اثرات ڈالنے کی کوشش کی جس کے متعلق اکثر ائمہ طاہرین نے اپنے پیرووں کو ان کے مکر و فریب سے آگاہ فرما کر ان کے دام فریب سے نجات دلائی۔"

"جو کچھ اس کتاب "حدیقۃ الشیعہ" میں مذہب صوفیہ کے متعلق گفتگو ہے وہ اس قدر طویل ہے کہ اگر لکھی جائے تو ایک مستقل کتاب کی صورت اختیار کرے لہٰذا ہم نہایت اختصار سے صرف اس قدر لکھ رہے ہیں کہ

Marfat.com

مذہب اسلام میں افتراق کا سبب ایک مذہب صوفیہ بھی ہے۔"

"سب سے پہلا اختلاف جو مذہب اسلام کے لئے انتہائی نقصان کا باعث ہوا' وہ اس وصیت نامہ کی مخالفت تھی جس کو خاتم الانبیاء وقت رحلت تحریر فرمانا چاہتے تھے' جس کا محمد شہرستانی[1] (جو کہ عظمائے اہل سنت میں سے ہیں) اعتراف کرتے ہیں۔ اس بات کو اور دیگر علمائے کبار نے بھی تسلیم کیا ہے۔ یہ چیز مذہب میں اتنے بڑے اختلاف اور تفریق کا باعث ہوئی کہ ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق ایک خیال قائم کر لیا اور چونکہ خواہشات متفرق ہو گئے اور اس کے بعد بڑا افتراق مذہب صوفیہ کی وجہ سے پیدا ہوا جو کہ مذہب اہل سنت ہی کے برگ و بار ہیں۔ بعض لوگوں نے لفظ "صوفی" کے معنی اور وجہ تسمیہ میں بڑی غلط بیانی' اور فریب دہی سے کام لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ "اصحاب صفہ" کو صوفی کہتے ہیں۔ اور لوگوں کے یہ ذہن نشین کیا ہے کہ یہ بڑے زاہد اور عابد ذوات تھیں جن کو "اصحاب صفہ" کا مقام حاصل تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ شیعہ اور سنی اس پر متفق ہیں کہ سب سے پہلا صوفی جس کو کہا گیا وہ ابو ہاشم کوفی تھا اور اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہ شخص راہبوں کی طرح اونی موٹا لباس ایک خاص رنگ کا پہنتا تھا جس پشمینہ کو "صوف" کہتے تھے اور یہ مثل نصاریٰ' حلول اور اتحاد کا قائل تھا۔ فرق اس قدر تھا کہ نصاریٰ تو حضرت عیسیٰ کے بارے میں حلول و اتحاد کے قائل تھے اور آج بھی یہی عقیدہ ہے کہ خدا ان (عیسیٰ) میں سما گیا تھا۔ اور یہ کوفی خود اپنے بارے میں کہتا تھا کہ خدا مجھ میں حلول کر گیا ہے۔ اس کا مقصد صرف دین اسلام کو مسخ کرنا تھا۔ ائمہ اثنا عشر اور نبی خیر البشر علماء قدمائے اہل حقہ نے اس مذہب کے پیرووں کو کافر بتایا ہے۔"

---

[1] محمد شہرستانی کو عظمائے اہل سنت لکھنا بالکل غلط ہے۔ تمام شیعہ و سنی علماء نے اس کو شیعہ تسلیم کیا ہے۔ شیعوں کی دراصل یہ عادت بن چکی ہے کہ بعض شیعوں کو سنی بتا کر عوام کو دھوکا دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

"بہر حال ہم تصوف اور اس کی تفصیل کو جو کہ کتاب حدیقۃ الشیعہ میں از صفحہ ۵۵۳ تا ۶۰۶ تحریر ہے۔ چند سطروں میں ختم کر کے ناظرین کو ان صفحات کے مطالعہ کی دعوت دے رہے ہیں۔"

"صوفیوں کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بھی خود کو صوفی کہتا ہے وہ در حقیقت لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے باطل کی طرف پھیرنا چاہتا ہے البتہ وہ لوگ جو صرف تقیہ کے طور پر اپنے آپ کو صوفی کہتے ہیں اور عقائد باطلہ کے قائل نہیں، وہ مستثنیٰ ہیں۔"

اس عبارت میں صاف صاف تحریر ہے کہ جو خود کو صوفی کہلوائے وہ باطل کے راستے پر ہے۔ اب کس طرح پروفیسر کی یہ بات مانی جائے جو انھوں نے کہی ہے جیسا ابھی ان کا حوالہ نقل کیا ہے گویا کہ یہ ان کی بکواس تھی اور جہالت پر مبنی قول نقل کیا ہے جو صوفی نہ وہ شیعہ نہیں۔

اب اس مذکورہ بالا اقتباس کی عبارت حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۲۳۶ مطبع تہران ۱۲۴۵ھ سے نقل کی جاتی ہے۔

"در کتاب قریب الاسناد خود روایت میکند از سعد بن عبداللہ از محمد بن عبدالجبار از امام عسکری کہ آنحضرت فرمود کہ پرسیدند از حضرت ابی عبداللہ جعفر بن محمد الصادق حال ابو ہاشم کوفی صوفی را آنحضرت فرمودہ کہ انہ فاسد العقیدہ جداوھو الذی اتباع مذھباً یقال اللہ التصوف و جعلہ مفر العقیدہ الخبیثہ"

علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی ۱۱۱۱ھ نے اپنی کتاب 'عین الحیات' جس کا ترجمہ اردو مولانا سید علی حسن اختر شیعی صاحب امروہوی نے کیا ہے اس کے صفحہ ۶۰۔۶۱۔۶۲۔ ۶۳۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶' مصنف کتاب نے فرقہ صوفیہ کو گمراہ بتلاتے ہوئے ایک طویل بحث جو انھوں نے اپنے امام معصوم کی احادیث کی روشنی میں فرمائی' بلا تبصرہ نقل لکھی جاتی ہے:

"بعض شیعوں کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ برحق ہیں۔ لاعلمی کے سبب

Marfat.com

ان کی باتیں مانتے اور کافر بنتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ دنیا میں دشمنان دین کا زور بڑھ رہا ہے اور دیندار مصائب میں گرفتار ہیں۔ اس لیے اکثر لوگ بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔ کوئی صوفی بن گیا وغیرہ۔ البتہ ان کے عالم جن کی کتابوں پر عمل کرتے ہیں کافر اور خلقت کو گمراہ کرنے والے ہیں، مگر جو اہل بیت علیہم السلام کے پیروکار رہے وہی راستی پر ہیں۔"

"اکثر صوفی لوگ سنی اور اشعاری مذہب کے ہیں۔ اعتقادات اور عبادت میں سب ان کے موافق، پر اتنا اختلاف ہے کہ اگر کسی کتاب میں لکھا ہو کہ ابو حنیفہ کے نزدیک نماز اس طرح پڑھنی چاہیے اور سفیان ثوری کے نزدیک اس طرح، تو سفیان کی رائے پر عمل کریں گے حالانکہ وہ ان سے بدتر ہے۔"

"کلینیؒ نے بسند معتبر سدیر سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن مسجد سے آ رہا تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کعبہ کی جانب رُخ کیا اور فرمایا:

"اے سدیر! لوگوں کو خدا کا حکم ہے کہ اس گھر کی طرف آئیں، حج و طواف کریں اور امامت کا اقرار کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **و انی لغفار لمن تاب و آمن و عمل صالحاً ثم اهتدیٰ** (یعنی میں بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے اور جو ایمان لائے اور جو نیک کام کرے اور جو ہدایت پائے)

"پھر حضرت نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا کہ ہدایت پانے سے ہماری "محبت اور اطاعت" مراد ہے۔ پھر فرمایا: اے سدیر! میں تم کو دین کے رہزن دکھاتا ہوں، وہ دیکھو (اس وقت سامنے مسجد میں ابو حنیفہ اور سفیان ثوری بیٹھے تھے، آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہ لوگ راہ خدا کے ڈاکو ہیں، انھیں خدا کی طرف سے ہدایت نہیں ملی اگر یہ خبیث لوگ اپنے گھر میں بیٹھے رہیں اور لوگوں کو ہمارے پاس آنے

Marfat.com

دیں تو ہم لوگوں کو دین کا راستہ بتائیں اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام سکھائیں۔"

"ایک اور معتبر سند سے روایت فرماتے ہیں کہ مکہ کا رہنے والا ایک شخص کہتا ہے کہ ایک دفعہ سفیان ثوری نے مجھ سے کہا کہ محمد بن جعفر (علیہما السلام) کی خدمت میں چلیں۔ ہم گئے تو ایسے وقت پہنچے کہ حضرت سواری پر سوار ہونے ہی والے تھے۔ سفیان نے کہا: یا حضرت وہ خطبہ ارشاد فرمایئے جو جناب رسول خدا ﷺ نے مسجد خیف میں ارشاد فرمایا تھا۔"

حضرت نے فرمایا: اب ایک کام کے لیے جاتا ہوں آ کر بتلاؤں گا۔

اس نے کہا: آپ کو قسم ہے قرابت رسول اللہ کی، ابھی فرمایئے۔

"حضرت سواری سے اتر آئے اور فرمانا شروع کیا۔ سفیان ثوری لکھتا گیا۔ جب خطبہ ختم ہوا، دوبارہ پڑھ کر حضرت کو سنایا۔ آپ سوار ہو گئے اور ہم دونوں واپس ہوئے۔ راستے میں سفیان سے میں نے کہا: لاؤ ذرا میں بھی اس خطبے کو دیکھوں۔ میں نے دیکھ کر کہا: "خدا کی قسم حضرت نے تم پر ایک حق لازم کر دیا ہے جو کبھی زائل نہ ہو گا۔ یعنی پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں:

"جس شخص میں تین خصوصیات ہوں گی اس کے دل میں کینہ اور خیانت کبھی نہ ہوں گے (۱) عمل خالص، جو محض اللہ کے لیے ہو (۲) امام اور مسلمانوں کا خیر خواہ ہونا (۳) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا۔"

"میں نے سفیان ثوری سے پوچھا کہ "جن اماموں کی محبت اور اطاعت کو فرض قرار دیا گیا ہے وہ کون ہیں؟"

"(سفیان ثوری نے) کہا: معاویہ، یزید اور مروان بن الحکم (جیسے ملعون جن کے پیچھے نماز بھی درست نہیں، نہ شریعت میں ان کی گواہی قبول ہے)"

Marfat.com

"(پھر میں نے پوچھا) اور وہ جماعت، مسلمانوں کی کونسی ہے جس کے ساتھ رہنا فرض ہے؟"

"(سفیان ثوری نے) کہا، مرجیہ مذہب والے سنّی۔ (جو کہتے ہیں کہ ایک شخص جو نماز، روزے کا تارک، غسل جنابت سے ناواقف، کعبہ کو گرانے والے، ماں سے زنا کرنے والے کا ایمان حضرت جبرئیل اور میکائیل کے ایمان کے برابر ہے۔ یا قدریہ مذہب والے سنّی، جو کہتے ہیں (معاذاللہ) خدا جو چاہتا ہے نہیں کر سکتا ہے۔ یا خارجی لوگ جو (معاذاللہ) حضرت علی علیہ السلام کو کافر کہتے ہیں اور لعنت کرتے ہیں۔"

"سفیان کے کہا: نہیں، مگر شیعوں کا اور ان کے ائمہ کا اس حدیث کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

میں نے کہا: شیعہ لوگ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کی اطاعت کو واجب جانتے ہیں۔

(سفیان ثوری نے) یہ سنتے ہیں حدیث کو پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا، یہ بات کسی سے نہ کہنا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسا عناد اور انکار ائمہ علیہم السلام سے ابو حنیفہ نے بھی کیا، ان کے بزرگوں کا حال انشاءاللہ آگے آئے گا۔

بعض شیعوں میں اس جہالت اور گمراہی کا خیال پیدا ہونے سے دین میں رخنہ پڑ گیا ہے۔ محی الدین عربی جو ان کا بڑا پیر ہے، اپنی کتاب "خصوص الحکم[1]" میں کہتا ہے "جو اللہ کی صفات ہم نے بیان کی ہیں وہ صفت ہم خود ہیں، اور اپنی صفت اللہ نے ہمیں بیان کیا ہے جب ہم اس کو دیکھتے ہیں تو اپنے تئیں دیکھتے ہیں کہ خاتم الاولیاء کہتا ہے گویا پیغمبروں سے بہتری کا دعویٰ کرتا ہے۔

---

1. خصوص الحکم غالباً کاتب کی غلطی ہے، یہ "فصوص الحکم" ہے۔ (توفیق احمد)

Marfat.com

کتاب فتوحات میں ہے "**سبحان من اظهر الاشياء و هو عينها**" یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے چیزوں کو ظاہر کیا اور چیزیں خود وہی ہے۔
ایک اور جگہ "فصوص الحکم" میں کہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے رسالت میں غلطی کی۔ان کی قوم راستی پر تھی اور معرفت کے دریا میں غرق ہوئے اگر وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے کہنے پر عمل کرتے بلندی سے پستی میں آتے' بار بار کہتا ہے کسی مذہب کے پابند نہ بنو اور نہ کسی مذہب کا انکار کرو اور بتوں وغیرہ کا بھی انکار نہ کرو کیونکہ در حقیقت یہ خدا کا انکار ہے۔ ہر چیز میں خدا موجود ہے۔وہ کہتا ہے کہ گئوسالہ پرستوں پر خدا نے حضرت ہارونؑ کو غالب نہ کیا' تاکہ ہر صورت میں اس کی عبادت ہو' اس کے نزدیک دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو معبود نہ ہو' کہتا ہے کہ عیسائی اس لیے کافر ہیں کہ خدا کا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک ہونا مانتے ہیں۔ اگر سب چیزیں خدا کا ایک ہونا مانتے تو کافر نہ ہوتے' یہ عین توحید ہے اس کے کسی تذکرے میں لکھا ہے:

(۵) کمبل پوشی

کمبل کا لباس پہننے میں اہل سنت کی حدیثوں میں بہت کچھ تعریفیں ہیں۔ شیعہ کی بعض احادیث میں اس کی مذمت ہے اور بعض میں تعریف۔ مگر تعریف والی حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں۔اگر کمبل کا لباس عبادت کے وقت یا اس کے علاوہ تواضع اور عاجزی کی غرض سے یا سردی سے حفاظت کے لیے یا کم خرچ سمجھ کر پہنا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ہمیشہ کے لیے اسے اپنا مخصوص لباس بنانا اور اس کے ذریعے سے دوسروں پر اپنے آپ کو ترجیح دینا اور ممیز بنانا بُرا ہے۔

● بسند معتبر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ: روی

Marfat.com

کا لباس پہنو' کیونکہ یہ جناب رسول خدا ﷺ اور ہم اہل بیت کا لباس ہے۔ جناب رسول خدا ﷺ بالوں یا ریشم کا لباس بغیر ضرورت و عذر کے ہرگز نہ پہنتے تھے۔

● جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ باتوں کو میں مرتے دم تک کبھی نہ چھوڑوں گا' تاکہ میری سنت ہو جائیں (۱) زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا (۲) جھول اور پالان پڑے ہوئے دراز گوش پر سوار ہونا (۳) اپنے ہاتھ سے بکری دوہنا (۴) پشم کا لباس پہننا (۵) بچوں کو سلام کرنا۔

● اے ابوذرؓ! آخری زمانے میں لوگ گرم و سرد موسموں میں پشم کا لباس پہنیں گے اور اسے فضیلت و برتری شمار کریں گے جبکہ ان لوگوں پر زمینوں اور آسمانوں کے فرشتے لعنت کرتے ہیں' اور بہشت کے حقدار غبار آلودہ' پریشان زلف' پرانے کپڑے پہننے والے' اور لوگوں میں حقیر اور عدم توجہی والے ہوں گے' اگر یہ لوگ کسی امر کے لیے خدا کو قسم دیں تو خدا ان کی قسم قبول فرمائے اور حاجت پوری کرے۔

"جناب رسول خدا ﷺ امور غیب سے باخبر ہونے کے باعث جانتے تھے کہ میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو مکر و فریب سے کمبل پوشی اختیار کریں گے اور دھوکے سے دوسروں کو بدعت و گمراہی میں مبتلا کریں گے۔ اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس لباس کو اختیار کرنے والے ملعون ہیں' ان کے فریب میں نہ آنا۔ یہ بھی آپ کا ایک بڑا معجزہ ہے کہ اس فرقے کی پیدائش سے پہلے اس کی خبر بھی دی اور مذمت بھی فرمادی' تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ رہے اور جو آدمی اس فرقہ صوفیہ کے گمراہ ہونے کا انکار نہ کرے خدا و رسول کی لعنت کا مستحق ہے۔ صرف کمبل پوشی ان کے لیے باعث لعنت نہیں' بلکہ اس کی وجہ شریعت حقہ کی تباہی' دین حق کی بیخ کنی اور کافروں و زندیقوں کے

Marfat.com

عقائد اختیار کرنا ہے اور شریعت کو ترک کر کے اپنی ایجاد کردہ بدعات کو لوگوں میں پھیلانا ہے اور راہ راست سے روکنا ہے۔"

"دوسری بہت سی احادیث صوفیہ فرقے کے باطل ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔ شیعہ علمائے متقدمین اور متاخرین نے ان کی بہت کچھ مذمت بیان کی ہے اور بیحد تکذیب کی ہے۔ بعض نے اس کے رد و بطلان پر کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً جناب علی بن بابویہؒ جن کے خطوط مشکل مسائل شرعی کے استفسار میں حضرت صاحب الامر کی خدمت میں پہنچتے تھے اور وہاں سے جواب باصواب بھی آتے تھے اور ان کے فرزند باسعادت محمد بن علی بابویہ جو شیعہ محدثین کے رئیس ہیں اور جناب صاحب العصر کی دعا سے تولد ہوئے۔ اس دعا میں آپ کی تعریف بھی مذکور ہے اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو شیعہ مذہب کے ستون ہیں اور بہت سے علماء اور محدثین ان جناب کے شاگرد ہیں۔ امام آخر الزمان علیہ السلام کی توقیع ان کے نام آئی جس میں ان کی تعریف بھی مذکور ہے۔ انھوں نے ایک بڑی کتاب اس فرقے کے رد میں لکھی ہے۔ شیخ طوسی، علامہ حلیؒ اور شیخ شہید سب نے اس فرقے کے رد میں کتب تحریر فرمائیں۔ اور جناب شیخ علی نے ایک کتاب "مطاعین مجرمیہ" اس فرقے کے رد میں تحریر فرمائی۔ ان کے فرزند ارجمند جناب شیخ حسن نے "عمدۃ المقال" ان کے رد میں لکھی اور شیخ عالی قدر جناب جعفر بن محمد دوریستی نے اپنی کتاب "اعتقاد" میں خوب اس فرقے کی تردید کی ہے۔ ابن حمزہؒ اور سید مرتضٰی رازی نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ زبدۃ العلماء نخبۃ الفقہاء جناب مولانا احمد اردبیلی نے اپنی تصانیف میں اس فرقے کی خوب تردید کی ہے۔ غرضیکہ تمام محدثین اور علماء نے اپنے کلام میں اس فرقے کی تردید فرمائی ہے۔"

"اے عزیزو! تم اس فرقے کو کیوں اچھا خیال کرتے ہو۔ جبکہ اس گروہ

Marfat.com

کی مذمت میں جناب رسول خدا ﷺ اور اہل بیت علیہم السلام کے فرامین اور علماء کی شہادتیں ہوتے ہوئے تم کیا عذر پیش کرو گے۔ کیا یہ کہو گے کہ میں حسن بصری کا پیرو کار ہوں جس پر بہت سی احادیث میں نفرین آئی ہے یا سفیان ثوری کے پیرو کہو گے جو امام جعفر صادق علیہم السلام کا سخت دشمن اور مخالف تھا۔ یا غزالی[1] کی متابعت کا عذر کرو گے جو یقیناً ناصبی تھا۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جس معنی سے علی مرتضی امام ہیں، میں بھی امام ہوں، اور لکھتا ہے جو کوئی یزید کو لعنت کرے گنہگار ہے۔ اس نے شیعوں کی مذمت اور رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں: جیسے "کتاب المنقذ من الضلال" وغیرہ۔ یا اس کے بھائی احمد غزالی کو بطور حجت پیش کرو گے، جو کہتا ہے کہ شیطان بڑے اولیاء اللہ میں سے ہے۔ یا مولوی رومی کو اپنا شفیع بناؤ گے جو کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ابن ملجم کی شفاعت کریں گے اور اسے بہشت میں لے جائیں گے اور کہتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں مقدر ہی ایسا تھا اور وہ اس عمل میں مجبور تھا۔

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد موسیٰ و فرعون اندر جنگ شد

یعنی بے رنگ ہونے سے اور بے سمجھی سے اسیر رنگ ہو گئے۔ ظاہر بین بن گئے اور موسیٰ و فرعون آپس میں لڑ پڑے۔

مولوی رومی کی مثنوی کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں جبر یا وحدت الوجود یا عبادت کے بیکار ہونے وغیرہ کے فاسد عقائد کا ذکر نہ ہو، اور اس کے بیہودہ معتقدین کا خیال ہے کہ طبلہ، سارنگی اور نے کا سننا عبادت ہے۔ یا محی الدین عربی کو اپنا وسیلہ بناؤ گے جس کے بیہودہ اعتقادات اور

---

[1] امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ ناصبی مانتے ہیں۔ اکثر شیعہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم سنیوں کو ناصبی نہیں کہتے۔ ان سے معلوم کرو۔ امام غزالی کیا تھے شافعی مسلک کے راسخ العقیدہ سنی تھے یا نہیں؟ (توفیق احمد)

Marfat.com

خیالات کو اس کتاب میں کئی مقامات پر ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہتا ہے اولیاء اللہ لوگوں کا ایک گروہ ہے جن کو رافضی لوگ خنزیر کی صورت دکھائی دیتے ہیں اور یہ بھی کہتا ہے کہ جب میں معراج پر گیا تو علی کے مرتبے کو عرش پر عثمان و عمر و ابو بکرؓ سے نیچے پایا۔ جب واپس آیا تو میں نے علی سے کہا: تم دنیا میں تو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ میں ان تینوں سے بہتر ہوں لیکن عرش پر تمہارا مرتبہ کیسے کم ہو گیا۔

ان کے سوا اور بھی اسی قسم کی بہت سی خرافات و بکواس ہیں جن کے ذکر سے طول ہو جائے گا۔ لہٰذا تم ان کے مکر و فریب میں نہ آؤ' یہ تمام دھوکا دنیا کی خواہش اور نام کی غرض سے ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں تمام اسرار غیب سے واقف ہوں' ہر ایک چیز مجھے کشف سے معلوم ہو جاتی ہے' میں رات کو دس مرتبہ عرش پر جاتا ہوں لیکن اس سے کوئی مسئلہ شکیات نماز کا یا کوئی میراث کا مسئلہ یا کوئی مشکل حدیث دریافت کی جائے تو ہرگز نہیں بتا سکتا۔

● بسند معتبر و صحیح امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: کذاب اور دروغ گو کی یہ علامت ہے کہ تمہیں آسمان' زمین' مغرب و مشرق کی خبریں بتائے گا لیکن جب دین خدا کے حلال یا حرام مسائل کے بارے میں سوال کرو گے تو ان سے لاعلمی ظاہر کرے گا۔ آخر یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ: وحدت الوجود کے دقیق مسائل کو میں نے سمجھ لیا ہے اور باقی اس قدر علماء و فضلاء نہ سمجھ سکے۔ ایک آسان سی بات کو نہیں سمجھ سکتا جو بیسیوں مرتبہ اسے سمجھائی جاتی ہے اور جو لوگ باریک علمی مسائل کے سمجھنے والے ہیں ان کی سمجھ میں یہ مسئلہ کیوں نہیں آتا جو اس نے سمجھ رکھا ہے۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ کشف اور کفر آپس میں ضد نہیں' ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں اور کفار ہند صاحب کشف گزرے ہیں۔ مانا کہ ان کا کشف واقعی ہے اور دھوکے بازی

Marfat.com

نہیں' لیکن اس سے ان کو کیا خوبی حاصل ہوئی۔ کفار ہی رہے اور قیامت میں کفار ہی اٹھیں گے۔

● "احتجاج" طبرسی میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین کا گزر بصرہ میں حسن بصری کے پاس سے ہوا۔ وہ وضو کر رہا تھا:

آپ نے فرمایا: اے حسن! پورے طور سے وضو کر۔

اس نے کہا: یاامیر المومنین! کل آپ نے ان لوگوں کو قتل کیا جو کلمہ گو تھے اور پورا وضو کرتے تھے۔ آج مجھے پورا وضو کرنے کی ہدایت فرمارہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تو ان کی مدد کرنے کے لیے کیوں نہ آیا؟

اس نے کہا: واللہ میں نے صبح کو غسل کیا' کافور ملا اور ہتھیار لگا کر تیار ہوا کیونکہ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ عائشہ سے تخلف کرنا کفر ہے۔ راستے میں جاتے ہوئے آواز آئی "تو کہاں جاتا ہے' واپس چلا جا کہ جو شخص ان لوگوں میں قتل کرے گا اور قتل ہو گا دونوں جہنم میں جائیں گے۔" میں اس آواز سے ڈرا اور گھر میں آکر بیٹھ گیا۔ دوسرے روز پھر عائشہ کی مدد کے لیے تیار ہو کر چلا۔ راستے میں وہی آواز سنی اور واپس آگیا۔

حضرت نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے کیا تو جانتا ہے کہ وہ آواز دینے والا کون تھا؟

اس نے کہا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: وہ تیرا بھائی شیطان تھا۔ اس نے تجھے سچ ہی تو بتایا تھا کہ عائشہ کے لشکر کا قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔"

● ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حسن بصری سے فرمایا: اے حسن ہر امت میں ایک سامری ہوا کرتا ہے اور اس امت کا سامری تو ہے۔

Marfat.com

● حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے حسن بصری! خواہ تو دائیں چلا جایا بائیں، علم کہیں نہ ملے گا سوائے ہم اہل بیت کے۔

واضح ہو کہ یہ حسن بصری وہی شخص ہے جو صوفیوں کا بڑا پیر ہے۔ اسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور اسی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بڑا شیخ ان کا عباد بصری گذرا ہے۔ وہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام پر طعن کرتا تھا اور جہاد کے معاملے میں حضرت پر اعتراض کیا کرتا تھا۔

● ایک دفعہ بصرہ کو ایک جماعت جس میں ایوب سجستانی، صالح مرنی، عتبہ، حبیب فارسی، مالک بن دینار، ابو صالح اعمی، جعفر بن سلیمان رابعہ، سعدانہ تھے حج کو گئے۔ مکہ میں پانی کی قلت تھی۔ سب نے مل کر خانہ کعبہ میں بارش کی دعا مانگی، مگر دعا بے سود رہی۔ اتنے میں حضرت امام زین العابدین محزوں و غمناک صورت میں تشریف لائے اور طواف کعبہ کے بعد سب کو کعبہ سے دور جانے کو کہا۔ پھر آپ کعبہ کے پاس سجدہ بجالائے اور دعا فرمائی۔ ابھی دعاء ختم نہ ہونے پائی تھی کہ ابر اٹھا اور ایسا پانی برسا کہ قلت دور ہو گئی۔

واضح ہو کہ مذکورہ بالا سب آدمی صوفیوں کے بڑے اولیاء ہیں جو اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک طاؤس یمانی ہے جس کے مباحثے اور مناظرے امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مشہور ہیں اور حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

● شیخ طوسیؒ کتاب "غیبت" میں لکھتے ہیں کہ چند لوگوں نے نیابت حضرت صاحب العصر علیہ السلام کا جھوٹی دعویٰ کیا اور آخر کار ذلیل و رسوا ہوئے۔ اگر در حقیقت نائب امام ہوتے تو امام عصر علیہ السلام کی طرف سے کوئی معجزہ دکھاتے جس سے لوگوں کو ان کی نیابت کا یقین ہوتا۔ ان میں پہلا دعویدار نیابت 'شریعی تھا' جو دعویٰ کر کے رسوا ہوا۔

Marfat.com

اور حضرت کا فرمان اس پر لعنت کے متعلق صادر ہوا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ تلعکبری نے بیان کیا کہ اس شخص کے دعویٰ نیابت کے بعد اس کا ملحد ہونا اور کافر ہونا لوگوں پر ظاہر ہوگیا۔ پہلے وہ امام علیہ السلام پر جھوٹ و افترا باندھتا تھا تاکہ کم عقل لوگ اس کی طرف راغب ہوں۔ اس طرح رفتہ رفتہ شرارت میں ترقی کرتا ہوا حلاّجیہ مذہب کا قائل ہوگیا جیسا کہ ابو جعفر شلمغانی وغیرہ مشہور ہوئے۔ پھر شیخ بیان کرتے ہیں کہ منجملہ کذابوں کے حسین بن منصور حلاج بھی تھا۔

● بسند معتبر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب سے روایت ہے کہ سہل بن اسماعیل نوبختی جو ایک پکا شیعہ تھا۔ اس نے منصور حلاج کا پیروکار بننے کا پیغام اس شرط پر بھیجا کہ اس کے بال سفید ہوگئے ہیں اور اسے کنیزوں کی خاطر ہر جمعہ خضاب کرنا پڑتا ہے' ایسا معجزہ دکھایئے کہ داڑھی سیاہ ہوجائے اور خضاب کی ضرورت پیش نہ آئے۔

جب حلاج نے یہ بات سنی تو کہا کہ "اس پیغام میں سہل نے خطا کی ہے" اور اس کے سوا کچھ جواب نہ دیا۔ اس قصے کو سہل ہر جگہ بیان کرتا تھا۔ لوگ سن کر حلاج کی ہنسی اڑاتے اور وہ ذلیل و خوار ہوتا۔

● احتجاج طبرسیؒ میں منقول ہے کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام کا فرمان حسین بن روح کے ذریعے سے اس جماعت کی لعنت کے متعلق صادر ہوا ہے جن میں حسین بن منصور حلاج تھا۔ ایسے لوگ ہمیشہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کی مخالفت پر کمربستہ رہے ہیں۔ شیعہ علماء کبار اور راویان اخبار جو ان کے زمانے میں یا ان کے قریبی زمانے میں تھے اور ہماری تمہاری بہ نسبت ان کا علم و فہم' تقویٰ و طہارت بھی زیادہ تھی ان لوگوں سے ہمیشہ بیزار رہے اور ان کے کفر و الحاد کو ثابت کرتے رہے۔ اس پر بھی اگر کوئی دیدہ و دانستہ طریق اہل بیت کو

Marfat.com

چھوڑے اور گمراہی کا راستہ اختیار کرے تو اس کا گناہ کسی دوسرے کے نام لکھا جائے گا۔ اہل بدعت لوگ یعنی صوفیا کے اوراد و وظائف سے پرہیز لازم ہے۔ اس کے بدلے اہل بیت علیہم السلام سے منقول دعائیں اور اذکار سے نفع حاصل کریں۔

(شیعہ کتاب 'عین الحیات' سے اقتباسات ختم ہوئے)

مذہب شیعہ امامیہ کے عالم دین مولانا سید محمد زنگی پوری پروفیسر مدرسہ جوادیہ بنارس رسالہ فوز الشیعہ جلد ۱۸ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطبع اصلاح کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں:

صوفی حضرات بھی اہل سنت ہیں جو بدیہی امر ہے کوئی صاحب عقل جس طرح حنفیوں کو شیعہ نہیں کہہ سکتا اسی طرح صوفیوں کو بھی ان میں شمار نہیں کر سکتا۔ (یعنی شیعوں میں)

قاضی نور اللہ شوشتری م ۱۰۱۹ھ نے مجالس المومنین میں مشہور و معروف سنی اکابر صوفیہ کو زمرہ شیعہ امامیہ میں شامل کر کے اپنے تجاہل عارفانہ کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔ ان کی ایک فہرست بھی دی ہے۔ جس کو شمس العلماء نواب امداد امام پٹنہ علیہ ما علیہ نے مصباح الظلم وایضاح المبہم کے صفحہ ۲۳۰ پر اور پروفیسر محمد کمال الدین حسین ہمدانی نے کتاب "برصغیر میں تصوف" کے صفحہ ۱۲۹ پر اس کو نقل کر کے دنیائے اسلام کو صریح دھوکا دیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

"صدر الدین شیرازی' عبدالرزاق لاہجی' ملا حسن کاشی' حافظ رجب برسی' قاضی نور اللہ شوشتری کی کتاب مجالس المومنین میں تو ایک اچھی فہرست شیعہ متقدمین کی دیکھی جاتی ہے۔ ان میں قابل ذکر اسماء گرامی یہ ہیں۔ محی الدین ابن العربی' امام غزالی' شیخ شہاب الدین سہروردی' نجم الدین کبریٰ' بایزید بسطامی' جلال الدین رومی' شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی' خواجہ حافظ شیرازی' فرید الدین عطار' سید اشرف الدین جہانگیر کچھوچھہ' سید معین الدین چشتی اجمیر۔ ان بزرگواروں میں سے اکثر ضرورت وقت کے باعث پابند تقیہ تھے اسی لئے اہل سنت نے انھیں سنی

Marfat.com

تصور کر لیا ہے۔"

مصباح الظلم وایضاع المبہم صفحہ ۲۳۰ در مطبع ریاست رام پور طبع اول ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۱ء

یہ واقعہ ہے کہ تمام اہل سنت و الجماعت خاندان علیؓ سے والہانہ محبت کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ طبقہ صوفیہ اہل سنت والجماعت نے تمام صحابہ کرام جن کی تعداد بعد رسول تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی' سب سے محبت کرتا ہے اور ایک بھی صحابی سے بغض و کینہ رکھنے والے کو یہ افراد صوفیہ بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ حقیقت میں ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے مگر اس کے باوجود مذہب شیعہ امامیہ کے علماء دین مجتہدین نے مذہب شیعہ امامیہ ہونے کا ایک آلہ بتلایا ہے کہ "جو شخص محبت خاندان علی کا دعوی کرے اور اصول دین میں سے عدل اور امامت کا انکار کرے اس کا زمرۂ شیعہ امامیہ میں شمار نہیں ہو گا۔"

مذہب شیعہ امامیہ کے پانچ اصول ہیں (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) قیامت۔ ان کے مذہب میں فروع دین دس ہیں۔

مولانا سید علی نقی مجتہد شیعہ امامیہ اپنی کتاب اصول وارکان دین کے صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

"عدل اور امامت ضروریات مذہب شیعہ ہیں ان کے انکار سے خارج از تشیع ہو گا۔"

دنیا کا کوئی بھی صوفی مذہب شیعہ کے اس اصول و عدل' اور امامت کا قائل نہیں ہے۔ اور نہ ان کے فروع دین سے متفق ہے۔

مذہب شیعہ امامیہ کے عالم دین مولانا سید داؤد حسین صاحب "روح اسلام" کے صفحہ ۱ اور ۳۴ پر فروع دین کی تعداد دس فرماتے ہیں:

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) حج (۴) زکوٰۃ (۵) خمس (۶) جہاد (۷) امر بالمعروف (۸) نہی عن المنکر (۹) آل رسول سے محبت (۱۰) تبرا

Marfat.com

مذہب شیعہ امامیہ میں تولا جب ہی تسلیم ہو گا جب تبرّا ہو

جناب سید حافظ علی رضوی شیعی تولا اور تبرا کو دین میں داخل کرتے ہیں۔ وہ کتاب کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:

"تولا کے معنی رسول اور آل رسول سے محبت کے ہیں اور تبرے کے معنی دشمنان رسول سے اظہار بیزاری کے ہیں۔ اکثر علماء تولا اور تبرا کو فروع دین میں داخل کرتے ہیں لیکن میں اس کو اصول دین کا جز سمجھتا ہوں' اس لئے کہ اعتقاد نبوت و امامت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسول اور آل رسول سے محبت نہ رکھی جائے اور خالص محبت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان کے دشمنوں سے کھلم کھلا اعلان بیزاری نہ کیا جائے۔"

(طبع شیعہ اسکول امدادی سوسائٹی' لکھنؤ)

اسی مذہب شیعہ امامیہ کے مفتی علامہ حائری مجتہد پنجاب جناب مولانا ابو تراب سید علی الحائری لاہور فتاویٰ حصہ دوم ماہ صفر ۱۳۲۴ھ کے صفحہ ۴-۵ پر لکھتے ہیں:

"بس ایک فرقہ امامیہ ہی فرقوں سے اصول و فروع میں چونکہ علیحدہ ہے' اس لئے وہ مبشر بالنجات یہی فرقہ ہو سکتا ہے۔

(۱) سب سے پیشتر کلمہ طیبہ ہے جس کو ۷۲ فرقے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف پڑھتے ہیں مگر امامیہ' علی ولی اللہ اس کے ہمراہ پڑھتے ہیں۔

(۲) امامیہ اثناعشریہ خدا کی رویت کے قائل نہیں اور وہ رویت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

(۳) شیعہ امامیہ انسان کو اپنے کاموں میں فاعل مختار جانتے ہیں اور وہ مختار نہیں مانتے۔

(۴) شیعہ اثناعشریہ خدا کو عادل جانتے ہیں اور وہ نہیں جانتے۔

Marfat.com

(۵) شیعہ تمام انبیاء اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کو معصوم و مطہر جانتے ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

(۶) شیعہ حضرت امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خلیفہ بلا فصل بعد پیغمبر آخر الزمان صلعم کے جانتے ہیں اور ان کے بعد ان کی اولاد میں سے گیارہ فرزند امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے بعد دیگرے خلیفۃ الرسول اور امام بر حق مانتے ہیں لیکن باقی ۷۲ فرقے پہلا خلیفہ ابو بکر' دوسرا عمر' تیسرا عثمان' چوتھا علی علیہ السلام کو جانتے ہیں۔

(۷) شیعہ تبرا یعنی دشمنان اہل بیت علیہم السلام پر لعنت کہتے ہیں اور منافقوں' ظالموں اور غاصبوں سے بیزاری چاہتے ہیں' باقی بہتر فرقے ایسا نہیں کرتے بلکہ اسی وجہ سے شیعوں کے جانی اور مالی دشمن ہیں۔

(۸) شیعہ اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ دو دفعہ اور دو دفعہ حی علی خیر العمل کہتے ہیں اور وہ نہیں کہتے۔

(۹) شیعہ متعہ کو سنت مؤکدہ جانتے ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

(۱۰) شیعہ زیارت ائمہ اطہار علیہم السلام سنت مؤکدہ مانتے اور کرتے ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

(۱۱) شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور وہ ہاتھ باندھ کر۔

(۱۲) شیعہ مسح قدمین کرتے ہیں اور وہ غسل رجلین کیا کرتے ہیں۔

(۱۳) شیعہ امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کو زندو موجود اور نظر سے غائب مانتے ہیں اور وہ ایسا نہیں جانتے۔

(۱۴) شیعہ تعزیہ داری حضرت امام حسینؑ مظلوم کربلا علیہ السلام ثواب جان کر ہر سال کیا کرتے ہیں اور ۷۲ فرقوں میں سے کوئی ایک بھی جائز نہیں مانتا۔ خلاصہ' تمام اصول اور فروع میں ہی ایک شیعہ فرقہ ان بہتر فرقوں سے علیحدہ ہے جس کا جوڑ کسی صورت میں ان کے

Marfat.com

ساتھ نہیں ہو سکتا کیونکہ بڑے بڑے مسائل اصول و فروع میں ان کا سخت اختلاف ہے۔"

تمام علماء شیعہ امامیہ اس بات پر متفق ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے بنیادی اصول مذہب ایک دوسرے کی ضد پر مبنی ہیں چنانچہ اس سلسلے میں مذہب شیعہ امامیہ کے عالم دین جناب شہید صفی پوری ایم اے اپنی کتاب "صلاح و فساد" کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:

"یہ طے شدہ بات ہے کہ سنّیوں اور شیعوں کے بنیادی اصول مذہب ایک دوسرے کی ضد ہیں اور یہی ان کی باہمی عداوت کا سبب ہے۔ جہاں تک اصول مذہب کا سوال ہے اس میں رواداری کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

کیا علماء شیعہ مجتہدین اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جن سنّی المذہب اکابر صوفیہ کو قاضی نور اللہ شوشتری اور مولوی نواب امداد امام اور پروفیسر حکیم کمال الدین حسین صاحب نے شیعہ امامیہ لکھا ہے' جن کی فہرست ان کی کتابوں میں موجود ہے کیا کوئی صوفی فقہ جعفریہ کا پابند نظر آتا ہے؟ یا ان کی کتب میں فقہ جعفریہ کا کوئی تصور موجود ہے؟ اور بزرگان دین جو اہل سنت والجماعت کے ایک روحانی پیشوا کہلاتے ہیں کیا تبرا اور تولا جس طرح شیعہ امامیہ بیان کرتے ہیں کے قائل ہیں؟ جو شیعہ امامیہ طبقہ صوفیہ کو زمرہ شیعیت سے متہم کرتے ہیں' ان کو علامہ حلی جمال الدین حسن بن سدید الدین یوسف بن علی المطہر حلی فقہ متکلم م ۷۲۶ھ' علامہ احمد مقدس اردبیلی م ۹۹۳ھ' علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی ۱۱۱۱ھ نے للکارا ہے اور کہا کہ کیا تم ان مذکورہ بالا عالموں سے زیادہ علم رکھتے ہو جو طبقہ صوفیہ کو شیعہ امامیہ میں داخل کرتے ہو' جب کہ یہ گروہ دشمن اہل بیت اور کافر ہے۔ اب میں ان جاہل صوفیوں سے کہتا ہوں اگر کوئی شیعہ امامیہ اہم ترین اکابر صوفیہ کو محبّ اہل بیت کہتا ہے تو وہ پھول کر کپّا ہو جاتے ہیں۔ ایسے صوفی علم دین حاصل کریں۔ سنّی و شیعہ کے گہرے علم میں پہنچنا چاہیے تاکہ حقیقت سامنے آئے اور شیطانی عقیدے سے محفوظ ہوں۔

Marfat.com

مولوی امداد امام علیہ ما علیہ اور پروفیسر حکیم کمال الدین حسین جلالی کا مبلغ علم علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی اور علامہ احمد اردبیلی مقدس م ۹۹۳ھ علامہ حلی کے آگے ان کا کیا مقام ہے کچھ نہیں' مذہب شیعہ امامیہ کے مجتہدین نے طبقہ صوفیہ کے طور طریق کو گمراہ اپنی احادیث معصومین کی روشنی میں تسلیم کیا ہے۔ ادھر علامہ باقر مجلسی اصفہانی نے ایسے جاہل شیعوں کو للکارا ہے اور کہا ہے کہ کیا تم ایسے بڑے بڑے علماء سے بڑھ کر ہو جنھوں نے رد تصوف اور صوفیہ کا کیا ہے' جو شیعہ امامیہ ہو کر علم تصوف اور صوفیہ کو شیعہ بتلاتے ہیں ان کو جاہل اور ابو جہل سے کم نہیں سمجھا جائے گا۔ مولوی امداد امام اور پروفیسر حکیم کمال الدین جلالی نے بھی سنّی صوفیہ کو اپنے تجاہل عارفانہ کے طور پر زمرۂ شیعہ میں شامل کیا ہے' ان پر اب میں بحث شروع کرتا ہوں۔

خواجہ خواجگان حضور سیدنا سید حسن معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ وصال ۶۳۳ھ

آپ کا شجرہ بیعت طریقت سیدنا حضرت خواجہ حسن بصری وصال ۱۱۰ھ پر منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف مذہب شیعہ امامیہ میں کافی مواد ہے جیسا کہ میں پہلے حوالہ دے چکا ہوں' مزید آپ اصول کافی جلد چہارم ترجمہ اردو صفحہ ۱۴۸۔۱۴۹ دیکھ لیں' اس میں امام جعفر صادق نے خواجہ حسن بصری کو اپنا مخالف بتلایا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ غریب نواز کے شجرۂ روحانیت میں چمک رہے ہیں۔ یہی شجرہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے جنتی دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ مرزا فصیح جو ناسخ کا شاگرد ہے اپنی برق لامع میں ان کو گالیاں لکھتا ہے' ان کو ملاحظہ کریں جو پہلے نقل کر آیا ہوں:

مرزا فصیح مذہب شیعہ میں مرثیہ گو شاعر ہوا ہے۔ یہ پھر برق لامع کس کے ایما پر عالم وجود میں آئی' اس کی تفصیل یہاں لکھی جاتی ہے۔ امروہہ کے ایک شیعہ مولوی اعجاز حسین صاحب کا ایک مضمون بعنوان ماتم اٹھانا رسالہ اصلاح بابت محرم

Marfat.com

الحرام ۱۳۲۴ھ صفحہ ۳۴ پر شائع ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو برق لامع کے متعلق کیا زبردست انکشاف کیا ہے۔

"سیرت علماء کے ایک راز یہ تصنیف سے پیش کرتے ہیں کہ مثنوی برق لامع حسب اشارت و اعانت جناب سلطان العلماء کے مرزا فصیح علیہ الرحمہ نے لکھی ہے۔"

سلطان العلماء کون ہیں' یہ صاحبزادے ہیں جناب مولانا دلدار علی خیر آبادی متوفی ۱۲۳۵ھ کے آپ کا اسم گرامی سید محمد ہے 'سلطان العلماء کا خطاب ہے' آپ کا انتقال ۱۲۸۴ھ میں ہوا۔ ان کا ذکر صدر الافاضل مرتضی حسین رافضی "مطلع الانوار" کے ص ۴۵۵ پر کیا ہے۔

مرزا فصیح کا ذکر اردو ادب کی تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً آب حیات' تاریخ اردو رام بابو سکسینہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ اور نجم آفندی حیدر آبادی نے مرزا فصیح پر کام کیا ہے جو حیدر آباد سے شائع ہو چکا ہے۔ اس برق لامع کو شاہان اودھ کے مطبع سلطانی لکھنؤ نے چھاپا ہے۔ اور اس کے خطی نسخے شیعہ لوگوں کے گھروں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں تمام صوفیہ کو مغلظات گالیاں لکھی ہیں۔ یہ نسخہ مولوی امداد امام اور پروفیسر حکیم کمال الدین حسین جلالی صاحب کی نظر سے ضرور گذرا ہوگا۔

مذہب شیعہ میں سنّیوں کو دھوکا دینا عین عبادت ہے

ان شیعہ مذہب میں جھوٹ بولنا اور اہل سنت والجماعت کو دھوکا دینا عین عبادت ہے۔ بندہ کبھی یہ سنا کرتا تھا کہ مذہب شیعہ میں اہل سنت کو دھوکا عین عبادت ہے مگر خدا کی شان دیکھیں مجھے اس کا تحریری ثبوت ان کے ہی زبردست عالم دین جناب شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی رافضی محدث روافض م ۳۸۱ھ سے مل گیا۔ وہ اپنی کتاب رسالہ اعتقادیہ جس کا اردو ترجمہ شیخ محمد ولایت حسین رافضی تحصیل دار رئیس مراد آباد نے کیا اور مطبع ورما پریس مراد آباد طبع ہوا۔

اس کے صفحہ ۶۸ پر اپنے امام معصوم جعفر صادق سے حدیث روایت کرتے

Marfat.com

ہوئے نقل فرماتے ہیں:

"اور امام صادق نے فرمایا کہ ظاہر میں لوگوں سے ملو اور دل میں ان سے مخالفت کرو جب تک معاملہ دل دل میں ہے اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے ساتھ ریا شرک ہے اور منافق[1] کے ساتھ اس کے گھر میں ریا کرنا عبادت۔ اور امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن ہے جس نے ان مخالفین کے ساتھ صف اوّل میں نماز پڑھی اس نے گویا رسول کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھی۔"

"اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں پر حاضر ہو اور ان کی مسجدوں میں نماز پڑھو اور فرمایا ہمارے لیے زینت ہو جاؤ اور ہمارے لیے وبال مت بنو۔"

بس اسی حدیث کے تحت سنّی بزرگوں کو شیعہ کہہ کر سنیّوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔

خواجہ شیخ سعدی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

وصال ۶۹۰ھ

آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی الصدیقی وصال ۶۳۲ھ سے بیعت ہیں۔ آپ کے شجرۂ روحانیت میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی

---

[1] 'منافق' سے مراد اہل سنت والجماعت ہے اور 'مومن' سے مراد شیعہ امامیہ ہیں۔ دراصل شیعہ امامیہ کے اکابرین اپنے مذہب شیعہ کے لئے لقب مسلمان۔ کہلوانا پسند نہیں کرتے۔ یہ اپنے مذہب شیعہ کے افراد کو مومن یا روافض۔ یا محب کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ لقب "مسلم" سے گریز کرتے ہیں اس کے ثبوت میں یہ اپنے امام معصوم علی رضاؓ کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ عین الحیات میں ملا باقر مجلسی نے امام علی رضاؓ کی حدیث بیان فرماتے ہیں۔ مسلمان نہ مومن ہوتا ہے نہ مسلم۔ 'منافق' ہوتا ہے" دراصل مسلمانوں کے گروہ میں جو شیعہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے' یہ بھی ان کا زبردست تقیہ ہے۔

Marfat.com

موجود ہے۔ ان کے بارے میں علماء شیعہ امامیہ نے جو لکھا ہے پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔ قاضی نور اللہ شوشتری آنجہانی ۱۰۱۹ھ نے اپنی کتاب مجلس المومنین میں اپنے تجاہل عارفانہ کے طور پر ان کو بھی زمرۂ شیعت میں شامل کیا ہے۔ یہی تجاہل عارفانہ مولوی امداد امام صاحب مصباح الظلم والیضاح المبہم اور پروفیسر حکیم سید کمال الدین حسین جلالی نے کیا اور ان کو زمرۂ شیعت میں شامل کر کے عوام اہلِ سنت والجماعت کو دھوکا دیا ہے۔ جن لوگوں نے حضرت شیخ سعدیؒ کی گلستان و بوستاں پڑھی ہے' ان کو معلوم ہے کہ ان کتابوں میں شیخ نے مدح خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کس شان سے لکھی ہے۔ جو کبھی بھی شیعہ نہیں لکھ سکتا۔

بوستاں ملاحظہ فرمائیں:

نخستین ابوبکر پیر مرید　　عمر پنجہ برپیچ دیو مرید
خردمند عثمان شب زندہ دار　　چہارم علی شاہ دلدل سوار

حضرت شیخ سعدی اپنے پیر کے متعلق فرماتے ہیں:

مرا پیر دانائے کہ مرشد شہاب　　دو اندر ز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بیں مباش　　دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

حضرت شیخ سعدیؒ کا مذہب بالا تفاق سنّی و شیعہ وسنّی مذہب تھا:

"رسالہ عرفان" کا غالی شیعہ ایڈیٹر حکیم ذاکر حسین اختر موضع بریلی ضلع انبالہ اپنے ماہنامہ فروری ۱۹۳۱ء جلد ۲ ص ۲۰ مسٹر نصیر الدین محقق طوسی غالی (شیعہ) اور حضرت شیخ المشائخ شیخ مصلح الدین سعدیؒ کی ملاقات کا حال لکھتا ہے!

"ایک مرتبہ خواجہ نصیر الدین محقق طوسی' شیراز میں تشریف لائے اور بالا خانے پر مقیم ہوئے۔ ان کی آمد کی خبر سن کر شیخ سعدی بھی گئے اور یا علی یا علی کہتے ہوئے زینے طے کرنے لگے۔"

"سامنے گئے' سلام کیا' خواجہ نے پوچھا تم شیخ سعدی ہو؟ عرض کی ہاں فرمایا کیا مذہب رکھتے ہو سنّی یا شیعہ؟ اس نے جواب دیا کہ میں شیعہ ہوں' فرمایا اگر شیعہ ہو تو خلفاء کی مدح کیوں کی؟ شیخ بولے تقیہ۔ فرمایا

Marfat.com

کہ جو معتصم عباسی قتل کیا گیا تو کس لیے تقیہ کیا اور کیوں اس کا مرثیہ لکھا؟ شیخ کو جواب نہ بن آیا۔ اس سکوت پر دڑوں کا حکم دیا' تعمیل حکم فوراً ہوئی۔ سعدیؒ کو اٹھا کر اس کے مکان پر لے گئے اور وہ اس واقعہ کے بعد سات یا آٹھ دس دن زندہ رہا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سعدیؒ نے اپنی کسی تحریر میں معصوم کی طرف ایک غلط قول منسوب کیا تھا اس لحاظ سے محقق نے اسے حد قذف لگائی واللہ اعلم۔"

شیخ سعدیؒ کو قاضی نور اللہ شوشتریؒ نے شیعہ لکھا ہے مگر محمد تنکابنکائی صاحب "قصص العلماء" صفحہ ۳۷۵ پر اپنے والد کی تحقیق متعلق شیخ مذہب شیخ سعدی' اس طرح لکھتے ہیں :

"شیخ سعدی کو قاضی نور اللہ شوشتری نے شیعہ لکھا ہے' لیکن میرے والد ماجد نے مجموعہ میں تحریر کیا ہے کہ مجھے برسوں شیخ سعدی کے تشیع میں شک رہا' حتی کہ مجھے اس کا تشیع واضح ہو گیا' یہ لکھ کر ان کے کچھ شعر بھی لکھے ہیں' لیکن میں کہتا ہوں یہ محض افسانہ ہے' وہ بلا شبہ سنّی تھا۔"

گویا کہ قاضی نور اللہ شوشتری نے جن سنّی بزرگوں کو شیعہ لکھا ہے وہ بقول شیعہ عالم صرف افسانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ اس کا صرف تجاہل عارفانہ ہے سنّیوں کو دھوکا دیا ہے۔ جناب شیخ سعدی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مرثیہ حضرت مستعصم باللہ عباسی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

آسماں را حق بود گر خون بگرید بر زمین — بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می بر آری سر ز خاک — سر بر آور ویں قیامت درمیان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق بی دریغ — ز آستان بگذشت وما را خون دل از آستین
زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار — در خیال کس نیامد کانچناں گردد چنین
دیدہ بردار ای کہ دیدی شوکت باب الحرم — قیصران روم سر برخاک و خاقان چین
خون فرزندان عمّ مصطفےٰ شد ریختہ — ہم بر آن خاکی کہ سلطانان نہادندی جبین

Marfat.com

وہ کہ گر بر خون آں پاکان فرود آید مگس — تا قیامت در دہانش تلخ گردد انگبین
دجلہ خونابست ازین پس گرنہد سر در نشیب — خاک نخلستان بطحاء را کند در خون عجین
نوحہ لایق نیست بر خاک شہیدان زانکہ ہست — کمترین دولت ایشاں را بہشت برترین
بر زمین خاک قدمشان توتیای چشم بود — روز محشر خونشان گلگونہ حوران عین
باش تا فردا کہ بینی روز دار و رست خیز — وز لحد با زخم خون آلودہ برخیزد دفین
تکیہ بر دنیا نشاید کرد و دل بروی نہاد — کاسمان گاہی بمہر ست ای برادر گہ بکین

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۴۵۰ھ اور آپ کا وصال ۵۰۵ھ ہے۔ آپ اولیا عظام کے سردار مانے جاتے ہیں۔ آپ مسلک کے اعتبار سے شافعی المذہب تھے۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب احیاء علوم الدین کو علماء اہل سنت و الجماعت علمی دنیا میں بڑا مقام دیتے ہیں۔

قاضی نور اللہ شوشتری آنجہانی ۱۰۱۹ھ نے اور ان کی تقلید کرتے ہوئے مولوی امداد امام پٹنہ عظیم آبادی نے اپنی تصنیف کردہ کتاب مصباح الظلم والیضاح المبہم کے صفحہ ۲۳۰ پر اور پروفیسر حکیم کمال الدین حسین جلالی کا ایک مضمون خدا بخش لائبریری پٹنہ سے شائع ہوئی' کتاب "برصغیر میں تصوف" میں مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے امام غزالیؒ کو زمرۂ شیعہ میں شمار کیا ہے۔ ان شیعوں کی اس تحقیق کو صرف تجاہل عارفانہ ہی سے تعبیر کیا جائے تو بہتر ہے۔ مولوی امداد امام علیہ ماعلیہ نے امام صاحب کو زمرہ شیعہ میں تو شامل کیا ہے مگر تعجب یہ ہے کہ امام صاحب کے عقائد پر شدید اعتراضات بھی تراشے ہیں۔ کسی نے سچ کہا کہ باطل کا حافظہ نہیں ہوتا۔

"دروغ گو را حافظہ نباشد"

امام غزالی کے اقوال مصباح الظلم ایضاح المبہم میں مولانا موصوف علیہ ماعلیہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

ا۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں یزید قابل رحمت ہے اور مستحب ہے کہ یزید پر درود بھیجا

Marfat.com

جائے۔ (مصباح الظلم ایضاح المبہم ص ۲۸۵)

۲۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ قتل کرنا یزید کا امام حسینؓ کو ثابت نہیں۔ لہٰذا یزید کی تکفیر جائز نہیں۔ (مصباح الظلم ایضاح المبہم ص ۲۸۴)

۳۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں حسین پر یزید کی اطاعت واجب تھی۔" (مصباح ص ۲۷۸)

۴۔ امام غزالیؒ حسین کے ذکر مصائب و شہادت کو حرام ٹھہراتے ہیں۔" (مصباح ص ۸۱)

شیعہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مذکورہ بالا اقوال امام غزالیؒ کے ہیں پھر کس وجہ سے امام غزالیؒ کو شیعہ کہا جاتا ہے۔ کیا شیعہ مذکورہ بالا اقوال کو جائز جانتے ہیں؟ مولانا امداد امام علیہ صاحب امام غزالی کا یہ عقیدہ لکھتے ہیں:

"امام غزالی کی احیاء العلوم کے صفحہ ۱۶۶ اور صفحہ ۱۶۷ سے مفہوم ہوتا ہے کہ افعال بندوں کے بہ ارادہ الٰہی ہیں اور تمام امور دنیا کے اس کی قدرت ارادت اور مشیت کے مطابق ظہور کرتے ہیں اور خیر و شر نفع و ضرر، اسلام و کفر نقصان و نفع و گمراہی و ہدایت و طاعت و مصیبت و شرک و ایمان بحکم خدا ہیں اور کوئی اس کے حکم کا ٹالنے والا نہیں ہے جس کو چاہتا ہے، گمراہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ"

اس عبارت پر مولوی امداد امام علیہ ماعلیہ صاحب اعتراض کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

"ان باتوں سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے، بندہ کچھ نہیں کرتا۔ پھر یہ کیسا عدل ہے کہ خدا کے لیے سزا بندہ کو بھگتنا پڑتی ہے۔" (مصباح الظلم صفحہ ۳۶۶)

جناب مولانا سید حامد حسین کتاب استقصاء الافہام اور استقصاء الانتقام ۳۵۲ پر حضرت امام غزالیؒ کے لیے تحریر فرماتے ہیں:

امام غزالی کہ حجۃ الاسلام سنیاں است

مولوی امداد امام علیہ ماعلیہ صاحب نے سیر العارفین کتاب کو امام غزالی سے منسوب کر کے ان کو شیعہ تسلیم کیا ہے۔ مگر شیعہ جماعت کے مولانا عبدالحسین صاحب حسین آبادی شیعہ مذہب کے آرگنائزر سہیل یمن جلد ۷ ماہ شعبان و رمضان

Marfat.com

۱۳۵۲ھ کے ص ۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

"آپ باوجود حق کے پہچان لینے کے باطل پر جمے رہنے میں اپنے پیشرو اماموں کے قدم بقدم چلے ہیں۔"

مذہب شیعہ کے اعظم العلماء ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی عین الحیات کے ص ۱۷۶ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو 'ناصبی' فرماتے ہیں۔

"غزالی کی متابعت کا عذر کرو گے جو یقیناً ناصبی تھا"

طبقہ صوفیہ عظام کو قاضی نور اللہ شوشتری علیہ ماعلیہ نے زمرہ شیعہ میں شامل کیا ہے اس کے کلام کی حقیقت اس کے ہم مذہب شیعہ امامیہ کے بڑے عالم دین جناب سید حسین مجتہد اعظم اثنا عشری حدیقہ سلطانیہ کے ص ۱۰۷ پر لکھتے ہیں:

"اگرچہ کلام جناب قاضی نور اللہ شوشتری رحمۃ اللہ علیہ در امثال ایں مقامات خالی از اضطراب نیست و بسبب حسن ظنی کہ بآنہا دارند کلام ایشان را اگرچہ در اعتقاد فاسد شان شریک نباشد"

ترجمہ: اگرچہ کلام جناب قاضی نور اللہ شوشتری رحمۃ اللہ علیہ ان مقامات پر خالی اضطراب سے نہیں ہے' اور بسبب حسن ظن (نیک گمان) ان سے رکھتا تھا کلام ان کے گو اگرچہ فاسد اعتقاد میں ان کے شریک نہ تھا۔"

تمام علماء شیعہ صوفیہ کرام کو یزید سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ جناب مولانا صوفی تسلیم احمد حنفی سنّی امروہوی اپنی مؤلفہ کتاب فراد الھہ فی المتمیزمین السنّیة والشیعه ص ۱۶۴ تا ۱۶۵ میں لکھتے ہیں:

"علماء شیعہ صوفیہ سے بدتر شاید یزید کو بھی نہیں جانتے کہ کلام قاضی نور اللہ وغیرہ کا دلیل ظاہر ہے جو گستاخی ان صاحبان نے صوفیہ کی جناب میں کی ہے اہل مناظرہ اور شیعہ کی کتب دیکھنے والے اس سے خوب واقف ہیں ان کے نزدیک تو یہ کتّے سے بھی بدتر ہیں من شاء فلینظر الیه اور اس کی بھی وجہ ہے کہ صوفیہ علیہم الرضوان نے محققانہ

Marfat.com

طور سے بتادیا کہ تفضیل جیسے ظاہر شرع میں ہے ویسے ہی اس کے باطن میں ہے۔ ظاہر اس کے خلاف نہیں اور اس کی تصریح فرمادی کہ اہل سنت والجماعت مذہب حق ہے کوئی بغیر سنّی ہوئے صوفی نہیں ہو سکتا اور صوفی جو سنّی نہیں وہ گمراہ ہے کیونکہ سلسلہ تصوف کا سوائے اہل سنت والجماعت کے کسی فرقہ میں نہیں۔ پس تصوف اور سنت لازم وملزوم ہیں ہمارے مخالفین تفضیل میں فقیری کو منحصر کرتے ہیں جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ علم باطن جناب مولیٰؑ کی برابر کسی کو نہ تھا اور جہاں کسی شیعہ نے فرمادیا کہ آپ تو محب اہل بیعت ہیں آپ کا کیا کہنا فلاں فلاں ایسے نہیں ہیں وہ تو مائل بخروج ہیں بس صوفی صاحب وغیرہ کا دماغ آسمان پر پہنچادیا" (فراد الهبه فی المتمنرمین السنّیه والشیعه ص ۱۶۴ مطبع حقانی واقع بلدہ امروہہ طبع اول ۱۳۲۰ھ)

مذہب شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ بارہویں امام معصوم جن کا اسم گرامی امام محمد ہے جو صاحبزادے امام محمد حسن عسکری کے ہیں۔ اگر ان کی امامت کو نہ مانے گویا کہ جو اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرا۔ امام غزالیؒ تعلیمیہ یعنی اسمٰعیلیہ کارد فرماتے ہوئے مذہب شیعہ امامیہ کے مذکورہ بالا عقیدے کا کس علمی اور اپنے جذبۂ مذہبی اہل سنت کے ساتھ امام مہدی کے انتظار کرنے والوں کارد کر گئے ہیں۔

چنانچہ آنر یبل سید امیر علی "دی اسپرٹ آف اسلام" جس کا ترجمہ اردو محمد ہادی حسین نے کیا ہے اور کشمیر ریذیڈنسی روڈ جموں توی سے ۱۹۹۶ء میں طبع ہوئی ہے اس کے ص ۶۶۲ پر سید امیر علی امام غزالیؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

"امام غزالی نے تعلیمیہ یعنی اسمٰعیلیہ کی دھجیاں اڑائی ہیں اور انہیں منافی اسلام ثابت کیا ہے۔ ان کا جو یہ دعویٰ ہے کہ وہ زندہ امام کے پیرو ہیں اس کا جواب امام غزالی یوں دیتے ہیں جب پیغمبر خدا موجود ہیں تو ہم کسی اور رہنما کی پیروی کیوں کریں۔"

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سرگروہ صوفیہ میں سے ہیں۔ آپ علم تصوف

Marfat.com

کے بارے میں فرماتے ہیں :

"علم تصوف کے طریقوں کی اصلیت پر ایمان اور صوفیوں کی فضیلت پر یقین ہونا چاہیے۔ نام نہاد' بدباطن' نفس پرور صوفیوں کی وجہ سے تصوف اور سچے صوفیوں سے بدل" نہ ہونا چاہیے اگر کوئی شخص علم اور علماء پر لعن طعن کرتا ہو۔ علم کی مذمت اور علماء کی تذلیل کرتا ہو وہ شخص یقیناً حقیقت حال سے بے خبر اور تصوف سے ناواقف اور صوفیوں کو بدنام کرنے والا ہے' وہ قطعاً اس لائق نہیں کہ اس کو منہ لگایا جائے یا اس سے معرفت الٰہی کی کوئی بات معلوم کی جائے" (کیمیائے سعادت مصنفہ حجۃ الاسلام امام ابوحامد غزالی ماخذ از کتاب "انسان کی حقیقت" صفحہ ۴۲ پر مترجمہ مولانا محمد طیب صاحب ناشر جدید کتب خانہ بلیماران دہلی۔

حضرت امام غزالیؒ کی شان میں شیعہ اس طرح گالیاں بکتے ہیں۔

عقیدہ جب تیرا ٹھہرا ہمہ اوست ، لازم ہے کہ شیطان کا بھی ہو دوست
غزالی ہے تیرا مرشد جو مہمل سمجھتا ہے اسے موسیٰؑ سے اکمل
ولی شیطان کو سمجھا ہے ملحد لکھا ہے اہل وحدت کا سیّد
رسالہ ہے جو غزالی کا منخول لکھا ہے اس میں اے مابوں مجہول
غزالی کو جو دے تو اپنی جالہ تو خالہ زاد پیدا ہو غزالہ

مذہب شیعہ کے مجتہد دلدار علی نصیر آبادی آنجہانی ۱۲۳۵ھ نے صوارم الٰہیات' شہاب الثاقب' ذوالفقار' حسام الاسلام میں امام غزالی کو کھلا کافر لکھا ہے۔ معاذ اللہ۔ یہ ہے قاضی نوراللہ شوشتری اور اس کے حواریوں کا پوسٹ مارٹم۔ (برق لامع ص ۶۶-۷۸' مطبع یوسفی ۱۳۳۰ھ)

امام غزالی نوراللہ مرقدہ نے مذہب اہل سنت کو آگاہ کیا ہے کہ صوفیہ سے بددل نہ ہونا چاہیے مگر مذہب روافض کے عالم دین سید حسین بن دلدار علی نصیر آبادی لقب میرن م ۱۲۷۳ھ تحفۃ العارفین ترجمہ اردو حدیقہ سلطانیہ ص ۲۱ مطبع یوسفی دہلی م ۱۳۰۹ھ طبقہ صوفیہ کے رد میں تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

"شیخ بہاء الدین محمد عاملی علیہ الرحمۃ نے رسالت پناہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ قبل قیامت کے میری امت میں ایک جماعت ہوگی کہ اس کو لوگ صوفی کہیں گے' وہ میری امت میں داخل نہیں اور یہودیوں میں محسوب ہیں بلکہ کفار سے بھی بدتر ہیں اور اہل جہنم ہیں اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک شخص نے عرض کیا یابن رسول اللہ ایک قوم تازہ ہوئی ہے کہ اس کو صوفیہ کہتے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہمارے دشمن ہیں بس جو شخص کہ ان سے رغبت کرے وہ بھی ہمارا دشمن ہے اور عنقریب ہی کہ ایک قوم ہوگی کہ وہ ہماری دوستی کا دعویٰ کرے گی باوجود اس کے کہ صوفیہ سے رغبت رکھے گی اور ان کے اقوال کو کہ عین کفر ہیں تاویل کریں گے پس وہ بھی حقیقت میں ہمارے دوستوں میں نہیں اور ہم ان سے راضی نہیں بس جو شخص کہ صوفیہ سے انکار کرے اور ان کے قول کی رد کرے تو اس کے لیے ثواب مثل اس شخص کے ہے کہ ہمراہ جناب رسول خدا صلی اللہ والہ کے جہاد کرے۔"

حضرت امام غزالیؒ کی وفات شیعہ مذہب پر کہنا بالکل غلط ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے۔

جناب مولانا حامد حسین کتاب استقصاء الافہام واستیقاء الانتقام صفحہ ۳۵۲ پر حضرت امام غزالی کو سنّی تحریر کرتے ہیں۔

"امام غزالیؒ کہ حجۃ الاسلام سنّیاں است"

علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی آنجہانی م ۱۱۱۱ھ نے اپنے والد جناب ملا محمد تقی مجلسی کے بارے میں لکھا ہے کہ میرے والد علم تصوف اور طبقہ صوفیہ کے زبردست مخالف تھے۔ اپنی کسی چالاکی اور عیاری سے اس طبقہ کو انہوں نے تباہ و برباد کرنے میں کوئی باقی نہیں رکھا۔ ملا اخوند محمد تقی نے تصوف کا لباس محض تقیہ کی وجہ سے پہن رکھا تھا تاکہ صوفی بن کر ان کی بیخ کنی کی جائے۔

Marfat.com

پروفیسر حکیم کمال الدین حسین ہمدانی نے ذخیرہ جلالی کے "تشویق السالکین" مخطوطہ مصنفہ ملااخوند محمد تقی مجلسی اصفہانی کا تعارف کرایا ہے جو خدابخش پٹنہ سے کتاب بنام "برصغیر میں تصوف" ص ۱۲ پر شائع ہوا ہے۔ علامہ اخوند محمد تقی مجلسی علامہ حلی متوفی ۷۲۶ھ اور بہاء الدین عاملی م ۱۰۳۰ھ کو انہوں نے اس کتاب میں دونوں کو اہل تصوف میں شامل کیا ہے۔ علامہ محمد تقی کا یہ ایک کھلا دھوکا ہے علامہ بہاء الدین اور علامہ حلی نے تو خود طبقہ صوفیہ کا رد بڑے شدومد سے کیا ہے جس کا اقرار علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی خود کر چکے ہیں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "تشویق السالکین" جو محمد تقی سے منسوب کی گئی ہے ان کے نام پر دھبہ ہے۔ اور یہ مخطوطہ ان کے نام غلط منسوب کیا گیا ہے۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ تمام شہادتیں اس کے خلاف موجود ہیں جیسا کہ علامہ مجلسی نے لکھا دیا ہے۔ پروفیسر حکیم محمد کمال الدین حسین ہمدانی نے وہی لباس تصوف پہن رکھا ہے جو علامہ محمد تقی اصفہانی نے لباس تصوف پہن رکھا تھا جس سے اہل سنت کو دھوکا ہو مگر ان کا یہ دھوکا تھا۔ جس کی نشان دہی ان کے ہی صاحبزادے علامہ محمد باقر مجلسی نے کر دی تھی۔

سلاسل تصوف کے تمام صوفیہ فلسفہ وحدت الوجود والشہود کے قائل تھے اور ہیں

دنیا کے کچھ افراد کو دھوکا لگا ہے کہ فلسفہ وحدت الوجود سے کفر عائد ہوتا ہے کیونکہ یہ حلول واتحاد کی طرف لے جاتا ہے۔ کوئی بھی صوفی حلول واتحاد کا قائل نہیں ہے۔ دراصل یہ فلسفلہ بڑا دقیق اور باریک ہے۔ ہر شخص کو اس کوچے میں قدم رکھنے کا حق نہیں ہے۔ حضرات صوفیہ کے تمام سلاسل اس فلسفہ کے قائل ہوئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ جن کی پیدائش ۱۱۱۸ھ اور آپ کا وصال ۱۱۷۶ھ میں ہوا۔ آپ نے اس فلسفلہ کے اثبات پر ایک اہم کتاب بنام "فیصلہ وحدت الوجود والشہود" لکھی تھی۔ سرورق کا فوٹو اگلے صفحہ پر شائع کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں رسالہ
متبرکہ میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے بجواب خط
آفندی اسمٰعیل ابن عبد اللہ الرومی ثم المدنی مابین اقوال شیخ اکبر قائل الوحدۃ الوجود
واقوال شیخ مجدد قائل وحدۃ الشہود کے باحسن الوجوہ تطبیق دی ہے جو حضرات
صوفیہ کے دیکھنے کے لائق ہے المعروف بمکتوب مدنی مع ترجمہ اردو والملقب بہ

فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود

مصنفہ حضرت مجتہد الشریعت مجدد الطریقت ولی نعمت حکیم امت مصطفویہ
جد امجدی مولانا و مخدومنا و مرشدنا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث
رحمۃ اللہ علیہ دہلوی باہتمام تام المفتقر الی اللہ الصمد سید احمد ولی اللہی
وفقہ اللہ التزود لغد متولی مدرسہ و خانقاہ خاندان ولی اللہی برائے
افادہ خاص و عام بالخصوص حضرات مشائخ
کرام و صوفیائے عظام رح سنہ ۱۳۲۴

مطبع احمدی واقع دہلی متعلق مدرسہ عزیزیہ میں چھپا

Marfat.com

دسویں صدی ہجری کا ایک بڑے صوفی جناب شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو سلاسل تصوف کے نامعلوم کتنے خانوادوں سے منسلک تھے۔ گویا کہ آپ ان سب بزرگوں سے خرقہ خلافت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کا رجحان قلبی جہاں چشتیہ سلاسل کی طرف تھا وہاں آپ کا رجحان قلبی سلسلہ سہروردیہ سے بھی تھا۔ آپ فلسفہ وحدیث الوجود کے زبردست حامی تھے چنانچہ میں پہلے ان کی جامعیت کے بارے میں مکتوبات قدسیہ جس کا ترجمہ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری نے کیا ہے' خود ان کی زبانی ان کی کتاب کے صفحہ ۳۶ سے ص ۵۱ تک نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ کی جامعیت

"قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے انتہائی بلند مراتب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ چشتیہ نظامیہ 'سلسلہ عالیہ قادریہ' نقشبندیہ' سہروردیہ وغیرہ میں بھی خرقہائے خلافت حاصل تھے۔ اس وجہ سے آپ کے بعد آنے والے مشائخ چشتیہ صابریہ میں یہ تمام نسبتیں موجود ہیں۔ ان سلاسل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سلسلہ چشتیہ صابریہ

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ' حضرت شیخ محمد عارفؒ' حضرت شیخ احمد عارفؒ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولویؒ' حضرت شیخ جلال الدینؒ کبیر الاولیاء پانی پتی' حضرت شاہ شمس الدینؒ ترک پانی پتی' حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابرؒ' حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ' خواجہ خواجگان بزرگ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ' حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ' حضرت حاجی سید شریف زندنیؒ' حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ' حضرت شاہ ابو یوسف چشتی' حضرت شاہ ابو محمد محترم چشتیؒ' حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ' حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ' حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصریؒ' حضرت خواجہ خذیفہ مرعشی' حضرت سلطان ابراہم

Marfat.com

بن ادھم' حضرت خواجہ جمال الدین فضیل ابن عیاضؒ' حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ' حضرت خواجہ حسن بصریؒ' سیدنا و مولانا امیر المومنین حضرت علیؓ اور حضرت سیدنا و مولانا سید المرسلین' خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد ﷺ و آلہ واصحابہ وسلم۔

سلسہ چشتیہ نظامیہ افلحیہ

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ' حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اودھیؒ' حضرت شیخ بعد اللہؒ' حضرت شیخ افلحؒ' حضرت شیخ صدر الدین طبیبؒ ولہا' حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاءؒ' حضرت بابا فرید الدن گنج شکر......الیٰ آخرہٖ

سلسلہ نظامیہ گیسو درازیہ

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ' حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اودھیؒ' حضرت میاں ابن حکیم اودھیؒ' حضرت سید صدر الدین اودھیؒ' حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ' حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ' سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر......الی آخرہٖ۔

سلسلہ نظامیہ قدسیہ

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ' حضرت شیخ ذرویش بن محمد قاسمؒ' حضرت سید بڈھن بہرائچیؒ' حضرت سید اجمل بہرائچیؒ' حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت' سید جلال الدین بخاریؒ' حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ۔

سلسلہ عالیہ کبرویہ

حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ از حمید الدین سمرقندیؒ' حضرت شمس الدین بن ابی محمد بن محمود بن ابراہیمؒ ادھم' حضرت شیخ عطایا خالدیؒ' حضرت شیخ احمد بابا کمال خجندیؒ' حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ' حضرت عماریا میسرؒ' حضرت ابو النجیب سہروردیؒ' حضرت شیخ احمد غزالیؒ' حضرت ابو بکر نساجؒ' حضرت ابو القاسم گرگانیؒ' حضرت خواجہ ابو عثمان مغربیؒ' حضرت ابو علی کاتبؒ' حضرت شیخ علی اودباریؒ' سید الطائفہ

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ سری سقطیؒ، حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ داؤد طائیؒ، حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ، حضرت خواجہ حسن بصریؒ، امیر المومنین حضرت علیؓ سیدنا و مولانا، سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔

سلسلہ قادریہ قدوسیہ

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اودھیؒ، حضرت سید بڈھن بہرائچی، حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ، حضرت شیخ عبید بن عیسیٰؒ، حضرت شیخ عبید بن ابوالقاسمؒ، حضرت شیخ ابوالمکارم فاضلؒ، حضرت شیخ قطب الدین ابوالغیثؒ، حضرت شیخ شمس الدین عبدالقادر جیلانیؒ ......الی آخرہ۔

سلسلہ نقشبندیہ قدوسیہ

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی از حضرت سید بڈھن بہرائچی از حضرت سید اجمل بہرائچی از مرشدِ خود خواجہ عبدالحق از خواجہ عبدالحق، از خواجہ عبید اللہ احرار از مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاء الدین عطار از خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ از خواجہ سید امر کلاں از خواجہ محمد بابا سماسی از خواجہ عزیزان علی۔رامتینی از خواجہ محمود انجیر فغنوی از خواجہ عارف ریوگری از خواجہ عبدالخالق غجدوانی از خواجہ یوسف ہمدانی از خواجہ ابو علی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قشیری از خواجہ ابو علی دقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابو بکر شبلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از خواجہ حسن بصری از امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضور سرور عالم ﷺ و آلہ و سلم۔

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت شیخ درویش بن محمد قاسمؒ، حضرت سید بڈھن بہرائچی، حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ، حضرت

Marfat.com

شیخ رکن الدین ابو الفتحؒ حضرت شیخ صدر الدینؒ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ امام الطریقہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردیؒ حضرت شیخ وجیہہ الدین عبدالقاہر سہروردیؒ حضرت شیخ ابو محمد بن عبداللہؒ حضرت شیخ احمد دینوریؒ حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ حضرت جنید بغدادی......الی آخرہ۔

سلسلہ مداریہ قلندریہ

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ حضرت درویش بن محمد قاسمؒ حضرت سید بڈھن بہرائچیؒ حضرت سید اجمل بہرائچی حضرت امام الطریقہ شیخ بدین الدین شاہ مدارؒ حضرت شاہ طیفور شامیؒ حضرت شاہ عین الدین شامیؒ حضرت شاہ یمین الدین شامیؒ حضرت عبداللہ علم بردارؒ حضرت امیر المومنین سیدنا علیؓ سیدنا و مولانا حضرت سید المرسلین خاتم النبین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ۔

حضرت شیخ کا مشرب

تمام اولیاء کرام کی طرح حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ قدس سرہٗ کا مسلک وحدت الوجود تھا۔ آپ کو حق تعالیٰ نے علم لدنی سے بہرور فرمایا تھا جس کی وجہ سے آپ کو تمام علوم ظاہری و باطنی پر عبور حاصل تھا۔ اور اپنے مسلکِ وحدت الوجود کو حضرت ابن عربی قدس سرہٗ کی طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کرتے تھے۔ اور اس کے ساتھ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کی طرح آپ شریعت کی بھی سختی سے پابندی کرتے تھے اور احکام شرع سے سر موے تجاوز گوارا نہیں کرتے تھے۔

یہاں جن سطح بین لوگوں کو وحدت الوجود اور شریعت کی پابندی میں تضاد نظر آتا ہے ان کی خاطر ہم مختصر طور پر وحدت الوجود کی حقیقت بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حقیقت وحدت الوجود

مسئلہ وحدت الوجود بے حد پیچیدہ اور پُرخطر ہے کیونکہ عام اذہان کی رسائی سے

Marfat.com

بالاتر ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق خود ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے جس کا ادراک حد بشریت سے باہر ہے۔ وحدت الوجود کی حقیقت صرف ان حضرات پر آشکارا ہوتی ہے جو تزکیۂ نفس و تصفیہ قلب کی منازل طے کر کے عالم اجساد سے اوپر نکل جاتے ہیں اور عالم ارواح، عالم جبروت اور عالم لاہوت کی پاک و مقدس فضا میں سیر کرتے ہیں۔ اس لیے شروع سے اہلِ ظواہر اور اہلِ باطن میں اس کے متعلق نزاع چلا آتا ہے۔ اہلِ ظاہر کثرت وجود کے قائل ہیں اور اہلِ باطن وحدتِ وجود کے۔ اہلِ باطن کے نزدیک وجود صرف ایک ہے' اور ایک ہو سکتا ہے اور وہ وجود ذات باری تعالیٰ کا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ ذات و صفات میں واحد لاشریک ہے اور جب وجود میں بھی اس کی ایک صفت ہے تو پھر صفتِ وجود میں اس کا کس طرح کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ہستی لامحدود ہے۔ اگر اس کو محدود مانا جائے تو کفر لازم آتا ہے لیکن وحدت وجود کے انکار سے اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ اشیاء کائنات حق تعالیٰ کا عین نہیں' غیر ہیں تو اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے۔ جس ہستی سے کائنات خارج ہو یا جو ہستی کائنات سے خارج اور علیحدہ ہو وہ لازماً محدود ہے' یعنی کائنات کی اشیاء میں نہیں ہے۔ باقی ہر جگہ اس سے حق تعالیٰ کی ہستی کا محدود ہونا لازم ہے جو کفر ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کا نظریۂ باری تعالیٰ

وحدت الوجود سے بچنے کی خاطر امام ابن تیمیہؒ کو یہ نظریہ قائم کرنا پڑا کہ حق تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے بلکہ اوپر کی جانب عرش پر مقیم ہے۔ وہ ہر جگہ بالعلم موجود ہے بالوجود موجود نہیں ہے۔ چونکہ امام موصوف کے اس نظریہ سے ذات باری تعالیٰ کی تجسیم اور محدودیت لازم آتی ہے' اس سے ساری اسلامی دنیا میں ہیجان پیدا ہو گیا اور حکومت وقت نے ان کو قید کر دیا۔ امام ابن تیمیہؒ نے حق تعالیٰ کے عرش پر مقیم ہونے کا نظریہ آیت پاک "الرحمن علی العرش استوی" (رحمٰن عرش پر مسلط ہے) سے اخذ کیا ہے۔ ان کے خیال میں عرشِ باری تعالیٰ اوپر کی جانب فضا میں کسی جگہ پڑا ہوا ہے

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ اس پر بیٹھے کائنات کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن امام موصوف نے قرآن حکیم کی دوسری آیات پر غور نہ فرمایا کہ عرش کے متعلق وہ کیا کہتی ہیں۔ حق تعالیٰ آیۃ الکرسی میں فرماتے ہیں:

"وسع کرسیه السمٰوٰت والارض"

(اس کے عرش و کرسی میں ساری کائنات شامل ہے)

جب حق تعالیٰ کے عرش و کرسی میں ساری کائنات شامل ہے تو پھر کائنات سے دور اوپر کی جانب عرش پر مقیم ہونے کا نظریہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ نیز ایک معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ کرۂ ارض جس پر ہم آباد ہیں گول ہے اور خلاء میں معلق ہے اور براعظم ایشیا اور امریکہ کرۂ ارض پر ایک دوسرے کی سمتِ مخالف میں واقع ہیں۔ ہمارے نقطۂ نگاہ سے ایشیا اور امریکہ نیچے ہے اور امریکہ کے نقطۂ نگاہ سے وہ اوپر اور ہم نیچے ہیں۔ بالفاظ دیگر جو امریکہ والوں کے لیے اوپر کی سمت ہے وہ ہمارے لیے نیچے کی سمت ہے اور جو ہمارے لیے اوپر کی سمت ہے وہ امریکہ والوں کے لیے نیچے کی سمت ہے۔ اب کہاں گیا یہ نظریہ کہ حق تعالیٰ اوپر کی جانب عرش پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

حلول واتحاد

ہو سکتا ہے کہ امام موصوف نے حلول واتحاد کے کافرانہ نظریات سے بچنے کے لیے وحدت الوجود کا انکار کیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ حلول واتحاد کا عقیدہ غیر اسلامی ہے لیکن وحدت الوجود سے ہرگز حلول واتحاد لازم نہیں آتا ہے۔ حلول واتحاد سے مراد عیسائیوں اور ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے جس کی روح سے وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رام اور کرشن کو خدا کا اوتار لینے مجسمہ یا انکار نیشن (Incamation) مانتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ رام، کرشن اور عیسیٰؑ میں اتر آئے ہیں۔ یہ عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ کیونکہ اس سے غیر محدود (Infinite) کا محدود (Finite) میں سما جانا لازم آتا ہے جو عقائد اسلامی کے علاوہ علم منطق کے لحاظ سے بھی محال ہے۔ عام طور پر مسئلہ وحدت الوجود کے سمجھنے میں اشکال اس لیے ہوتا ہے کہ لوگ عیسائی نظریہ پینتھی ازم (Pantheism) اور ہندو نظریہ ہمہ اوست کو اسلامی نظریہ وحدت الوجود کے

Marfat.com

مترادف سمجھتے ہیں حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ہندو نظریہ ہمہ اوست اور اسلامی مسئلہ وحدت الوجود میں فرق

ہندو اور عیسائی نظریۂ ہمہ اوست اور اسلامی مسئلہ وحدت الوجود میں یہ فرق ہے کہ ہندو لوگ ہر چیز کو خدا مانتے ہیں اس لیے بت پرستی جائز سمجھتے ہیں لیکن وحدت الوجود میں ہر چیز خدا نہیں لیکن کوئی چیز خدا سے جدا بھی نہیں ہے۔ یہاں ہم زید اور اس کے ہاتھ کی مثال دیتے ہیں اگرچہ یہ مثال غیر مکمل ہے اور حق تعالیٰ پر پوری طرح صادق نہیں آسکتی بلکہ اس ذاتِ بے انتہا اور بے پایاں پر کوئی مثال صادق نہیں آسکتی ہے' کیونکہ وہ لیس کمثلہ شیء ہے۔ نہ اس کی کوئی مثال ہے اور نہ ملے گی۔ لیکن صرف سمجھنے کے لے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح زید کا ہاتھ نہ زید ہے نہ زید سے جدا ہے اسی طرح مخلوقات کی کوئی چیز نہ خدا ہے نہ خدا سے جدا ہے۔ بالفاظ دیگر حق تعالیٰ کسی چیز میں اپنے کمالاتِ اسمائی و صفاتی کے ساتھ نہیں سما سکتا ہے اور نہ کوئی چیز اس کے ان کمالات کی متحمل ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص زید سے دس روپے طلب کرے اور وہ انکار کرے تو کیا وہ شخص زید کے ہاتھ کو یہ کہہ سکتا ہے کہ زید تو انکار کرتا ہے تم اس کی جیب سے دس روپے نکال کر مجھے دے دو جس طرح زید کی بجائے اس کے ہاتھ کو زید سمجھ کر اس سے کوئی چیز طلب کرنا مضحکہ خیز اور بے معنی ہے' بت پرستی بھی اس طرح مضحکہ خیز اور بے معنی ہے کیونکہ جزو کو کل کا مرتبہ نہیں دیا جاسکتا۔ اب چونکہ ذات باری تعالیٰ اجزا اور اعضاء سے پاک اور منزہ ہے۔ کائنات کی کسی چیز کو اس کا جزء قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے ہم نے شروع میں کہا تھا کہ زید کی مثال نامکمل ہے اور پوری طرح حق تعالیٰ پر صادق نہیں ہے' لیکن صرف سمجھانے کی خاطر ہم نے کہا تھا کہ جس طرح زید کا ہاتھ زید سے جدا نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کائنات جو حق تعالیٰ کی صفت خلق کا مظہر ہے کہ کوئی چیز حق تعالیٰ سے جدا نہیں کہی جا سکتی ہے۔

مولانا جامیؒ کی تصریح

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے جو مسئلہ وحدت الوجود کے زبردست حامی

Marfat.com

ہیں اپنی کتاب "لوائح جامی" میں فرمایا ہے:

"اشیائے کائنات کا ذاتِ باری تعالیٰ سے نہ جزو اور کل کا تعلق ہے نہ ظرف و مظروف کا بلکہ صفت و موصوف اور لازم و ملزوم کا تعلق ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ کائنات کی کوئی چیز زید کے ہاتھ کی طرح حق تعالیٰ کی جزو یا عضو قرار دی جا سکتی ہے اور نہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں فلاں شخصیت کے اندر خدا کا سما جانا صحیح ہے کیونکہ حق تعالیٰ حقیقتاً غیر منقسم (indivisible) ہے اور اجزا و اعضا سے پاک اور منزہ ہے بلکہ ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ کائنات اور اس کی ہر چیز حق تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کا نتیجہ ہے۔ اب چونکہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی ہے اس لیے کائنات کی کوئی چیز ذات باری تعالیٰ سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی ذات میں شامل ہے جس طرح برف سے پانی جدا نہیں ہے بلکہ پانی ہی ہے۔ یا مٹی کا پیالہ اور صراحی بظاہر الگ وجود نظر آتے ہیں لیکن دراصل وہ مٹی ہی ہیں۔ یا کوٹ' پیراہن اور چادر الگ الگ پارچات نظر آتے ہیں لیکن ہیں تو دراصل روئی۔

عینیت اور غیریت

اس سے ظاہر ہے کہ کائنات نہ حق تعالیٰ کا عین ہے جیسے زید کا ہاتھ زید نہیں ہے اور نہ حق تعالیٰ کا غیر ہے جیسے زید کا ہاتھ اس کا غیر نہیں ہے اس وجہ سے اکابر اولیاء اللہ نے فرمایا:

"صفات اللہ ھی لا عینہ ولا غیرہ"

(یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات نہ اس کی عین ہیں اور نہ غیر)

ایک نقطہ نظر سے عین ہیں اور ایک نقطۂ نظر سے غیر۔ حقیقت کے نقطہ نظر سے عین ہے اور مجاز کے نقطہ نظر سے غیر۔ بس اتنا جان لینا مبتدیوں کے لیے کافی ہے۔ اس سے زیادہ جاننے کے لیے عملاً تزکیہ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیہ و تحلیہ کی منازل طے کرنے' عالم اجساد اور اس کے مکان و زمان (Time and Space) کی قیود سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس قید و بند میں رہ کر عالم قدس کے

Marfat.com

حالات معلوم کرنا محال ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود

بعض اچھے پڑھے لکھے اور صوفی منش اصحاب تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ابن عربی کے غیر شرع نظریۂ وحدت الوجود کے بالمقابل مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کیا جو شرع کے مطابق ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ خود حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الشہود کے ساتھ وحدت الوجود کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پہلی بیعت اور خلافت سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبد الاحد سے تھی جو حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ کے مرید اور شیخ رکن الدین عبد القدوس گنگوہی کے خلیفہ تھے۔ اور نظریۂ وحدت الوجود کے زبردست حامی تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اگرچہ ابتدائے حال میں وحدت الوجود کا انکار فرمایا ہے لیکن آپ بالآخر مزید انکشافات کی بنا پر وحدت الوجود کے قائل ہو گئے تھے۔

اقتباسات مکتوبات حضرت شیخ احمد سرہندیؒ

مکتوب نمبر ۴۳ دفتر اول بنام شیخ فرید الدین میں تحریر فرماتے ہیں:

"توحید شہودی ایک کو دیکھنا ہے یعنی ایک کے سوا سالک کو کچھ مشہود نہیں ہوتا اور توحید وجودی ایک موجود کو جاننا ہے اور اس کے غیر کو نابود سمجھنا ہے...... پس توحید وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم سے ہے۔"

مکتوب نمبر پانچ دفتر سوم بنام میر نعمان میں تحریر فرماتے ہیں:

"پوشیدہ نہ رہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس عنایت نے حق تعالیٰ کے جلال و غضب کی صورت میں تجلی نہ فرمائی اور قید خانہ کے قفس میں قید نہ ہوا تب تک شہود (وحدت الشہود) کے تنگ کوچہ سے کلی طور پر نہ نکلا۔"

Marfat.com

مکتوب نمبر ۸۹ دفتر سوم بنام قاضی اسماعیل فرید آبادی میں وحدت الوجود کے حامی شیخ اکبر ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں :

"انہوں نے کمال معرفت سے اس مسئلہ دقیقہ کو مشرح کیا بابوں اور فصلوں میں تقسیم کر کے صرف ونحو کی طرح جمع کیا باوجود اس امر کے پھر بھی بعض نے اس مراد کو نہ سمجھ کر ان کو خطا کی طرف منسوب کیا اور ان پر طعن وملامت کی۔ اس مسئلہ کی اکثر تحقیقات میں شیخ حق پر ہیں اور ان پر طعن کرنے والے دور از ثواب ہیں۔ شیخ کی بزرگی اور علمیت اس مسئلہ کی تحقیق سے معلوم کرنی چاہیے اور ان پر رد وطعن نہ کرنی چاہیے۔"

اسی مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں :

"صوفیہ جو کلام ہمہ اوست کے قائل ہیں' عالم کو حق تعالیٰ کے ساتھ متحد نہیں جانتے اور حلول وسریان ثابت نہیں کرتے بلکہ ظہور وظلیت کے اعتبار سے عمل کرتے ہیں نہ کہ وجود و تحقیق کے اعتبار سے اگرچہ ان کی ظاہری عبارت سے اتحاد وجودی کا وہم گذرتا ہے لیکن ہرگز ہرگز ان کی یہ مراد نہیں کیونکہ یہ کفر والحاد ہے جب ایک کا دوسرے پر عمل کرنا باعتبار ظہور کے ہے نہ باعتبار وجود کے تو پھر ہمہ اوست (وحدت الوجود) کے معنی ہمہ از دست (وحدت الشہود) ہیں۔"

مکتوب نمبر ۲۴۶ دفتر اول بنام میر نعمان میں اپنے اس رسالہ کی تصنیف کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت باقی باللہؒ کی بعض رباعیات کی شرح ہیں۔ اس میں لکھتے ہیں:

"اس رسالہ میں توحید آمیز علوم ان رباعیوں کے مناسب درج ہوئے ہیں۔ اور علماء اور وحدت الوجود کے قائلین صوفیاء کے درمیان تطبیق دی گئی ہے اور اس طرح تحریر ہوا ہے کہ فریقین کی نزاع لفظ کی طرف راجع ہوئی ہے۔"

اس مکتوب سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے شیخ

Marfat.com

حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ بھی وحدت الوجود کے قائل تھے۔
مکتوب نمبر ۴۴ دفتر دوم بنام محمد صادق لکھتے ہیں :

"بس صوفیاء جو وحدت الوجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء بھی جو کثرت وجود کا حکم کرتے ہیں حق پر ہیں۔ وجود کا معاملہ حقیقت کی طرح ہے اور کثرت کا اس کے مقابلہ میں مجاز کی طرح۔"

حضرت مجددؒ کی طرف سے وحدت الوجود کا واضح ترین اعتراف

مکتوبات شریف کے دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۹۱ بنام مولانا عبدالحیؒ میں تو حضرت مجددؒ نے وحدت الوجود کا واضح ترین اعتراف فرما کر معاملہ بالکل صاف فرما دیا ہے۔ یہ بہت طویل خط ہے جو سات صفحات پر مشتمل ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب "وحدت الوجود و وحدت الشہود" میں تقریباً پورا خط نقل کر دیا ہے۔ تحقیق کے شائق حضرات اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہاں صرف اس کا مختصر اقتباس نقل کیا جاتا ہے کہ اصحاب وحدت الوجود کی تین اقسام بیان کر کے حضرت مجددؒ آخری قسم سے متفق ہوتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ

"اور توحید کی یہ آخری قسم اقسام توحید میں سب سے اعلیٰ قسم ہے...... اس آخری قسم توحید کا منشا (مطلب) اس حقیر کو کشف و ذوق کے طریقہ سے معلوم نہ تھا اور صرف پہلی دو قسموں کو جانتا تھا...... اس لیے اس حقیر نے خطوط اور رسالوں میں ان دو بلکہ صرف دوسری قسم کو لکھا ہے اور توحید وجودی کو اس پر منحصر کیا ہے۔ (یعنی اسی کو توحید وجودی سمجھا ہے) لیکن ارشاد پناہی قبلہ گاہی (حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ) کی رحلت کے بعد آپ کے مزار شریف کی زیارت کے لیے دہلی آنے کا اتفاق ہوا اور مزار مبارک کی طرف توجہ (مراقبہ) کے دوران آپ کی روحانیت کی پوری توجہ اس فقیر کی جانب مبذول ہوئی اور کمال غریب نوازی سے اپنی نسبت خاصہ جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کی طرف منسوب تھی، عطا فرمائی۔ فقیر نے جب اس نسبت کو

Marfat.com

اپنے اندر پالیا اور معلوم ہوا کہ ان میں توحید وجودی کا منشا انجذاب قلبی اور غلبۂ محبت نہیں ہے بلکہ اس معرفت سے اس غلبے کا ہلکا کرنا ہے۔ ایک مدت تک میں اس معنی کا اظہار مناسب نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب بعض رسائل میں صرف پہلی دو قسموں کا ذکر ہوا تو کم فہم لوگ اس سے وہم ہی میں پڑگئے کہ اس بیان سے ان دو بزرگوں یعنی خواجہ احرار اور خواجہ باقی باللہؒ کی تنقیص (نقص نکالنا) لازم آتی ہے کیونکہ ان کا طریقہ ارباب توحید (وجودی) کا طریقہ ہے۔ تو لوگوں نے اس فقیر کے حق میں فتنہ انگیزی کی زبان دراز کی یہاں تک کہ اس حقیر کے بعض کم عقیدت مریدوں کے احوال میں سستی کا باعث بن گئی تو ضرورتاً توحید کی اس قسم کے اظہار میں مصلحت دیکھی اور دلیل کے طور پر اس واقعہ (زیارت قبر پیر و مرشد) کو بطور دلیل ذکر کرنا مناسب جانتے ہوئے تحریر میں لایا۔"

حضرت مجددؒ الف ثانی قدس سرہ' کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ اور شیخ الشیوخ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہما کا مسلک وحدت الوجود تھا' جس کا ذاتی علم اور عرفان حضرت مجددؒ کو حضرت شیخ کے مزار پر حاضری کے دوران ہوا۔ اور چونکہ آپ نے اس عرفان کو ظاہر نہیں فرمایا تھا لہٰذا آپ کے بعض مریدین نے یہ سمجھا کہ حضرت مجدد کا مسلک اپنے مشائخ یعنی حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت خواجہ احرار کے خلاف ہے اس لیے آپ کے خلاف فتنہ کی زبان دراز ہوئی' تو پھر آپ نے ظاہر فرمادیا کہ آپ کا مسلک بھی وہی ہے جو ان مشائخ کا تھا۔ یہ مکتوب اس قدر اہم ہے کہ اب حضرت مجددؒ نے اسے اپنے رسالہ شرح رباعیات کے ضمیمہ کے طور پر درج کردیا ہے۔ رسالہ شرح رباعیات اور رسالہ مکاشفات غیبیہ ہی حضرت مجددؒ نے پورا زور اس بات پر لگایا ہے کہ اصحاب وحدت الوجود حق پر تھے اور ان کی مذمت نہ کی جائے۔ ان ہر دو رسالہ جات کے اقتباسات ہم نے شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتاب "وحدت الوجود و وحدت الشہود" میں درج کردیے ہیں تفصیل کے خواہاں حضرات اس کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔"

Marfat.com

مزید اعتراف

مکتوب نمبر ۲۹۰ دفتر اوّل حصہ پنجم میں آپ فرماتے ہیں:

"اگر توحید وجودی کے علوم بیان کروں تو وہ جماعت جس نے اپنی ساری عمر توحید وجودی حاصل کرنے میں گزاری ہے یوں معلوم کریں کہ انہوں نے تو بے نہایت دریا سے ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہی جماعت اس درویش کو توحید وجودی والوں میں شمار نہیں کرتی۔ بلکہ توحید وجودی کے منکر علماء میں شمار کرتی ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مجددؒ اپنے آپ کو اصحاب توحید وجودی یعنی وحدت الوجود میں شمار کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ کس ثبوت کی ضرورت ہے! اگر اس مکتوب کے بعد کے مکتوبات کا مطالعہ کیا جائے تو وحدت الشہود کی بحث بہت کم یا بالکل نظر نہیں آتی۔ اور حضرت مجدد قدس سرہٗ نے بقیہ مکتوبات میں وحدت الوجود کی حمایت پر زور دیا ہے۔ اور علماء صوفیائے وحدت الوجود کے اختلاف کو نزاع لفظی ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے اور ہمہ اوست اور ہمہ از واست کو ہم معنی قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "وحدت الوجود و وحدت الشہود۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا اعتراف

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنے رسالہ "مکتوب مدنی" میں فرماتے ہیں کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں نزاع لفظی ہے حقیقی نہیں۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا اعتراف

شاہ اسماعیل شہیدؒ بھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب "طبقات" میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

"وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے مابین نزاع لفظی ہے حقیقت دونوں کی ایک ہے۔"

امام الصوفیہ حضرت سیدنا مخدوم سید جلال الدین جہانیانِ جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حنفی

آپ کی پیدائش ۱۴؍ شعبان المعظم ۷۰۷ھ مطابق ۱۹؍ جنوری ۱۳۰۸ء بروز جمعرات بمقام اوچ میں ہوئی۔ آپ خاندان رسالت مآب جناب سیدنا امام عالی مقام حسین علیہ السلام[1] سرگروہ اولیا کی نسل پاک میں تھے فاطمی یعنی آپ حسینی سادات میں سے تھے۔ آپ کا مقام طبقہ صوفیہ میں زبردست ہے۔ آپ کا ذکر شریف ہندوستان کی مشہور و معروف اور اہم ترین کتب میں روز روشن کی طرح ہے۔ صوفیہ کا کوئی قدیم تذکرہ ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا ذکر شریف نہ ہو۔ آپ نے دنیا کا سفر کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو مورخین جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو کتب تواریخ میں نہ آگیا ہو۔ آپ کا وصال ۷۸۵ھ میں ہوا اور اوچ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے جو مرجع خاص و عام ہے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے زبردست صوفی ہیں اور مذہباً حنفی سنّی ہیں۔ آپ کی مکمل اور مستند تاریخی کتب کی روشنی میں سوانح حیات 'مخدوم جہانیانِ جہاں گشت' کے نام سے پروفیسر محمد ایوب قادری بدایونی نے اگست ۱۹۷۵ء میں ایچ ایم۔ سعید کمپنی ناشران و تاجران کتب پاکستان کراچی سے شائع کی ہے۔ یہ کتاب ۲۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

آپ سلسلہ سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین بن شیخ صدر الدین بن شیخ

---

[1] بعض علماء اہل سنت والجماعت و مفتی صاحب حضرت امام حسین کے لئے علیہ السلام کہنے سے منع کرتے ہیں مگر اس کے باوجود عاشقان مصطفیٰ کے بہت سے علماء علیہ السلام کہنا جائز قرار دیتے ہیں۔ بندہ کا عقیدہ بھی اس طرح ہے۔ یہ وہ ذات گرامی ہے جن کے لئے جو اعلیٰ سے اعلیٰ القاب لکھ دیں کم ہے۔ جناب امام حسین کی روحانیت اور ان کے اعلیٰ مرتبہ کو خلفاء ثلاثہؓ بھی تسلیم کرتے تھے۔ جماعت صحابہؓ نے بھی ان کے اعلیٰ مرتبہ کو سمجھا ہے۔

Marfat.com

بہاء الدین زکریا قدس اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے اور چشتیہ سلسلہ میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہ سے بیعت تھے۔ آپ کو سیدنا حضرت عبدالقادر غوث پاک جیلانی نور اللہ مرقدہ سے غیر معمولی عقیدت تھی۔ حضرت غوث پاک کا تذکرہ اپنی تصانیف میں بڑے ادب و احترام سے کرتے تھے جیسا کہ ایوب قادری بدایونی کتاب مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے صفحہ ۸۰ پر ذکر کرتے ہیں۔ قاضی نور اللہ شوشتری نے اپنی حسب عادت شیعہ گری کے اس صوفی باصفاء کو بھی اپنے تجاہل عارفانہ سے شیعہ امامیہ لکھ مارا۔ جب کہ یہ تمام بزرگ نڈر صوفی تھے۔ ان صوفیہ کے ہی زیر اثر عہد وسطیٰ کے تمام سلاطین حکومت کرتے اور ان کی بزرگی کے سامنے یہ سلاطین ان کے رعب و جلال سے کانپتے تھے۔ ان کے ہی زیرِ اثر سنّی مذہب کا پرچار ہوتا تھا۔ کسی باطل مذہب کے عالم کی یہ مجال نہیں تھی کہ اس ملک میں قدم رکھے اور شیعہ امامیہ کا پرچار کرے۔ اور نہ ہی اس زمانہ میں شیعہ مذہب امامیہ یہاں تھا ہندوستان میں ان کے عہد مبارک میں صرف چاروں مسلک یعنی ائمہ اربعہ کا چرچا تھا۔ ایک دوسرے میں کوئی رنجش بھی نہ تھی۔ جیسا کہ سیدنا حضور امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی دولرانی ص ۴۷ میں فرماتے ہیں:[1]

زغزنیں تالبِ دریا دریں باب — ہمہ اسلام بینی بریکے آب
نہ زاں زہ دیدہ زاغانِ گرہ گیر — ہمہ در کیشِ احمد راست چوں تیر
نہ ترسائی کہ از نا ترس گاری — نہد بر بندہ داغِ کردگاری
نہ از جنس جہوداں جنگ و جوریت — کہ از قرآن کند دعوی بہ توریت
نہ مُغ کز طاعتِ آتش شود شاد — وزو باصد زباں آتش بفریاد
مسلمانانِ نعمانی روش خاص — زدل ہر چار آئیں رابا خلاص
نہ کیں باشافعی نے مہر بازید — جماعت را و سنت راںجاں صید
نہ زاہل اعتزالی کزفنِ شوم — زدیدارِ خدا کردند محرومِ
نہ رفضی تارسد زاں مذہبِ بد — جفائے بر وفا داران احمد

---

[1] مثنوی دولرانی خضر خاں، مطبع انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ ۱۹۱۷ء

Marfat.com

نہ آں سگ خارجی کز کینہ سازی کند با شیر حق روباہ بازی
زہے خاک مسلماں خیز دیں جوئے کہ ماہی نیز سنّی خیزد ازجوئے

حضرت سیدنا مخدوم جلال الدین جہانیانِ جہاں گشت نور اللہ مرقدہٗ علم شریعت اور طریقت کے اک مجتہد روحانی تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر لحہ اتباع سنت سے سرشار تھا۔ اسلام کے دیگر فرقوں کے عقائد سے بھی واقف تھے جن کو قبلہ محترم باطل قرار دیتے تھے۔ آپ مذہب شیعہ امامیہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے' ان کو باطل قرار دیتے تھے' جن کا آپ کی تصانیف میں بخوبی ذکر ہے۔ جناب خلیق احمد نظامی نے سیرت فیروز شاہی قلمی ورق ۶۳-۶۶ ملفوظات قطب عالم قلمی ورق ۱۶۳ کے حوالوں سے اپنی مولفہ کتاب سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات کے ص ۴۲۳ پر لکھتے ہیں:

"مخدوم جہانیاںؒ نے اپنے ملفوظات میں مسلمانوں کے ان چھ گروہوں کو باطل قرار دیا ہے۔ روافضیہ' خارجیہ' جبریہ' قدریہ' جہمیہ' اور مرجیہ اور پھر ان کے عقائد سے تفصیلی بحث کی ہے روافضیہ کے بارے میں فرقے بتائے ہیں۔ ان تمام عقائد کا اثر فیروز شاہ تغلق پر پڑا جب اس کے قلمرو میں مذہب شیعہ امامیہ کے کچھ افراد داخل ہوئے اور انہوں نے اپنی مذہبی سرگرمیاں شروع کیں تو اس کا علم اس کو ہوا۔ اس نے اس باطل فرقے کا سد باب کیا۔

فیروز شاہ تغلق چشتی نور اللہ مرقدہٗ اپنی "فتوحات فیروز شاہی" کے صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں دیگر شیعی مذہبان کہ ایشان را روافض می گویند بہ مذہب رفض و شیعہ مردم را دعوت می کردند۔ ورسالہا و کتابہا درین مذہب پرداختہ و تعلیم و تدریس پیشہ ساختہ بودند۔ و جناب خلفائے راشدین وام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ و جمیع صوفیہ کبار رضی اللہ عنہم راسب صریح و شتم قبیح می گفتند ولواطت می کردند و قرآن مجید را ملحقات عثمانی می خواندند ہمہ را گرفتم بر ایشاں ضلال واضلال ثابت شد۔ غالیان را سیاست فرمودیم و دیگراں بہ۔ تعزیر و تہدید۔ و تشہیر زجر کردیم و کتب ایشاں را در ملاء عام بسوختم تاشر آں طائفہ بہ عنایت ربانی بہ کلی مندفع شد۔

Marfat.com

فیروز شاہ تغلق پر حضرت مخدوم جلال الدین جہانیانِ جہاں گشت کی صحبت کا اثر تھا۔ حضرت مخدوم بعض مرتبہ فیروز شاہ کے اعمال بیجا پر زبردست تنقید بھی کردیا کرتے تھے تاکہ شریعت اسلامیہ پر یہ گامزن رہے۔ چنانچہ خلیق احمد مذکورہ بالا کتاب کے ص ۴۱۶ پر لکھتے ہیں:

> "مخدوم جہانیاں سلطان سے اتنا گہرا تعلق رکھنے کے باوجود نہایت جرأت کے ساتھ اس کے اعمال پر تنقید بھی کردیا کرتے تھے۔"

جس سید عالی نسب خاندان رسالت ﷺ کا یہ عالم ہو' وہ کیا شیعہ امامیہ ہو سکتا ہے۔ سلطان فیروز شاہ آپ کا بے حد ادب واحترام کرتا۔ دربار میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے برابر بٹھاتا تھا۔ تاریخ فیروز شاہی کا مصنف سراج الدین عفیف ص ۳۳۴ پر لکھتا ہے:

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ سے آخری ملاقات کرنا

> "روایت ہے کہ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر دوسرے یا تیسرے سال بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لیے اوچہ سے فیروز آباد تشریف لاتے۔ بادشاہ اور جناب سید کے درمیان بے حد محبت تھی اور ہر دو بزرگوار اس محبت میں اضافہ کرنے کی سعی فرماتے تھے۔
>
> حضرت سید جب اوچہ سے تشریف لاتے اور فیروز آباد کے نواح میں پہنچتے تو بادشاہ مسند تک حضرت کے استقبال کو جاتا اور ملاقات کے بعد جناب ممدوح کو بے حد اعزاز کے ساتھ شہر میں لاتا۔
>
> جناب سید کبھی تو منارہ سے متصل کوشک معظم کے اندر اور کبھی شفا خانے میں اور کبھی شاہزادہ فتح خاں کے خطیرہ میں قیام فرماتے تھے۔
>
> مختصر یہ کہ جناب سید اپنے قیام گاہ سے مقررہ طریقے کے مطابق

Marfat.com

بادشاہ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور جیسے ہی کہ حضرت ممدوح محل حجاب میں پہنچ کر سلام کرتے تو بادشاہ باوجود اس عظمت و شان کے تخت گاہ پر استادہ ہو جاتا اور بے حد تواضع کے ساتھ جناب سید سے ملاقات کرتا اور اس کے بعد ہر دو بزرگ بالائے جام خانہ تشریف فرما ہوتے۔

جب حضرت سید واپس ہوتے اس وقت بھی فیروز شاہ بالائے جام خانہ تعظیم کے لیے استادہ ہوتا اور جب تک کہ حضرت ممدوح محل حجاب تک نہ پہنچتے بادشاہ اسی طرح کھڑا رہتا۔

حضرت سید' بادشاہ کو سلام کرتے اور بادشاہ جواب میں حضرت کو سلام کرتا اور جب حضرت ممدوح نظر سے غائب ہو جاتے اس وقت بادشاہ بیٹھ جاتا تھا۔

سبحان اللہ کا حسن ادب تھا جو بادشاہ جناب سید کے لیے بجالاتا تھا۔

فیروز شاہ بھی دوسرے تیسرے روز جناب سید کے قیام گاہ پر حضرت سے ملاقات کرنے کے لیے حاضر ہوتا اور ہر دو بزرگ باہم اکیجا ہو کر محبت آمیز گفتگو فرماتے تھے۔

اوچہ اور دہلی کے باشندے اپنی حاجات جناب سید کے حضور میں عرض کرتے اور حضرت سید اپنے خدام کو حکم دیتے کہ ان حاجات کو قلم بند کرلیں۔

جب بادشاہ حضرت کی ملاقات کو آتا تو جناب ممدوح وہ کاغذ فیروز شاہ کی خدمت میں پیش فرماتے اور بادشاہ اس کاغذ کو غور سے ملاحظہ فرما کر ہر حاجت مند کی اسی معروضے کے مطابق حاجت روائی کرتا چند روز کے بعد جناب سید فیروز آباد سے اوچہ روانہ ہو جاتے اور حضرت شاہ اسی طرح ایک منزل مشایعت کرتا۔

غرضکہ جناب سید اور بادشاہ کے درمیان چند سال یہ سلسلہ محبت جاری

Marfat.com

رہا اور جب جناب سید بادشاہ کی ملاقات کو تشریف لائے تو ہر مرتبہ سے کچھ زاید قیام فرمایا اور اس کے بعد اوچہ روانہ ہوئے۔

جب حضرت سید جلال بادشاہ سے رخصت ہونے لگے اور محبت آمیز گفتگو میں اپنے وطن جانے کا تذکرہ فرمایا تو بادشاہ سے کہا کہ دعاگو کا گمان یہ ہے کہ میری اور حضرت شاہ کی آخری ملاقات ہے۔

دعاگو کی عمر آخر کو پہنچ چکی اور حضرت شاہ کا سن بھی زاید ہو چکا اس سن و سال میں بادشاہ کو سیر و شکار کے لیے دہلی سے زادہ دور جانا مناسب نہیں ہے۔"

سلسلہ سہروردہ کے بزرگ سلاطین اسلامیہ سے بڑا ربط و ضبط رکھتے تھے تاکہ یہ باطل مذاہب کی طرف نہ چل پڑیں۔ جہاں بادشاہوں کو شریعت اسلامیہ اہل سنت والجماعت کے خلاف دیکھا' بے دھڑک فوراً ان کی اصلاح کی طرف دھیان دلایا۔ یہ تھی ان کی بے باکی کا عالم۔ فیروز شاہ اہل بیت رسول اور خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا بے حد ادب و احترام کرتا تھا یعنی سنّی سادات سے غیر معمولی عقیدت بھی رکھتا تھا۔ مگر برعکس اس کے جو افراد شیعی عقیدے اور خاندان علی سے تعلق رکھتے تھے' ان سے کوئی عقیدت نہیں رکھتا' نہ ان کی لکھی کتابوں کو اپنے دربار میں یا اپنے قلمرو میں دیکھنا پسند کرتا تھا بلکہ جب اس کو معلوم ہوا' ان کو جلوا دیا گیا۔ فیروز شاہ پر یہ اثر صرف اور صرف سادات سنّی کی صحبت کے سبب تھا۔

علامہ ضیاء الدین برنی التوفی ۷۵۸ھ نے اپنی "تاریخ فیروز شاہی" ص ۸۱۰ فیروز شاہ کو جو عقیدت سادات فاطمی سے تھی اس کو اس طرح لکھتا ہے:

سادات پر فیروز شاہ کی عنایات

"سلطان العصر والزمان فیروز شاہ السلطان متع اللہ المسلمین کو رسول رب العالمین کے اہل بیت کے ساتھ خلوص میں اور خاتم النبیین کے ساتھ محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اس کا یہ خلوص اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے۔ اس لیے کیا

Marfat.com

صدر صدور جہاں کے حق میں اور کیا دوسرے سادات فاطمہ کے حق میں وہ بے حد مہربانی و نوازش کرتا ہے۔ یہ خاندان سادات کے ساتھ اس کی محبت ہی کی نشانی ہے کہ خداوند خاں یعنی خداوند زادہ قوام الدین ترمذی مرحوم کو اس نے چتر' دور باش اور امارت بادشاہی عطا کی اور اس کا بھتیجا ملک سیف الملک جو رسول پاک کی اولاد میں ہے' بادشاہ جہاں پناہ کا امیر شکار ہے اور ملک السادات والامرا اشرف الملک کا جو فاطمہ الزہرا کا نور چشم اور اسد اللہ (یعنی حضرت علیؓ) کا چشم و چراغ ہے' بادشاہ اسلام کے عہد میں ایک محترم مقام رکھتا ہے اور اس کو نائب وکیل در کے عظیم عہدے پر فائز کیا گیا اور گاہ بہ گاہ عواطف خسروانہ سے اس کو نوازا جاتا ہے۔

سید السادات علاء الدین سید رسول داد کو درگاہ کے مقربوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔ سلطان فیروز شاہ کی اس پر خاص نظر عنایت ہے اور اس پر مخصوص نوازشات کی جاتی ہیں۔ کمال حسن عقیدت اور مراحم سلطانی کی وجہ سے دارالحکومت دہلی اور بلاد ممالک کے جملہ سادات کو اشغال و انعام اور اکرامات گاؤں اور زمینیں دے کر مفتخر و محترم کیا گیا ہے۔ اس طرح تمام سادات کو نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ خداوند عالم کی درازی عمر کے لیے دعا میں مشغول ہیں۔"

تاریخ کے اوراق بہانگ دہل یہ پتہ دیتے ہیں کہ جہاں کہیں شیعوں کا بس چلا شیعت کی طرف بادشاہ کا رجحان پیدا کر دیا جس کا ثبوت گول کنڈہ کی حکومت موجود ہے۔ چنداخاں جو ایک منافقانہ روپ بھر کر شاہ گول کنڈہ کے دربار میں گیا۔ اس کے بعد اس کو اپنے مذہبی پنجے دبا لیا اور حکومت کا مزاج شیعت کی طرف بدل دیا۔ اس واقعہ کو تاریخ فرشتہ نے بڑے مؤثر انداز سے لکھا۔ قاضی نوراللہ شوشتری تقیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"فقیر کے اعتقاد میں بعہد حکومت شہنشاہ عادل (اکبر اعظم) ہندوستان

Marfat.com

کے دارالحکومت میں تقیہ کرنے کا کوئی محل نہیں ہے اس لئے کہ
نصرت مذہب حق میں مجھ ایسے شخص کا قتل کر دیا جانا دین کی عزت کا
سبب ہے اور صاحب شریعت حقہ نے اجازت دی ہے کہ ایسا شخص
تقیہ نہ کرے لیکن دوسرا شخص جو اہل دین میں کوئی بلند مقام نہیں رکھتا
اور مجہول الحال ہے اور دین کی نصرف و حمایت میں معقول بات نہیں
کہہ سکتا' اس پر واجب ہے کہ تقیہ کرے[1]"

مذہب شیعہ امامیہ کے مذہبی اصول کے مطابق تقیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت رسول خدا سے لے کر ائمہ دوازدہم نے کیا ہے۔ اس بارے میں ان کی کتب مذہبی بھری پڑی ہیں تو کیا قاضی نوراللہ شوشتری کا ہی ایک مقام اعلیٰ حضرت ابراہیم تا رسول خدا ﷺ اور ائمہ دوازدہم سے زیادہ تھا۔ یہی ایک صاحب دنیا میں صاحب علم پیدا ہوئے تھے جو دین میں معقول بات کہہ سکتے۔ باقی ائمہ معصومین نے جو تقیہ کیا ہے ان سب کو جاہل اور مجہول الحال کہا جائے گا۔ قاضی نوراللہ شوشتری نے جو تھیوری من گھڑت دنیا کے سامنے پیش کی' اس سے مذہب شیعہ امامیہ کے ائمہ معصومین اور رسول خدا کی کھلی توہین معلوم ہوتی ہے۔ سلسلہ سہروردیہ کے تمام بزرگ تقیہ جیسی لغویات سے کوسوں دور رہتے تھے اور نڈر تبلیغ اہل سنت والجماعت کرتے تھے جس کی وجہ سے آج ہندوپاک میں مذہب اہل سنت والجماعت کی اکثریت نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالمجید سندھی اپنی کتاب "پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں" کے صفحہ ۴۴۸ پر سلسلہ سہروردیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت غوث بہاء الدین زکریا" نے فرقہ قرامطہ کے اثر کو ختم کرنے
کے لئے سندھ کے سومرا حکمرانوں کی طرف توجہ کی جو قرامطہ عقائد
کے قائل تھے۔ آپ کی کوشش سے سومرا خانوادہ نے قرامطہ عقائد
ترک کر دیے اور سنی عقائد اختیار کیے۔ اس طرح قرامطہ کا اثر ختم
ہو گیا۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ اسلام کی اشاعت ہوئی اور کئی

---

[1] تذکرہ مجید در احوال شہید مصنفہ سبط الحسن شیعی' آگرہ اخبار پریس آگرہ ۱۹۶۲ء

Marfat.com

غیر مسلم قبیلوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت غوث پاک زکریا نے اوچ
کے حاکم ناصر الدین قباچہ کو حق بات ان کے منہ پر کہہ دی اور سلطان
التمش سے تعلقات پیدا کر کے اس کو شریعت کی پابندی اور مسلمانوں
کے فلاح و بہبود کے لئے آمادہ کیا۔"

عہد وسطیٰ کے سنّی سلاطین نے کبھی بھی کسی شیعہ عالم دین کی مذہبی نقطے نظر سے عزت نہیں کی اور نہ ان کی قبروں پر گئے۔ البتہ سنّی سلاطین' صوفیہ کے مزار پر جاتے تھے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے تھے' چنانچہ فیروز شاہ جب کبھی دہلی سے باہر جاتا تھا پہلے دہلی کے بزرگان دین کے مزار پر حاضری دیتا تھا چنانچہ تاریخ فیروز شاہی کے مصنف عفیف الدین سراج اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۰ و ۲۵۲ پر لکھتے ہیں

دوسرا مقدمہ

فیروز شاہ کا ٹھٹھ کی جانب روانہ ہونا

نقل ہے کہ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ساعت سعید و مبارک میں ٹھٹھ کی
سمت روانہ ہو' بادشاہ نے اول ان تمام بزرگان دین کی جو جوار دہلی میں
آرام فرما ہیں' مثل شاہان عظیم الشان کے کامل اعتقاد کے ساتھ
زیارت کی۔

فیروز شاہ دین کی زیارت سے فارغ ہو کر سلاطین ماضیہ کے مزارات پر
حاضر ہوا۔

بادشاہ نے خدا کی بارگاہ میں تمام مشائخ و سلاطین کو واسطہ بنایا۔

واضح ہو کہ فیروز شاہ کا دستور تھا کہ جب کبھی شہر دہلی سے روانہ ہوتا تو
تمام مشائخ و سلاطین کے مزارات پر حاضر ہوتا اور ہر ایک سے طالب
امداد ہو کر اپنے کو ان حضرات کی پناہ میں دیتا۔

بادشاہ کو اس فعل میں اس قدر شغف تھا کہ اپنی عظمت و بزرگی کا خیال
دل میں نہ لاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ صفت اولیاء اللہ کی ہے' جیسا کہ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور یعنی جب تم کسی امر میں حیران ہو' اہل قبور سے مدد کے طلب گار ہو۔

سبحان اللہ سلطان فیروز شاہ نے چالیس سال کامل ہندوستان پر حکمرانی کی اور اس مدت حکومت میں ہر وقت و ہر آن اس قانون کا پابند رہا کہ بغیر زیارت بزرگان وحاضری مزارات اُس نے کبھی سفر نہیں کیا۔

بادشاہ جب کبھی کسی مزار پر حاضر ہوتا تو کمال اعتقاد سے قبر کی طرف بڑھتا اور بیحد تواضع وعاجزی سے پیش آکر اپنا رخسار زمین پر رکھتا۔

مورخ عفیف نے بار بار دیکھا ہے کہ جب بادشاہ سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ آستانے پر حاضر ہوا ہے تو حضرت کے مزار مبارک کے پاس یعنی امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کے بالین پر ادب کے ساتھ استادہ ہوتا تھا۔

بادشاہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے اپنا سر بیحد ادب کے ساتھ زمین تک لے جاتا اور اس کے بعد دو یا تین مقامات پر سر زمین پر رکھتا۔

فیروز شاہ خاص معتقدین کی طرح حضرت کے مزار کے قریب پہنچتا اور خوشنودی الٰہی حاصل کرنے کے لئے قبر شریف کے نزدیک پہنچ کر سر کو زمین پر رکھ دیتا۔

بادشاہ سر بزمین ہو کر اٹھتا اور تربت شریف کے متصل ادب کے ساتھ بیٹھ جاتا تھا۔

اس کے بعد بادشاہ حضرت شیخ کے مزار مبارک کے پاس نشست اختیار کرتا اور احکام شرع کے مطابق آیات قرآن پاک کی بخوبی تلاوت کرتا اور اس کے بعد قدم بڑھا کر جناب شیخ کی قبر شریف کا غلاف پکڑ کر اپنے حاجات بیان کرتا۔ فیروز شاہ زیارت سے فارغ ہو کر کچھ مدت تک وہاں قیام کرتا اور روضے کے تمام مردگاں کے نام پر

Marfat.com

فاتحہ پڑھتا۔

زیارت سے فارغ ہو کر ہر مقبرے کے لئے جو رقم نذر مقرر تھی' ان کو کڑھوں میں رکھ کر عمال بیت المال لاتے اور فقراء و مساکین کو تقسیم کرنے کے لئے بادشاہ کے روبرو ہر مقبرے کے متولی کے سپرد کرتے تھے۔

بادشاہ اس جود و سخا کے باوجود ان فقراء و مساکین کی تسلی کے لئے ملوک دربار میں سے ایک شخص کو مقرر فرماتا جو متولیان مقبرہ کے قریب کھڑا رہ کر رقم تقسیم کراتا تھا۔

مورخ کے والد اور اس کے چچا بارہا اس خدمت پر مقرر فرمائے جا چکے ہیں اور بعض مقابر میں اس قسم کی خدمت انجام دے چکے ہیں۔ غرضکہ فیروز شاہ اس طریقے پر مشائخ و علماء کی زیارت کرتا اور واپس آتا تھا۔

سبحان اللہ یہ تمام امور عطیہ الٰہی و بخشش ربانی میں داخل ہیں وگرنہ آدمی زادے سے جو خاک و باد کی ایک حقیر مخلوق ہے' ان عمدہ طریقوں پر یہ حسنات کیونکر انجام پا سکتے ہیں۔ واضح ہو کہ سلطان فیروز شاہ حضرت شیخ الاسلام شیخ علاءالدین نبیرہ حضرت شیخ فریدالدین اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا۔

بادشاہ نے اپنے تمام عہد حکومت میں اولیائے کرام کی متابعت کی چنانچہ آخر زمانے میں حلق بھی کیا۔ بادشاہ نے ہر وقت اولیا کی پیروی کی اور ان کی محبت کا دم بھرتا رہا اور چالیس سال کامل انھیں بزرگان دین کی پیروی میں حکومت کی۔

فیروز شاہ سفر سے قبل تمام مشائخ و اولیاء کی خدمت حاضر ہوتا تھا جیسا کہ مورخ عفیف مقامات قبل میں ہدیہ ناظرین کر چکا ہے۔

مختصر یہ کہ بادشاہ نے ۷۷۶ھ میں بہرائچ کا سفر کیا اور شہر میں پہنچ کر بندگی سید سالار مسعود کے آستانہ پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی سعادت

Marfat.com

حاصل کی۔
بادشاہ نے بہرائچ میں چند روز قیام کیا اور اتفاق سے ایک شب حضرت سید سالار کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔
سید سالار نے فیروز شاہ کو دیکھ کر اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا یعنی اس امر کا اشارہ کیا کہ اب پیری کا زمانہ آ گیا ہے' بہتر ہے کہ اب آخرت کا سامان کیا جائے اور اپنی ہستی کو یاد رکھا جائے۔
صبح کو بادشاہ نے حلق کیا اور فیروز شاہ کی محبت و اتباع میں اس روز اکثر خانان و ملوک نے سر منڈایا۔
حقیقت یہ ہے کہ محبت و دل بستگی کے آئین بھی عجیب و غریب ہیں۔
واضح ہو کہ جس زمانے میں ہمارے سرور عالم ﷺ خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ محلقین رئوسھم حلق فرمایا تو تمام صحابہ کرام نے پیغمبر خدا ﷺ کی محبت و اتباع میں اپنے سر منڈا دیے' اسی طرح فیروز شاہ کے حلق کرنے میں تمام امراء نے بھی بادشاہ کی پیروی کی۔
سبحان اللہ چونکہ بادشاہ کے قلب میں علماء و اولیا کی محبت جاگزیں تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس کی پیشانی پر انوار ولایت کو روشن و آشکار فرما دیا۔
بادشاہ کا چہرہ ہمیشہ انوار ولایت سے تابان و درخشاں رہتا تھا اور حلق کرنے کے بعد تو فیروز شاہ از سر تا پا ایک بزرگ صاحب سجادہ نظر آتا تھا۔
ظاہر ہے کہ بادشاہ کو یہ تمام برکات علماء و مشائخ کی محبت و پیروی سے حاصل ہوئے۔
غرض کہ فیروز شاہ نے حلق فرمانے کے بعد تمام وہ امور جو غیر مشروع و مکروہ تھے' اپنے ملک سے دور کیے یہاں تک کہ بادشاہ نے تمام نامشروع محاصل کو یک قلم بند کر دیا۔"
حضرت مخدوم جلال الدین جہانیان جہاں گشت صاحب تصانیف کثیرہ ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ ان کی لکھی کتابوں میں ان کے عقائد موجود ہیں۔ ان کے بارے میں تقیہ بتلانا' گویا کہ اہل سنت والجماعت کے بزرگوں پر کھلا بہتان ہے اور ان کی کھلی توہین ہے۔ خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو صوفیہ کرام کے مذہب پر بہتان تراشے' تصوف اور صوفیہ کے رد میں جو کتب علماء شیعہ امامیہ کی طرف سے عالم وجود میں آئی ہیں ان کے حوالے اس کتاب میں پہلے دے چکا ہوں۔ علماء شیعہ امامیہ خاندان چشتیہ سہروردیہ غرض کہ تمام صوفیہ کو کافر زندیق کہا ہے۔ ان کے نظریات پہلے لکھ چکا ہوں' وہاں مطالعہ کریں۔ حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت کے پیر و اول خواجہ خواجگاں خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ہیں ان کے بارے میں جو عقائد علماء شیعہ امامیہ بیان کے ہیں' پہلے آپ مطالعہ کر چکے ہیں' یہاں مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت سیدنا سرکار مخدوم جہانیان جہاں گشت سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے کافی سفر کیے۔ چنانچہ آپ نے بعض ان مقامات کی بھی سیر کی ہے جہاں روافض کے گڑھ اور بے باک شیعہ امامیہ رہتے تھے' ان کو آپ روافض کہہ کر یعنی حقارت سے یاد کرتے ہیں۔ اگر شاہ مخدوم رحمتہ اللہ علیہ شیعہ ہوتے تو کیوں اس ظالم بادشاہ فیروز شاہ کے قلم رو میں اپنی زندگی تقیہ کی حالت میں گزارتے۔ حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کے سفر نامہ کا ایک واقعہ محمد ایوب قادری بدایونی اپنی کتاب "حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت" صفحہ ۹۲ پر نقل فرماتے ہیں:

> ایک موقع پر پاؤں کا مسح کرنے کے بیان میں فرمایا کہ روافض وضو میں پاؤں نہیں دھوتے ہیں' مسح کرتے ہیں۔ سنت وجماعت کو نصرت ہے دشواری نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ تین شہر روافض سے بھرے ہوئے ہیں' اس میں اہل سنت نادر ہیں ایک لحسہ دوسرا قطیف' تیسرا بحرین۔ حضرت مخدوم نے بحرین و قطیب کی بھی سیاحت کی۔ بحرین بہت خوبصورت اور پر از باغات شہر تھا۔ اسی طرح قطیف میں بھی کھجوروں کے بہت سے درخت تھے۔ مخدوم نے لحسہ کے بیان کے ساتھ ساتھ ان دونوں شہروں کا بھی ذکر کیا ہے کہ قطیب سمندر کے

Marfat.com

کنارے ہے اور بحرین سمندر کے درمیان خوبصورت جزیرہ ہے اور تینوں شہروں کا حاکم ہرمز بادشاہ ہے۔ بادشاہ سنّی مذہب ہے اور یہاں کے مقطع بھی سنّی ہوتا ہے اور یہاں کے لوگ حضرت علی کو دیگر صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں اور اہل بدعت ہیں۔ ابن بطوطہ نے بھی قطیف کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہاں کے عربوں کے گروہ رہتے ہیں جن کا مذہب رافضیہ غلاہ ہے اپنے رفض کا علانیہ اظہار کرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے۔ ان کا موذن اپنی اذان میں اشہاد تین کے بعد **اشهد ان عليا ولي الله** اور **حي على خير العمل** اور تکبیر کے بعد کہتا ہے **محمد و علي خير البشر من خالفهما فقد كفر.**

اس شہادت کے ملنے کے بعد یہ اظہر من الشمس ہے کہ سید حسن شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کے عہد میں یہ شیعہ ملک موجود تھا جہاں کھلے شیعہ موجود تھے۔ پھر کیا وجہ ہوئی کہ اپنے پرامن زندگی کو برباد کر کے فیروز شاہ جیسے سنّی متعصب ظالم' بقول شیعہ ہوں مورخین کے عہد یا اس سے پہلے سنّی حکومتوں میں یہ گروہ کے گروہ وارد ہندوستان ہوئے۔ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ ہندوستان میں سنّی حکومت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ راسخ العقیدہ سنّی المذہب تھے۔ جس کی وجہ سے شیعی ملک میں رہنا پسند نہیں کیا۔ ادھر ساتویں صدی ہجری میں بغداد شریف میں شیعہ امامیہ کے افراد چنگیزی حملہ سے خوش تھے۔ بغداد ان کے لیے جائے امن بن گیا تھا۔ چنگیز خاں نے بغداد کی ۲۰ لاکھ آبادی میں سے ۱۶ لاکھ سنّی علماء و فضلا صوفیہ کو قتل کر دیا تھا۔ کچھ سنّی علماء و فضلا' صوفیہ کے گروہ کے گروہ اپنی جان بچا کر ہندوستان آئے۔ امیر المومنین مستعصم باللہ متوفی ۲۰ر محرم ۶۵۱ مطابق ۷ ۲ر جنوری ۱۲۵۸ء کی حکومت اس کے وزیر علقمی شیعی نے تباہ و برباد کرا دی۔

چنگیزی حملہ کی روئیداد طبقات ناصری کے مورخ حافظ ابو عمر و منہاج الدین عثمان المعروف بہ منہاج متوفی ۶۵۸ھ جو اس حملے کے وقت بقید حیات تھے' اس مستعصم باللہ کے وزیر علقمی شیعی کو رافضی ملعون جیسے الفاظ اپنی تاریخ کے جلد دوم ص

Marfat.com

۲۴۶-۳۵۵ لکھتے ہیں :

"ملعون رافضی وزیر"

اس وزیر کی موت کے بارے میں منہاج صاحب جلد دوم ص ۲۵۶ پر لکھتے ہیں (ترجمہ اردو غلام رسول مہر پاکستان)

"جب ہلاکو بغداد کے کام اور مسلمانوں کے قتل سے فارغ ہوا تو وزیر سے پوچھا تجھے جو دولت و عزت واقتدار ملے تھے تو کہاں سے ملے تھے' وزیر نے جواب دیا مرکز خلافت سے۔ ہلاکو نے کہا جب تو نے اپنے منعموں کی نعمت کے حق کا کوئی پاس و لحاظ نہ کیا تو میری خدمت کے لائق کیونکر ہو سکتا ہے۔ حکم دے دیا کہ اسے دوزخ میں بھیج دیا جائے۔"

سنّی علماء صوفیہ پر ایک قیامت آئی تھی جس کی وجہ سے یہ گروہ سنّی المذہب اپنے دین و جان کو بچانے کی غرض سے ہندوستان آیا۔ اپنے مذہب سنّی کے قانون پر چین سے زندگی گذارنے لگا اور یہاں انہوں نے سنّی المذہب کی نشر و اشاعت میں اپنے تن من کی بازی لگا کر ہندوستان کو اسلام کے نور سے جگمگا دیا ہے۔ جس کی شہادت انگریز مورخ نے بھی دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مسٹر آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام کا مطالعہ کریں۔ کہ ان سہروردی اور چشتیہ سلسلہ کے بزرگوں نے سنّی المذہب کی کس طرح اشاعت کی ہے۔ بعض جاہل شیعہ یہ لکھتے ہیں کہ خواجہ معین الدین چشتی بھی شیعہ تھے۔ ان کے بارے میں جواب یہ ہے کہ پرتھوی راج کی حکومت میں وارد ہند ہوئے۔ اس وقت یہاں کس ظالم سنّی کی حکومت تھی جس کی وجہ سے انہوں نے تقیہ کیا۔ جو شیعہ افراد خواجہ غریب نواز کو شیعہ کہتے ہیں ان کا دماغ خراب ہے اور پاگل ہیں اور مکار ہیں۔ بعض حضرات نے ایک رباعی بھی خواجہ سے منسوب کر رکھی ہے ملاحظہ ہو:

شاہ است حسین بادشاہ ست حسین   دین ست حسین دیں پناہ ست حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید   حقا کہ بنائے لا الہ ست حسین

اس دیوان کے ایک رباعی سے توہین انبیاء بھی ہوتی ہے۔

کارے کہ حسین اختیار کردی   در گلشن مصطفٰے بہار کردی

Marfat.com

از ہیچ پیمبراں نباید ایں کار واللہ اے حسین کارے کردی

اس آخری مصرعے میں کھلی توہین انبیاء کرام اور غیر نبی کا تقابل ذات شریف انبیاء کرام سے ہے جو کسی بھی حالت میں اچھا نہیں ہے۔ ایک معمولی درجے کا صحابی بھی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے کام کو نبی کے کام سے تقابل کیا جا سکتا ہے جس سے ان کی تذلیل ہوتی ہو۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تقویٰ اور پرہیزگاری میں بے مثل ہے جس کی نظیر طبقۂ صوفیہ میں مشکل سے ملے گی۔ اور وہ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے محققین نے اس دیوان کو سرکار غریب نواز کا جعلی دیوان بتلایا ہے۔ مثلاً مولانا سید مناظر حسن گیلانی۔ "ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت" جلد اول ص ۱۰۶ پر لکھتے ہیں:

> "ملا معین ہروی جو اپنی کتاب معارج النبوۃ کی وجہ سے خاص طور پر مشہور ہیں بلکہ ان ہی کے دیوان کو مطبع نول کشور لکھنؤ نے حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ کے نام سے شائع کر دیا۔"

پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۱۲۶ پر نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے شجرہ کے مشائخ میں سے کسی شیخ نے کوئی تصنیف نہیں کی ہے۔

اس دیون کے جعلی ہونے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ عہد وسطیٰ کے دو اہم خاندان چشتیہ کے دستور العمل فوائد الفواد۔ اور سیر الاولیاء جیسی معتبر کتب میں دور دور تک اس دیوان کا پتہ نہیں چلتا۔ فوائد الفواد میں حضرت محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کافی بزرگوں کی تصانیف کا ذکر ضمناً فرماتے ہیں مگر اسی دیوان کا نام و نشان بھی نہیں ہے جب کہ انہوں نے بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت بھی پایا تھا۔ ان کے پاس کچھ تو خواجہ کے اشعار ہوتے جن کا کبھی نہ کبھی تو تذکرہ کرتے مگر نام کو بھی ان کا ذکر نہیں ملتا۔ اب میں ہند اور پاک کے ایک بڑے محقق ماہرین لسانیات عربی فارسی شری پدم ایوارڈ یافتہ جناب ڈاکٹر امیر حسن عابدی

Marfat.com

شیعی امامیہ اثنا عشری صدر شعبہ عربی۔ فارسی۔ دہلی یونیورسٹی دہلی دیوان غریب نوازؒ کے متعلق رام پور رضا لائبریری رام پور یوپی کے جرنل نمبر ۳ مطبوعہ ۱۹۹۶ء صفحہ ۲۵ پر جو تحقیق ہے قارئین اسے ملاحظہ فرمائیں۔

وہ اس دیوان کے متعلق لکھتے ہیں:

> "مطبع نول کشور کی طرف سے شائع شدہ دیوان حضرت معین الدین اجمیری اور دیوان حضرت قطب الدین اولیاء بھی ان بزرگوں کا نہیں ہے بلکہ پہلا تو قطعاً معین مسکیں واعظ ہروی کا ہے۔"

مذہب شیعہ کے قبلہ و کعبہ و شہید رابع مرزا محمد بن مرزا عنایت احمد دہلوی اپنی مؤلفہ کتاب نزہۃ اثنا عشریہ جلد نہم ص ۷ ۴ پر خواجہ غریب نوازؒ کو صاف اور صریح طور پر سنّی لکھتا ہے۔

> "مشائخ چشتیہ اہل سنت کے مکمل اولیاء کرام سے تھے مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ فرید الدین گنج شکر اور سلطان المشائخ نظام الدین۔" (ہدیہ اثنا عشریہ ترجمہ نزہۃ اثنا عشریہ ص ۴۷)

جو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ شیعہ صوفیہ کرام کو اچھا کہتے ہیں، وہ دھوکے میں ہیں۔ شیعہ تقیہ کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں سے وسیع تعلقات کرکے اپنے پاس بٹھائیں اور ان کا مذہب اسلام ترک کرا کر مذہب شیعہ اختیار کرادیں۔ تقیہ کے معنی ہیں کہ جھوٹ اتنا بولا جائے کہ سچ کے مطابق ہو جائے اور ہم پر اعتماد ہو۔ یہی مذہب شیعہ کی اصل اور ان کے اصول دین میں سے ایک بڑا اصول دین ہے۔ ملا محمد باقر مجلسی و دیگر علماء شیعہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ تقیہ میں نو حصے دین ہے اور ایک حصہ دین اور چیزوں میں ہے۔ اب میں مسلمانوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ شیعوں کے اس فریب میں ہرگز نہ آئیں اور ان کو دشمن اسلام سمجھیں۔ جو شیعہ امامیہ طبقہ صوفیہ کو تقیہ میں شیعہ کہتا ہے وہ صرف اہل سنت والجماعت کی توہین کرنے پر آمادہ ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ ہم اولاد شاہ ولایتؒ کی اس شیعہ اولاد کو کھلی دعوت دیتے ہیں جو شاہ ولایتؒ کو شیعہ امامیہ کے زمرہ میں شامل کرنے میں درپے آزار ہیں۔

Marfat.com

وہ پروفیسر محمد ایوب قادری بدایونی کی مؤلفہ کتاب مخدوم جہانیانِ جہاں گشت" کا مطالعہ کریں تاکہ آپ سمجھ سکیں کہ یہ شیعہ امامیہ تھے یا سنّی المذہب حنفی حضرت مخدوم جلال الدین جہانیانِ جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ پکے راسخ العقیدہ حنفی سنّی تھے۔ آپ نے جن لوگوں اور قبیلوں کو مسلمان کیا ان میں سے کچھ کی تفصیل محمد ایوب قادری اپنی اسی تالیف کے ۱۶۲-۱۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ محمد اکرام نے اپنی کتاب آب کوثر میں مغربی پنجاب اور سندھ میں اشاعت اسلام اور صوفیائے کرام کی تبلیغی کوششوں کا جائزہ لیا ہے۔"

وہ لکھتے ہیں[1]

"مغربی پنجاب کے جن قبیلوں نے آپ (حضرت مخدوم جہانیاں) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' بہاولپور کے سرکاری گزیٹر میں ان کی فہرست درج ہے۔ اِن قبیلوں کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے اور ان میں کھرل راجپوتوں کا مشہور اور عجا قبیلہ بھی شامل ہے' آپ کا فیض ہندستان کے سب علاقوں میں پھیلا ہوا تھا۔"

شیخ محمد اکرام صاحب میک لیگن مرتب گزیٹر ملتان کی رائے نقل فرماتے ہیں کہ راجپوتوں میں سیال ایک مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ ملتان' منٹگری' جھنگ (سیالاں) میں کثرت سے آباد تھے۔ یہ قبیلہ حضرت بابا فرید گنج شکر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔ نون (راجپوت) مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے[2] یہی انگریز مورخ کھرل راجپوتوں کی نسبت لکھتا ہے کہ ان کا مورث اعلیٰ راجہ کرن ہستنا پور کا راجا تھا۔ اس کے ایک جانشین بھوپا نے ہستناپور چھوڑ کر اوچ میں سکونت اختیار کی اور یہاں بھوپا اور اس کے بیٹے کھرل نے حضرت مخدوم جہانیاں کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' اُچہ سے یہ قبیلہ بڑھتے بڑھتے دریائے راوی کے دونوں طرف پھیل گیا۔

---

[1] آب کوثر از شیخ محمد اکرام صفحہ ۳۱۸ [2] آب کوثر صفحہ ۳۲۵

Marfat.com

حضرت مخدوم کسی شخص کے اسلام لانے کے بعد اس کی با حسن وجوہ تربیت فرماتے تھے یہاں تک کہ اس شخص کا قبیلہ یا پوری قوم مسلمان ہو جاتی تھی' عبداللہ گجراتی کے متعلق بیان ہے کہ یہ شخص زنّار دار تھا اور حضرت مخدوم کے دست حق پرست پر مسلمان ہوا تھا۔ جماعت خانہ میں رہتا تھا۔ کلام اللہ حفظ کیا اور تمام احکامِ شریعت سیکھے۔ حج کی سعادت سے مشرف ہوا۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اجازت لے کر اپنے گھر والوں اور قوم کو مسلمان کرنے گیا اور اس میں اس کو کامیابی نصیب ہوئی۔[1] یہ شیخ عبداللہ اوچ ہی میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ان کے خاندان کو حضرت مخدوم کے خاندان سے ایک خاص تعلق رہا' اوچ میں صرف دو ایسے خاندان ہیں جن میں سے حضرت مخدوم کی خانقاہ کے مجاور مقرر ہوئے ہیں' ان میں سے ایک خاندان عبداللہ کا ہے۔ آج کل اس خاندان کا نمائندہ خلیفہ غلام محمد بن غلام حسین ہے۔

"شیخ عبداللہ کی طرح حضرت مخدوم نے ایک اور شخص کو مسلمان کر کے عبدالسلام نام رکھا اور اس کے حق میں دعا فرمائی کہ یہ مثل عبداللہ کے ہو۔[2] ایک مرتبہ ایک شخص قبول اسلام کی نیت سے حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوا' حضرت مخدوم نے اس کو اسلام سے مشرف کیا اور اس کو نیا لباس مرحمت فرمایا غسل کرایا اور اپنے ایک دوست کے سپرد کیا کہ وہ اس کو قرآنی آیات سکھا دے تاکہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق نماز درست ہو جائے۔[3]

حضرت مخدوم تبلیغ اسلام کا ہر وقت خیال رکھتے۔ دہلی کے قیام میں ایک روز حضرت کے پیٹ میں کچھ تکلیف ہوئی' کوتوال کی طرف سے

---

[1] الدرالمنظوم ص ۳۱-۳۲ [2] الدرالمنظوم ص ۳۱ [3] ایضاً ص ۳۸۵ تا ۳۸۶

Marfat.com

ایک ہندو طبیب دوا لے کر حاضر ہوا۔ حضرت مخدوم نے اس کی آمد پر اظہار مسرت کیا اور دعا فرمائی کہ خدائے تعالیٰ اسے اسلام سے مشرف فرمائے۔[1]

حضرت مخدوم نے سلطان فیروز شاہ تغلق سے سنبل ترانیر کی ایک عورت کا ذکر کیا کہ وہ پہلے ہندو تھی۔ حضرت کے دست حق پرست پر مسلمان اور مرید ہوئی۔ اس کی برکت سے اس کا شوہر اور اس کے دوسرے متبعین بھی مسلمان ہو گئے' اب وہ سخت ریاضت و مجاہدہ کرتی ہے اور رات کو بالکل نہیں سوتی' اس عورت کا ارادہ اوچ جانے کا بھی ہے۔[2]

حضرت مخدوم کے تبلیغ اسلام کے متعلق دو روایتیں اور ملی ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ ہندوؤں کے مشہور تیر تھ ہردوار (یو۔پی) کے پاس ایک قصبہ جوالاپور ہے' وہاں راجپوتوں کا ایک مقتدر قدیم خاندان آباد ہے جس کا خاندانی لقب راؤ ہے۔ اس خاندان کے ایک ذی علم بزرگ راؤ محمد صدیق کے بیان کے مطابق یہ خاندانی روایت ہے کہ راجپوتوں کا یہ خاندان حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوا تھا۔[3]

طبقہ صوفیہ کی تصانیف کے بارے میں ایک نکتہ اور یاد رکھیں۔ انہوں نے اپنی لکھی کتابوں میں کسی بھی شیعہ کتاب کا حوالہ تو درکنار اشارہ تک نہیں کیا' نہ ان کی لکھی کتابوں سے یہ طبقہ واقف ہے۔"

اور ان کی لکھی کتابوں میں ابوبصیر زرّاہ جیسے راوی جن کا ذکر مذہب شیعہ امامیہ کی کتب میں موجود ہے' ایک روایت بھی ان سے نقل نہیں فرمائی نہ ان کی کتب مذہبی

---

1. الدرالمنظوم صفحہ ۱۳۵ 2. ایضاً ص ۱۹۱۔۸۰۷۔۸۰۸
3. مکتوب مولوی سبطین احمد بدایونی بنام راقم مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۶۰ء نیز ملاحظہ ہو "بنیات" کراچی' اکتوبر ۱۹۶۳ء

Marfat.com

سے یہ طبقہ استفادہ کرتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے ان کی کتابوں کو اپنے گھروں میں رکھنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت نور اللہ مرقدہٗ نے کافی کتب علم تصوف میں لکھی ہیں۔ ایک کتاب میں بھی اصول کافی جو ۳۲۹ھ کے درمیان لکھی گئی ہے اس کا نام تک نہیں' بخلاف اس کے فقہ حنفی کی کتب اور صحاح ستہ کی روایتوں پر اعتماد کرتے ہوئے روایت کو نقل کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ قاضی نور اللہ شوشتری نے جن صوفیہ عظام کا مذہب تقیہ میں ہونے کا ذکر کیا ہے' یہ صرف ان کی بکواس اور پرلے درجے کی دھوکے بازی کا طریقہ کار ہے۔ خاندان علی کرم اللہ وجہہ کی وہ اولاد عظام جو جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوتی ہے اس سے محبت واخوت کرنا اہل سنت والجماعت کا عین ایمان ہے۔ اس محبت سے کوئی سنی بزرگ رافضی تسلیم نہیں ہوسکتا' جب تک کہ کل صحابہ کرام سوائے تین کے سب کو کافر و منافق نہ سمجھ لے۔ اسی کو تولا اور تبرا کہتے ہیں۔ طبقہ صوفیہ شہدائے کربلا جناب امام حسین علیہ السلام کی یاد مناتے ہیں اور غم زدہ ہوتے ہیں کیا یہ عاشورہ محرم کو وہ زیارت پڑھتے ہیں جس میں خلفاء ثلاثہ پر کھلا تبرا موجود ہے۔ دیکھو مذہب شیعہ کی فقہی کتاب تحفۃ العوام کا وہ باب جو عاشورہ محرم سے متعلق ہے۔

رسالہ "اصلاح" جو مطبع کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار سے نکلتا ہے' اس کے ایڈیٹر مولانا اظہار الحسنین صدر الافاضل واعظ مدرسہ الواعظین جو مذہب شیعہ امامیہ کے عالم دین تھے' انہوں نے جناب سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کی ہجو میں ایک کتاب بنام "جناب شیخ جیلانی" لکھی۔

عجیب تماشہ ہے کبھی صوفیہ کرام کو شیعہ بتلایا جاتا ہے اور کبھی ان کو دشمن اہل بیت تصور کیا جاتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان صوفیہ کرام کو شیعہ کہہ کر مذہب اسلام کی توہین کرنا مقصود ہے۔ "شیخ جیلانی" کا مصنف ص ۲۸ پر لکھتا ہے:

"درحقیقت جتنے اولیاء بنائے گئے ہیں ان کی غرض یہ تھی کہ زمانہ کو معرفت امام زمانہ سے محروم رکھیں کیونکہ خلافت پر تو بنی عباس کا

Marfat.com

قبضہ تھا‘ رہ گئے علوم ظاہری‘ اس کے لیے ابو حنیفہ وغیرہ قائم کیے گئے
کہ دین کے مسائل ان سے دریافت کرو مگر ائمہ اطہار کے علوم اور
خوارق عادات و معجزات و کرامات ایسے تھے کہ سب کی گردنیں خم
ہو جاتیں اور تسلیم کرنا پڑتا کہ علوم خیر المرسلین کے یہی وارث ہیں۔
اسی مرجعیت کے مٹانے کے لیے ایسے شعبدہ باز اور ساحر مقرر کیے گئے
کہ روز مرہ نئے کرتب دکھایا کریں اور خلائق کی مرجعیت کو ان حضرت
کی طرف سے روکیں‘ ابتداء میں جتنے صوفی تھے پکے دشمن اہل بیت
تھے۔"

آج کے دور میں خانقاہوں میں شیعت خوب کام کر رہی خصوصا چشتیہ درگاہوں میں۔ چشتیہ سلسلہ کے بزرگ خوب سمجھ لیں کہ ان دشمنان صوفیہ کے عقائد کی طرف میلان کرنا‘ اپنے روحانی ورثہ کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ دنیا تو خوب ملے گی مگر آخرت میں صفایا ہو گا۔ خاندان چشتیہ کے افراد خوب سمجھ لیں کہ یہ شیعہ امامیہ حضرات‘ سیدنا حضرت سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کے سامنے خوب تعریف و توصیف کریں گے مگر ان کے دلوں میں بغض صوفیہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے چنانچہ مصنف کتاب "شیخ جیلانی" سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ توہین آمیز جملے اس کے ص ۹۶ پر لکھتا ہے:

"کوئی غوث اعظم کو اپنا وسیلہ بناتا ہے کوئی پیر احمیری کو‘ کوئی کسی
دوسرے تیسرے کو جس سے اور بھی خداوند عالم کے غضب کے
مستوجب ہوتے ہیں۔"

علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی المتوفی ۱۱۱۱ھ عین الحیات کے صفحہ ۶۷۶ پر لکھتے ہیں:

"اہل بدعت لوگوں یعنی صوفیہ کے اوراد و وظائف سے پرہیز لازم
ہے"

یہ ہے شیعوں کی طبقہ صوفیہ کے زبردست بزرگ سے محبت اللہ تعالیٰ خانقاہی لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے جو شیعت سے دور رہیں۔ ہندوستان میں خاندان چشتیہ

Marfat.com

کے بزرگوں نے یہاں سنّی المذہب کی تبلیغ کر کے اسلام کے دامن کو نور سے بھرا۔ یہ تمام بزرگ' اہل بدعت یعنی روافض سے برابر پرہیز کرتے تھے مگر آج ان کی خانقاہوں میں شیعت کا زہر پھیل رہا ہے۔ ۱۰ محرم عاشورہ کے روز ان درگاہوں میں شہادت امام حسین ہوتا ہے شیعی روایتیں اور شیعی مراثی پڑھے جاتے ہیں جو میر انیس کے مرثیے ہیں۔ میر انیس نے سیدنا عمر فاروق اعظم کو اپنے مرثیوں میں کافر لکھا ہے' جس کا حوالہ میں دے چکا ہوں۔ اللہ کے واسطے خاندان چشتیہ کے اعلیٰ ترین اکابر کے عقائد کا احترام کریں جس سے ان کی روح کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت سیدنا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش مبارک ۷۰۷ھ' وصال مبارک ۸۰۸ھ کل عمر شریف ایک سو ایک سال۔ آپ ہندوستان کے عظیم ترین اکابرین طبقہ صوفیہ میں سے ہیں۔ درجہ ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب آل سمنان سے متعلق ہے۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی سید ابراہیم تھا۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر کے اپنے سینے کو قرآن پاک کے نور سے منور کیا۔ چودہ سال کی عمر شریف میں علم حدیث اور فقہ سے فراغت حاصل کی۔ خاندان چشتیہ میں بنگالہ کے مشہور و معروف بزرگ جناب علاء الحق نظامی چشتی سے بیعت ہوئے۔ اس کے بعد منزل سلوک طے کیں جس سے آپ کا سینہ مبارک علم معرفت الٰہی سے جگمگا اٹھا۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو جہانگیر کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کا مزار شریف کچھوچھہ ' ضلع فیض آباد۔ یوپی میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے نام سے جنات بھاگ جاتے ہیں۔ آپ کے ملفوظات کو آپ کے مرید جناب نظام یمنی سے لطائف اشرفی کے نام سے جمع کیے ہیں۔ یہ ملفوظات زبان فارسی میں کئی سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ اب اس کا ترجمہ اردو ہو چکا ہے۔

قاضی نور اللہ شوشتری م ۱۰۱۹ھ نے اپنے تجاہل عارفانہ سے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو زمرہ شیعت میں شامل کیا ہے۔ آپ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی م

Marfat.com

۸ ۱۳۲ھ رحمۃ اللہ کے فلسفہ وحدت الوجود کے زبردست حامی تھے۔ منکرین فلسفہ وحدت الوجود کو اپنے تبحر علمی سے قائل کر دیتے تھے۔

فلسفہ وحدت الوجود کے قائلین کو بالاجماع علماء شیعہ مجتہدین کا فرد مشرک سے زیادہ نجس جانتے ہیں' جیسا کہ میں ان کے علماء شیعہ امامیہ کے خیالات اس سلسلے میں پہلے نقل کر آیا ہوں۔ بعض بے وقوف شیعوں نے آپ کے شیعہ ہونے کی یہ دلیل دی ہے کہ آپ محبِ اہل بیت تھے اور آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تعریف دیگر خلفاء ثلاثہ سے زیادہ کی ہے جس کو لوگ تفضیلیہ کہتے ہیں۔ مگر علماء شیعہ نے ایسے افراد کو شیعہ نہیں جانا ہے۔ فرقہ تفضیلیہ کے متعلق مولانا نواب امداد امام شیعی علیہ ماعلیہ[1] اپنی مصنفہ کتاب مصباح الظلم وایضاح المبہم کے ص ۱۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

> "مذہب تفضیلیہ کے پابند وہ حضرات اہل سنت ہیں جن پر پورے طور پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ ازیں سو راندہ واز ماندہ۔ شیعہ تو ان کو شیعہ نہیں کہہ سکتے۔ سنی بھی انہیں سنی کہنے سے بیزار معلوم ہوتے ہیں۔ حضرات تفضیلیہ حضرت علی کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پر فضیلت دیتے ہیں۔ یعنی علی کو افضل اور شیخین کو مفضول جانتے ہیں۔ اس عقیدہ کے ساتھ شیعوں کی طرح یہ حضرات جیسا کہ اوپر مذکورہ ہو چکا پنجتن پاک اور چہاردہ معصوم کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مذہب ایک نہایت کمزور مذہب ہے۔ اہل واقفیت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ مذہب تشیع اور مذہب تسنن اپنے اپنے طور پر پابند اصول ہیں' مگر مذہب تفضیلیہ کسی اصول کا پابند نظر نہیں آتا۔"

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر نور اللہ مرقدہ نے فضائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ ضرور نقل فرمائے ہیں' مگر وہ خلفاء ثلاثہ کے فضائل بھی کم نہیں بیان

---

[1] مولوی امداد امام نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے علیہ ماعلیہ تحریر فرمایا ہے۔ مولانا کا یہ قرضہ ادا کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

فرماتے۔ آپ کے ملفوظات 'لطائف اشرفی میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل اس قدر ہیں کہ بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ مگر وہ اصول شیعہ کے مسئلہ تولا تبرا کے اس طرح قائل نہیں ہیں جس طرح شیعہ امامیہ ہیں۔ تولا اور تبرے کی جو شرح آپ نے لطائف اشرفی جلد چھ ص ۲۰۶ ترجمہ اردو میں فرمائی ہے' اس کو ملاحظہ کریں۔

> "تبرا اور تولا دو مفید صفت ہیں جن سے اسلام کا وجود قائم ہے نہ کہ اس معنیٰ میں لوگ جس کا یقین کرتے ہیں بلکہ تبرا سے مراد بندے کا باطل سے منہ موڑنا۔ اور تولا سے مراد حق کی طرف رخ کرنا ہے اور باطل وہ ہے جو لوگ حق کے ساتھ کفر کرتے ہیں طریق نبی کی مخالفت میں' اور حق وہ ہے جو لوگ اللہ و رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اوامر و نواہی میں تحریف نہیں کرتے۔ تولا و تبرا کا حاصل یہی ہے نہ کہ وہ جو روافض حضرت علی کی دوسرے صحابہ پر فضیلت ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت علی حق پر تھے اور دوسرے صحابہ باطل پر۔ اور یہ جھگڑا اس کے باوجود ہے جو کہ صحابہ کی شان میں آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا حدیث میں ہے۔ میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں جس کی بھی اقتدا کرو گے' ہدایت پاؤ گے۔ اس فقیر نے بعض روافض کو دیکھا کہ حضرت علی کی محبت میں انتہائی غلو کرتے ہیں اور اپنی جہالت پر اصرار کرتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا خیال ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے افضل و اکمل ہیں اور دوسروں سے ترجیح و تفضیل کے زیادہ مستحق ہیں۔" (لطائف اشرفی جلد ۶ ص ۲۰۶ ترجمہ اردو)

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نور اللہ مرقدہ مذہب شیعہ امامیہ کو لفظ روافض لکھتے ہیں اور باطل مذاہب میں اس کا شمار کرتے ہیں۔ آپ کے روابط سلاطین شرقی سے کافی تھے' ان کی بھی آپ اصلاح فرماتے تھے اور ان سلاطین اسلام کو شریعت سے ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہیں دیتے تھے۔ اگر طبقہ صوفیہ کا عمیق مطالعہ

Marfat.com

کیا جائے تو انہوں نے ہی مذہب شیعہ امامیہ کو باطل سمجھ کر ان کی تبلیغ کو روکا ہے' اس بطلان کو آگے بڑھنے نہیں دیا۔ عوام کا رجحان ان سے ہٹایا ہے اور اپنے بزرگوں کی طرف لگایا ہے۔ حضرت مخدوم پاک سید اشرف جہانگیر نور اللہ مرقدہ مذہب شیعہ کے مسئلہ امامت اور عدل کے قطعی قائل نہیں ہیں جس طرح کہ علماء شیعہ امامیہ بیان کر کے مذہب اہل سنت والجماعت کا بطلان کرتے ہیں۔

حضرت شیعوں کے بارہویں امام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ کے چند لقب ہیں۔ الحجہ' القائم' المہدی' المنتظر' صاحب الزماں' اور یہ سب القاب شیعوں کے دیئے ہوئے ہیں۔ شیعہ روافض کے بقول آپ بارہویں اور آخری امام ہیں۔ شیعوں نے آپ کے بارے میں بہت سی لغویات گڑھ رکھی ہیں۔"

لطائف اشرفی جلد ہفتم ترجمہ اردو ص ۱۲۲ دانش بکڈپو ٹانڈہ ضلع امبیڈ نگر۔ سن اشاعت ۱۹۹۸ء

حضرت قبلہ عالم حضور سید اشرف جہانگیر نور اللہ مرقدہ چودہ معصومین کے ایک نئے نظریئے کا انکشاف فرماتے ہیں جو مذہب شیعہ امامیہ کے قطعی خلاف ہے۔

لطائف اشرفی جلد ۷ ص ۱۲۲ ترجمہ اردو' فرماتے ہیں:

"حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ بارہ اماموں کے بعد چودہ معصوم ہیں جو ان پاک نہاد بزرگوں کی اولاد ہیں اور صغر سنی میں انتقال فرما گئے۔

اول۔ محمد اکبر بن علی مرتضٰی جو دو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۲۔ عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ جن کا دو سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۳۔ قاسم بن حسین رضی اللہ عنہ بھی دو سال زندہ رہے۔

۴۔ قاسم بن حسین رضی اللہ عنہ جن کا دس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۵۔ حسین بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ چھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۶۔ قاسم بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ چھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۷۔ علی بن امام محمد باقر چھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۸۔ عبداللہ بن امام جعفر تین سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

۹۔ یحییٰ بن ہادی بن امام جعفر صادق تین سال کی عمر میں فوت ہوئے۔
۱۰۔ صالح بن موسی کاظم سات سال کی عمر میں فوت ہوئے۔
۱۱۔ طیب بن امام موسیٰ کاظم سات سال کی عمر میں فوت ہوئے۔
۱۲۔ جعفر بن امام محمد تقی چار سال کی عمر میں فوت ہوئے۔
۱۳۔ جعفر بن امام حسن عسکری تین سال کی عمر میں فوت ہوئے۔
۱۴۔ قاسم بن امام علی ہادی تین سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

اسی کتاب لطائف اشرفی جلد ۷ ص ۹۸-۹۹ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں گستاخی کرنے والا بندر بنا۔ حضرت ابو بکر صدیق کو بُرا کہنے والا سور بن گیا۔ محی الدین ابن العربی نے اپنی کتاب فتوحات میں لکھا ہے کہ ایک رافضی خنزیر کی صورت بن گیا۔ اس روایت کو حضرت مخدوم اشرف جہانگیر تسلیم کرتے ہیں۔ گویا محی الدین ابن العربی کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ دیکھو لطائف اشرفی جلد ۷ ص ۱۰۱۔

جگہ جگہ اس لطائف اشرفی میں مذہب شیعہ امامیہ کو برے الفاظ سے نوازا گیا ہے۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ جلد ۷ ص ۹۷ پر حضرت عمر کی کرامت کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ گویا کہ یہ لطائف اشرفی کی مجلدات مدح صحابہ خصوصاً خلفاء ثلاثہ سے بھری پڑی ہیں۔ لطائف اشرفی ایک تصوف کی زبردست کتاب ہے جو کہ مذہب شیعہ امامیہ کے قطعی خلاف ہے۔

حضرت محمد اشرف جہانگیر سمنانی " بروز عاشورہ' محرم میں سیدنا حسین علیہ السلام کا غم مناتے تھے اور ان ایام میں ان کی شہادت پر زار و قطار روتے تھے۔ مگر وہ زیارات[1] عاشورہ نہیں پڑھتے تھے جس میں خلفاء ثلاثہ پر کھلا تبرا ہے۔ اس زیارت کو تحفۃ العوام میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس زیارت کو امام معصوم سے منسوب کر کے ان کی

---

[1] مذہب شیعہ کے افراد جب زیارت کرنے مشہد مقدس اور کربلا جاتے ہیں تو وہاں جا کر دعاء زیارت پڑھتے ہیں جس میں خلفاء ثلاثہ پر کھلا تبرا ہوتا ہے۔ ان صوفیہ نے زیارات کے لئے یہ انداز اختیار نہیں کیا۔ اگر یہ حضرات ان کی درگاہوں پر گئے ہیں تو اپنے اہل سنت والجماعت کے طریق پر اپنے لئے اور ان کی مغفرت کی دعائیں پڑھتے ہیں نہ کہ صحابہ پر تبرا پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

ذات والا صفات کو انتہائی بدنام کیا گیا ہے۔

حضرت حسین علیہ السلام کی یاد منانا اور ان کی مصیبت پر رونا' یہ علامت شیعہ امامیہ ہر گز ہر گز نہیں ہے بلکہ ان کی شخصیت کو یاد کر کے رونا حسینؓ کی محبت کی نشانی ہے اور یہ اہل سنت والجماعت ہونے کی زبردست نشانی بھی ہے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ خاندان چشتیہ میں بیعت ہیں ان کے سلسلہ روحانیت میں امام الاولیاء سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی موجود ہے۔ خواجہ حسن بصریؒ کو تمام شیعہ مجتہدین اپنے ائمہ معصومین کی احادیث کی روشنی میں کافر' زندیق سامری تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس سلسلے میں حوالے پہلے گذر چکے ہیں۔ ان تمام حوالوں سے بخوبی ثابت اور روشن ہے کہ حضرت مخدوم روافض سے مکمل نفرت کرتے تھے اور فقہ حنفی پر کاربند تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اسی لطائف اشرفی میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کی بے پناہ مداح سرائی فرمائی ہے۔

دنیائے شیعت کے تمام علماء مجتہدینؒ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک بھی کتاب علم تصوف پر مذہب شیعہ میں نہیں لکھی گئی ہے اور نہ کوئی صوفی ہوا۔ برعکس اس کے علماء شیعہ یہی تسلیم کرتے ہیں کہ علم تصوف پر مذہب اہل سنت والجماعت کے علماء نے سیکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کو تقیہ میں شیعہ کہنا صرف بے وقوف اور پاگل قسم کے شیعہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ اس سے ان کے اپنے مذہب شیعہ امامیہ کا مذاق ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم نے یزید کو قابل لعن ضرور لکھا ہے۔ مذہب اہل سنت میں اس پر لعنت اختلافی مسئلہ ہے۔ اگر کوئی صوفی یا غیر صوفی سنّی مسلمان اس پر لعنت کرتا ہے وہ ہر گز ہر گز شیعہ تصور نہیں ہوگا۔ قاضی نور اللہ شوشتری نے جن جن سنّی بزرگ صوفیائے کرام کو اپنے تجاہل عارفانہ کی بنا پر شیعہ لکھا ہے' ان کا رد خود ان کے ہی علماء / شیعہ مجتہدین نے بڑے شد و مد سے کیا ہے جن کے ثبوت کے لیے مذہب شیعہ کی کتب کے انبار لگے ہیں۔

Marfat.com

جو شیعہ عالم، کسی سنی صوفی بزرگ کو شیعہ کہتا ہے اس کو صرف پاگل اور پرلے درجے کا بے وقوف اور جاہلوں کا سردار اور دھوکے باز تصور کیا جائے۔

میں اپنی اس ناچیز تاریخ کو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس رباعی پر ختم کرتا ہوں:

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آلِ رسول

ختم شد

توفیق احمد قادری چشتی امروہوی
جوتی باپھولے نگر۔ یوپی

Marfat.com

فتوے 'نذرانۂ عقیدت' کتابیات اور حرفِ آخر

فتوے:

مذہب شیعہ امامیہ کے ایرانی مجتہد اعظم شریعت مداری کا فتویٰ کہ پیری مریدی مذہب شیعہ میں ناجائز ہے' اس فتویٰ کا ذکر میں اسی کتاب کے صفحہ 30 پر کر چکا ہوں۔ اب اصل عبارت کی نقل کے ساتھ اگلے صفحات میں اس فتویٰ کا عکس بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔

فتویٰ نمبر ۹۱۲۸ صادر شد تاریخ ۱۹ر فروری ۱۹۷۶ء

بنام خدا

مجتہد اعظم آیۃ اللہ العظمی الحاج آقای سید محمد کاظم شریعت مدار مدظلہ العالی لطفاً راجع بہ مسائل ذیل فتویٰ مرحمت فرمائید

مسئلہ نمبر۔۱ : بیعت سید مثل طریق صوفیہای اہل سنت در مذہب اثنا عشری جائز است یا خیر؟

سائل توفیق احمد امروہہ ہند

بسمہ تعالیٰ

بیعت مخصوص امام علیہ السلام است و سید بیعت ندارد۔

مسئلہ ۲ بیعت و تقلید چہ فرقی دارد؟ تقلید در احکام است و بیعت در موضوعات است و مجتہد احکام را بر طبق استنباط بیان می کنند و مقلد باید عمل کند ولی تبعیت در چنگ حکم موضوعات بہم دیگری است کہ مخصوص پیغمبر اکرم و امام است۔

سید محمد کاظم شریعت مدار

مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشری مجتہد اعظم علی نقی کا فتویٰ پیری مریدی' جس کا ذکر میں صفحہ 30 پر کر چکا ہوں' شیعہ مفتی کی عبارت بجنسہ نقل کرتا ہوں۔

(سوال)

۷۸۶

۱۱۰

۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء امامیہ اثنا عشریہ اس مسئلہ میں جو حضرات پیری مریدی کرتے ہیں جیسا کہ طریقہ صوفیہ اہل سنت میں رائج ہے یعنی کوئی شخص کسی سید سے بیعت ہو جائے کیا یہ طریقہ بیعت مذہب امامیہ میں جائز ہے یا نہیں؟ ائمہ معصومین کے اس بارے میں کیا اقوال ہیں؟

Marfat.com

۲۔ بیعت اور تقلید میں کیا فرق ہے؟
(جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ بیعت کا طریقہ جو بحیثیت پیر و مرید کے رائج ہے فقہ جعفری میں کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔

۲۔ تقلید کے معنی ایک پرہیزگار و دیندار مسائل شرعیہ کو دلائل سے خود کو سمجھنے کی قابلیت رکھنے والے عالم سے مسائل کو معلوم کرے۔ان مسائل پر عمل کی پابندی کا نام ہے اور بیعت کسی ایسے شخص کہ جسے یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ اللہ سے زیادہ تعلق رکھتا ہے احکام کی پیروی کا معاہدہ اور اسے اپنے اور خدا کے درمیان ذریعہ سمجھنے کا کام ہے جس کے خاص رسمی طریقے ہیں۔ تقلید کے لئے ایسے کسی طریقے اور رسم کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جس کا مقلد ہوا ہے اس کے پاس جانے اور اسے اطلاع دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔والسلام

علی نقی النقوی
۲۴ر محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

مذہب شیعہ امامیہ میں بعد انتقال کسی مجتہد شیعہ امامیہ کو کبھی لقب شاہ ولایت سے ملقب نہیں کیا گیا۔اس مسئلے کے لئے پروفیسر مجتہد سید کلب عابد لکھنوی شیعی کی تحریر بجنسہ ہی نقل کی جاتی ہے جس کا ذکر اسی کتاب کے شروع میں کر چکا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر 82437
پروفیسر سید کلب عابد
امام جمعہ لکھنؤ جوہری محلہ لکھنؤ ہندوستان

مکرمی سلام علیکم
آپ کا خط ملا جس میں آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ ولی اللہ اور شاہ ولایت کسی غیر معصوم کو کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟
میرے علم میں کسی مجتہد کے لئے شاہ ولایت کا استعمال اس کے انتقال کے بعد نہیں ہے۔
فقط سید کلب عابد ۱۱ر نومبر ۱۹۸۶ء

Marfat.com

لطفا راجع به مسائل ذیل فتوی مرحمت فرمائید :

مسئله ۱ : بیعت سید مثل طریق صوفیهای اهل سنت درمذهب اثنا عشری جائـــز است یا خیـــر ؟

بسمه تعالـــی

بیعت مخصوص امام علیه السلام است وسید بیعت ندارد .

مسئله ۲ : بیعت و تقلیـــد چه فرقی دارد ؟

تقلید در احکام است وبیعت در موضوعات است و مجتهد احکام را بر طبق استنباط بیان میکند ومقلد باید عمل کند ولی تعهد در چنین موضوعات تعهد بکری است که مخصوص پیغمبر اکرم وامام است .

سید محمد کاظم شریعتمدار

سائـــل

توفیق احمد امروهه هنـد

Marfat.com

BY AIR MAIL

دایره انتشارات دار التبلیغ اسلامی
« قم »

Mr. Taufiq Ahmad,
Prop: NATIONAL BOOK DEPOT
Amroha. (Muradabad) U.P.
INDIA.

IRAN
POST
31824

بنام خدا

مجتهد اعظم آیه الله العظمی الحاج آقای سید محمد کاظم
شریعتمدار مد ظله

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت:

منقبت بہ شان والا صفت امیر طریقت امام شریعت

مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایتؒ حامل سنت علیہ الرحمت

حافظ جنید اکرم فاروقی امروہوی

بشنوید احباب ایک روز سعید — در خیالم جنتے آمد پدید
واہ آں نظارہ ہائے دل کشا — دل نواز و دل فروز و دل ربا
آں زمین لالہ زار و سبزہ زار — آں فضائے خوشنما و خوش گوار
آں روش، آں آب جوئے خوش خرام — ساحلش خوش منظر آبش سیم فام
آں بہار لالہ ہائے رنگ رنگ — بود از دیدش نگاہ و عقل دنگ
آں رہور اصفریں و احمریں — آں ہوائے مشک بو و عنبریں
آں چمن زار آں بہار جاوداں — آں طیور خوش نوا آں گلستاں
درمیانش بود قصرے مرمریں — باب ہا زریں ستونہا گوہریں
آں حریم از جلوہ ہا معمور بود — بے گماں از نور حق پُر نور بود
دیدم آنجا نیک مَردے پاکباز — خوش جمال و خوش لباس و خوش طراز
چہرہ اُو منبع انوار بود — آں محل از وے تجلی زار بود
آں مطہر نفس پاکیزہ وجود — بر سریرِ سیم آرامیدہ بود
من بہ پُرسیدم ز دربان ارم — این کدام اند اے نگہبانِ ارم
گفت ایں شاہ ولایت اے نیک نام — شان او عالی گہر والا مقام
باز حورے نغمۂ آغاز کرد — خوش دماغ از گرمیٔ آواز کرد

جناب شاہ ولایت ولی دین مبیں — جناب شاہ ولایت امیر شرع متیں
جناب شاہ ولایت وہ صاحب اسرار — وہ جن کی مرقد عالی ہے منبع انوار
تجلیاتِ مبارک جیسے غلاف کریں — وہ ارض پاک فرشتے جہاں طواف کریں
جناب شاہ ولایتؒ وہ مجمع اشفاق — وہ جن کا روضۂ اقدس ہے مرجع آفاق

Marfat.com

مزار پاک کہ اغیار احترام کریں | وہ سرزمین ستارے جسے سلام کریں
جناب شاہ ولایتؒ وہ جام حق آشام | حیات پاک ہے جن کی نمونۂ اسلام
وہ افتخار طریقت وہ نازش عرفاں | وہ اعتبار شریعت وہ بارش ایماں
وہ جن کے نور سے روشن سیاہ رات ہوئی | وہ جن کے فیض سے شاداب کائنات ہوئی
کردم استفسار زاں حور ارم | تو مراگو مشرب ایں ذی حشم
اہل دنیا داستانہا ساختند | رتبہ او شانِ او نشناختند
چیست دین و مذہب عالیجناب | او مرا داد ایں جواب با صواب
جناب شاہ ولایتؒ ولی باری ہیں | جہاں میں آج بھی جن کے فیوض جاری ہیں
ہے ان کی زندگی عکس سلیقۂ نبویؐ | انھوں نے زندہ رکھا ہے طریقۂ نبویؐ
وہ متبع ہیں ابوبکرؓ کے عمرؓ کے ولی | وہ معتقد ہیں غنیؓ کے تو جانشین علی
ملی ہے ورثہ میں ان کو ولایت علویؓ | مزید فضل و شرف ہیں حسینؓ و حسنؓ
محب پیر و اصحاب والی رحمت | جنید شاہ ولایت ہیں حامل سنت

۱۴۰۶

☆☆☆

قطعۂ تاریخ

حافظ جنید اکرم فاروقی

فارق کفر و حق ہوئی ثابت | یہ کتابِ دلائل و حجت
قامع کفر و ناسخ باطل | قاطع کذب و ماحیٔ بدعت
ثابت حق و شاہد ایماں | کاشف صدق حامیٔ سنت
مشعل صدق و حق ہوئی روشن | چھٹ گئی کفر و کذب کی ظلمت
پڑھ کے میں نے یہ لاجواب کتاب | سال تاریخ کی جو کی نیت

سر کافر اُڑا کے ہاتف نے
کہا لکھیے "ثبوت سنیت"

۱۴۲۸ھ۔۲۰
۱۴۰۸

Marfat.com

ثبوت متین

۱۴۰۸ھ

قطعاتِ تاریخ محمد یونس آحد

۱۹۸۸ء

سوچنے تاریخ بیٹھا جبکہ ہنگام سحر
غوطہ زن بحر معانی میں ہوا با شعر تر
ہوگئی حافظ کو بھی توفیق مصرعہ مل گیا
اہل سنت شاہ ولایتؒ دیکھیں "انوار نظر"

حضرت شاہ ولایت اہل سنت واہ وا
برخلاف اُن کے جو سمجھے ہے وہ آتش زیرپا
تم بھی حافظ کہو مصرعہ اک تاریخ کا
ہے "ثبوت" اس کا "بصحت" بے شبہ اور برملا

حافظا تاریخ لکھ مصرعہ ہو پُر نور و مبیں
ہے. ثبوت اہل سنت بالا برتر مومنیں
اس سے زیادہ کیا بتاؤں تجھ کو میں اے مدّعی
اہل سنت شاہ ولایت حقاً حقا بالیقیں

۱۴۰۸ھ

Marfat.com

کتابیات:

مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی فہرست کتب

جن سے اس کتاب کی تیاری میں مدد لی گئی ہے

۱۔ اصول الکافی' مؤلفہ شیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی الرازی المتوفی ۳۲۹ھ ترجمہ اردو مولوی ظفر حسن امروہوی۔ کراچی پاکستان۔

۲۔ الشہاب الثاقب فارسی' مصنفہ مولوی دلدار علی لکھنوی' المتوفی ۱۲۳۵ھ مطبوعہ مجمع البحرین' لدھیانہ پنجاب۔

۳۔ احتجاج طبرسی عربی' مطبوعہ طہران۔

۴۔ اجناس الجناس ملقب بالمرصع عربی' مفتی محمد عباس لکھنوی۔

۵۔ انوار نعمانیہ فارسی' نعمت اللہ جزائری المتوفی ۱۱۱۲ھ۔

۶۔ استقصاء الافہام فارسی' مؤلفہ مولوی حامد حسین المتوفی ۱۳۰۶ھ مطبع بحرین' لدھیانہ

۷۔ آفتاب صداقت اردو' از محمد عسکری صاحب امروہوی ۱۹۳۳ء

۸۔ اوقات نماز قرآن' از سید علی الرضوی گوپلوری

۹۔ آب حیات' از مولوی محمد حسین آزاد دہلوی المتوفی ۲۲ر جنوری ۱۹۱۰ء

۱۰۔ انجمن وظیفہ سادات و مومنین کا گولڈن جوبلی نمبر ۱۹۱۲ء

۱۱۔ امجد علی شاہ اودھ کا متشرع چوتھا بادشاہ مؤلفہ سبط محمد نقوی اکبر پوری ضلع فیض آباد ۱۹۷۶ء

۱۲۔ اسرار و افکار' علامہ نجم آفندی صدر انجمن خیال ادارہ قدر ادب بزم محبان امجد حیدر آباد ۱۹۷۱ء

۱۳۔ تنبیہ الغافلین' فارسی مولفہ مولوی دلدار علی مکتوبہ ۱۲۴۵ھ قلمی مملوک خدابخش لائبریری' پٹنہ۔

۱۴۔ انوار امامت تا قیامت' ترجمہ حدیقۃ الشیعہ' مطبع کراچی' پاکستان

۱۵۔ العزاء فی مصیبۃ سید الشہداء از مولوی احمد صاحب' لاہور

Marfat.com

۱۶۔ اصول ارکان دین، مولانا سید علی نقی لکھنوی

۱۷۔ اسپرٹ آف اسلام، جسٹس سید امیر علی

۱۸۔ تحفۃ الصالحین، اردو مولوی امداد حسن مطبوعہ سلطانی ۱۲۶۷ھ

۱۹۔ تعارف سادات امروہہ ودہلی اردو مرتبہ جرار حیدر عابدی ایم اے پی جی ڈپ ایڈ

۲۰۔ تذکرہ مجیدیہ دراحوال شہید، سبط الحسن الہنسوی مطبوعہ ۱۹۶۲ء

۲۱۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین، اردو مؤلفہ مظہر حسن سہارنپوری۔

۲۲۔ تاریخ واسطیہ، اردو رحیم بخش در مطبع گلزار مراد آباد ۱۳۲۲ھ

۲۳۔ تاریخ اصغری، اردو اصغر حسین نقوی امروہوی

۲۴۔ تحفۃ العوام، مؤلفہ مولوی حاجی علی حسن مطبوعہ نول کشور لکھنؤ

۲۵۔ تحفظ شیعت، اردو اشرف حسین ایڈوکیٹ لکھنؤ، المتوفی ۲۰ر فروری ۱۹۸۷ء

۲۶۔ تاریخ اسلام، اردو مؤلفہ ذاکر حسین رمزی جعفری دہلوی۔

۲۷۔ تذلیل النصاب فی رد الطبقات، اردو مطبوعہ مجمع البحرین لدھیانہ پنجاب۔

۲۸۔ جامع التشبیہات فارسی رد تصوف ابن الحسن الجیلانی، ابوالقاسم المتوفی ۱۲۱۳ھ مطبوعہ طہران ۱۳۱۱ھ

۲۹۔ شیخ جیلانی، از مولانا اظہار الحسنین صدر الافاضل مطبوعہ اصلاح کھجواسارن۔

۳۰۔ چودہ ستارے، نجم الحسن کراروی

۳۱۔ حدیقۃ الشیعہ فارسی علامہ مقدس اردبیلی المتوفی ۹۹۳ھ مطبوعہ طہران ۱۲۴۵ھ

۳۲۔ حدیقۃ سلطانیہ فارسی مصنفہ سید حسین لکھنوی در مطبع سلطانی لکھنؤ ۱۲۶۲ھ

۳۳۔ حقیقت تقویٰ، عبدالحسین دست غیب شیرازی

۳۴۔ خطاب فاضل فارسی، مصنفہ مفتی محمد عباس مطبوعہ مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۶ھ

۳۵۔ داستان سعودی المعروف بہ داستان غم حصہ اول مطبوعہ سرفراز پریس لکھنؤ ۱۹۲۱ء

۳۶۔ ذوالفقار فارسی رد تصوف، مصنفہ مولوی دلدار علی لکھنوی مطبوعہ مجمع البحرین لدھیانہ پنجاب۔

۳۷۔ رپورٹ وظیفہ سوسائٹی، ماہ محرم ۱۹۶۳ء - ۱۹۶۲ء

Marfat.com

۳۸۔ رسالہ الحافظ' نمبر ۵ جلد چہارم بابت مئی ۱۹۲۸ء
۳۹۔ رسالہ الواعظ' ماہ مارچ ۱۹۲۳ء و ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء و ماہ مارچ ۱۹۳۳ء
۴۰۔ اصلاح اردو' ماہ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ کھجوا' ضلع سارن صوبہ بہار
۴۱۔ رسالہ اصلاح' ربیع الاول ۱۳۲۶ھ
۴۲۔ رسالہ اصلاح اردو ماہ محرم ۱۳۲۴ھ کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار
۴۳۔ رسالہ عرفان' اردو ل ۱۹۳۱ء ایڈیٹر ذاکر حسین انبالہ۔
۴۴۔ رسالہ سہیل یمن' اردو' رجب ۱۳۵۲ھ جلد ۷۔
۴۵۔ رسالہ ندائے اسلام' ایرانی پرچہ اردو ستمبر ۱۹۸۲ء
۴۶۔ راہ اسلام' ایرانی پرچہ اردو ستمبر ۱۹۸۲ء
۴۷۔ رسالہ الواعظ' ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء
۴۸۔ روح اسلام' سید داؤد حسین
۴۹۔ رسالہ اعتقادیہ' اردو شیخ صدوق ۳۸۱ھ
۵۰۔ "رافضی" اردو مصنفہ مولوی سلمان حیدر مجتہد العصر نوگانوی ضلع مراد آباد مطبوعہ سرفراز پریس' لکھنؤ۔
۵۱۔ سیر العارفین ذکر الکاملین اردو' محمد محسن نقوی ساکن محلہ پچدرہ امروہہ ۱۲۹۹ھ
۵۱۔ سیف حسینی اردو مولوی مرزا باقر بیگ مطبع یوسفی دہلی۔
۵۲۔ سادات امروہہ' ایک تعارف مطبوعہ پاکستان۔
۵۳۔ مسلک اعتدال۔ ڈاکٹر موسیٰ موسوی' عراق
۵۴۔ شہید ظلم' اردو مصنفہ مولوی صفی پوری ایم اے مطبوعہ یونائیٹڈ پریس لکھنؤ ۱۹۷۰ء
۵۵۔ شاہکار حیدر آباد کا شہید ثالث نمبر ۱۹۲۷ء
۵۶۔ شجرات سادات امروہہ' از مولوی محمد بشیر حسن نقوی مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس کراچی۔ پاکستان
۵۷۔ شمس الضحیٰ شیخ احمد ساکن دیوبند۔
۵۸۔ صوارم الالٰہیات فارسی' مصنفہ مولوی دلدار علی لکھنو رد تصوف مطبع مجمع

Marfat.com

البحرین لدھیانہ پنجاب۔
۵۹۔ صلاح و فساد اردو' مصنفہ شہید صفی پوری ایم اے مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ ۱۹۷۰ء
۶۰۔ ضمیمہ قرآن اردو' مولوی مقبول احمد دہلوی در مطبع کتب خانہ حیدری' بمبئی۔۹
۶۱۔ عین الحیات فارسی رد تصوف' مصنفہ علامہ مجلسی اصفہانی التوفی ۱۱۱۱ھ
۶۲۔ عماد السعادت فارسی' مصنفہ غلام علی لکھنؤ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۲۸۱ھ
۶۳۔ فوائد دینیہ اردو' مصنفہ سید باقر علی' مطبع اثنا عشری دہلی۔
۶۴۔ قرآن پاک مترجم' اردو مولوی مقبول احمد دہلوی۔
۶۵۔ قصص العلماء فارسی' از محمد سلیمان تنکا ئنی مطبوعہ ایران۔
۶۶۔ قدیم لکھنؤ کی آخری بہار' مصنفہ مرزا محمد جعفر حسین مطبوعہ ترقی اردو بیورو نئی دہلی ۱۹۸۱ء
۶۷۔ رسالہ الفوز الشیعہ' کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار۔
۶۸۔ گولڈن جوبلی حسین ڈے' محلّہ مجاپوتہ امروہہ ۱۹۷۹ء
۶۹۔ مجالس المومنین فارسی' مصنفہ قاضی نور اللہ شوشتری اکبر آبادی التوفی ۱۰۱۹ھ در مطبوعہ طہران۔
۷۰۔ مجالس المومنین' اردو مصنفہ قاضی نور اللہ شوشتری اکبر آبادی التوفی ۱۰۱۹ھ
۷۱۔ مثنوی من و سلویٰ' فارسی مصنفہ مفتی محمد عباس لکھنوی۔
۷۲۔ ملاقات امام اردو' مصنفہ سید محمد مجتہد العصر امروہوی مطبوعہ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ' لاہور۔
۷۳۔ مثنوی برق لامع اردو' مرزا جعفر فصیح مشہور مرثیہ گو شاعر لکھنؤ مطبوعہ سلطانی لکھنؤ ۱۲۲۲ھ
۷۴۔ مطلع الانوار' مرتبہ حجتہ الاسلام مرتضیٰ حسین مطبوعہ پاکستان کراچی ۱۹۸۱ء
۷۵۔ مصباح الظلم و ایضاح المبہم' اردو مصنفہ مولوی امداد امام اثر التوفی ۱۳۵۳ھ
۷۶۔ مرثیہ میر انیس لکھنوی' جلد دوم مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ۔

Marfat.com

۷۷۔ نجوم السماء فارسی، مصنفہ مرزا محمد علی لکھنوی مطبوعہ ۱۳۰۳ھ

۷۸۔ نہج البلاغہ، مترجمہ اردو انصار حسین رضوی ماہلی احباب پبلشرز مقبرہ عالیہ گولہ گنج، لکھنؤ۔

۷۹۔ نزہۃ اثنا عشریہ، مرزا محمد بن مرزا عنایت دہلوی۔

۸۰۔ ہندوستانی اسلامی تہوار، اردو جناب امام مرتضیٰ نقوی امروہوی، نسیم بک ڈپو لکھنؤ۔

۸۱۔ ہزار سالہ تاریخی حقائق، سید علی اکبر ۱۹۸۹ء مطبوعہ پاکستان

۸۲۔ الاتحاد ہال نمبر مرتبہ معصوم حیدر نقوش نقوی امروہوی اتحاد کمیٹی کورنگی کراچی، پاکستان ۱۹۸۰ء

Marfat.com

مسلمانوں کی فہرست کتب

جن سے اس کتاب کی تیاری میں مدد لی گئی

۱۔ قرآن مجید مترجم اردو شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ
۲۔ قرآن مجید مترجم اردو شیخ الہند حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ
۳۔ اخبار الاخیار ترجمہ اردو' مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی' المتوفی ۱۰۵۲ھ مطبوعہ دہلی۔
۴۔ "اسراریہ کشف صوفیہ" ۱۰۶۸ھ فارسی مصنفہ سید محمد کمال نقشبندی مملوکہ نیشنل میوزیم نئی دہلی۔
۵۔ آئینہ عباسی اردو' از مولوی محب علی خاں امروہوی مطبوعہ ۱۲۹۲ھ
۶۔ ارباب التقیٰ و اعلام الھدیٰ' ترجمہ اردو مصنفہ شیخ شہاالدین عمرسہروردی رحمتہ اللہ علیہ مطبوعہ دہلی۔
۷۔ المجمع الوسیط لغت عربی
۸۔ احکام شریعت اردو جلد اول از مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہٗ المتوفی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء
۹۔ ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعت اردو' از مولانا محمد منظور نعمانی الفرقان بک ڈپو لکھنؤ
۱۰۔ الخصائص الکبریٰ ترجمہ اردو مصنفہ عبدالرحمٰن جلال الدن سیوطی' المتوفی ۹۱۱ھ مطبوعہ پاکستان
۱۱۔ اخبار ہفت روزہ' نئی دنیا' نئی دہلی
۱۲۔ اخبار سیاست' کانپور
۱۳۔ الطبقات الکبریٰ ترجمہ اردو مصنفہ عبدالوہاب الشعرانی رحمتہ اللہ علیہ' المتوفی ۹۷۳ھ' مطبوعہ پاکستان
۱۴۔ اصطلاحات صوفیہ اردو' مصنفہ فرید احمد صمدی چشتی دہلوی ۱۹۲۹ء
۱۵۔ آب کوثر پروفیسر شیخ محمد اکرام لاہوری مطبوعہ تاج کمپنی دہلی

Marfat.com

۱۶۔ آثار الصنادید سر سید احمد خاں دہلوی
۱۷۔ اذکار ابرار اردو مترجم گلزار ابرار مصنفہ محمد غوثی شطاری مانڈوی' مطبوعہ لاہور
۱۸۔ آئین اکبری' علامہ فیضی' ترجمہ اردو حیدر آباد
۱۹۔ انفاس العارفین اردو مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلی رحمتہ اللہ علیہ' المتوفی ۱۱۷۶ھ
۲۰۔ انسان کی حقیقت' مولانا قاری محمد طیب" دار العلوم دیوبند
۲۱۔ بہار شریعت اردو از مولانا امجد علی شاہ رضوی رحمتہ اللہ علیہ اعظم گڑھی
۲۲۔ بہشتی زیور اردو' مولانا اشرف علی چشتی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ
۲۳۔ بوستان سعدی فارسی' شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ' المتوفی ۶۹۰ھ
۲۴۔ بزم صوفیہ اردو' از سید صباح الدین عبدالرحمٰن معارف اعظم گڑھ۔ یو۔ پی
۲۵۔ برصغیر میں تصوف' خدابخش لائبریری پٹنہ
۲۶۔ پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں' ڈاکٹر عبدالمجید سندھی پاکستان
۲۷۔ تاریخ امروہہ اردو' از محمود احمد عباسی امروہوی
۲۸۔ تاریخ سادات امروہہ از سید خصال احمد نقوی امروہوی مرحوم' مطبوعہ ۱۹۳۴ء استیم پریس حیدر آباد دکن
۲۹۔ تذکرۃ الکرام اردو' از محمود احمد عباسی امروہوی
۳۰۔ تحقیق الانساب اردو' از محمود احمد عباسی امروہوی
۳۱۔ تقویۃ الایمان اردو' از مولوی شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
۳۲۔ تحفۂ اثنا عشریہ ترجمہ اردو' مصنفہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ' المتوفی ۱۲۳۹ھ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ' کراچی
۳۳۔ تاریخ فیروز شاہی مصنفہ ضیاء الدین برنی مترجم ڈاکٹر معین الحق' مطبوعہ پاکستان
۳۴۔ تاریخ فیروز شاہی' سراج الدین عفیف دہلوی
۳۵۔ تاریخ طبقات ناصری' حافظ ابو عمر منہاج الدین عثمان المعروف بہ منہاج م ۶۵۸ھ
۳۶۔ تذکرہ علماء ہند مصنفہ رحمان علی کنبوی ترجمہ اردو' مطبوعہ پاکستان کراچی

Marfat.com

۳۷۔ تذکرۂ بہاؤالدین زکریا ملتانی اردو' مؤلفہ نوراحمد خاں فریدی' مطبوعہ علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب لاہور' ۱۹۸۰ء
۳۸۔ تاریخ اسلام حصہ چہارم خلافت عباسیہ جلد دوم از شاہ معین الدین ندوی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ۔یو۔پی
۳۹۔ تاریخ الاطباء اردو' ڈاکٹر غلام جیلانی' مطبوعہ لاہور
۴۰۔ تاریخ دیوبند اردو' از سید محبوب رضوی
۴۱۔ تذکرۃ المصنفین والمولفین از پروفیسر اختر راہی' لاہور
۴۲۔ تذکرہ حالات مشائخ کاندھلہ' از مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ
۴۳۔ تاریخ فرشتہ ترجمہ اردو جلد دوم از محمد قاسم' مطبوعہ دیوبند
۴۴۔ تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
۴۵۔ تذکرہ علماء پنجاب' از اختر راہی' مکتبہ رحمانیہ' لاہور' ۱۹۸۱ء
۴۶۔ تاریخ اولیائے گجرات' ترجمہ جرات احمدی از علی محمد خاں بہادر ۱۱۷۶ھ ترجمہ سید ابو ظفر ندوی
۴۷۔ تاریخ تفسیر و مفسرین مؤلف پروفیسر غلام احمد حریری مطبوعہ دہلی ۱۹۸۵ء
۴۸۔ تذکرۃ العارفین جناب ضیاء علی خاں اشرفی بدایوں
۴۹۔ ثمرات القدس من شجرات الانس قلمی مولفہ مرزا لال بیگ ۱۰۱۷ھ
۵۰۔ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی از پروفیسر خلیق احمد نظامی' مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
۵۱۔ حدیقتہ الاولیاء از مفتی غلام سرور لاہوری مطبوعہ منشی نول کشور لکھنو' ۱۹۰۶ء
۵۲۔ ذکر سادات امروہہ اردو' از سید تلمیذ الدین نقوی الواسطی امروہوی
۵۳۔ رسائل النجم لکھنو' ایڈیٹر مولانا عبدالشکور لکھنوی
۵۴۔ رام پور رضا لائبریری جرنل نمبر ۳ 'در ۱۹۹۶ء
۵۵۔ سفرنامہ ابن بطوطہ ترجمہ اردو رئیس احمد جعفری مصنفہ شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابو عبداللہ الطبنجی رحمتہ اللہ علیہ' المتوفی ۷۷۹ھ
۵۶۔ سیر العارفین فارسی از جمال الدین کنبوی بعہد ہمایوں

Marfat.com

۵۷۔ سبع اسرار فی مدارج الاخبار از مرتبہ خواجہ محمد معصوم نقشبندی دہلوی
طبع ۱۳۰۳ھ ۱۸۹۶ء لاہور
۵۸۔ سیرت النبی ابن ہشام المتوفی ۲۱۸ھ ترجمہ اردو مطبوعہ دہلی
۵۹۔ سراج الفقراء از سید امام الدین احمد حسنی القادری
۶۰۔ سفر نامہ داستان جہاں فارسی' از ابور جا محمد 'مطبوعہ دکن
۶۱۔ سوانح حیات حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری مدنی
لاہور محمد دین کلیم قادری
۶۲۔ سیر الاولیاء اردو از سید محمد میر مبارک خورد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ
۶۳۔ سراج المجالس ترجمہ خیر المجالس از مولانا حمید قلندر دہلوی مطبوعہ ۱۳۴۷ھ
۶۴۔ شجرہ روحانیت مرتبہ حضرت قبلہ مولانا الحاج حافظ قاری مفتی سید محمد خلیل
رحمتہ اللہ علیہ امروہوی
۶۵۔ صلاح ذات البین بیان الزوجین طبع مفید عام' آگرہ
۶۶۔ ضرب کلیم علامہ سر محمد اقبال المتوفی ۱۹۳۸ء
۶۷۔ عوارف المعارف ترجمہ اردو از شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ'
المتوفی ۶۳۲ھ ترجمہ شمس بریلوی مدظلہ العالی' مطبوعہ پاکستان
۶۸۔ علم الفقہ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ
۶۹۔ غنیۃ الطالبین ترجمہ اردو' مصنفہ سیدنا غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی حنبلی
رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۲ھ
۷۰۔ فوائد الفواد اردو ترجمہ از امیر حسن سجزی دہلی رحمتہ اللہ علیہ
المتوفی ۷۳۶ھ' پاکستان
۷۱۔ فرہنگ آصفیہ 'سید احمد خاں دہلوی
۷۲۔ قانون شریعت اردو مولانا شمس الدین جونپوری
۷۳۔ فیوضات وزیریہ مولانا وحید الدین خاں رام پوری
۷۴۔ کشف المحجوب ترجمہ اردو از داتا گنج بخش ہجویری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ'

Marfat.com

ترجمہ فضل الدین گوہر لاہور

۷۵۔ کلیات شیخ سعدی، مطبع نول کشور، لکھنؤ

۷۶۔ گرانمایہ مثنویات تصوف از مولوی احمد حسن خاں نقشبندی امروہوی

۷۷۔ گلستاں از شیخ سعدی سہروردی نوراللہ مرقدہٗ

۷۸۔ گلدستہ سادات امروہہ، سید امان علی و مستجاب علی نقوی امروہوی، کراچی

۷۹۔ لطائف اشرفی سید اشرف جہانگیر سمنانی، ترجمہ اردو

۸۰۔ مقاصد العارفین مؤلفہ شاہ عضد الدین محمد چشتی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ

۸۱۔ مقدمہ شاہ ولایت امروہہ منصفی امروہہ و مراد آباد ۱۹۳۹ء لغایت ۱۹۴۱ء

۸۲۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اردو مولفہ محمد ایوب قادری بدایونی مرحوم

۸۳۔ مصباح التعرف الارباب التصوف اردو حافظ انور شاہ

۸۴۔ مشعل ہدایت یا سبائی قصر پر علمی بم مملوکہ حافظ جنید اکرم فاروقی صاحب امروہوی

۸۵۔ مآثر الکرام ترجمہ اردو مؤلفہ سید غلام علی آزاد حنفی چشتی بلگرامی المتوفی ۱۲۰۰ھ مطبوعہ پاکستان

۸۶۔ مآثر الکرام فارسی مؤلفہ سید غلام علی آزاد حنفی چشتی بلگرامی المتوفی ۱۲۰۰ھ مطبوعہ، پاکستان

۸۷۔ مفتاح التقویم از حبیب الرحمٰن خاں صابری رام پوری مطبوعہ ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی

۸۸۔ مصباح اللغات از عبدالحفیظ بلیاوی

۸۹۔ مشاہیر سندیلہ اردو چودھری نبی احمد مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی

۹۰۔ مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ

۹۱۔ مکتوبات عبدالقدوس گنگوہی ترجمہ اردو پاکستان

۹۲۔ مثنوی دولرانی، امیر خسرو دہلوی

۹۳۔ نفس مناظرہ المعروف مباحث سنی و شیعہ مؤلفہ سید نہال احمد نقوی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

۹۴۔ نفحات الانس ترجمہ اردو شمس بریلوی مؤلفہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۸۹۸ھ
۹۵۔ نصیحۃ الشیعہ اردو از مولانا احتشام الدین مراد آبادی
۹۶۔ وفیات الاخیار در مطبع شام اودھ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ
۹۷۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت جلد اول تالیف مولانا سید مناظر احسن گیلانی مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی
۹۸۔ تحقیق سید و سادات مؤلفہ محمود احمد عباسی' ناشر مکتبہ محمود' لیاقت آباد کراچی
۹۹۔ حدائق الحنفیہ۔ فقیر محمد لاہوری مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ

جنرل کتب

۱۔ دعوت اسلام ترجمہ دی پریچنگ آف اسلام' مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ' مفید عام آگرہ ۱۸۹۸ء
۲۔ تاریخ اردو ادب رام بابو سکینہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ
۳۔ قواعد اردو بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق انجمن ترقی اردو' اردو بازار دہلی
۴۔ رسالہ آجکل دہلی
۵۔ رسالہ تحریک جولائی ۱۹۷۱ء
۶۔ رسالہ کتاب لکھنؤ خاص نمبر اپریل مئی ۱۹۷۱ء
۷۔ اخبار ویر ارجن اردو دہلی مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۷۶ء

نوٹ: زیر نظر کتاب میں مذکورہ بالا تمام کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس سے حوالہ نہ لیا گیا ہو۔

Marfat.com

حرف آخر:

اعلان ضروری

جو محققین شیعہ امامیہ اثنا عشری خصوصاً وہ اولاد جو اپنے جد اعلیٰ حضرت مخدوم سید حسن شرف الدین شاہ ولایت قریشی سہروردی امروہوی نور اللہ مرقدہٗ کے دین حق اہل سنت والجماعت حنفی سے الگ ہو کر شیعہ امامیہ ہو چکی ہے' اگر میری اس تالیف کا جواب دیں تو ان کے لئے میرے دیئے گئے حوالوں کا اقرار یا انکار نمبر وار کرنا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو ہم اس کے قطعی ذمہ دار نہ ہوں گے اور ایسا کوئی جواب قطعی لائق اعتنا نہ ہو گا۔

جواب دیتے وقت ادب و تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں تو مہربانی ہو گی۔ لتہ حیض کے مصنف نے اپنا دامن تہذیب ہاتھ سے قطعی چھوڑ دیا ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے اہل علم واقف بھی ہو چکے ہیں۔ ہم کو بہ مجبوری اس لہجے میں اس کو جواب دینا پڑا ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم ایسا لہجہ ہر گز ہر گز اختیار نہ کرتے جس کا ہمیں خود بھی افسوس ہے۔ تاریخی و علمی میدان میں اپنے قلم کو انتہائی تہذیب و احتیاط سے چلانا پڑتا ہے اور مستند تاریخی شواہد کو سامنے لانا ہی ایک اچھے علم کی پہچان ہے نہ کہ جذبات میں آکر بیہودہ اور جھوٹے حوالوں سے اپنے دماغ اور دوسروں کے دماغ کو بوجھل بنانا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔

اس لتہ حیض کے مصنف ن ش ٹ نے جامع مسجد امروہہ میں نماز پڑھنے والے تمام مسلمانوں پر انتہائی گندے الفاظ مولوی محمد عبادت صاحب کے ایماء سے انتہائی رکیک انداز میں صادر فرمائے ہیں اور اپنے دماغی "قوت تخیل" کی بناء پر حضرت شاہ موصوف قدس سرہٗ العزیز جیسی بابرکت عظیم ترین روحانی بزرگ ہستی پر قلم اٹھانے کی جسارت بے جا بھی کی ہے اور آپ کی کھلی توہین بھی کی ہے۔ اس حرکت بیہودہ سے

Marfat.com

علمی اور تاریخی عوامل کو مجروح بھی کیا ہے۔ امروہہ کی یہ پہلی بکواس کتاب ہے جو امروہہ کے اہل علم کے سامنے آئی ہے اور اس شرارت میں مولوی محمد عبادت جیسی شیعہ بزرگ ہستی بھی شامل ہو گئی ہے جن کی ذات سے شہر امروہہ کے سنی باشندے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ آپ کا ذہن بھی انتہائی گندگی کے ساتھ سامنے آسکتا ہے۔ افسوس۔ میں اپنے ایک ایک حوالے کا قانونی اور اخلاقی طور پر خود ذمہ دار ہوں۔

علامہ محمد باقر مجلسی اصفہانی المتوفی ۱۱۱۱ھ اور مولوی امداد امام اثر وغیرہ نے ناشائستہ الفاظ اکابرین اہل سنت والجماعت کے لئے اپنی اپنی کتابوں میں استعمال کیے ہیں، وہی الفاظ ان کے منہ پر مار دیئے گئے ہیں جن کے ہم قانونی طور پر قطعی ذمہ دار نہیں ہیں۔

اگر کسی نے ہماری اس تالیف کے جواب میں بدزبانی اختیار کی تو ہم اس سے پیچھے نہیں رہیں گے یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے فقط۔

خادم مشرب الصوفیہ عظام واہل سنت والجماعت

توفیق احمد قادری چشتی سہروردی نقشبندی امروہوی

یکم ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ بروز شنبہ

مطابق ۲۴ نومبر ۸۷ء بروز منگل

Marfat.com

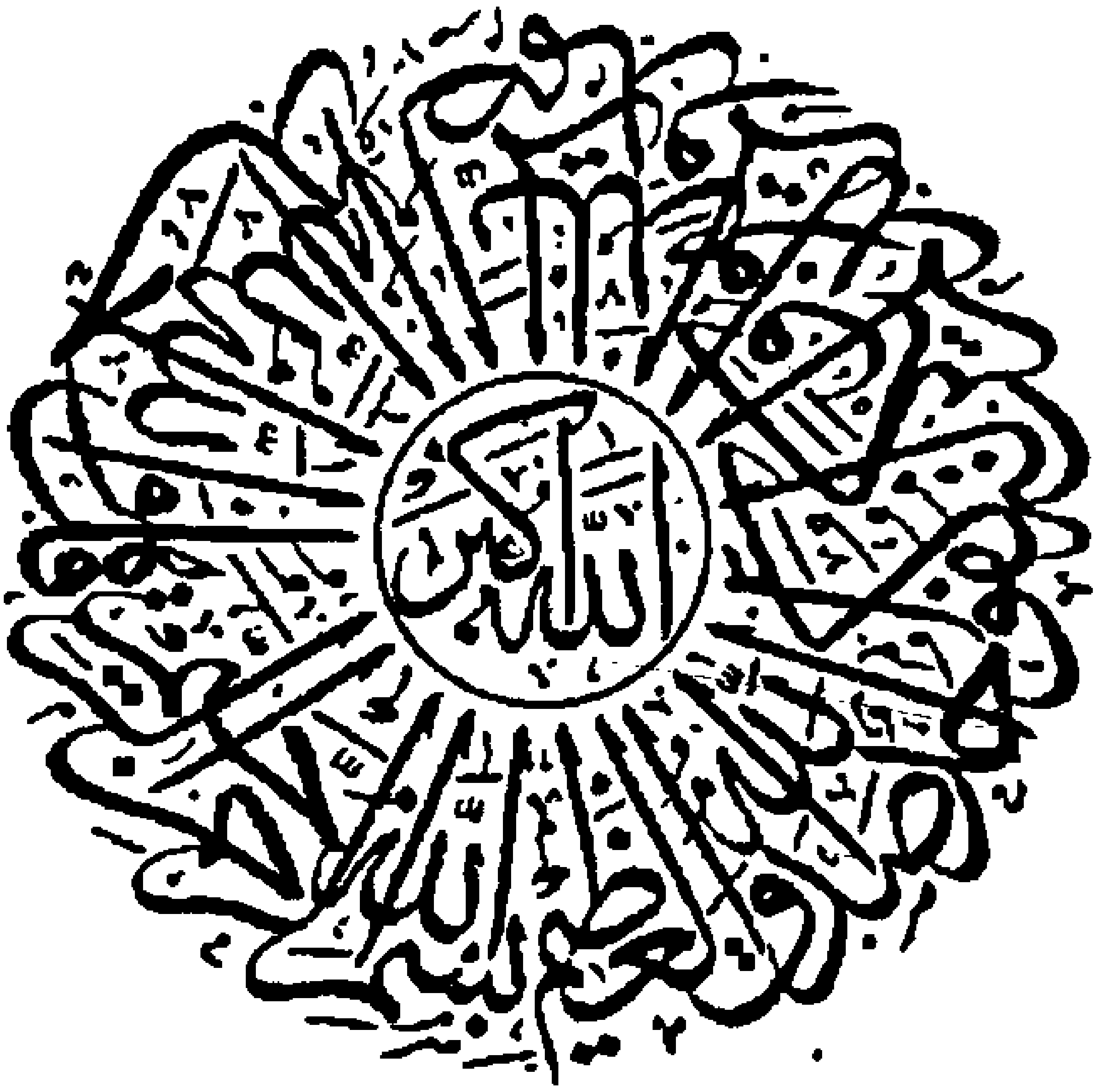

Marfat.com

Marfat.com

جناب توفیق احمد قادری چشتی امروہوی

ایک تعارف

اہل امروہہ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے جس میدان میں قدم رکھا اس میں ایک شان پیدا کی اور اس وادی میں اپنا کوئی ثانی نہ چھوڑا' جیسے تصوف کی دنیا میں شاہ عضد الدین محمد جعفریؒ صاحب مقاصد العارفین و حضرت شاہ عبدالہادی صدیقیؒ جن کے فیوض سے ایک عالم سیراب ہے۔ فن شعر گوئی میں غلام ہمدانی مصحفی' اسلامی تاریخ و فن انساب میں محمود احمد عباسیؒ' تذکرہ نگاری میں مفتی نسیم احمد صاحب فریدیؒ' نقد و تحقیق میں گرامی مرتبت پروفیسر نثار احمد فاروقی' فن طب میں حکیم صیانت اللہ صدیقیؒ' خوشنویسی میں حافظ محمد یونس صدیقی مرحوم امروہہ کی نمایاں شخصیات میں ہیں۔ ان ہی میں ایک نام جناب توفیق احمد صاحب قادری چشتی کا ہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر عربی' فارسی' اردو' ہندی اور سنسکرت کے مخطوطات کی تلاش کر کے مخطوطہ شناسی اور نوادرات کی دنیا میں خصوصی مقام حاصل کیا ہے اور پارکھ نیز کھوجی کے خطاب پائے۔ اب انہوں نے تحقیق کے تحریری میدان میں قدم رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی دوسری تصنیف آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب "قاضی نور اللہ شوشتری کا تجاہل عارفانہ" جس موضوع پر مشتمل ہے' اس پر توفیق صاحب کو عبور حاصل ہے۔ کتاب دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بھی تاریخ و تحقیق میں ایک نمایاں مقام پائیں گے۔ کتاب کی اصل قدر و قیمت تو اہل علم ہی بتائیں گے' میں نے صاحب کتاب پر دو جملے لکھنے کی اس لئے جرأت کی کہ میں انہیں بہت قریب سے جانتا ہوں اور اس فن میں ان سے اکثر کچھ نہ کچھ استفادہ کرتا رہا ہوں۔

1315

مصباح احمد صدیقی' امروہہ

Marfat.com